



ڈاکٹر ذاکر حسین لائبریری

DR. ZAKIR HUSAIN LIBRARY

JAMIA MILLIA ISLAMIA
JAMIA NAGAR

NEW DELHI

CALL NO.

Accession No.

Call No..227..208
168 E2.1

Acc.No..5.8.410..

--	--	--	--

مجموعہ فقہانہ

جلد اول

توکل علیہ تعالیٰ

یوسف علیہ السلام

جسکو

یوسف علیہ السلام

یوسف علیہ السلام

یوسف علیہ السلام

یوسف علیہ السلام

یوسف علیہ السلام

فهرست کتب موجوده مطبع یوسفی فرنگی محل کهنه

نام کتاب	نام کتاب	نام کتاب
ایضاحات لمبحث الخلفاء	عن ارتکاب الغیبه از مولانا	شرح فضیله شرح سراجیه
از مولانا محمد عبدالحلیم رحمہ اللہ	محمد عبدالحی رحمہ اللہ	مولانا محمد عبدالحی رحمہ اللہ
بیج المیزان غنیمت مولانا	سعی مشکونہ	شرح چینی غنیمت مولانا
نویسہ حکیم رحمہ اللہ	سیر و زیارات و زیار	شرح عبدالحی رحمہ اللہ
بوستان	سیر و زیارات و زیار	شرح سلیم صفت ادریات
بازرہ علم	سیر و زیارات و زیار	ایضاح تصور است
تحتیقات مرغینہ بریزا	قیام الدین عبدالباقی	شرح مائت عامل کون
از مولانا محمد عبدالحلیم رحمہ اللہ	سعی شرح شرح وقایہ از	شرح الشرح قاضی
بیان شرح میزان از مولانا	مولانا محمد عبدالحی رحمہ اللہ	شرح الاسباب جلد اول
محمد عبدالحی رحمہ اللہ	جلد اول کتاب الطہارۃ	ایضاح جلد ثانی
تفہیم العالم یعنی خستری	جلد ثانی از اسباب الاذان	شافعیہ
حیات و غیرت غنیمت مولانا	باب اسباب الطہارۃ	صدر
نویسہ محمد عبدالحی رحمہ اللہ	سعی شرح شرح	شرح حراج
غنیہ غنیمت مولانا	سعی شرح شرح	طفر الالانی جمعہ ابن الصبح
نویسہ محمد عبدالحی رحمہ اللہ	سعی شرح شرح	از مولانا محمد عبدالحی رحمہ اللہ
حکایت غنیمت مولانا	سعی شرح شرح	عمدة النصائح
نویسہ محمد عبدالحی رحمہ اللہ	سعی شرح شرح	مشکوۃ شریفین عربیہ و فارسیہ
خیالی مع حاشیہ عبدالحلیم	سعی شرح شرح	سنن ابن ماجہ
ذیل اللابی	جلد اول	قرآن شریف بطور میراث
ذکر شہنشاہ	ایضاح جلد ثانی	ہدایۃ النعمان
سامی اللابی کان	ایضاح جلد ثالث غنیمت مولانا	القیام بن مالک
الرفق و التکلیل فی الحج	ایضاح جلد رابع غنیمت مولانا	ابو داؤد و شریفین
والقدیر از مولانا محمد عبدالحی رحمہ اللہ	شرح عقائد یوسفی	محیط اعجاز کرامہ
رشیدیم شرح شریفین غنیمت مولانا	شرح ملا جامی	الفوائد البہیہ
محمد عبدالحی رحمہ اللہ	شرح تہذیب	از مولانا محمد عبدالحی رحمہ اللہ
زبر الشبان والشیبہ		

کتاب فی الحقیقه

نقد الحکمه درین مان برکت فی ان بحر عمیق است اما ای هر قسم معنی پیدا اول



بیتامه ای رحمت فی طبع العباد و محمد یوسف درین علی العنوی و ابراهیم

طبع فی الحقیقه

Kare

297.208

1432

68410
25.3.79

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون والصلوة
والسلام عليه وعلى آله وصحبه الذين سلكوا سوا سبيله كما يعرفه المؤمنون اما بعد خاكا ربيعت دار
راجي رحمة رب الباري محمد ايوب الانصاري خلف مولانا مولوي حاجي مفتي محمد يوسف
حفظ الله الحافظ عن كل بايوجبله بحسرة والاف نبیسه حضرت خاتم الفقهاء والمحدثين مولانا
المولوي حاجي حافظ ابوالحسنات محمد عبدالحی اللکنوی الفرنگی محلی نور الله مرقده وبرد منجمه
بخدمت ماہران رموز شریعت وواقفان فنون طریقت عرضہ میدہر کہ اکثر اصحابیہ تدریجہ
وارباب صدق وسداد از طرف امصار وکناف دیار خواستگار فتاوی وستمحلی جناب الیہی زمان
لوزعی دوران کثافت دقاتع معقول ومنقول حلال ہیات فروع واصول مجر دلت خاتم المیزان
مروج قانون شرع عبین کمال اللہ افضل الفضل حاجی حسین بن محمد بن حافظ کلام رب المشرقین والمغربین
جناب مولانا استادنا ابوالحسنات مولوی محمد عبدالحی نعمہ اللہ بغفرانہ وکنتہ بحقہ
جنانہ بودند وگوہر مقصود را گاہی بسلاک تحریر و گاہی پرشتہ تقریر منسلک نموده نظام ہر میلروند
وبیاعت کثرت فتاوی دستخطی مولانا ای صدر الوصف ارسال نقاش پیش ہر خواستگار امرے
محال بود و کاری ووراز محال لہذا بغرض فرحت رسانی مشتاقین و افادہ طالبین فتاوی دستخطی

مولانا ی مرحوم که در زمان حیات خود بنفس نفیس در دو مجلد ضخیم از تلمیذان خویش شرح مکتبانه
 بودند و از ترتیبش بطریق کتب علم فقہ اعراض نموده بچشمه که جناب مولانا مغفور لعل کنانیده بکم
 مجموعه الفتاوی بکرات و مرات در مطبع لوسی طبع شده شایع شده بود بجهاد که این کار
 صعب را احقر بذمه خود گرفته اکنون ترتیب کتاب و ابواب علیّه علیّه مطابق کتب معتبره
 و تفسیر آسانی استخراج فتاوی فرست کتاب بحواله هند سه برابر آورد مولوی محمد لونس سلفه کنانیده
 شامل کتاب نمود امید وایسے بنیادیت جناب ابرای چنان است که جناب مولانا سے
 مرحوم را بصله این هادیات معظم خلد برین عطا سازد و این مجموعه کرم را از چشم مفسدین محفوظ
 دارد و بعین رضا مطبوع و محفوظ نماید و من الله الفوز کمال بامول والوصول الی کل سؤل

کتاب الکفر والایمان

استفتا چہی فرمایند علمای ملت اہل سنت و جماعت کہ در فتاوی عالمگیری
 است من انکر امامتہ ابی بکر الصدیق فهو کافر والرافضی اذا کان یسب الشیخین فهو کافر
 والمعتزلی اذا قال باستحالة الرویة فهو کافر و لو قال رجل لو لم یاکل آدم اخطتہ لما صرنا
 اشقیاء و کفر و لو قال رجل لا خیر کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم یحب الشیخ
 بشکاو قال ذلک الخیر ان لا اجدہ فذلک کفر و لو قال لعلہ ان آدم لیسج الکریام پس ما ہم
 جلاہم بچگان باشیم فذلک کفر و اگر کسی گوید کہ بخدا و بہرے تو سوگن است فذلک
 کفر و لو قال ان الانبیاء لم یعصوا حال النبوة ولا قبلہا کفر و اگر گوید کہ اگر از آسمان
 بانگ آید کہ وزن ہم بزخم یزد کہ الکفر و اگر گوید کہ حضرت یوسف علیہ السلام عمر
 و زنا کردہ بود کافر شد و امثال اینها از قسم الفاظ زبانی بسیار است کہ بیان آنها موجب تطویل
 و زحمت پس انچہ در بین فتاوی قائل این قسم کلمات را محکوم علیہ بالکفر نہ نموده معنی
 این کفر چیست آیا چنین شخص را بدون توبہ از دائرہ اسلام خارج و محکوم الی الارث
 و ممنوع عن التناکح و انیم یا محب عن الارث و ممنوع عن التناکح فی ما بین المسلمین

در کتاب الکفر والایمان

خواشد آنچه حکم مفتی به باشد ارقام فرایند بینوا تو جردا

هو المصوب حکم ارباب فتوی بکفر قائل بچو کلمات قدیمی است نه آنکه از آنها کفر حقیقت
لازم آید صاحب بحر الرائق و غیره تصریح این معنی کرده اند و الله اعلم بالصواب کتبه العبد الراجی محمد باقر
الی امکانات محمد عبدالحی بن محمد و الله عن ذنبه الجلی و الخفی [الواعظ العظمی] [الجواب صحیح] [محمد باقر] [محمد باقر]

کتاب الوقاید

استفتا چه میفرمایند علمای دین و ملتیان شرح متین اندین صورت که واجب تعالی نشان
بر پیدا کردن شرک خود قادر است یا نه بینوا تو جردا

هو المصوب واجب آتالی بر پیدا کردن شرک خود قادر نیست چه جمله تکلیف تصریح
این امر بسیارند که علت مقدوریت امکان است پس شرک الیاری له متمنع است مقدور نخواهد شد
و نیز شرک الیاری متمنع است بالا جماع و قدرت الهی بر متمنع نیست امام فخر الدین رازی و علامه
سعد الدین تفتازانی می نویسند لا تنفی عن الواجب و المتمنع بمقدور الله تعالی لزوال مکان الشرک
فی الاول و الفصل فی الثانی انتی و ملا علی قاری در شرح فقه اکبر تحریری سازند قد قیل کل عام محض بکمال
تو الله تعالی و الله علی کل شیء قدیر یا شاء و لیخرج ذاته و صفاته و عالم نشأ من محاقاته و ما یکون من المحال
و قوعه فی کائناته و الحاصل ان کل شیء تعلقت به حیثه خلقت به قدرته و الا فلا یقال هو قادر علی المحال
لعدم وقوه و لزوم کذب به انتی و علامه کمال الدین ابن ابی شریف تمیز صاحب فتح القدر در شرح
سائر مسائل و تصنیف استاذ خودی نویسند متعلق العلم اعم من متعلق القدرة فان العلم متعلق بالذات
و الممكن و المتمنع و القدرة انما متعلق بالممكن دون الواجب و المتمنع انتی اگر در قیاسا خارج این
شود که عدم قدرت واجب تعالی بر شرک الیاری مستلزم عجز او است و مستلزم لانقضاء و رفع آن
گفته خواهد شد که عدم قدرت بر امری که لا یتعلق بقدرة نباشد نقص نیست بلکه عین کمال است
در کتب علم کلام و فقه تصریح این امر موجود است علامه عبدالحق بن ابی طالب در مطالبه قدیمی از
قال المحققون المراد بالکون الایجاب وجوده و لا عدمه لذاته و لا یتصور من امکانات الالذات
بل بقیه ممکن علی علم الله تعالی بعدم وقوعه کما بیان ابی بطل و وقع لاین مرزم باهتیار البطلان

کہ شیخین کی شان میں یہ ادبی کرتے ہیں کافر ہو گئے بعضے کہتے ہیں کہ سب اہل ہوا کافر ہیں
 ایک فرقہ مسلمان ہے جسکو اہل سنت و جماعت کہتے ہیں اور بعضے صاحب فرماتے ہیں کہ
 رافضی کی توبہ قبول نہیں بلکہ اوسکو قتل کرنا واجب ہے جو شرع شریف میں لکھا ہوا مقام فرما میں ہو
 تو جو جواب کتابوں عقائد اور فرقہ میں اس طرح لکھا ہے کہ بہتر فرقہ جو اہل ہوا میں ایک بھی
 کافر نہیں ہے چنانچہ عبارت اون کتابوں کی جو بیان موجود ہیں بعیدہ مفصلہ ذیل میں بھی ملتی
 ہیں اور عبارت فتاویٰ کی سب شیخین کفر ہے اوسکا بھی جواب لکھا جاتا ہے بغور ملاحظہ فرماوین
 بلکہ اعتقاد کفر کا اہل ہوا جو بدعتی ہیں اونکی طرف رکھنا بھی کفر ہے اول تو یہ ہے کہ تہید الوالشکور
 سلمیٰ میں لکھا ہے کہ جو حدیث شریف لفرقہ امت میں وارد ہوئی ہے اوسمیں اختلاف ہے چنانچہ
 ایک روایت میں لکھا ہے شفرق امتی من بعدی ثلثہ و سبعون فرقہ کلمہ فی النار الا واحدة اور
 روایت دوسری میں کلمہ فی لحدۃ الا واحدة قیل ماتکالا واحدة فقال صلی اللہ علیہ وسلم القدرۃ
 بغور ملاحظہ فرماوین کہ کفر و نوں حدیثوں سے ثابت نہیں ہوا بلکہ دوسری حدیث سے جتنی ہونا
 ثابت کیا ہے کفار کے واسطے کہیں بھی یہ لفظ آیا ہے اور یا کسی عالم نے اونپر حکم جزیہ یا شتر قانی
 یسب کفر کے لکھا ہے اور دوسرے ایک مقام پر لکھا ہے اعلم ان الدین مع الجماعۃ والجماعۃ
 ہم اہل السواد الاعظم والسواد الاعظم بین الجبر والقدرو بین التشبہ والتعطیل و بین النصیب والرفض
 و مثل ابو حنیفۃ رحمہ عن سنیۃ والجماعۃ فقال لا نصیب ولا رفض ولا جبر ولا قدر ولا تشبہ ولا تعطیل
 و روی عن ابی حنیفۃ انہ قال شہادۃ اہل لاہواء مقبولۃ فاذا قبل شہادۃ دل انہ مسلم و روی عن محمد
 بن الحسن رحمہ انہ قال الصلوۃ خلف لبتدرع جائز الا انہ لیکرہ ولانہ اعتقد البدعۃ علی زعم انہ حق وہو
 حلال والثانی انہ اول فی ذلک واستحل بالتاویل فلا یکفر تہید اور جاننا چاہیے کہ بہتر فرقے
 جو کتابوں میں ہیں جو کاحوال مرقوم ہے اوسمیں بھی کئی فرقے ہیں شاخون کے ظاہر ہوئے ہیں
 چنانچہ فرقہ تناسخہ چار قسم ہو کر پھر چوراسی قسم ہو گئے چنانچہ تفصیل اوسکی بھی تہید میں موجود ہے
 اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اور بھی ہر فرقے میں اقسام ہو گئے جو شخص جس فرقے کا کام کرے گا اوسکی میں
 شمار کیا جائیگا چنانچہ فرقہ وہابیہ میں کو معتزلہ کہتے ہیں اب تفصیل فرقوں اور بیان ہر ایک کی
 بدعت کا موجب طول ہے غرض سائل جو سب شیخین کفر ہے یا نہیں اور توبہ اونکی قبول ہے

یا قتل او کی توہید و اسکا جواب لکھنا مقصود ہی شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے سب شیخین میں بغیر امام احمد
 ابو الشکور السی فی تہیدہ و ذلک لعدم ثبوت مبنیہ و عدم تحقق معناه فان سب مسلم فوق کما فی
 حدیث ثابت رج لیستوی الشیخان و غیرہا فی ہذا حکم و لایہ لورض ان احد القتل شیخین بل و اثنین
 یوسف جمع الاخرین عن کونہ مسلما عند اہل السنۃ و الجماعۃ و من یعنوم ان السب دون قتل نہ تو قتل
 السب و قتل نہ ہو کا قول لا محالہ و علی تقدیر ثبوت الحدیث فیجب ان یقال کما اول حدیث میں ترک
 صلوۃ متعمداً فقد کفر ای استحلال اللہ ترک آورد و سری جگہ فقہ اکبر میں لکھا ہے کہ جمع کرنا دو نو لگا شکل ہے
 ایک تو یہ اہل قبلہ کا فر نہیں ہیں چنانچہ سب فقہاء و متکلمین کا بھی یہ قول ہے آورد و سری عبارت
 فتاویٰ کی سب شیخین کفر ہے و جدا اشکال کی بیان کر کے پھر جواب لکھا ہے یہ دفع الاشکال بان نقل
 سب فتاویٰ مع ہمالۃ قائمہ و عدم اظہار دلائلہ لیس مجاہد من ناقلاً اذ مراراً الاعتقاد فی المسائل الدینیۃ
 علی الادایۃ القطعیۃ علی ان فی تکفیر المسلم قدرۃ تب مفسد جلیۃ و خفیۃ و قال امام ابن الہمام فی شرح
 البدایۃ للجواب عن ہذا الحکایۃ حیث قال انہم ان حکم بکفر من ذکرنا من اہل البواء مع ما ثبت
 عن ابی حنیفہ و الشافعی رج من عدم تکفیر اہل القبۃ من المبتدعۃ کلمہ خدیۃ ان ذلک المحدث فی نفسہ کفر
 اور صاحب درمختار نے باب امامت میں لکھا ہے کہ ناصحاب بدعت کے پیچھے گمراہ تشریف ہی بدعت
 ای صاحب بدعت وہی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بعائدۃ بل بنوع شبہہ و کل من کان
 من قبلتنا لا یقر بہا حتی الخوارج الذین یستحلون دماءنا و اموالنا و سب عیال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم
 و یکاریون صفاتہ تعالیٰ و جواز رؤیتہ لکونہ عن تاویل و شبہہ بدلیل قبول شہادتہم اور باب شہادتین
 لکھا ہے قبل من اہل الالبواء ای اصحاب بیع لا تکفر کجہ و قدر و فض و خروج و تشبہہ و تمیل و کل
 منہم اثناعشرۃ فرقۃ قصارت شہین و سبعین الا الخطایۃ صنف من الروافض یرون الشہادۃ لا یمیتہم
 و کل من علف انہ محق فودہم لا بد نہم بل لہتمۃ الکذب و کیمیۃ کہ اس عبارت میں کہ میں کافر ثابت نہیں
 کیا بعض صاحب فرماتے ہیں کہ مرتد کے باب میں صاحب درمختار نے واسطے بے ادبی کرنے انبیاء کے
 اور بے ادبی کرنے والے شیخین کے جناب میں حکم قتل فرمایا ہے اور عبارت اس مقام کی یہ ہے و الکافر
 السب شیخین او سبب احدہما فی البحر عن الجوہرۃ مغزیا للشیخین سب شیخین او طعن فیہما کفر و لا قبل
 انیتہ و باخذ الدبوی و ابواللیث و ہوا المختار للفتویٰ انتہی و جزم بہ فی الاشباہ و درمختار کے مصنف نے

آپ ہی اس مسئلہ کو رو کیا اس قول سے مکن فی النہی ہذا لا وجود لہ فی اصل الجہرۃ وانی وجہ علی
 ہاشم بعض نسخ فائق بالاصل مع انہ لا ارتباط طرہ باقید انتہی اصل حال مسئلہ کا یہ ہو کہ جس مابین
 بھلا وراشاہ تصنیف ہونی تھی تو مصنف پھر و اشباہ نے لکھا تھا سب شیخین کفر ولا تقبل تو بہت
 اس زمانے میں بھائی مصنف کا جسے نہ الفاظ شرح کنز الدقائق تصنیف کی ہو جسکا نام عمر بن محمد ہو
 اور عید علمای شہر شل شیخ امین الدین عبد اللہ و غیرہ جمع ہو کر آئے اور دریافت کیا کہ یہ مسئلہ
 سب شیخین کفر کا کہاں سے لکھا ہے کہا جہرہ سے لکھا ہو جو قدوری کی شرح ہو علماء کون نے جوہرہ
 نیزہ طلب کیا تو جواب دیا کہ میرا جہرہ آگاہین ہو گیا اور شہرہ میں سے جوہرہ سنگو اگر ہر چند دیکھا یہ مسئلہ
 نہ پایا کہا کون سی جگہ سے نقل کیا تھا مقام بتلایا تو عبارت جو پھر میں تھی اس سے ماکر دیکھا تو
 ہر چند اول آخر سے رابطہ دیا رابطہ نہ لکھا یا مسئلہ کی وہاں خطا ظاہر ہو گئی و قال انسید النوری فی شرح الادلہ
 علی عمر بن محمد ان آقاہ ائمہ مذکورہ سب مسئلہ نقل فلم یوجد الا علی طریق الجہرۃ اور پھر جوی سنہ
 ادوی عبارت کے آگے لکھا ہے و اقوال علی فرغ ثبوت ذلک فی عامۃ نسخ الجہرۃ لا وجہ لہ لکن لما قدرنا
 من قول توبۃ من سب الانبیاء عندنا خلاف لما لکیتہ و احکامہ و اذا کان کذا لک فلا وجہ للقول بعدم
 قبول توبۃ من سب شیخین بل لم یثبت ذلک عن احد من الائمۃ فیما اعلم بالفرض اگر ہم کفر ان میں
 جب بھی یہ لازم نہیں آتا ہو کہ اسکی توبہ قبول نہیں اور حکم کرنا ساتھ کفر کے بہت مشکل و اختیار میں
 لکھا ہو اتفق الائمۃ علی تضلیل اہل البدع جمع و تخطیتم و سب احد من الصحابۃ و بغضہ لا یكون کفر لکن
 یضلل ذکر فی فتح القدر ان اخراج الذین یستحلون و ماہ المسلمین و اموالہم و یفرون الصحابۃ علیہم
 عند جمہور الفقہاء و اہل الحدیث حکم البغایۃ خیال کیجیے کہ خوارج جو سب سے زیادہ بدعتی ہیں چنانچہ
 در مختار سے مذکور ہوا اوٹکے واسطے بھی حکم کفر کا نفی آیا قال ابن المنذر و ہوا عرفت کلام المجتہدین
 نعم لقع فی کلام اہل المذہب تکفیر کثیر و لکن لیس من کلام الفقہاء الذین ہم المجتہدون بل من غیر حکم
 و لا خبرۃ لغير الفقہاء بہت تفصیل سے رد المختار میں جو حاشیہ در مختار و مسلمان فی ثابہ کی ہے
 جس صاحب کو زیادہ تحقیق منظور ہو دیکھ لیوے طول کے سبب سے یہاں نہ لکھا بلکہ چند باتیں
 ضروری نقل کر دیں اور رد المختار میں لکھا و لم یطیل احدہم قبول شہادۃ ہم بالکفر کما تری فی
 استنوار الخطابۃ لانہم یرون شہادۃ الزور را شیا علیہم و الحالف و کنا نص الحدیث علی قبول

رعایت اہل الموافقہ فی من سب عاتق الصحابہ و کفر ہم بنا علی تاویل کہ فاسد فطرن ان ماذکرہ فی الخلاصہ من انہ
 کافر قول ضعیف مخالف للقول والشرح بل ہو مخالف للجماع الفقہاء لکما سمعہ وقد انت الحاکم
 ملا علی قاری رسالۃ فی الرد علی الخلاصہ و لہذا العلم قطعان ما غزی الی الجہرۃ من الکفر مع عدم
 قبول التوبۃ علی فرض وجودہ فی الجہرۃ باطل لا اصل لہ ولا يجوز العمل بہ وقد مر انہ اذا کان فی المسئلۃ
 خلاف ولوروا یہ ضعیفہ فعلی المشتی ان یبیل الی عدم التکفیر فیکفیر بیل ہنا الی التکفیر الخالف للجماع
 فضلا عن میلہ الی قتلہ ان تاب وقد مر ایضا ان الذہب قبول توبۃ سائب لرسول صلی اللہ علیہ وسلم
 کایف سائب الشہیدین و العجب من صاحب البحر حیث تسائل غایۃ التسائل فی الافتاء بقتلہ مولف رد المحتار
 حاشیہ در مختار و ضعف در مختار نے کہیں اہل بوعاء کو کافر نہیں لکھا بلکہ باب الحیض میں لکھا ہے
 لا یفتی بتکفیر مسلم کان فی کفرہ خلاف ولوروا یہ ضعیفہ اور دوسری جگہ لکھا ہے اذا کان فی المسئلۃ
 وجوہ یوجب الکفر واحد یمتنع فعلی المشتی لیس لما یمتنع تعجب ہو صاحب علم سے کہ باوجود ان دلائل
 قویہ مائل باسلام دلیل ضعیف کو ترجیح دیکر کفر ثابت کرے اور یہاں تک حکم دیوے کہ توبہ ہی
 اوسکی قبول نہیں بلکہ قتل اسکی توبہ ہے ظاہر ہی کہ گویا سب علی کے قول کا انکار ہو در مختار میں لکھا ہو
 منکر للجماع کافر اور تہمید الی الشکور سلمی میں لکھا ہے من قال للمومن یا کافر او شہد بالکفر علی مومن
 فانه یصد کافر اور وی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من شہد علی امتی بالکفر فواو لی بہ اہل بوعاء
 جو تہتر فرقتے میں داخل ہیں اس واسطے جو حدیث شریف تقریبات میں وارد ہوئی ہو او سمین
 لفظ امتی ہو امت حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کا شمار اس میں داخل کر کے نہیں فرمایا تھا
 اونکے واسطے اور حدیث ہے انہ قال صلی اللہ علیہ وسلم انہ بنی اسرائیل لفرقت بعد موسیٰ علی احد
 و سبعین فرقہ و بعد عیسیٰ علی اثنین و سبعین فرقہ و سترق امتی من بعدی ثلثہ و سبعون فرقہ
 اگر سب فرقے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مع اصناف کفار شمار کریں گے تو تہتر فرقے کیونکہ ہو گئے
 پس اگرچہ کفار بھی امت دعوت ہیں پس معلوم ہوا کہ مراد امت سے امت اجابت ہے جو جنہوں نے
 اسلام قبول کیا تھا المراد بالامۃ من جمیع دائرۃ الدعوة من اہل القبیلۃ لانه اضافہ الی نفسہ اکثر افراد
 فی الحدیث علی ہذا الاسلوب فالمراد بابل القبیلۃ ولوراید نہ امۃ الدعوة فتناول بہ اصناف الکفر
 تکلیف کیونکہ الفرق الامۃ الی ثلاث و سبعین خداوند تعالیٰ غفور الرحیم اور تو اب لڑتے ہو اوسکی رحمت کا

منکر نہونا چاہیے تو یہ سبکی قبول ہو اگر پیغمبروں کی جناب میں بے ادبی کی ہو او سبکی تو یہی
چنانچہ رد المحتار حاشیہ و المختار سے مذکور ہوا صفحہ الزمۃ لا یتغیر وان لغير احوال اللہ
بھی بڑائی گو دور کرتے ہیں کہو کہ تعالیٰ ان الحسنات یذہبن السیات واللہ اعلم بالصواب
عبدالحی ابن افضل العلماء والفضلاء مولانا محمد عبدالرشید افاض اللہ علیہما من برکات
ہو المصوب واقعی حدیث شریف اتقی ثلاث و سبعون فرقہ میں مراد است اجابت ہے
عبارت اہل اسلام سے یہ نہ امت دعوت علامہ ودانی شرح عقائد عند یہ میں کہتے ہیں
ای امت لا اجابہ وہم الذین آمنوا بالنبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم وہو الظاہر فان اکثر ما ورد
احدیث علی ہذا الاسلوب ارید یہ اہل القیادہ اتقی اور سبک بخین موجب کفر نہیں ہوا بلو الشکر
تہید میں لکھتے ہیں کلام الروافض مختلف فی بعضہ کیون کفر و بعضہ لا ینقلو قال ان علیا کان
نزل من السماء کفر و لو قال النبوة کانت لعلی و جبریل خطا کفر و نہم من قال ان علیا افضل
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمذک کلمۃ کفر و اما الذی کیون بدعتہ و لا یلون کفر انما وہ ان
کان افضل من شیخین و نہم من قال بحب اللعن علی من خالف علیا العائشہ و معاویہ و نہا کل
بدعتہ کفر لادصاص عن تاویل اتقی اور مولانا عبدالعلی رح شرح مسلم الثبوت میں کہتے ہیں
عند الحنفیۃ بان الروافض یسوا بکفار و الوجہ فیہ ان قہہم و قہم فی ما دفعوا زعمائہم انہم علی
الجمہری وان کان زعم ہذا باطلا و ما گنوا علیہ صلی اللہ علیہ وسلم فی زعمہم فہم غیر ملتزمین بالکفر و الشک
الکفر کفر دون لزومہ انتہی ملخصاً ہر گاہ روافض کا کافر نہونا ثابت ہوا او سبکی تو یہ قبول ہونے میں
شک نہیں رہا اور اگر بالفرض و التقدید روافض کافر ہوں او اس صورت میں بھی او سبکی تو یہ قبول
ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے مقام غور ہے کہ جو شخص مشرک ہو اور اللہ جل شانہ کا شرک بتا دے
اگر وہ توبہ کرے قبول ہو جاوے کیا روافض مشرک سے بدعت ہو گئے کہ توبہ کی قبول ہو
صاحب کفر نے جو ہرہ سے جو مسئلہ عدم قبول توبہ روافض کا نقل کیا ہے وہ غلط ہے قابل رد
نہیں کیونکہ علی اللہ و اللہ و قرآن کے قال اللہ تعالیٰ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً اللہ و اللہ
واللہ اعلم بالصواب و عندہ ام کتاب حریرہ الرازی عقود بہ القوی البواکسات محمد
الکذی شہادۃ عن ذنبہ علی و کفری و حفظہ عن مویجات لہ فی ابن الحرم مولانا محمد عبدالرشید

فی دار النعم محمد بن
الواحد

یا علیؑ یہ افراق است بین ناری سے مراد مسکین فاسقین ہیں کہ شامت عصیان سے
کا۔ فاسق جاویدین کے اور روافض کہ حضرات شیخین رضویؑ کی شان میں بی ادبی کرتے ہیں اور
فاسق کہ سب اہل ہوا کا فر نہیں ہیں اور توبہ اور نکی مقبول ہو فی المساکرة ان قول ابی حنیفہ
تہ میرزا محمد ولی شہرہ کمال ان عدم تکفیر ہم ہوا لکن قول عن جمهور المتکلمین و الفقہاء
و دار الاشعری قال ان الاسلام یعم و اللہ عظیم بالصواب و بیدہ الامداد
شکری الثواب بحدودہ الاولیاء محکم تقیم غفرلہ العلی الرب الحکیم ۱۲۸۸
نہ گفتا کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں ایک شخص
فضل رضویؑ اس بات کا کہ چلہ مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موجود اور تحقق ہیں اور شریک
نہ کہ شریک حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کے جمیع صفات
انسانیت میں اور پیش کرتا ہو قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا کتاب درمثور سے
ہے سید اربعین فی کل ارض آدم کا دھرم و نور کنو حکم وایر لایم کا براہیم و موسیٰ
برہانی اسیسکم و نبی انکم آریہ قول اوسکا یعنی موجود و تحقق ہونا امثال آنحضرت
و اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم میں یعنی مذکور کے حق ہو یا باطل اور یہ عقیدہ صحیح ہو
نہ نہیں اس مسئلہ و ابجاعت کے اور دلیل ہیں جو حدیث پیش کرتا ہو اوسکا کیا حال ہے
قول اوس سے یہ عقیدہ ثابت ہے یا نہیں بیٹھا تو جروا
تاہم سید اولیاء ما جامع ہے کہ حدیث مذکور صحیح السنہ و معتبرہ و اسباب تحقیق سے اوسکی
و اسکا حاشا جلال اللہ تعالیٰ تخریج احادیث شرع و احادیث نہیں کہتے ہیں رضی اللہ عنہ
سے فی نور اللہ الذی علی سبغ سموات و زمین الارض شمس قال سید اربعین فی کل
نور آدم کا دھرم و نور کنو حکم وایر لایم کا براہیم و موسیٰ برہانی اسیسکم و نبی انکم آریہ
بیاد کی یعنی جنہی اکام المرجان فی احکام الجان میں لکھتے ہیں قال اکام ہدنا محمد بن ابی
بہدنا محمد بن ابی بن حکیم ہدنا محمد بن عطاء عن ابی اسحق عن ابی عباس قال و
شمس قال سبغ الارضین فی کل ارض نبی انکم آدم کا دھرم و نور کنو حکم وایر لایم

اذ قال یمن کل رض الى التي تليها سيرة خمس امة عام وهي سبع طبقات الارض الثانية من الریح موزنا
 يخرج الريح المختلفة وفي الارض الثالثة خلق وجوههم كوجوه بني آدم واقواهم كاقواہ الكتاب ییم کایدی الناس وارضهم
 كارض البقر اذا تم كانوا البقر واستعارهم كصوت الضبان لا يصوت البقرة من نارهم بل
 ونارنا عليهم والارض الرابعة فيها حجارة الكبريت التي وعدها الله لابل النار يستجر بها جهنم قال
 رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده ان فيها اودية من كبريت لو ارسل الله فيها الجبال
 الدورى لضاقت والارض الخامسة فيها عقارب اهل النار والسادسة فيها دواوين اهل النار
 واعمالهم واسماهم سبعين والسابعة سكن الجحيم وجنوده انتهى ملخصا اور فاضل محمد بن احمد بن ابي
 حنفي يدريج الدهور في وقائع الدهور من كنهته من قال وهب بن منبه لما خلق الله الارض كانت
 طبقة واحدة ففتقتها فصيرها سبعة افعال في السموات وجعل بين الطبقة والطبقة سيرة خمس امة
 عام وهو قوله تعالى ففتقتها فجعلها سبعة فكان اسم الطبقة العليا اديا والثانية لبيطا والثالثة
 ثقيل والرابعة لطيفا والخامسة جنبا والسادسة ماسكة والسابعة البشرية وسكان الارض الثانية
 اعم يقال لهم الشمس وطعامهم من نحوهم وشراهم من دنهم والطبقة الثالثة سكانها اعم وجوههم كوجوه
 بني آدم واقواهم كاقواہ الكتاب وایدی ییم کایدی بني آدم وارضهم كارض البقر وعلى ابدانهم شجر
 كصوت الخنم وهو لم شيا وب الطبقة الرابعة سكانها اعم يقال لهم الحلهام ليس لهم عين ولا اقدام
 بل لهم احنية كاجنحة القطا والخامسة بها اعم يقال لهم الحشن وهم كامثال البغال ولهم اذان كبكل نيب
 نحو ثلث ما تذر اع والادوية بها اعم يقال لهم الحشوم وهم كوالايدان ولهم خيايب كخايب السباع ويقال
 ان الله تعالى سيطرهم على ياوج وياوج من يخرجون فيلهم والطبقة السابعة فيها مسكن الجحيم وجنوده
 من المردة والشياطين انتهى ملخصا ونما لثا معلوم كذا جاسي كجمل طبقات باقية بين انبياء كاهونا
 ثابت هي چنانچه حديث مذکور كوكه صحيح هو دالست كرتي هو اور قرآن پاک میں ہر وکل قوم ہا دینی
 ہر قوم كواسطے ہادی سبوت ہونا اس سے معلوم ہوتا ہر كہ ہر قوم كہ اسطے ایک راہنما
 مقرر ہوا ہر پس ہر گاہ طبقات باقیہ میں وجود مخلوقات الہی كاتابت ہو اور كونی مخلوق حقیقا
 كی ممل نہیں چھوڑی كی لا بد ہو كہ وہاں بھی راہنما ہونگے اور علامہ جلال الدین علی كی تفسیر سے
 كسی یہ بات ثابت ہو كہ حضرت جبریل طبقات باقیہ میں وحی لیجاتے تھے چنانچہ تفسیر جلالین

کہتے ہیں اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض ثمان یعنی سبع ارضیں تنزل الامر الوسی
 بینہن بین السموات والارض تنزل بہ بریکل من السماء السابعة الى الارض السابعة انتہی ہر گاہ
 یہ تین امر میں نہیں ہو گئے اب سمجھنا چاہیے کہ لفظ نبی کنیکم سے اگرچہ ایک ایک نبی خاتم النبیین
 ہونا طبقات باقیہ میں ثابت لیکن اس کا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے
 ساتھ ثابت نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ کلام عرب میں کاف تشبیہ کے واسطے استعمال ہے اور
 تشبیہ میں لازم نہیں ہو کہ مشبہ بہ مثل یا اقوی ہو مشبہ سے بلکہ کبھی تشبیہ ناقص کے ساتھ بھی
 ظہور ہو اس واسطے ہوتی ہے قرآن پاک میں حق تعالیٰ فرماتا ہے اللہ نور السموات والارض مثل نورہ
 شکوہ فیہا صباح اس آیت میں حق تعالیٰ نے اپنے نور کو تشبیہ دی ہے ساتھ نور شکوہ کے
 یہ عرطہ ہے کہ نور الہی بدرجہا اس نور سے اعلیٰ و احسن ہے چہ نسبت خاک دانا عالم پاک
 لفظ نبی کنیکم سے یہ امر ہرگز نہیں ثابت ہو کہ خاتم الانبیاء طبقات باقیہ کا مثل خاتم الانبیاء
 طبقات کے ہی بلکہ تشبیہ فقط العظیم و العظیم کے واسطے ہے اس فرض سے کہ جس طرح سے ایک
 اتم النسل اس طبقہ میں ہو اس طرح سے ایک ایک خاتم ہر طبقہ میں ہے نہ یہ کہ وہ خاتم مثل
 خاتم کے ہی بلکہ اگر غور کیا جاوے تو اسی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خاتم مثل ہمارے
 خاتم الانبیاء کے نہیں ہے کیونکہ اسی حدیث میں لفظ آدم کا ذکر بھی وارد ہے اس سے معلوم ہوتا ہے
 کہ تمام طبقات باقیہ کی اولاد ہمارے آدم کی نہیں ہے بلکہ دوسرے آدم کی اور تمام کتب
 ان میں یہ امر صریح ہوتا ہے کہ اولاد آدم این عالم تمام مخلوقات سے حتیٰ کہ ملائکہ سے بھی افضل ہے
 ان کے لئے کہ متناہی آدم سے یہ امر مفہوم ہوتا ہے کیونکہ تمام مفسرین اور علما کا اتفاق ہے اس
 پر کہ مراد آدم سے اس آیت میں ہمارے آدم ہیں نہ آدم طبقات باقیہ بلکہ تمام انبیاء
 ان میں ایک ہیں اور یاد کریں اولاد آدم سے مراد انبیاء اسی طبقہ کے ہیں نہ انبیاء طبقات باقیہ کے
 حدیث صحیح میں وارد ہے انا سید ولد آدم ولا فخر اور دوسری حدیث میں وارد ہے انا اکرم الاولین
 ثمین اب یہاں سے دو مقدمہ مہر ہو سکے اول یہ کہ ہمارے خاتم الانبیاء تمام اولاد آدم
 افضل ہیں دوسرے یہ کہ اولاد آدم اس عالم کی تمام مخلوقات سے افضل ہے بعد ترکیب
 و اولاد مقدموں کے نتیجہ نکلا ہمارے خاتم الانبیاء افضل ہیں تمام مخلوقات سے پس ثالث

خاتم الانبیاء و طبقات باقیہ کے ساتھ ہمارے خاتم الانبیاء کے کیسی ثابت ہوگی علاوہ یہ ہے کہ
 مماثلت میں اتحاد ماہیت و اتحاد قسم ضرور ہو اسی واسطے انسان انسان کے مماثل کہلاتا ہے
 اور انسان جن یا فرشتہ کے مماثل نہیں کہلاتا ہے اور عبارت بدائع الدہور وغیرہ سے
 جو سابقا منقل ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ مخلوقات طبقات باقیہ اس مخلوقات کے صنف سے
 نہیں ہیں اور یہ امر نصوص فصیحہ سے ثابت ہے کہ نبی ہر قوم کا اسی قوم کے صنف سے ہوتا ہے
 تا امت اس کے ساتھ ارتباط پیدا کرے اور اس کی متابعت کرے اسی واسطے ہی آدم پر کوئی
 نبی از قسم جن یا از قسم ملائکہ بعوث نہیں پس ضرور ہے کہ انبیاء و مخلوقات طبقات باقیہ کے
 دو نہیں صنف سے اور انہیں کی جنس سے ہونگے اور ہمارے خاتم الانبیاء ہمارے صنف سے
 ہیں پس دونوں خاتم میں مماثلت کہ عبارت ہے اتحاد صنف و صفات سے کیونکر ہوگی آئے
 و سقد میں دونوں شریک ہیں کہ ہمارے نبی خاتم الانبیاء اس طبقہ کے ہوئے اور طبقات
 باقیہ کے خاتم اپنے اپنے طبقات کے خاتم ہوئے لیکن پھر اس شرکت کے مماثلت کا اطلاق
 درست نہیں ہر اکمال حاصل حدیث مذکور صحیح ہے اور موجود ہونے امثال خاتم الانبیاء افضل مخلوق
 صلی اللہ علیہ وسلم کا یا اطل ہے اور اس حدیث سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا ہے بلکہ عدم
 مماثلت اس سے ثابت ہے مقام افسوس و تعجب ہے کہ از زمان وجود نبوی تا این جزو زمان
 مدت قریب تیرہ سو کے گزروئے اور اس مدت میں صد ہا فقہاء اور محدثین اور نہراہ علماء اور عجماء
 اور تابعین کی نظر سے حدیث مذکور گزری مگر کسی کی خیال مبارک میں موجود ہونا امثال نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ آیا آیا تو اس صاحب عقیدہ کی خاطر خاطر میں آیا انا لشدوانا لہ راجعون
 لقد صدق رسولنا صلی اللہ علیہ وسلم بدین غریبا و سیود غریبا نازعہ برین عقل و دانش
 اگر شیوع بھل کی یہی کیفیت رہی تو دیکھا چاہیے کہ کیسے کیسے عقائد فاسدہ امارت صحیحہ
 افہام ناقصہ مستتب کرینگے اور کیا کیا ضلالتیں عالم میں برپا کرینگے والی اللہ المستغنی
 اللہ و والیہ الرجی ہذا ما خطر بالبال و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال حررہ الراہی عقور بہ القوی المتقوی
 من مشرور اصحاب لطیفان و انہی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن فتیہ الکی و الخفی
 ابشفتنا ما قولہم رحمہم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ رافضی شہرانی یعنی جو رافضی کہ صحابہ

رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو اور ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سب و شتم کرتا ہوا اور قسم قسم کا القاب دیتا ہوا اس رافضی کے ہاتھ کا ذبیحہ درست اور جلال ہی یا حرام یا مکروہ کون مکروہ اور درست اور عدم درست وغیرہ کی دلیل کیا ہو مینوا وافتوا بسند الکتاب تو جو اعتدال سے الٹا ہو المصوب اکثر اصحاب فتاویٰ حنفیہ سب صحابہ اور ازواج مطہرات کو موجب کفر و ارتداد کہتے ہیں پس اس تقدیر پر ذبیحہ رد افضل کا حرام ہی اور محققین حنفیہ اس کو موجب کفر نہیں لکھتے ہیں بلکہ موجب فسق لکھا ہو مصرح فی تہذیب السلی و مسائرۃ ابن الہمام و فتح القدیر و شرح الفقہ الاکبر علی القاری و شرح السیلم لہم العلوم و شرح المسلم لہم لانا و فی البعد للکسوی وغیرہ پس اس تقدیر پر ذبیحہ رافضی کا حلال ہی واللہ اعلم۔ حررہ الراعی عقور یہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز السد عن ذنبہ الجلی و الفحشی محمد عبدالحی ابوالحسنات واقعی اوس رافضی کے ہاتھ کا ذبیحہ طلال ہی بنا بر قول منقول از جمہور متکلمین و فقہائے مخول واللہ اعلم حررہ ابوالاحیاء محمد نعیم غنی و منہج الجواب ہکذا فی الکتاب منقہ غام اولیا واللہ اللہ محمد ابراہیم غفرلہ اللہ الرحمہ ابن مولانا علی محمد المرعوم اسٹیشن فضا کیا فرماتے ہیں علماء دین اس باب میں کریدنے پر نتیجہ ایک عالم کے جسکی نصیب ایک مفتی سلیم نے بھی کی تھی دربارہ قول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو در مذکور و غیرہ میں ہوا ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کا و کلم و نوح کنز حکم و ابراہیم کا و یسک و موسیٰ کو سی و عیسیٰ جیسی کم و بنی کنیکم کے یہ عبارت تحریر کی کہ میرا یہ عقیدہ ہو کہ حدیث مذکور کو صحیح اور معتبر ہی اور زمین کے طبقات جدا جدا ہیں اور ہر طبقہ میں مخلوق الٰہی ہو اور حدیث مذکور سے ہر طبقہ میں انبیاء کا ہونا معلوم ہوتا ہی لیکن اگرچہ ایک ایک خاتم کا ہونا طبقات باقیہ میں ثابت ہوتا ہے مگر اوسکا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت نہیں اور نہ یہ میرا عقیدہ ہی کہ وہ خاتم مائل آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہوں اس لیے کہ اولاد آدم جسکا ذکر و تقدیر کرنا ہی آدم میں ہی اور سب مخلوقات سے افضل ہی وہ اسی طبقہ کی آدم کی اولاد ہی بالاجماع اور ہمارے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب اولاد آدم سے افضل ہیں تو بلاشبہ سب تمام مخلوقات سے افضل ہوئے پس دوسرے طبقات کے خاتم جو مخلوقات میں داخل ہیں آپ کے مائل کسی طرح نہیں ہو سکتے امتیاز اور باوجود اس تحریر کے زید یہ کہتا ہی اگر شریعہ

اسلامی فتاویٰ محمد حسن صاحب ازبکستان درمیانہ خاندان

اسکے خلاف ثابت ہوگا تو ثانی اویسی کو مان لوں گا میرا صراحت اس تحریر پر نہیں پس علماء ائمہ
استفسار یہ کہ الفاظ حدیث اس معنوں کو مکمل ہیں یا نہیں اور زید پوچھ اس تحریر کے
کافر یا فاسق یا فاسق اہل سنت و جماعت سے ہوگا یا نہیں بلکہ اوجہ سروا
ہوا المصوب یعنی نہ ہونے کے حدیث مذکور محققین میں شیخ کے نزدیک مستند و حاکم
ہے جن میں صحیح الاسناد اور زہبی نے حسن الاسناد کا حکم دیا اور اس حدیث کے ثبوت میں کوئی علت
آثار مستند نہیں ہے اور میں نے طبقات کا بڑا گاہ ہونا سے احادیث سے ثابت ہے اور اس حدیث
مذکور سے ہونا انبیاء کا طبقات باقیہ میں ثابت ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جسطرح سلسلہ نبوی
اس طبقہ میں سلسلہ استسکان کے تیار ہوا اسی طرح سے ہر طبقہ میں سلسلہ نبوت کا واسطہ ہوتا
ہے ان کے سکال کے تیار ہوا اور چونکہ بلائ غبار و نقلا لا تنالی سلسلے کے باطل ہوا جرم ہر طبقہ میں
ایک ہی سلسلہ ہوگا کہ وہ ہائے عام کے ساتھ مشابہ کیا گیا اور ایک آخرا سلسلہ ہوگا کہ وہ ہائے خاص کے
ساتھ تشبیہ کیا گیا پس مینا علیہا و آخر انبیاء و طبقات تثنائیه پر اطلاق خواتم کا درست ہے ایسا
تین احتمال ہیں ایک یہ کہ خواتم طبقات تثنائیه بعد عصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے
ہو سکے کہ مقدم ہوئے ہوں تیسرے یہ کہ عصر میں احتمال اول بحیث لا ینفی بعدی وغیرہ باطل ہے
اور یہ تقدیر احتمال ثانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم انبیاء و ہر طبقات ہونے کا اور یہ تقدیر
ثالث دو احتمال ہیں ایک یہ کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص ساتھ اسی طبقہ کے ہوا
ایک خاتمت بہ نسبت انبیاء اسی طبقہ کے ہو اور ہر طبقہ تثنائیه میں وہاں کے خاتم کی رسالت ہو اور
ہر ایک انہیں کا صاحب شرع جدید و خاتم انبیاء اپنے طبقات کا ہو و تیسرے یہ کہ خواتم طبقات تثنائیه
متبع شریعت محمدیہ ہوں اور کوئی اولین کا صاحب شرع جدید نہ ہو اور دعوت ہماری حضرت کی عام
آجہم آگیا بہ نسبت جملہ انبیاء طبقات کے حتمی ہوا اور ختم ہر ایک خواتم باقیہ کا بہ نسبت اپنے اپنے سلسلے
اضافی ہو احتمال اول بہ نسبت عموم انصوبیہ اثبات نبویہ کے کہ جس سے صاف آنحضرت کا مستثنی ہونا
عام عالم پر معلوم ہوتا ہے باطل ہے اور علماء اہل سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرت کے
عصر میں کوئی بھی صاحب شرع جدید نہیں ہو سکتا اور نبوت آگیا عام ہو اور جو بھی آگیا ہر ایک کے
شیخ شریعت محمدیہ کا ہو چنانچہ تقی الدین سبکی و جلال الدین سیوطی و سائر علماء مجسم عیسیٰ علیہ السلام

بین نکل کرے ہیں قل ایسی فی التیسرہ ماسن فی الاخذ اللہ علیہ الميثاق انہ ان لبث
 محمد فی زمانہ لیوم من بہ ولینصر بہ ویوصی بہ ذلک وفیہ من النبوة و تقطیع قدرہ عمالا کفی وفیہ
 مع ذلک نہ علی تقدیر تجبہ فی زمانہم کیون مرسلہ الیہم کیون نبوتہ و رسالتہ عامۃ جمیع الخلق
 من زمن آدم الی یوم القیامتہ و یكون النبیاء و المرسلون من امتہ فالنبی صلی اللہ علیہ وسلم
 نبی الانبیاء و لو الفی القیامتہ فی زمن آدم و نوح و ابراہیم و موسی و عیسی و جب علیہم و علی انہم
 الایمان بہ و نصرتہ و ہذا یالی عیسی فی آخر الزمان علی شریعتہ و لو لبث اللہ علیہ الصلوٰۃ و السلام
 فی زمان موسی و ابراہیم و نوح و آدم کا وہ ستمین علی نبوتہم و رسالتہم الی انہم و النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 و سلم ہی علیہم و رسول الی سیم انتہی اور یہ العلوم مولانا عبد الحلی اپنے رسالہ الفیہ فیہ من
 لکھے ہیں متفقہ علی تمام رسالت و ویزست کی ایک بعدوی رسول نباشد و دیگر اگر شرع دی
 عام باشد و ہر سیکہ موجود باشد وقت نزول شرع فی اتباع شرع دی برد واجب فرضی
 و سرکش انکار ہر رسل و اخذ شرع ستم از خاتم الرسالتہ اند و چونکہ شرع او عام باشد پس
 و دیگرے صاحب شرع نباشد انتہی خلاصہ کلام یہ کہ حدیث ابن عباس صحیح و معتبرہ اور اس کے
 طبقات تحتانیہ میں وجود انبیاء ثابت ہے اور یہ نسبت بطلان نہایت سلسلے کے ہر ایک طبقہ میں
 ایک آخر انبیاء نسبت اس طبقہ کے ہونا ضروری ہے لیکن مطالب عقائد اہل سنت یہ امر ہے کہ ہر
 ہمارے حضرت کی عام ہر تمام مخلوقات کو شامل ہو پس اس امر کا اعتقاد کرنا چاہیے کہ خاتم
 طبقات باقیہ بعد عصر نبویہ نہیں ہونی یا قابل ہونی یا عصر اور یہ تقدیر اتحاد عصر متبع شریعت
 محمدیہ ہونگے اور ختم ان کا بہ نسبت انہی طبقہ کے اضافی ہوگا اور ختم ہمارے حضرت کا عام ہوگا
 اور تفصیل ان سب امور کی میں نے کما حقہ اپنے دو رسالوں میں ایک مسمی بالآیات البینات
 علی وجود الانبیاء فی الطبقات دوسرے مسمی دافع الوسواس فی اثرا ابن عباس کی ہو گئے
 یہ امر محمد ہو چکا پس سمجھنا چاہیے کہ یہ کہنے عبارت جو سوال میں مرقوم ہو لکھی ہو عسکراہ
 ماثبت سے انکار ہے اور حضرت حدیث و نبوت تعدد و خاتم طبقات تحتانیہ کا قائل ہو مخالفت
 اہل سنت کے نہیں ہونے کا فرق ماستوی البتہ سنت گرامان اگر نبوت محمدیہ کو ساتھ ہی جبری کے
 خاص کرتا ہو اور ہر ایک خاتم صاحب شرع جدید سمجھا ہو تو البتہ قابل مواخذہ کے ہو کیونکہ

تحریرات نصوص و خلافات کلمات علماء کے معلوم ہوتا ہے اور اگرچہ دعوایہ کا قائل اور ختم
ہمارے رسول کو حقیقی بہ نسبت جمہ انبیاء و صلوات کے سمجھتا ہے اور ختم ہر ایک خواہم باقیہ کو فانی
کتاب ہے تو اوسیر کو یہ مواخضہ میں سے علم مریدہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد بن
تجاوز اللہ عن ذنبہ اعلیٰ و الخفی حفظہ عن سوجبات الفی و الفی زید یوہد اس تحریر کے کا فایادستی ہوگا
واللہ اعلم بالصواب و عندہ ام الكتاب کتبہ ابوالاحیاء محمد بن غفرہ العلیٰ بالرب حکیم
مشتہد فتاویٰ پیرانہ علمای دین و مفتیان شرع حنین درین مسئلہ کہ ترجیح قواعد حرکت
الذی مسئلہ ہیات فیثاغوریسی کہ مستلزم لغی سوات است بحسب انیت کشف غیبا کی بتخل
جسام کشف دیگر و خود مثل مسائل ہیات حرکت فکی شرعا محدودی لازم می آید یا دور و نزدیک
منح انعام فیثاغوریسی منکر وجود آسمانہا علی الاطلاق نباشد بلکہ قائل ہو رہا باشد کہ بحسب انیت
لطیفه مثل و ابداً از ان ہم لطیف تر اور اہم اندیشہ مخالف احکام شرع میرسد یا نہ نیز قائلین قول
اگر مثل حکما سے فرنگ بگوید کہ یوید آثار حکمت کاملہ بنویانی چنان متضمن بنیاید کہ جمع اجرام سماویہ
مثل کہ ہا ارضیہ مسکن مخلوقات ذی روح باشند درین صورت ہم فاضلی فتوہ عقائد شرع و خواہد یافت
یا نہ بنویانہ و اہم مصلوب درین باب نہ ہیات فیثاغوریسی را اعتبار اسفند ہیات بطلموسی
بلکہ اعتماد درین باب بران بایکر کہ از قرآن مجید و احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ
و سلم و صحابہ بہ ثبوت برسد قال لا اله الا انت سبحانک انی کنت من الخلق و اللہ تعالیٰ
من قبلكم انکم تفتنون الذی جعلکم الارض فراشا و السماء بنا و قال لعلکما ہو الذی خلقتکم
انی الالہ و حیوا کم استوی الی السماء فسوی ثبوت سموات و قال اللہ تعالیٰ انہ الذی
خلق السموات و الارض مثلکم و قال اللہ تعالیٰ کل فی ملک یومک و قال اللہ تعالیٰ تنزیلاً
من فی الارض و السموات علی العرش استوی و قال اللہ تعالیٰ الشمس و القمر
بحساب و انجم و الشجر و الجبال و السماء و نعما و وضع المیزان و قال اللہ تعالیٰ و السماء
ذات الارجع و الارض ذات السبع انہ لقول فضل و قال اللہ تعالیٰ و انما مثل انہ علی
فی السموات و الارض و قال اللہ تعالیٰ انہ یخشی فطر السموات و الارض و قال اللہ تعالیٰ
انہ الذی خلق السموات و الارض و جعل الظلمات و النور و قال اللہ تعالیٰ و انما

انی اعلم غیب السموات والارض و قال الله تعالی فقصا هن تسبیح سموات فی الیومین و هو
 فی کل سماء امرها و قال الله تعالی ان یکرم الله الذی خلق السموات والارض فی سب تسبیح آیاتهم
 و قال الله تعالی الم یزیدکم کیف خلق الله تسبیح سموات طباقا لعل ینبین لیساری لآیات
 قرآنیة و لالت قطعیه و جود اسمائها و بودن آنها هفت می کنند پس انکار وجود آسمان
 انکار قرآن هست و آخر جالبیه می عن عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ انه نظر لک
 السبا و فقال تبارک ما اشده بیاضها و الثانیة اشدها منام لک حتی یلع سبع السموات
 و خلق فوق السابعة الماء و جعل فوق الماء العرش و اخرج اسحاق بن راہویہ فی سننہ
 و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و الطبرانی فی الاوسط عن الرزیع بن انس قال سماء الدنيا سبع
 مکفوف و الثانیة مرة بیضا و الثالثة حید و الرابعة نحاس و الخامسة فضة و السادسة
 ذهب و السابعة یا قوتہ حمراء و فوق ذلک صغری من نور و لا یعلم فوق ذلک الا الله
 و اخرج ابن ابی حاتم و البیہقی عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ و آلہ
 السلام قال ہذا موج مکفوف عنکم آیین ہادیت و نظائر انما کہ ہر ما ظر کتب حدیث عنی نیست
 ثابت ہست کما جوام سموات لطیف نیستند مثل ہوا بلکہ کثافتہ و غلیظی دارند پس قول الطائفت
 انہما موجب انکار اخبار است و اما بودن اجرام سماویہ مسکن مخلوقات مثل ارض لیس نیست
 کہ در شرع اثری ازان نیست و اثبات آنها بجز عقل ممکن نیست انچہ در شرع ثابت است
 باین قدر است کہ سموات مسکن ملائکہ اندا خرج ابن جریر و ابن المنذر و البیہقی عن ابن عباس
 قال عاق فی کل خلقا من الملائکہ و المخلوق الذی فیہا من البحار و جبال البرد و ملا یعلم الحاصل
 دلائل این مباحث ہر انچہ از قرآن و احادیث ثابت گرد و بران اعتقاد باید کرد و انچہ
 حکمای فیثا غوریین یا حکمای اعلیٰ سوسین از عقول خود ہامیگویند و شرع مکذب آن است
 اعتماد بران نشاید بلکہ جزم باید کرد کہ قرآن و حدیث برای ان نشان در انچہ مباحث ختمہ نشان
 تادل شدہ پس اختیار مردود و متروک را کہ را دکلام اتی و نبوی است از نشان اہل اسلام نیست
 و الله اعلم حررہ الراعی عفوریہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجا و راشد عن فضیل الحلی و انحنی ابو عبدالحی
 واقعی در نفی سموات و ہمانیت کشیدہ آنها شرعاً مخدوہ لازم می آید بودن جمیع سموات مسکن

حیوانات از شرع غیر نفی نمی نماید و الله اعلم بحرره البوالا حیا و محرم غفر له العلی الترتیب است که
 است و گفتا ما تو که مدعا کنی که تو کن و مکان در عالم امکان اشجار و نبات را بموجب منطوقی
 لازم الوفاق فایق الحجب و انوی بواسطه جوب و بند که قبل از این هیچ وجهی نباشد فایق باشد
 خلق نموده است و یا اشجار و نبات را بواسطه بند و صدق آیه و هو الذی انزل من السماء ماء
 فافرج منه نبات کل شیء فافرج منه ثمرة فخرج منه حبات کبیرا مثل فاقحت آدم علیه السلام اول
 خلق فرموده بعد از آن بند و در نباتات نامیده برای ابقای نوع مثل لطفه در تنی آدم آفریده
 است که از آفرینش و تانی فاقحت هر دو بدو کمال عقلیه و قلبیه هر دو را که می بخشند عینا تو جودا
 و المخصوصا از ظاهر احادیث و اشیاء می شود که حق جل جلاله ابتدا بخلق اشجار و نبات فرموده
 اخرج اعمد النجاری فی التالیف و سلم النسانی و البیعتی و غیرهم عن ابی هريرة عن قال عن رسول
 صلی الله علیه و آله و سلم بی بی فقال خلق الله الطرب يوم السبت و خلق هذا الجبال يوم الاحد
 و خلق البحر يوم الاثنين و خلق المکره يوم الثلاثاء و خلق التور يوم الاربعاء و خلق هذا الدواب
 يوم الخميس و خلق آدم يوم الجمعة بعد العصر و اخرج الباز و الطیر فی و این هر دو و این است
 ابی سعید خدری قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم ان الله طحاها طحا الجنة لثمن
 و لثمن ففقدتم شئ فیها الا نهار تم غرس فیها الاشجار فلما نظرت الیها الملائكة قالت طوبی
 لنا ذل الملوك و الله اعلم و علمه اتم و احکم و ربه الراجی عفو رب القوی الواکفات
 محمد عبدالحی تجاوز الله عن ذنبه الحلی و ان کنفی محمد عبدالحی
 ابو نوح نبات
 صح الجواب و الله طیم حرره الجلالا حیا و محرم غفر له العلی الترتیب است که
 است گفتا چه میفرمایند علماء دین و فقیهان شرع متبعین اندازین مسئله که کسی تا بکار ماذنبیت
 حضرت سید المرسلین صلی الله علیه و آله و سلم بشفاعت ائمت با استدلال آیه کریمه من ذا الذی یشفع عنده
 الا باذنه جم غفیر مسلمانان از شفع المذنبین بوطن آن سرور صلی الله علیه و آله و سلم و بیکاد دارد
 در حق انجمن کس چه باید گفت و ماذنبیت حضرت خاتم الانبیاء و المرسلین صلی الله علیه و آله و سلم
 بشفاعت امت چه در دنیا و چه در آخرت از روی قرآن مجید و حدیث ثابت است یا نه عینا تو جودا
 المخصوصا پس آن کسی که در شفع بودن آن حضرت صلی الله علیه و آله و سلم بیکاد دارد و این

محمد عبدالحی صاحب کتاب التوحید
 بنیادین صاحب کتاب التوحید

الاجساد من العنکس والمماسه والحافاة بل معنی بلقی بہ وہاں حکم بہ وہاں صلہ و جوب لایمان بہ
 استوی علی العرش مع نفی التشبیہ فالکون المراد بہ استیلاء العرش فامر جاکر لا ارادة لکن لاویل
 علیہ عندنا الواجب عینا و ذکرہ و کذا کل ما ورد بہ عا ظاہرہ و بحسبہ کما اصبح والقدیم والید واجب
 الایمان بمان الید والاصبح صفہ لہ لا بمعنی الجارح بل بمعنی بلقی بہ وقد اول الید والاصبح باحدہ
 والعرصہ صفت العامة من ثم بحسبہ ہو ممکن ان یزاد ولا یزید الا ان یزاد قراتہا اور عبد العزیز خان نے بھی
 کشف الاسرار شرح اصول نیردوی میں لکھتے ہیں اثبات الرویہ و اثبات الوحدانہ والید شری عندنا
 خلافاً لقل من قال لا یوصف اللہ بالوجہ والید بل المراد بالوجہ ارجعاً والذات دون الید القدیہ
 او القوة او النفس فقال المصنف بل اللہ یوصف بصفات الوجہ والید مع تشبیہ علی الصورۃ والکلام
 لان الوجہ الید من صفات الکمال فی المشاہد ان من الوجہ لہ ولا ید لہ اید انصافاً و وجہ و ید
 بصفات الکمال فیوصف بہا ایضاً الا ان اثباتہ کیفیہ تجل فیثباتہ صفہ فنیب لیس علیہ ان یقال
 تحقیق من غیر اشتغال بالانوار الہی اور ابو شکر رحمہ اللہ نے لکھے ہیں کہ ان صفات اللہ موجودہ و
 فی کل مکان و ہم صفت من الخسیر و احتجوا بقولہ تعالیٰ ہوالذی فی السماء والارض والہ و قواہ
 و ہوالذی فی السموات و فی الارض و قوله ان اللہ مع الذین القوا قولہ لیکون من جملة اثبات
 الایہ اور البہم و اجواب ان معنی الایہ الاولى انہ اہل السیور لہ الارض والایہ الثانیہ انہ اہل
 فی السموات والارض ومعنی الایہ الثالثہ انہم الخسیر ومعنی الایہ الرابعہ انہم الخسیر
 بافعالہ و نحن نقول ان اللہ لو کان فی کل مکان لورث ان یتوالد فی افواء الدواب و افرات
 النصار والاماء و نہ اکثر یبغ اشی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ مذہب مجاہد وغیرہ عابدا اللہ
 وغیر اللہ خفیہ وغیر خفیہ سب کا یہ ہو کہ حق جل شانہ کی فوقیت عرش پر وید و وجہ وغیرہ
 صفات بلا کیف ہیں اور تاہل کرنا ان سب کی صحیح نہیں ہے و مشائخ اول کامرغہ اسبقہ
 کہ جب مجسمہ نے اس قسم کی آیات و احادیث سے خیال تجسمہ کی کیا اسے اس کے الزام دہ سکا
 واسطے تاویل کرنا شروع کیا نہ اس غرض سے کہ یہ معنی تاویل مراد ہیں بلکہ اس غرض سے کہ تجسمہ
 تجسم دفع ہو جاوے تاکہ اصل آیات فوقیت و استواء وید و وجہ وغیرہ سب عانی ظاہر و باری معلول
 اور کیفیات ان سب کی بھول بین اور اسمین تجسم ہی لازم نہیں آتا ہو کیونکہ جب کیفیت بھول

کہ عرش پر ہی یا زمین پر یا آسمان میں اور اس کے خلاف عقیدہ کہنا خلاف عقیدہ اہل سنت ہے
 ذات پاک او سبکی باکل مخلوقات کو اس کے از عرش تا فرش محیط ہے اور یہی عقیدہ اہل سنت ہے اور ہم
 نہیں کہہ سکتے اس بات کو کہ رب العالمین پیمان یا وہان کہاں ہے کوئی جگہ ہم اس کی تعین نہیں
 کہہ سکتے اور ہر مخلوقات کو از عرش تا فرش اور سبب اشیا کو پروردگار کی ذات و علم کے ساتھ
 نسبت واحدہ البتہ کوئی سرفرازا و صفت سزاور کوئی دوسری صفت سے ممتاز ہے
 اتنا فرق ہے کہ رب العالمین کی کوئی جہت معین نہیں ہو سکتا اور احاطہ اور قرب اور بعیت
 رب العالمین کی میں نہیں کہہ سکتا کہ کیسی ہے اور اس کے کیا معنی ہیں اور کیا اس کی ہر ادبہ فقط
 ایمان اس قدر ہو کہ جو کچھ رب العالمین کا ارادہ ہو اسی پر ایمان لائے اور یہی عقیدہ اہل سنت ہے
 جو اور عمر و یہ کہتا ہے ذات باری تعالیٰ بلا کیفیت خاص لکھ عرش ہی پر ہے مثل جسم کے اور جسم کے
 کیونکہ وہ جسم نہیں ہے اور باوجود عرش پر ہونے کے بذاتہ و علم و قدرت سب کی پیداوار اور سب کے
 قریب ہے اور سب کے ساتھ جیسا او سکولائن ہی بلا تشبیہ جیسا کہ آفتاب فلک جہاں ہم پر ہے اور سب کے
 ساتھ ہے اور رب العالمین زمین و آسمان میں نہیں ہے بلا تشبیہ جیسا کہ آفتاب میں نہیں ہے
 اور ساتھ ہی البتہ علم و قدرت سب کو ایک طرح برابر دیکھتا اور جانتا اور سنتا ہے اور قہر و قہر کی
 کتاب و سنت میں ہیں جیسے فوق العرش ہونا دیکھنا سننا جانتا اور ترنا خوش ہونا غصہ ہونا
 نفس وغیرہ سب کے معنی معلوم اور کیفیت متشابهہ یعنی مثل فوقیت دیکھنے سننے جانتے اور ترنے
 خوش ہونے غصہ ہونے ہاتھ موہنے نفس وغیرہ اس کے مخلوقات کے نہیں ہے بلکہ کیفیت اس کی
 اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی بیشک ایک ذاتہ و مگرہ مثل ذات مخلوقات کے
 اسی کے مناسب و سبکی سب صفتیں ہیں نہ مثل صفات مخلوقات کے اور حقہ صفات کے
 کتاب و سنت میں اللہ تعالیٰ کی تشریح ہے اس سے منزه ہے غرض اثبات اللہ تعالیٰ پر وہی کتاب
 و سنت کی ضرورت ہے اور زیادتی و کمی موجب ضلالت ان دونوں عقیدوں میں موافقت
 اہل سنت و اجماعت کے کہ کلام عقیدہ رکھتا ہے یعنی توحید و
 ہو المصوب اہل سنت کی رائے اس باب میں مختلف ہے اگرچہ بعض مثل قول یہ کہ بھی
 کہہ گئے ہیں مگر صحیح و مذہب جمہور محققین و ائمہ تبعوین و محدثین وغیرہم مثل قول عمر

ابو طاهر حنفی تمسید میں لکھتے ہیں مسئلہ ایک کہ من قولہ تعالیٰ الرخمن علی العرش استوی
 کیف استوی فقال لا استواء غیر مجہول والکیف غیر معقول والایمان بہ واجب والسوال عندہ
 مدعہ والذکر الاضلالا لامر بہ فاخرجوه فاذا ہو جمع بن صفوان وقال ابو مطیع الحنفی سألنا
 ابانہ فیہ من قال لا ادری ابن اللہ فقال ابو حنیفہ انہ یکفر لانه خالف النص فی اللہ یقول
 الرخمن علی العرش استوی اقرؤا وامتوا بہ فقال ابو مطیع کیف استوی قال منہ ما جاز الکوا
 منہی اور حکمت نبویین ہوا یہ وہ وجہ و نفس کما ذکر اللہ فی القرآن ولا یقال ان قدرہ ہو یہ
 لان فیہ ابطال الصفہ ہو قول اہل القدر والاعتزال و لکن یہ صفہ نہ بلا کیف انتہی اور
 سیر السلاطین ہو قال عویض المکریانی قلت لا حق بن راہویہ بالقول فی قولہ تعالیٰ ما یكون من شئ
 فلا یدر الاہو را بعظم طیف نقول فنیہ خال حیث ما کنت فہو قریب الیک من جمیل الوریہ وہ بیان
 من خلقہ و اہم شئی فی ذلک قولہ الرخمن علی العرش استوی انتہی اور بھی اوسمیں ہوا قال ابن
 مسعود حق بن راہویہ یقول دخلت علی طاہر بن عبد اللہ وعنده منصور بن طلحہ فقال لی
 نقول ان اللہ نزل کل لیلۃ قلت یومن بہ اذانت لا یومن ان لک ربانی السیار لا تحتاج
 ان تسألنی عنہ ہذا قلت ہذہ الصفات من الاستواء والعرول والایمان قد سمعت بہ القصص
 ولعلہا الخلف من السلف ولم یتعرضوا لہا یرد ولا تاویل بل انکروا علی من اول مع الاتفاق
 علی انہا لا تشبہ لقوت المخلوقین وان اللہ لیس بکفۃ شئی انتہی واللہ اعلم حررہ الراعی عتق اللہ
 البواحنات محمد عبد الحی سبحان اللہ عن ذنبہ الجلی والحقفی محمد عبد الحی
 استفتنا ما قولکم رحمہ اللہ تعالیٰ دین مسئلہ کہ عادت عوام این کیا ہست کہ در وقت
 مصیبت و حاجت از دور و بعید انبیاء علیہم السلام یا اولیای کرام را بطریق استمدادی خوانند
 و اعتقاد میدارند کہ ایشان حاضر و ناظر اند در جمیع حال و ہر وقت کہ ما مردم ایشان را بخوانیم
 مطلع گشتہ در انجاء مقاصد و ماسکنت این صورت جائز است یا نہ بنویسوا و ابراہیم
 الجواب و ہو المنوفق للصواب سورت مذکورہ حرام بکہ شرک صریح است بلین صورت
 متضمن اعتقاد علم غیب است برای خیر او تعالیٰ و اعتقاد مذکور شرک صریح است بآنرا کہ
 شرک در شرع عبارت بہت از شرک گردانیدن غیر از تعالیٰ غانہ در ذات یا صفات متضمن

و رواته ابو داؤد فی الروایۃ علی الجہتہ باسناد حسن عنده من حدیث محمد بن بشیر قاضی صاحب الشیخ
 وقال وقد اخرج البخاری فی رسالۃ خلق افعال بالعباد ولفظہ ان اللہ علی عرشہ فوق سمواتہ وسمواتہ
 فوق الارض مثل رقبۃ انتی وعن عباس بن عبد المطلب قال کنت فی البطن فی عصابہ خیرم یوم ان
 صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فرست ہم سجادۃ ففطر الیہا فقال یا سمون ہذا قالوا السحاب قال ولان
 قالوا ولان قال والعتان قالوا والعتان الحدیث و فی آخر الحدیث بعد ذکر العرش ثم اللہ تعالیٰ
 فوق ذلک رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث حسن غریب انتی وقال الذہبی فی کتاب العرش والعرش
 رواہ ابو داؤد باسناد حسن و فوق الحسن انتی وروی الامام البغوی ہذا الحدیث فی تفسیر سورۃ النجم
 باسنادہ عن عباس بن عبد المطلب وزاد بعد قوله واللہ تعالیٰ فوق ذلک لیس یخفی علیہ من اعمال
 بنی آدم شیئی انتی ولولیدہ ماجا عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ انہ قال ما بین السماء والارض
 والارض خمس مائۃ عام و ما بین الارض والماء کذلک والعرش فوق الماء والعرش فوق العرش المائۃ علیہ
 شی من اعمالکم انتی رواہ البیہقی باسناد صحیح وکنز رواہ ابن المنذر وعبید اللہ بن احمد بن حنبل
 و ابو القاسم الطبرانی وغیرہما کما قال الذہبی فی کتاب العرش و ہذا الزیادۃ توکرکہ کون ووجودہ تعالیٰ
 فوق العرش کما لا یخفی وعن جابر بن سلیم بن جند قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
 ان رجلا من کما فیکم لیس لہ دین فینظر فظفر اللہ الیہ من فوق عرشہ فمقتہ فامر الارض فانخذتہ فوضعتہا
 فیہا قال الامام الذہبی فی کتاب العرش رواہ سهل بن یحییٰ عن البخاری عن عبد السلام بن عیاد
 عن عیینۃ بن عیینہ قال قال البخاری قال جابر بن سلیم فذکرہ انتی اب تھوٹے احوال کہ جہان سے
 کچھ جاسکے ہیں امام ابو محمد بن ابی زید باکی نے اپنے رسالہ میں پوشتل عقائد اور فقہ کے مسائل
 ہی لکھا ہے انہ تعالیٰ فوق عرشہ الجید بذاتہ وانہ فی مکان اجملہ انتی قال الامام الذہبی فی کتاب
 العرش وابن ابی زید من کبار الائمۃ بالمغرب و شہرتہ یغنی عن ذکر فضلہ اجمع فیہ السقل والذین
 والورع والعلم وکان نہایت فی علم الاصول توفی سنۃ ست و ثمانین وثلست مائۃ بالقیروان انتی
 وایضا قال الذہبی قال الامام عبد اللہ ابو سعید الخدری عن الامام ابو سعید الخدری عن الامام ابو سعید الخدری
 ابن ابی زید و قال وقد عارف فی اخبار شی ان اللہ فوق السماء السابغۃ علی العرش بخند و ہونظر
 کہینت اعمالہ و علیہ و قدریہ واستواہ و نظروہ و رحمتہ فی کل مکان انتی ثم قال الذہبی ابو سعید الخدری

[illegible]

جمہور صحابہ و تابعین و ایسے مجتہدین کی اداہن ہمام مولف فتح القدیر مسائرہ فی العقائد النجیۃ فی
 الآخرة میں لکھتے ہیں لو من انہ تعالیٰ استوعب العرش مع حکم بان استواءہ لیس کا استواء الایسار
 من الثقلین والماستہ والحدادۃ بل یعنی بلین بہ وہو اعلم بہ انتہی اور ابو شکور علی تمہید میں لکھتے ہیں
 قال بعضهم ان التبرجود فی کل مکان وہم صنف من الخبیثۃ و آجوا بقولہ تعالیٰ ہو الذی فی السماء
 والارض والہ وقولہ وہو اللہ فی السموات والارض وقولہ ان اللہ مع الذین القوا وقولہ
 لا یولین من نجوی ثلاثہ الاہور النجم و اجواب ان معنی الآیۃ الاولیٰ انہ الہ اہل السماء و اہل الارض معنی
 الآیۃ الثانیۃ تدبیرہ فی السموات والارض ومعنی الآیۃ الثالثۃ انہ سمیع بمقام التبرجود بصیرہ بانھا لہم ومعنی الآیۃ
 الرابعۃ انہ معہم بالنصرۃ انتہی اور زیادہ تفصیل اس بحث کی کتاب العرش وغیرہ میں موجود ہے
 واللہ اعلم حورہ الراجی عفوہ بہ القوی الہو الحسناب محمد عبدالحی تاج وناشد عن ذنبہ الجلی و انتہی
 ۱۶ تحقیق بسم اللہ الرحمن الرحیم کیا فرمائی ہیں علمائے محققین اہل سنت ان بحث خاص میں
 کہ بکر کتابہ حکم کفر خارج کا خود قرآن شریف میں موجود ہی نہیں شکر اوسکا گمراہ و مردود وہی حق سبحانہ
 و تعالیٰ سورۃ اسزاب میں فرماتا ہے ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لنعذبنہم اللہ فی الدنیا و الآخرة
 واعدلنہم عذابا عظیمنا تفسیر کشاف میں ہے یہ آیت نازل ہوئی ہے اور ان لوگوں کی شان میں جو
 پیدا دیتے ہیں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اور نیز بکر دعویٰ کرتا ہے کہ مذہب اہل حق یہی ہے کہ یہ
 کافر ہی اور لعنت کرنا اوسپر بالخصوص جائز ہے جو اسمیں مخالف ہے وہ اہل حق سے خارج ہے
 اور بعض علمائے حنفیہ کا جو خلاف منقول ہے وہ بغرض عدم جواز لعن نہیں ہے بلکہ بایں غرض ہے
 کہ اونسے نزدیک نزدیک نام قابل ذہان پر لانے کے نہیں ہے یہ کہ فی نفسہ اوسپر لعن کرنے میں
 کچھ قباحت ہے شرح عقائد اور حاشیہ چند میں اسکی تصریح ہے یہی مذہب صحیح ہے یہ خلاصہ ہے
 بکر کے رسالہ اردو کا جس میں اس بحث کو طول فضول دیا ہے فقط حامد اوسکی رو میں کہتا ہے
 کہ غیر کفر میں خوارج کو منکر قرآن او طویل حق سے خارج ٹھہرانا محض ہالت اور حلالہ
 اور نیز آیت مذکورہ کو شان و شہان حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں نازل ٹھہرا کر جو الہ کثافت
 محض کذب و بطلان ہے بالجمہ خوارج کے کفر کے مذکور ہونیکا اس آیت میں دعویٰ کرنا اہل حق
 و کذب قبیح ہے ان البتہ اگر آیت الذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر الکتابیہ الخیر

بتا تاوانما بینا کا مصداق خوارج کو ٹھہرایا جاوے تو احتمال صحیح ہوا اور کس طرح خوارج کا
مسلمان جاننے والا اہل حق سے خارج ہو سکتا ہو کہ خود حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ نے
خوارج کو باوجود بیان اونکی گمراہی کے اور حکم قتل کے اونکو مسلمان بتلایا ہوا اسی سبب
محققین فقہاء و محدثین و متکلمین نے خوارج کو بد مذہب جاننا مکرا فرمایا نہیں ٹھہرایا ہوا چنانچہ
مرقاۃ اور مجمع البحار اور رد المحتار اور شرح فقہ اکبر اور فتح القدیر وغیرہ سے بخوبی ثابت ہوا اور
نیز حامد کہتا ہو کہ اہل حق یزید پلید کے حکم کفر میں اور پھر جواز لعن میں خود مختلف ہیں اگرچہ
بعض اکابر نے اوسپر حکم کفر و جواز لعن کا اطلاق فرمایا ہو لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم جناب
امام غزالی اور صاحب قصیدۃ امالی اور سوا اونکے بہت ایسے دین حکم عدم کفر و عدم
لعن کو حق جانتے ہیں اور یہو محققین اوسکے اطلاق حکم کفر و اسلام و جواز و عدم جواز
لعن میں توقف کو مذہب یا بنا گردانتے ہیں پس دعویٰ بکر کا بظلمہ حصر کر ہی سکتے مذہب
اہل حق اہل حق کی جمالت و ضلالت پر دلیل ہو اور تاویل جو علمائے حنفیہ کی طرف سے کی ہے
وہ بھی نہایت یوچ و علیل ہو کاش یہ سخن تراش شرح عقائد نسفی کی عبارت کو سمجھتے جسکا خود
حوالہ دیتے ہیں تو جانتے کہ انحصار مذہب اہل حق کا قول جواز لعن و کفر میں جواز سکامد عا ہو
باطل ہو اور قول حنفیہ میں جو خلاصہ وغیرہ کتب فقہیہ سے ثابت ہو وہ تاویل یوچ کرنا حیلہ
عقل سے عاقل ہو عبارت شرح عقائد کی شروع بحث سے جسکو بکوفہ چھوڑ دیا ہے یہ ہے
وہ بالکلہ لم ینقل عن السلف الصالحین جواز لعن علی معاویہ رضی اللہ عنہ و انما اختلفوا فی نزدیک
معاویہ حتی ذکر فی الخلاصۃ وغیرہ انہ لا ینبغی للعن علیہ و لا علی الحجاج لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
نہی عن لعن المصلین ومن کان من اہل القبۃ و ما نقل عن لعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعض اہل القبۃ فلما انتہی
من احوال الناس ما لا یعلیہ غیرہ و بعضہم اطلق اللعن علیہ لما نہ کفر حسین پر بقتل حسین رضی اللہ
عنا کی رہی بحث ترجیح کی پس اگرچہ صاحب شرح عقائد نے باوجود اقرار اختلافات اہل حق
و بیان مذہب حنفیہ کی اپنے زعم میں ترجیح کفر کی ثابت فرمائی ہو لیکن دوسرے اکابر محققین نے
وہ ترجیح مسلم نہیں ٹھہرائی ہو تسائرہ اور مسامرہ و رد المحتار و شامی وغیرہ کتب عمدہ فقہ و عقائد
علمائے حنفیہ میں دوسری جانب کے معتبر ہونکی ترجیح ہی بلکہ بہت کتب مشہورہ و محققین میں

شرح عقائد پر اعتراض کی بھی تصریح ہی چنانچہ شرح فقہ اکبر وضوء المعالی اور حاشیہ معصام
اور حاشیہ ابوالیسر پر شرح عقائد اور دوسرے حواشی سے ثابت ہو رہی ہیں بلکہ کامیاب تصحیح لکھنؤیہ
مجموعہ حوالہ کردینا جروت و تفوہ قبیح ہی علاوہ ان سب امور کے بر تقدیر ترجیح مذہب جزم کفر
یزید کی حالت حیات میں بھی دعویٰ انحصار مذہب اہل حق کا جواز لعن میں باطل و افتراء ہو
کہ ان کا ذوق پر جنکارنا کفر پر خدا و رسول کی خبر متواتر سے ثابت ہو یا اتفاق و اجماع جمہور
ایہ محققین کے لئے شخصی کرنا ناجائز و ناروا ہو جیسا کہ امام نووی نے شرح مسلم میں اور
امام عینی نے شرح بخاری میں اور امام نابلسی نے شرح طریقہ مجددیہ میں اور دوسرے اکابر
دین نے اور کتابوں میں تصریح فرمائی ہو یہی قول ترجیح جواز لعن بر یزید بر ثبوت کفر
بھی بے ثبوت علم یقینی موت علی الکفر کے کس طرح اہل حق کے نزدیک جزا صحیح ہو سکتا ہو تاکہ
جو اس کا قائل ہو خوارج میں داخل ہو جائے اور اہل سنت میں شامل نہ ہو فقط اب سائل
سوال کرتا ہو کہ آیا دعویٰ بلکہ درست و بجا اور واجب الاعتقاد ہو یا حادثے جو اس کا رد کیا
قابل قبولیت و اعتقاد ہو اور نیز قول اہل حق منحصر کفر یزید و جواز لعن میں ہو یا اوس میں اختیاف
اور در صورت اختلاف قول کفر و لعن معتد و قوی وادی ہو یا قول توقف و عدم جزم کفر و لعن قوی
و معتد اور احوط اور اقرب الی الانصاف ہو اور حوالہ کشف وغیرہ کا جو بلکہ کیا صحیح ہو یا باطل
اور حوالہ مجمع البحار و رد المحتار و مرقاة و شرح فقہ اکبر وضوء المعالی و شرح امام نووی
و امام عینی وغیرہ کا جو حادثے کیا ہو و رد کے لائق ہے یا اعتقاد کے قابل فقط
ہو **المصوب** قول بلکہ اس بحث میں صحیح نہیں ہو بلکہ مخالف کتب معتبرہ ہو مسامو
لابن الہمام میں مع شرح او سلی مسائرہ الی ابن ابی شریف موجود ہو و ظاہر قول الشافعی رح
و ابی حنیفہ رحمہ اللہ لا یفر احدہما ای لا یکلم بکفر احد من الجن لقین فیہا لیس من الماصول بالمعلومۃ
من الذین ضرورۃ و ہذا ہو المنقول عن جمہور المتأمنین و الفقہاء انتہی اور بھی اوس میں ہے
قد اختلف فی الکفار یرقیل نعم لما وقع منہما جتر علی الذریۃ الطاہرۃ کا لامر بقتل الخلیفین
و ما جری منہ ما ینبوعن سماعہ الطبع و یسم لذكرہ السمع و قیل لا اذ لم یشب لہما منہ ثلاث السباب
الموجبة للکفر و حقیقۃ الامرای الطریقۃ الثابتۃ القویۃ فی شانہ التوقف فی خانہ و رجع امرہ

الی اللہ تعالیٰ انتہی اور اسی طرح اور کتب عقائد میں موجود ہے واللہ اعلم حررہ الراہی عفو ربہ القوی
 ابو الحسنات محمد عبدالحی نجار اللہ عن ذنبہ الجلی والکفی
سوال اولیاء اللہ کچشم ظاہری در سیداری بلاتناویل خدای تعالیٰ ہر
 در دارد نیامی بنشد یا نہ جواب در صورت مرقومہ فی بنشد باتفاق اہل سنت و جماعت
 و مدعی آن کاذب است چنانچہ جملہ مالہ و ما علیہ از منہ از ہر گاہ شہ می شود بل بخیر و یتا اللہ تعالیٰ
 فی الدنیا البین البصر للاولیاء فقد جاء فی سوال واقفہ الحال فی من ادعی ذلک فی بعض الاشخاص
 فکتبت الجواب بحسب ما ظہری و ہر الصادق فہو جامع الائمة من اہل السنۃ و الجماعۃ علی ان روتہ
 اللہ تعالیٰ البین البصر جائزۃ فی الدنیا و الاخری معقلا و ثابتہ فی البقی سمعا و نقلًا و اختلافوا فی جواب
 فی الدنیا شریفاً ثابتہما الا اکثرہ و وافیاً آخرون ثم الذین اتبعوا خصوصاً و قومہا صلعم لیلۃ الاسراء علی غلام
 فی ذلک بین السلف و اختلف من العلماء و الاولیاء و اصحیح انہ صلعم انما رای ربہ تعالیٰ بقوادہ الائمة
 کذا فی ترح العقائد وغیرہ فان قال قائل بانی اری اللہ تعالیٰ فی الدنیا ان ارادہ روتہ فی المنام
 ففی ہوازہ خلاف مشہور بین الانام مع ان روتہ المنامیہ لا تكون بانخواستہ البصریۃ بل بالتصورات
 المثالیۃ و التمثیلات الخیالیۃ وان ارادہا حال البقظۃ فان قصد بہا حدوث المضائق و الارادۃ یری
 الوار صفاتہ و لیشاہد آثار مصنوعاتہ فذا جائزہ ہلما رتہ و اما من ادعی ہذا المعنی لنفسہ من غیر تاویل
 فی البنی فوفی حقہ فاسد و زعم کاسد و فی حقیقۃ ضلال و تضلیل و فی مطعن و بیل و یجید عن ہوا
 السبیل فقد قال صاحبہ لثروت و ہو کتاب لم یصنف مثله فی التنبؤات طبق المشایخ کلہم علی
 تضلیل من قال ذلک و تکذیب من ادعی ہناک و صنفوا فی ذلک کتاب و رسائل ثم یوسسہ بخلاف
 و یحبہ و صرحوا بان من قال ذلک لمقال لم یعرف اسد الملک لتقاہم اقراءہ شیخ عدا الدین القوی
 فی شرحہ و قال ان صح عن احد دعوی نحوہ فیکون تاویلہ بان خلیۃ الاحوال یجعل الغائب کالشاہد اذا
 کثر اشتغال الشیء بشیء و اختصارہ لہ یضیہ کأنہ حضر بین ید ینتی و یوئدہ حدیث ان تعبد اللہ کما یک
 شراہ و کذا حدیث عبد اللہ بن عمرو حال لطواف کتنا تری اللہ و قال صاحبہ لعوارف المناہج
 فی کتابہ اعلام البندی و عقیدۃ اربابہ لفتی ان روتہ العیان متعذرۃ فی ہذا الدار لانہا دار الفناء
 و الآخرۃ ہی دار القرار فلقوم من العلماء و نصیب من علم الیقین فی الدنیا و الاخرین من اعلیٰ مرتبہ

نصیب من بین یقین کما قال قائل رای قلبی بری انتی و الحاصل ان الله قد انقضی
تعالی لا یراه احد فی الدنیا بعینه و لم یتنازعوا فی ذلک الا انبیاء علی الله علیه و آله و سلم حال حروب
علی باصرح بر فی شرح عقیده الطحاوی ثم هذا ان قبل لتاویل السابق فیها و الا فان کان مصمما
علی مقوله و لم یرج بالمنتقول عن معقوله یجب تعزیره و تشمیره بما یراه الحاکم الشرعی و قال
بعض ارباب العقائد المنتظومة من قال فی الدنیا یراه بعینه فذلک زندیق طغی و تمرد و خالف
الله و الرسول و زاغ عن شریع الشریف قد قال ابن الصلاح و ابو شامة انه لا یرد مدعی
الرویه فی الدنیا حال الیقظه و ینع منه کلیم الله موسی علی نبیاه و علیه الصلوة و السلام و تختلف بین المرام
نبیننا مسلم فی ذلک المقام کیف سمح لمن لم یصل الی مقام انتی کلامها و قال الکوشی فی
سورة النجم و مقتدر و ید الله تعالی بها بالعبید لغیر محمد صلیهم علیه و سلم و قال الاربلی فی کتابها لا توار
ولو قال فی ذلک الشرعیان فی الدنیا کفر انتی لکن الاقدام علی الکفر یجوز و دعوی الرویه من سب
الخطرفان الخطاء فی افتاء الف کافرا یون من الخطاء فی افتاء مسلم فاصواب ما قدمناه ان
الضم الی الدعوی بالخروج عن عقیده اهل النقی حکم علیه بانه من اهل الضلاله و الدعوی و السلام
علی من اتبع الهدی انتی ما فی منج الا انه یشرح فقه کبر لملأ علی قاری و اظهر من شمس دست که هرگاه
خطاب ان ترا فی موسی علیه السلام و ارد شد پس حاد است بصفه کن ترا فی چگونه موصوف
نشود لغمها قبل سه جلوه یارگران بار که بر و شستنش در طاف کوه و کمور و سکی است
و منشور لامع النور و جوه یو مکنزی و جوه المؤمنین یومئذ یوم القيمة ناظره حسته ناعته
الی ربها ناظره مشهور و منیر بیدار رب غفار و عقوبت است یعنی در جنت نه در دنیا زیرا که احساس
و قوای و نیاز پس ضعیف و معرض فساد است ازین رگبزد و پدارائی بدار دنیا متعذر بخلای
احساس و قوای دار البقا که اقوی و البقی خواهد بود و تقویت رت العزت و قوای سرمدیت
و یدار حضرت صمدیت میسر خواهد بود و کلمات طیبات آن سرور کائنات سترون ربکم یوم القيمة
بخطاب عالم کتاب و رباره و یدار لعلین البصر یسوی بهم صحابه کرام که خلفاء و راشدین درین خطای
و اخل اند و ارد شد و این چنین لغرمودند که سترون ربکم یوم القيمة کما ترونه فی الدنیا پس از
آیت و حدیث و آنچه گزید که دنیای فانی مقام و یدنی نیست و از اینجاست تمام اهل بیت و جات

اتفاق کردند برین مسئله که کسی از احادیث بچشم ظاهری در بیداری در دله و بنا بر ضای تعالی را نمی بیند
و نخواهد دید و مدعی آن کاذب است قیدها بالیه اشاره ای الی الرویه فی الآخرة دون الدنیا لکن
فی شرح البری و الکرانی و الحنفی شرح البخاری و یاره حدیث صحیح بخاری از ابو موسی اشعری
براست که فرمود آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم و ما بین القوم و بین ان یتطروا الی ربهم الارواء
الکبری علی وجه فی جنه عدن ای جنه اقامه و هفتون للقرن الاخر تعالی و قوله فی ما یجوز متعلق
بمعنی الاستقراء فی الظرف فیه المضمون انتفاء هذا المضمون فی غیر الجنه و الیه اشار الشیخ التوریشی بقوله
یرید ان المؤمن اذا تبوا مقعده فی الجنه تبوا و الحجب مرفوعه و الموانع التي تجبه عن النظر الی ربه محذوفه
الا یصدق من هیئته الجمال و سبحات الجمال و ابته الکبریا و ظاهر لقع ذلک تمام الایرافه و رحمته
تفضل الله علی عباده قال الحافظ ابن حجر و ما حصله ان رواد الکبریا و مانع الرویه فکان فی الکلام
محد فالتقدیر بعد قوله الارواء الکبریا و فانه یمن علیهم برفعه فحصل لهم الفوز بالنظر الیه فکان المراد ان
المؤمنین اذا تبوا و انتقامهم من الجنه لکن اما عندهم من هیئته الجمال لما حال بهم و بین الرویه حائل
فان ارادوا ان یراهم فبانه و تفضل علیهم برفعه علی النظر الیه سبحانه و تعالی انتهى ما فی ارشاد الساقی
مختصرا و قال لنوهی علم ان مذهب اهل السنه قاطبه ان ربه الله تعالی مکنه غیر تمثیل و جمیع
الشیء علی و فوقه فی الآخرة لقلا و ربه الله تعالی فی الدنیا مکنه لکن المهور من السلف و علمت
لکن کلین غیرهم انما اتفق فی الدنیا انتهى ما فی المرقاة متصلا و الله اعلم بالصواب غلبه ایا اولی الالباب فیکتانه المولی فی النصیر
هست منصوص علی ان احمد حنفی و دیلمی | سید مولوی نذیر حسین صاحب | از شرف سید لوئیس شد شرف حسین
رویه الله تعالی بعین البصر فی عالمه الیقظان فی دار اندیشه غیر جائزه مطلقا بوجهی که بگوید لقول الله
لا تدركه الابصار و هو یدرک لا ابصار و لقوله تعالی قال بارئ بالنظر الیک قال لکن ترانی و الله اعلم و علم
سید محمد حسین | هست هر دو جهان محمد شاه حنفی مولف مدار الحق | محمد عبد الحمید | محمد عبد السلام

خادم شریعت رسول الثقلین محمد توفیق حسین

هو المصوب رویت ذات حق جل شانه در دوار و بنا بچشم ظاهری در حالت یقظه بلاتامل
سواي آنحضرت صلی الله علیه و سلم کسی را حاصل نیست و من ارعاه کذب عبد الوهاب الشافعی
در کتاب البیواقیات و الجواهر فی بیان عقائد الاکابر فی تالیف سند فان قبل نقل و قسده و پیشتر

یقیناً فی الدنیا لا یمجد غیر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فاجاب لما قال الشیخ عبد القادر الجلی لم یبلغنا
 وقوع ذلک فی الدنیا لا یمجد غیر رسول اللہ فقیل ان فلاناً ینعم انہ یمجد اللہ یعنی راسہ فارسل
 الشیخ خلفہ وقال لہ احق ما یقول یوالا وعلک فقال نعم فانتمہ الشیخ ورجلہ واخذ علیہ العہد
 ان لا یعود الیہ انتہی وینہی نویسند ما روجہ الحق فی الیقینۃ لفریقینا فمنہا جمہور العلماء وادانہ
 لذلک بقولہ تعالی لا تدركہ الابصار وبقولہ لیس فی لن ترانی وبقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لن یرس
 احدکم ربہ حی یوت رواہ سلمی کتاب الفتن اما نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فقد اختلفت
 الصحابة فی وقوع الرویہ لہ لیلۃ المعراج قال الجلال المحلی الصیح نعم انتہی واللہ اعلم
 حررہ الراعی عفور ربہ بالقوی ابوالحسنات محمد عبد الحمی تجاور المد عن ذنبہ راہلی و انحنی
 خط مستقیم چہ میرما یند علماء دین و مفتیان شرع متین و تکفیر فرقة کہ درین ایام و شہرہ یکانیہ
 پیدا شدہ میگویند کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہا لدین نبودہ بلکہ حق تعالی محمد مصطفی
 صلی اللہ علیہ وسلم را آسمان فرستادہ و کسی کہ بیان میداد شریف کند از و احترام می نمایند و میگویند
 کہ در بیان میلاد حضرت ہشک عزت می شود اگر احادیث را بران گواہ گذاریم بران اعتقاد میکنند
 و میگویند کہ در قل ہوا اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفو احد این صفت خدا و نام
 رسول خداست بگو کہ اللہ کیست بچنین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیست اللہ صمد است تعالی
 ان خود و تو را پاک است ہمین طور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از خوردن و نوشیدن پاک است و
 ہمچوہ ام یولد نہ حق تعالی زادہ شدہ و نہ کسی از زادہ شدہ همچنان رسول مقبول نہ کسی زادادہ
 و نہ از کسی پیدا شدہ شد پس ہمین قول فرقة جدید اطا مین و خاتون جنت و اہل بیت طیبہ طاہرہ
 ہمہ ہستند و حق ایشان بضرمانک غیر و احادیثی خود یا نہ بیان عنہ مودہ و
 ہمچوہ را و مستحکم ہر من فرمودہ بیچارہ مسلمانان ناخواندہ را ازین بلامرہانند بنوا تو خود را
 انجوا بیت بشریت حضور صلی اللہ علیہ وسلم از قول اناسید و لذا و م ثابت و سوید ان قولہم
 قل انما ابشرکم یوحی الی انی انما اورا کل و غریب ہوشی فی الاسواق نسبت حضور صلیم کے
 قرآن مجید بہ نسبت اورا عاویث نبوی مصداق اور مویاس امر کی مشکوۃ شریف میں باب
 فضل انبیا علیہم السلام فصل ثانی میں ترقی سے تہجد و چنانچہ ایک حدیث میں ہے

الکتاب منہج باب ما یجب علی المسلم ان یؤمن بہ

لکھی جاتی ہے۔ وعن العباس انہ جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم وكان مع شيبان فقام النبي صلى الله عليه وسلم على المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول الله صلعم قال يا محمد بن عبد الله من عبد المطلب ان الله خلق الخلق فجعلني في خيرهم ثم جعلهم فریقین فجعلني في خيرهم وقرنه فجعلهم قبائل فجعلني في خيرهم فجعلته ثم جعلهم ذوات فجعلني في خيرهم بيتا فانما خيرهم نفسا وخيرهم بيتا ودعوى اور کئی حدیثیں اس باب میں مشتبہ بشریت و ولادت حضور صلعم با بجا کتاب احادیث و تفسیر میں موجود ہیں اور خود حضرت علی اللہ علیہ السلام کا اقرار فرماتا کہ میں پیدا ہوں زمانہ ملک عادل میں اور حدیث کتاب مشکوٰۃ باب الصیام میں موجود ہے کہ فی سمر ولدت و فی سمر لیسٹ یعنی پیر کے روز پیدا کیا گیا ہوں اور اسی روز مبعوث کیا گیا اور اکل و شرب حضرت کا آیات و اخبار و آثار سے نظر میں آسکتے ہیں جو اس میں کچھ حاجت دلیل کی نہیں اور سورۃ اخلاص محض وحدانیت میں ذات پاک مقدس عزاسمہ کے نازل ہو بلاشبہ حدیث و حدیث اور علم لدنی و علم اولدیتی کی سخت سوائے ذات باری کے کسی نہ صادق نہیں آتی یاوردہ کسی مفسر نے یہ تاویل دوسکی کہ میں لکھو اور کفویت آنحضرت کی قبیلہ بلکہ قبائل قریش سے حسب نسب ظاہر و باہر ہو اور سوائے اس کے تیار ہا ملا اکل حضور کے تولد شریف کے باب میں موجود ہیں چنانچہ جواب سوال عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یعنی حضرت عباس نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلعم جاندا ہے کہ تم کیا حال کر رہا تھا اور آپ لون دون میں چل رہے تھے آپ نے فرمایا کہ ما در شفقتی ہا تقدیر مضبوط بانڈ دیا تھا او سکی ادب سے مجھے روز نا آتا تھا اور چاند منع کرتا تھا حضرت عباس نے عرض کیا آپ لون دون میں چل رہے تھے یہ حال کیونکر معلوم ہوا فرمایا کہ لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں سنتا تھا حالانکہ حکم مار میں تھا اور فرشتے عرش کے نیچے پروردگار کی تسبیح کرتے تھے اور میں اونکی تسبیح کی آواز سنتا تھا حالانکہ میں حکم مار میں تھا پس آنحضرت صلعم کا حکم مار میں رہنا اور تولد ہونا مسلم الشوریٰ ہو پس آنحضرت صلعم نے شبہ سنہ زندہ حضرت عبداللہ کے ہیں بی بی آمنہ خاتون کے حکم مبارک سے تولد ہوئے اور بی بی آمنہ عالمہ ہونا اور نکاح حضرت عبداللہ سے اور نوح او را براہیم وغیرہ انبیاء علیہم السلام کا بشار ہونا بی بی آمنہ کو اور خود حضور صلعم کا فرمانا کہ میرے اجداد میں کوئی بے گناہ نہیں ہوا

نور اللغات بلکہ اس فصل کے انتخاب سے نوران فتنہ و فساد ہو اور صورت ضریح اہل اسلام ہو
 اور کوئی فائدہ اس فصل پر مرتب ہو اور علم لدی اہل اسلام بھی نہ تو وہاں بلا و جگر اس فصل
 کوئی اور تو کیا ہو بلکہ اسباب الیہ میں بقصد اثارہ قدس و فساد و انتخاب اس فصل کا واجب ہے
 ہو المصوب کا کوشی واجب نہیں باریک اسکا لنگار ہو گا اور جو شخص مستحق ایاست ہو
 اور کوشش سے اسکا نہ کھاتا ہو اور نہ فریح کرتا ہو اسکا اسلام میں فرق نہیں آئیگا ہاں جو
 کوشش کو مٹا دے فریح کرنا ہو یا اسکا ذبح کو لیا جائے ہو اسکا اسلام میں فرق ہو گا اور لفظ
 و تار و فتنہ کا کوشی نہیں پہلے بلکہ ایسے مقام پر کہ جہاں فتنہ کا ظن غالب ہو یا وجہ ہو
 سیاست اعتقاد کے اشتراک اولی ہے و اللہ اعلم سرہ الراعی معنوی بالواکفیات

عبدالحی تاج و نذر اللہ عن ذنبہ اعلیٰ و اعلیٰ

اسمہ مستحقہ با تو لکم حکم اللہ تعالیٰ درین اشارہ سے
 پورا و درو ندان ہمیشہ شکست
 پسرا و شیر فرزند ہمیشہ پیروز
 امور تنقیح طالب پسرسند کس صحابی سے مراد ہوا و تھا اسم شریف
 کیا تھا صحابی موصوف سے کیا سو و ادبی جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں واقع ہوئی
 تھی صحابی موصوف سے کہ سن اوٹے کون کون اعزاسے مراد ہوا و اوٹے کیا نام ہیں صحابی
 موصوف سے والدین و ندان مبارک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کیا تھا یا نبیل
 و نکا کیا نام تھا صحابی موصوف کی والدہ نے عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کیا تھا اور انکا
 نام کیا تھا صحابی موصوف نے حق و امان دہمیر صلی اللہ علیہ وسلم یعنی امیر المؤمنین حضرت علی بن
 ابی طالب کو ہاتھ دیا کہ کیا کر غصب کیا تھا اور یہ دعا کہ کس طور پر واقع ہوا تھا صحابی موصوف
 یہاں حضرت قرۃ العین رضی اللہ عنہا کو شہید کیا تھا و نکا کیا نام تھا زید سے مراد ہوا اور کسی سے
 لفظ چین قوم سے کون قوم مراد کوشی یا خارجی قوم پرید سے کون قوم مراد ہوسنی یا خارجی
 اہل سنت و جماعت کو ان اشارہ کا پڑھنا درست ہے یا نہیں اگر اہل سنت کو اسکا پڑھنا درست
 نہیں اور انکا قائل اس جگہ پر جہاں یہ اشارہ ہے ہون چاہو چنے اور نہ کھولیا تو کچھ

نور اللغات بلکہ اس فصل کے انتخاب سے نوران فتنہ و فساد ہو اور صورت ضریح اہل اسلام ہو اور کوئی فائدہ اس فصل پر مرتب ہو اور علم لدی اہل اسلام بھی نہ تو وہاں بلا و جگر اس فصل کوئی اور تو کیا ہو بلکہ اسباب الیہ میں بقصد اثارہ قدس و فساد و انتخاب اس فصل کا واجب ہے ہو المصوب کا کوشی واجب نہیں باریک اسکا لنگار ہو گا اور جو شخص مستحق ایاست ہو اور کوشش سے اسکا نہ کھاتا ہو اور نہ فریح کرتا ہو اسکا اسلام میں فرق نہیں آئیگا ہاں جو کوشش کو مٹا دے فریح کرنا ہو یا اسکا ذبح کو لیا جائے ہو اسکا اسلام میں فرق ہو گا اور لفظ و تار و فتنہ کا کوشی نہیں پہلے بلکہ ایسے مقام پر کہ جہاں فتنہ کا ظن غالب ہو یا وجہ ہو سیاست اعتقاد کے اشتراک اولی ہے و اللہ اعلم سرہ الراعی معنوی بالواکفیات

کفارہ کا کرنا چاہیے یا نہیں اگر ادا کرنا چاہیے تو اسکی تصریح معلوم ہونا چاہیے مینو ابسند الکتاب حج و یوم احمد
 ہو ملک و سبب اہل سنت کو اس شعر کا کہ ہمہ تن مشغول ہو جو صحابہ پر پڑھنا نہیں درست ہے اور اگر
 اتفاقاً بوجہ نہ معلوم ہونے اسکے مطلب کے پڑھ لیا یا یاد کیا تو کچھ حرج نہ ہوگا اور کچھ گناہ
 یا کفارہ لازم نہ ہوگا مگر یہ معلوم ہونے اسکے مطلب کے اسکو پڑھنا حرام ہے پس یہ مراد
 حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں اور انکی والدہ کا نام ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن
 عبد مناف تھا اور انکی فتح مکہ اور انکے شوہر یعنی ابوسفیان و والد معاویہ کا فتح مکہ کے سات
 برس بعد یعنی معاویہ بن ابی سفیان ہوسکے اور معاویہ بھی اسی وقت اسلام لائے ہوں گے
 غزوہ احد کے سات برس بعد یعنی ہوا تھا ابوسفیان اور انکی بی بی دو لون کفار کے لشکر میں آئے
 تھے اسی غزوہ میں انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے بعضے کہتے ہیں
 کہ ابوسفیان نے شہید کیا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ عتبہ بن ابی وقاص نے کافرت کر گیا
 اسلام اسکو نصیب نہیں ہوا اور صحیح یہی ہے اور جس نے ابوسفیان کو لکھا اسکو شہید پڑا
 کہ عتبہ کی والدہ کا نام ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ تھا جس نے ابوسفیان کی بی بی
 اور عتبہ کی والدہ کا نام ایک ہی تھا اسوجہ سے اس نے اس حرکت کو ابوسفیان کی طرف
 منسوب کر دیا یہی مراد ہے اس شاعر غیبی کی مصرع پر لاؤ درو عمان بمیر بکشت
 سے اور جب وقت غزوہ احد میں چار سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت عمرہ رضی اللہ عنہ
 شہید ہوئے ابوسفیان کی بی بی ہندہ نے بسبب شدت صداوت کے اوکے جب وقت
 چاک کر کے اونکا جگر نکال کے چوس لیا یہی مراد ہے غیبی کی جملہ مادرا و جگر عم بمیر بکشت
 سے اور معاویہ نے باب خلافت میں جو حضرت علیؑ کے مقابلے کیے اور نوبت یہاں تک
 پہونچی کہ بعد شہادت حضرت علیؑ کے امام حسن رضی اللہ عنہ نے مصالحو کر لیا اور خلافت حضرت
 معاویہ کو سپرد کر دی اسکی طرف غیبی نے جملہ مادرا و بنی حقی و اما و بمیر بکشت سے
 اشارہ کیا اور یزید بن معاویہ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت میں جو کچھ قبائح کیے اسکی طرف
 اس مصرع سے اشارہ فرما دیا بمیر بکشت میں اشارہ ہوا اور مراد چھین قوم سے یزید اور
 اسکے ماور و پدر و پدر ہیں اہل سنت کے نزدیک قبائح یزید و البتہ قابل ملامت ہیں

باقی قباح ابو سفیان اور ہندہ کے اونکے اسلام سے سب محو ہو گئے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے
 بتائے بھی خطابی الامجد معاویہ بحول ہیں ان میں حضرت معاویہ کو ثرا کہنا نہیں درست ہے
 تفصیل ان سب امور کی کتب علم کلام میں اور کتب اخبار صحابہ میں بطور ہی وائیداعلم ترقی و الراجی
 عنہ و ترقی بقوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تھا وراثت عن ذنیہ اکیلی و اکتھی [ابو الحسنات
 اس وقت تک کیا ارشاد فرماتے ہیں طمانی محققین اس مسئلہ میں کہ کسی نبی یا صدیق یا شہید یا ولی
 یا صالح کا بعد موت یا قبل موت اپنے کسی شخص کے سر پر آنا اور اس کی زبان پر کلام کرنا اور اس کی
 اعانت کرنا اسی طرح کسی ملک یا جن صالح کا کسی کے سر پر آنا اور اس کی زبان پر لانا اور اس کی مدد کرنا
 کسی دلیل شرعی سے ثابت ہے یا نہیں اور در صورت ثانیہ اگر یہ امر قریب سے ثابت ہو تو عقیدہ اسکا
 ممکن مضری یا نہیں اور اس کے تحریر کا کوئی طریقہ صحیح ہو یا نہیں جواب ہر امر کا بجا آگاہی مستحب
 تفصیل و توضیح تحریر فرمائیے اب جواب در صورت مرقومہ ظاہر ہو کہ کسی نبی یا صدیق یا شہید
 یا ولی یا مرد صالح وغیرہ کا کسی شخص کے سر پر آنا اور اس کی زبان پر کلام کرنا اور اس کی اعانت کرنا
 کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں بالکل یہ بات لغوی اور قائل اسے امورات کا وہی ہو قول ہوگا
 لاف سماعت کے نہیں ہے البتہ شیاطین جن ایسے کام کیا کرتے ہیں جیسا کہ سورہ البقرہ میں
 ذکر ہے الذین یاکفرون الذین یؤمنون الا کما یقوم الذین یحبون الشیطان من الذین الا

بناہ و یقصدہ و یستلزمہ

واشہد اعلم بالصواب حررہ سید شریف حسین علی عنہ [استیعاب فی شرح
 ہو المصوب سر پر آنا جن کا شرعاً اچھی طرح سے ثابت ہے اور یہ مخصوص مانتہ شیاطین جن
 نہیں ہے بلکہ صلیح جن سے بھی کسی وجہ خاص سے ایسے امور ہو کر تھے جن جیسا کہ مانتہ
 انام المرجان فی احکام الجن و لفظ المرجان فی اخبار الجن سے واضح ہوتا ہے باقی سر پر آنا
 کسی نبی یا صدیق یا شہید یا ولی کا اگرچہ فی نفسہ ممکن ہو مگر تصدیق اس کے وقوع کی مودہ شتہا ہے
 تحریر شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ کی اس باب میں کافی و کافی ہے و ہذا میں نوع تصرف
 در بعض مخلوقات کہ ملائکہ و جنیان باشند عامی و مطرد است و در بعض دیگر مخلوقات کہ ارواح
 بنی آدم امر عارف حادث و در بعض اولیائین باب چیز سے بسیار منقول است و خود حضرت
 شیخ اکبر و درین باب حدیث کافی روایت کردہ اند و مشارکت ارواح بنی آدم با ارواح جنیان مثل

شیخ شود و غیره درین امر موجب نقصان و قبیح نیست و به مشارکت در تشکیک و شکل با اشکال مختلف
فیما بین ملائکه و شیاطین ثابت است و ادا اولیا هم بسیار منقول چنانچه قصه جیل عدل رسید علی هدایت
و غیره از آن باب است و اصلا موجب تبحر و نقصان ملائکه و اولیا و تنگی و آزار شیاطین است
و اقتضای تشاؤ خود این قدر مشابیهست با ملائکه و اولیا حاصل شود چه بآل است که نیکان و
بدان از هر جنس با هم در بسیار امور شریک میباشد فرق این است که شیاطین مثل شیخ شده
و غیره این تصرف را برای اغوای بی آدم و بقصد تاله و طلب عبادت و نذر برای خود میکنند
و از روح نقد سر برای القای علمی یا احداث کیفیت محموده در روح قائل این فی نمایند و بیشتر
فرق در میان نیکان و بدان لغز اتم و نیات ملکه صاکی و حیثیت می باشد و مشابیهست این عمل
از روح مقدس با عمل شیخ شده و غیره از شیاطین و تشبیه عمل یک بعضی دیگر چندان نزد و دور
نشدند و شیاطین را علم ظاهر بر علم باطن حاصل میکنند بر تلبیسات شیاطین و چون در این نوع تصرف
ایستادگان را ثابت است با اجماع پس ایشان در روحی تصرف می نمایند و گاهی نام یکی از بزرگان
میکند و نام مردم با نگارند و بر خیزند و بتعلیم پیش آیند و کلام شان با صدق و بشنوند و استحقاق
مسائل تصوف و مضامین مخصوص نزد شیاطین و چنانچه سهل کاری است آری شیاطین
از شیاطین باین نوع تصرف هیچ احتیاط قصد میکنند و نزد خواص تلبیس ایشان نیز می رود
و بعضی از ایشان در پرده تعلیم و ارشاد خود را گردن مردم رجوع بسوی خود قصد می نمایند و در
تلبیس خواص نیز در رنگ عوام اشتباه پیدای کنند و در زمان جاهلیت آمدن شیاطین
بر بعضی اشخاص همین وضع مثل تنق و وسطی و دیگر کاهنان آنوقت قریب بتواند انجامید و چنانکه
انکار نیست و دلیل علماء ظاهر برین دعوی این است که اگر این نوع تصرف از ارواح طیبه
انبیاء و اولیا یا ملائکه یا حضرت حق واقع شود حالانکه بالقطع این تصرف از شیاطین خارج
خبیثه واقع است تلبیس عظیم لازم آید و اشتباه قوی رود و با جاهل را ممکن شود که بر دروغ
مقدمه را در خود ادا نمایند و اقوال و افعال شان جای انکار نشود و افعال اهل حق لازم
و قصص که از اولیا درین باب منقول اند چنانچه در تفصیلات در ذکر او خداوند کریم است
فقط در فتوحات پس از قصص اولیا و احیاء ائمه که بر روح زنده و بر تصرف کرده اند

مطل ساقط و بجای او تعلق و کلم کرده اند این معنی بجای اشتباه نیست که در حالت حیات
 از غیبت ادعای بروز و حی از ارواح زندگان نماید و قوسه و فکله از وصا و در شود بان زنده
 رجوع کرده عمل مشبه میتوان کرد بخلاف ارواحی که در برزخ اند یا ملائکه و اهل مشرب تصور نمود
 بروز ارواح اولیا مطلقا خواه زنده باشد خواه مرده می نمایند و این دلیل چنان جواب میدهد
 که اشتباه و تمییز چون سرچ الارقاع باشد و قریب از احوال ازان باکی نیست و این پس
 از تأیید است که باونی رجوع بدلائل کتاب و سنت و احکام شرعی مرتفع میشود و اقوال
 و افعال کائنات باید که بر صیارت شریعت حکم نمایند اگر مطابق آن باشد بروز روح پاک است
 و اگر خلاف آن باشد روح خبیث است یا بجزله طریق اسلام بعین است که امکان را بر قاعده
 تصویب اختیار نماید و روح را که محل اشتباه است مسلم نماید داشت انتق و اشتباه علم
 حرره الراجی عفو به القوی ابوالحسنات محمد عبدالکلی تجاوز از حد حق نبی و محمد ^{عبد الله}
 ابوالحسنات

سوال اول قال فی الدر المختار و فیها اذا سئلنا عن مذهبنا و مذهب مخالفنا
 قلنا مذهبنا مذهب کمال الاطلا و مذهب مخالفنا خطا یحتمل الصواب و اذا سئلنا عن معتقدا
 و معتقد خصمنا قلنا وجوب الحق ما نحن علیه و الباطل ما علیه خصمنا انتی هذه العبارة یحتاج الی
 الشرح بینا بینا ثانیاً و ثانیاً اجرکم الله تعالی اجراً کافیا کیف حکم الاعتقاد فی هذه المسئلة
 و هل یجب ان یعتقد المذاهب الثلاثة دون اخفیة باطلا ام لا سوال دوم قال ایضاً
 فی الدر المختار فی ابیات ابن المبارک و قد قال بن ادریس مقالاً صحیح لنقل فی حکم لطیفه
 بان الناس فی فقه خیال علی فقه الامام ابی حنیفه فاعتبر بنا اعداد علی بن
 رو قول ابی حنیفه انتی فیه سوالات الاول هل ثبت هذا القول عن الامام الشافعی رحمه الله
 بسند صحیح ام لا الثاني فی انتخاب اللغات رد بالفتح و تشدید ال بازگردانیدن و بازگشتن
 و باز آوردن و چیزی را برون و فساد انتی کما لا یخفی علیکم فامعنی هذا الرد الثالث ایضاً فی
 انتخاب اللغات لعن بالفتح را ندن و دور کردن از شبکی و رحمت و نفرین کردن انتی کما هو الظاهر
 علیکم فامعنی هذه العبارة الرابع هل یلین و یجوز لا حد من الناس بان یلعن بسنة المرتبة ام لا
 الخامس هل ورد الا من علی را و قول الامام ابی حنیفه رحمه الله تعالی بدلیل جمید ان ثبت فیها

از مقام متعالی عرف ستاری صلح حیدر بآباد شده در سنه ۱۲۰۵ هجری قمری غایت سعادت صاحب شایسته

والا فليجوز اللعن على غير ما ثبت بالكتاب لئلا يثبت القول المذكور على الامام الشافعي
 في موضع كثيرة وسائل في فقهنا هو المذكور في الكتب بنواتج واداء ابرك الله بخته والروية آمين
 هو المصوب جواب السؤال الاول هذا القول ذكره الشافعي في آخر المصنف في هذا
 من اخذ لئلا بظاهره ليس صحيح بل هو مبني على قول ضعيف غير صحيح والذي يجب الاعتقاد به هو
 ان الحق لنفس الامر في المسائل الخلافية والذين يقولون بجهل من يعتق ان الحق واحد منها وما يجب
 الظاهر فكل منها حق لا يواخذ الرجل بالعمل بواحد منها قال محمد بن الشيرازي بن عابد بن الشافعي في
 المختار على الدر المختار علم انه ذكر في التمهيد شرحه ايضا انه يجوز تقليد المفضل مع وجود الاصل
 وبه قال الحنفية والمالكية واكثر ائمة اهل السنة والجماعة وفي رواية عن احمد وطائفة كثيرة من الفقهاء
 لا يجوز ثم ذكر انه لو التزم مذهبا معيناً كان حقيقته والشافعي فليلزم قيل لا وهو الاصح لئلا
 وقد شاع ان العامي لا يذهب الا اذا علمت ذلك فلو كان ان ما ذكر عن الشافعي من وجوب اعتقاد
 ان مذهبه صواب كمثل الخطاء مبني على انه لا يجوز تقليد المفضل وانه يلزم التزام مذهبه ان ذلك لا يتأتى
 في العامي وقد رأيت في آخر فتاوى ابن حجر الفقيه المصنف بعض ذلك فانه سأل عن عبارة الشافعي
 المذكورة ثم مر ان قول ائمة الشافعية كذلك ثم قال ان ذلك مبني على الضعيف من انه يجب تقليد
 الا علم دون غيره والاصح انه يجوز تقليد اي شاعر ولو مفضل او ان اعتقده كذلك وحينه فلا يمكن
 يقطع اولين انه على الصواب بل على المقلدان ليعتقد ان ما ذهب اليه امامه كمثل انه الحق قال ابن حجر
 ثم رأيت المحقق ابن الهمام صرح بما يؤيده حيث قال في شرح الهداية ان اخذ العامي بما يقع في قلبه انه
 اصوب او لا وعلى هذا اذا استفتي مجتهد في اختلافه عليه الاولي ان ياخذ بما يميل اليه قلبه منهما
 وعندى انه لو اخذ بقول الذي لا يميل اليه جاز لان ميله وعدمه سواء والواجب عليه تقليد مجتهد
 وقد فعل الشافعي وقال السيد احمد الطحطاوي في حواشي الدر المختار في هذا الصواب هذا بناء على
 ان الحق واحد هو المشهور والظاهر يخرج من خطأ الخالف في الفروع كما تقدم من ان المجتهد يخطئ
 ولا يصيب والمرد ان ما ذهب اليه امامه سواء بعبء مع احتمال خطأ او قل مجتهد يصيب
 ويخطئ في نفس الامر كما بالنظر ايضا فكل واحد من الاربعة مصيب في اجتماعه وكل مقلد يقول هذه
 العبارة لو سئل عن مذهبه على لسان الامم الذي قلده وليس المراد انه يخطئ كل مقلد اعتقدا

خطا بالمجته الآخر الذي لم يقله لان تقليده واحد منهم انما يسوع بقدر ضرورة التقليد وهي
 كون المقلد ليس من اهل النظر في الادلة الاستنباطية الاحكام الظنية فيقلده في العمل فقط انتهى
 جواب السؤال الثاني وما بعده هذه الاشعار المنسوبة الى ابن المبارك قول الشافعي فيها
 ثم قيل ذكر اللعنة وحكم الفتنة من ابن المبارك لاسيما الشافعي فقد نقل جميع من المحدثين كالحنبل
 والنووي وابن حجر وغيرهم ان الشافعي قال من اراد ان يخرج في الفتنة فهو عيال ابى حنيفة وهذا
 القول منه مشهور في كتب النفا ومسطور وهو الذي نقله ابن المبارك فقال به وقد قال
 ابن ادريس مقالا صحيح النقل في حكم لطيفة بان الناس في فتنة عيال على فقه الامام ابى حنيفة
 والذي يشكل من قوله فاللعنة ربنا آخ هو ان اللعنة لا يجوز على مسلم بل على كافر معين ايضا بعد موته
 وايضا رواه الاية لبعضهم على بعض شايخ وهو غير مستنكر لاسيما اذا كان الاحقاق الحق فمادامه كون
 الرد على ابى حنيفة بخصوصه موجبا لللعنة واجواب عن هذه الاشكالات على البساطة في مقدمة عمدة الرعايا
 في حل شرح الوقاية وغيره من رسالي ان اللعنة قد يحكى كمنى اعران مطلقة باعن رحمة الله وهو غير جائز
 على المسلمين وقيد يحكى لبعضى الابعاد عن رحمة الله المحقة بالصالحين والابرار وهو جائز على العصاة
 والفساق وقد ورد في الاخبار الصحيحة المعن على شارب الخمر وساقية وعاصره ومقتصره وبالجملة
 على الراشي والمرشي وعلى آكل الربوا وموكله وشاويه وكاتبه وعلى من فوج لغير الله ومن آذى خلقا
 والواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة والمقشعين بالنساء والمتشبهات بالرجال الى
 غير ذلك كما لا يخفى على من له نظر في كتب الحديث من الصحاح الستة وغيرها وحديثنا المستند
 كون الرد على ابى حنيفة موجبا للنفس الموجب للاباء والظلم ثم المراد باللعنة مطلقا
 بضمج الاية بل الرد محققا وحطالة عن منكرته وطمنا في رتبته بحيث لا يردى مقارنته كما هو
 اكثر احوال الذين هم كالأغنام على خواص كالعوام وشمل هذا الرد وشمل على السيدات
 في كون الرد به قائما بغير اللعنة به بالمعنى الثاني هو ليس المنكر المتكبر المتكبر في الدنيا
 بل انما فيه المعن على غير معين فلهذا سبى في بوانه وهذا قد نصح كمنه قول الشافعي
 المراد من قوله لا يحتقر الله استلزام ان يكون فيه قوة الاعتقاد والاعمال فيكون الرد به
 انهم متباينون على ذلك بل انما يقتصر الحق بحسب ما فهمه فان لا يكون الرد على من هو

و اما که سائل بر تقدیر تحقیق مشق ثانی گفت که من میگویم خطا کرد یا صواب جواب باختیار شق ثانی است
یعنی آنحضرت صلعم بر سر صواب فرمودند و هیچ خطای از آن به نسبت آنحضرت صلی الله علیه و سلم
عالم نمی شود چرا که منصب امام بر آن خیر الا نام علیه السلام واجب نبود تا بحجت عدم تعیین
منسوب بخطا گشتی زیرا که از آیه کریمه بلغ ما نزلنا لیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتنا
آیات وجودی و بلاغ جمیع ما نزل بر آنحضرت صلعم ثابت است پس اگر منصب امام نیز بر آنحضرت
واجب بود و بوجد خودش در ما نزل ظهورش از آنحضرت صلعم بر ضرور بود و در ترک امتثال
اطاعتی لایزم آمدی و هو معصوم بالاتفاق حال آنکه منصب امام از آن خیر الا نام علیه السلام (بجای
کما حق فیما قبل و بگواه که وجود تعیین امام بر آنحضرت صلی الله علیه و سلم ثابت نگشت پس ظاهر
این بر تقدیر عدم تعیین وصی چه خطا آن حضرت صلعم عالم نشد و آنچه صحابه کرام رضی الله تعالی
عنهم اجمعین در سقیفه بنی ساعده فرمودند معین صواب و ادای واجب بود چرا که بیعت امام
و منصب آن برای تنفیذ احکام دین اسلام و اتمام قیام امور خاص و عام بر اصحاب عظام
واجب بود و اقواله علیه السلام علی ما اخرج مسلم من حدیث ابن عمر بن الخطاب من مات دین فی عنقه
بیعتات بیت به جا بیعتی پس بادی واجب چه خطا واجب آمد که نسبت باصحاب کرام
توان کرد خلاصه جواب آنکه آنحضرت بهجت عدم تعیین وصی که بر آنحضرت صلعم واجب نبود
منسوب بخطائی شود و اصحاب عظام را بسبب منصب امام که بر ایشان واجب بود نیز نسبت
خطائی شود پس در پیغمبر خدا صلعم را بخطا نسبت میکنم نه اصحاب کرام را فقط نه با ظهیری
و الله سبحانه و تعالی اعلم و علمه اتم و احکم حرره العبد العاصی محمد گوهری عفا الله عن
ذنبه الجلی و الحق الجواب صحیح محمد ارشاد حسین الحق الجواب صحیح محمد عبدالقادر الجواب صحیح
محمد الدین محمد عبدالقادر احمدی اصحاب من اجاب محمد عبداللہ الجواب هو الجواب
محمد اعجاز حسین قدح الجواب واللہ اعلم بالصواب محمد عبدالغفار الجواب صواب
محمد ریاست علی الجواب صحیح محمد امداد حسین قدح الجواب حیدر حسین المجتبی
تفضل حسین خان جواب با صواب است فی الحقیقه ثبوت خلافت از نص علی تبیین
البته بالاشارة و بالدلالة ثبوت آن از امارات و محبین بوده است تفصیل این اجمال تحریر

[illegible]

قال قال خاتم سعد فقال عمر قتلة الله ولم يعقل احد من الصحابة ان النبي صلى الله عليه وسلم نفس على غير
 الى بكر من علي وعباس وغيرهما ولو كان لا طهره اشقي واما الجحيم في ساعده ورامر تقر
 خلافت مشاوير تنوون صواب كروند اول منامير وشم امير ميگفتند پس وفتيك از زبان عمر
 شنيدند ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد امر بالان ان يؤسم الناس واني لم نطيب نفسه وان يقدم
 ابابكر هذا اتفاق نوو وگفتند كه لغو بالمدان تقدم ابابكر رضی اللہ عنہ وارجو المساني والويلي واما
 بلما القى في خاطر القاصد والحمد لله اعلم بالصواب في مقابلة الذنب لاواه محمد لطف الله عن
 صح الجواب قال التفتنا في شرح المقاصد لو كان لعن علي ولا يلزم اني مثل هذا الامر الخطي
 واشهر فيما بين الصحابة وظهر على اجلهم الذين لهم زيادة قريب بالنبي صلى الله عليه وسلم والازم
 والالم يتوقفوا على الانقياد ولم يترددوا حين اجتماعي لتقية في ساعده لتعيين الامام ولم يعقل
 الانصار من امير المؤمنين لم يزل طائفة من ابي بكر رضي الله عنه واخرى الى علي واخرى الى العباس فان قيل
 علموا ذلك وكنتمو ما غرض لهم في ذلك كسب الرياسة فاشهد على علي رضي الله عنه ان النفس قد
 حقه الشيخ الى غير ذلك وترك على الحاجة به تقيه ووقا من الاعداء وقلة وثوق بقبول الجماعة
 قلنا من كان له حظ من الديانة والانصاف علم قطعا براءة اصحاب رسول الله صلى الله عليه
 وآله وسلم عن مخالفة امره في مثل هذا الخطي بل انتهى لخصا والله اعلم حسره الراي
 عفوريه القوي ابوا الحسنات محمد عبيد المحي تجاوز الله عن ذنبيه الجلي واخفى

۱۲۲ تحقیقاتاً قولکم فی ہذا المسالہ اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت غوث اعظم
 کو یہ قوت حاصل ہو کر جس مقام سے کوئی اور نکو کا ہے اوسکی نہ اکو وہ سنتہ بین اور
 اور کئے حال کیطرت متوجہ ہوتے ہیں تو موافق قواعد شریعہ کے یہ عقیدہ کیسا ہے
 یہ القیود یہ عقیدہ ملاحت عقائد اہل اسلام بلکہ سبھی الی الشک ہے ہر شخص کی
 کہ ہر جگہ سے ہر وقت سننا خاص ہے پروردگار عالم کے ساتھ کسی مخلوق میں صفت
 اللہ اعلم حرہ الراي عفوريه القوي ابوا الحسنات محمد عبيد المحي تجاوز الله عن ذنبيه الجلي واخفى
 ۱۲۳ تحقیقاتاً قولکم فی ہذا المسالہ اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت غوث اعظم
 کو یہ قوت حاصل ہو کر جس مقام سے کوئی اور نکو کا ہے اوسکی نہ اکو وہ سنتہ بین اور
 اور کئے حال کیطرت متوجہ ہوتے ہیں تو موافق قواعد شریعہ کے یہ عقیدہ کیسا ہے
 یہ القیود یہ عقیدہ ملاحت عقائد اہل اسلام بلکہ سبھی الی الشک ہے ہر شخص کی
 کہ ہر جگہ سے ہر وقت سننا خاص ہے پروردگار عالم کے ساتھ کسی مخلوق میں صفت

محمد عبيد المحي
 ابوا الحسنات

ہو لم صوب اگر ادا ثبات مائت نبوی سے مائت جمیع صفات نبویہ ہیں حتی کہ صفت لیتا
 میں بھی ہے تو یہ قول کفر ہو کیونکہ قرآن مجید میں خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت
 موجود ہے پس دعویٰ کرنا دوسرے نبی کا مخالف نفس قطعی کے ہے علامہ ابو شکور سلمیٰ تہجد میں
 لکھتے ہیں اعلم ان الواجب علی کل عاقل ان یعتقد ان محمداً کان رسول اللہ والآن ہو رسول اللہ
 بکان خاتم الانبیاء ولا یجوز بعدہ ان یکون احد نبیاء من ادعی النبوة فی زمانہ کیونکہ کافر اہل سنت
 اور اگر ادا مائت جمیع صفات کمالیہ محمدیہ میں سوای نبوت کے ہے تو یہ قول فسق اور مخالف
 جملہ اہل سنت کے ہے جمہور علماء مشرق و غربا اعتقاد اس اسرار رکھتے ہیں کہ جس طرح ذات
 محمدی جمیع الکمالات الظاہریۃ والباطنیۃ ہے کوئی مخلوق نہیں ہے تو تمہید میں یہی وجہ لاحتقاد بان محمد
 اعلم الخلاق و افضلہم خلافاً للروافضیۃ انتہی اور حدیث صحیح میں وارد ہے انا سید ولد آدم و لا فخر اور
 دوسری حدیث میں وارد ہے انا اکرم الاولین والاخرین اور ابو نعیم نے علیہ السلام لیا میں روایت
 کی ہے ان آمنہ اتاہا آت بعدتہ اشہر من علمہا و قال یا آمنہ قد حملت بحیر العالمین فاذا وولدت
 فسیہیہ محمد اور علامہ ابن حجر مکی نے نعمۃ کبریٰ میں لکھتے ہیں مدنی الحافظ ابو بکر بن عابد فی کتاب اللہ
 عن ابن عباس قال لما ولد صلی اللہ علیہ وسلم قال فی اذنه رضوان خازن الجنان ابشر یا محمد
 فمابقی لبنی علم الاقدار عطیۃ فانت اکثرہم علماً و اجمعہم قلباً اور مثل اسکے بہت احادیث اور
 اخبار اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ ذات محمدی افضل المخلوقات ہو ایک بھی مخلوق مثل
 ذات محمدی کے صفات کمالیہ میں نہیں ہے یہ جانیکہ چاہے مثل اور اگر ادا مائت صورت ظاہریہ
 ہو پس یہ امر شرعاً مستبعد نہیں ہے ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ امام حسین اور امام حسین
 صورت میں آئینہ تھے ساتھ صورت محمدیہ کے لکھتے امر اثبات طلب ہے بغیر تنقیح کے
 دعویٰ مائت کا صورت محمدیہ کے ساتھ جائز نہیں ہے واللہ اعلم حررہ الزاجی عفو ربہ العزیز
 ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبی الخفی ابو الحسنات محمد عبدالحی

باب تلاوة القرآن

استفتا کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ قرآن شریف کا تلاوت کنیوالا

ایک ایک بیت یا ایک ایک رکوع پڑھتا جائے اور ترجمہ زبان ہندی یا فارسی وغیرہ کرتا جائے
 تو شرکت کلام در کلام باری ہوتی ہو یا نہیں اور در صورت شرکت ہونے کے کیا حکم ہے بیوا تو جو را
 ہو المصوب ہر گاہ مقصود او سکونہم معانی قرآن اگر نہ صرف تلاوت ہیں اس میں دو تین کچھ حرج
 نہیں ہو وائید علم حرہ الریح عفور بہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تہا ولاقہ عن ذنبہ ابجلی وائید
 مستفتا کہ میرزا سید طہای دین درین مسئلہ اگر کسے کلام مجید یاد آو بلند خواند و کسانیکہ ہر چار جاہ
 شخصانند و نفسہ اند بوہ چند گوئل نداری مدیا بوہ در پیش کار ہای دنیاوی بہ غنبدن آن شلکند
 ایچون مالہ غنص خواندہ لازم خواہد بود یا نہ کہ آہستہ بخواند اگر بخواند در ان حالت مسئلہ چہ میگوید
 ہو المصوب شنیدن قرآن شریف فرضیست بر سامعین و اگر سامعین و حاضرین مشغول
 بکار باشند و توجہ لباعت نساوند درین صورت قاری را لازم کہ آہستہ بخواند و باعث
 نگار شدن حاضرین نشود و علامتہ منقاری زیادہ در رسالہ خود الاتباع فی مسئلہ الاستماع
 کرد بحث ساحت قرآن تالیف ساختہ و تفصیل وافی درین مسئلہ کردہ می نویسند فی المجلد
 ذکرہ رفع الصوت بقراءة القرآن عند المستغسلین لان فیہ منع غیرہ عن شغلہ و فی شرح الخفہ
 نقلہ عن تلمیذ الدین الترمذی لا یقرأ القرآن ہر عند المستغسلین بالاعمال لما فیہ من قطع عن الأعمال
 او ترک الاستماع و فی المنہجہ امراة تعزل فی البیت لیس لما حدان یقرأ القرآن عندہا ہر استحق
 لخصا و اعدا علم حرہ الریح عفور بہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تہا ولاقہ عن ذنبہ ابجلی وائید
 اصواب من اجاب عائدہ علم بالمصوب حرہ محمد رحمت الدعفی عندہ

باب صفحہ اجماع

مستفتا کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حضرت آدم علیہ السلام جس جنت
 پہلے لگے حساب و کتاب کے بعد اویسی جنت میں موعنین داخل کیے جاوے گے یا او کے علاوہ
 کسی اور میں اور قبر میں جو جنت و نار کی درمیانی ہوتی ہے اویسی جنت کی ہو یا اور کوئی اسکے علاوہ
 ہو و فعات مندرجہ ذیل کا اعتقاد رکھنے والا کیا شخص ہو اور اسکے عقائد کو کتاب سنت کے
 ساتھ مطابقت ہو یا نہیں ۱) جنت و قہم کی ہو ایک صفری دوسری کبری صفری جیل

از دیوار احاطہ شدہ اس مسئلہ کوئی محدثی صاحب

یا قوت پر ہر ایک کو جنت برزخ بھی کہتے ہیں کبریٰ میں قیامت کے بعد تحقیق داخل ہونگے اور وہ بالفعل اللہ کے علم میں مدخر ہو (۲) حضرت آدم علیہ السلام جس جنت کے لئے گئے وہی جنت البرزخ ہے قیامت کے بعد لوگ اس کے علاوہ ایک اور جنت پر جس کا نام کبریٰ ہے اور سین داخل کیے جاویں گے (۳) قرین جنت و نار کا درجہ جو کھولا جاتا ہے یہ بھی جنت و نار صغریٰ سے ہر کبریٰ تو قیامت کے چلے کہ ایک کو نصیب ہی نہیں ہے یہو المصوب صد احادیث و آثار سے جو کہ بدور مافوقہ فی احوال الآخرہ للسیوطی و تخریج لحدود فی احوال اوتی و القبور للسیوطی اور تفسیر سیوطی سہمی بدیع نشور اور تفسیر ابن جریر طبری وغیرہ میں بیسودا ہیں اور کتب صحاح ستہ و مسانید و سنن و معاجم محدثین اس کے تخریج سے ملو ہیں بلکہ آیات قرآنیہ سے بھی یہ امر بلا شبہ ثابت ہے کہ وہ جنت ہے میں اہل اسلام بعد حساب و کتاب کے داخل ہونگے وہی جنت ہے کہ جس میں حضرت آدم و نوح و ابراہیم علیہم السلام کے بعد صادر ہونے لگنا۔ کے زمین پر بھیجے گئے اور اسی جنت کا درجہ قرین کھولا جاتا ہے اور تمام ایک ساتویں آسمان کے اوپر پہنچو لہذا یہ سزاؤ آخری عقد سدرۃ المنتقی عنہ ہاجتہ الماویٰ اور جہنم بھی ایک ہے جس کا مقر فی الحال ساتویں زمین کے نیچے ہے اس میں کفار بطور خلود کے اور اہل اسلام فراق داخل ہونگے اور اس کا درجہ بھی قرین کفار کے واسطے کھلنا ہے اور سوائے اس کے دوسری جنت و جہنم کا قرآن و احادیث و آثار صحابہ و کتب علماء و شریعت سے نشان نہیں معلوم ہوتا ہو اور یہ اعتقاد کہ جنت و نار دو قسم کے ہیں اور مسکن آدم و حوا کا وہ جنت البرزخ تھی اور درجہ قرین اس جنت و نار سے جو مقر جن و انس بعد حساب کے ہونگے نہیں کھولا جاتا ہے بلکہ صغریٰ سے جمالت ہے بلکہ بعد وضوح دلائل ضلالت یہاں یہ قول بعض اہل کشف سے منقول ہو مگر چونکہ قرآن و حدیث کے بالکل مخالف ہے بالضرورة خطا و کشفی پر محمول ہو گا اور امقابلہ آیات و احادیث و آثار کہ جن میں جبل یا قوت کا پتہ نہیں ہے اور نہ نار و جنت صغریٰ کا مساحت یا اشارہ تذکرہ ہے ہرگز مسود نہ ہو گا اور شاید اگر ایسے اعتقاد رکھنے والے کو اشتباہ و حیل و تباہی کے خاتمہ میزان کبریٰ سے واقع ہو کہ او سین یہ فرقوم ہے ثم اعلم یا خنی ان الجنة التي كان فيها آدم هيست بالجنة الكبرى بالمدخرة في علم الله لما قد تبادر الى الالذبان وانما هي جنة البرزخ

التي فوق جبل ليا قوت كما قال اهل الكشف ان ذاك سفوح يونس كجھنا چاہیے کہ خود شعرائی کے
 نزدیک یہ قول معتبر نہیں ہے اور نہ یہ قول جملہ ارباب کشف کا ہے بلکہ بعض کا خود شعرائی ہی
 تابع کتاب الیواقیت و الجواہر فی بیان عقائد الکاہرین لکھتے ہیں البتہ الاولی و السبعون
 فی بیان ان الجہنۃ و النار حق و انما مخلوقتان قبل خلق آدم علیہ السلام کما تقدم برہ فی البتہ
 الثانی من کتاب فی حدود العالم و ذکرنا ہناک ان خلق الجہنۃ و النار متاخر عن خلق الدنیا بستہ
 الاف سنۃ و لذلک سمیت الجہنۃ بالآخرۃ لئلا یخلطوا عن خلق الدنیا و ہما مخلوقتان میانان
 لا صاحب قبل خلقہم و زعم اکثر الفقہاء انہما یخلقان یوم الجزاء و دلیلنا علیہم النصوص الصحیحۃ
 الدالۃ علی انہما مخلوقتان قبل یوم الجزاء نحو قولہ اعدت للثقیین و اعدت للکافرین و وقتہ آدم و حواء
 و اسکانہما الجہنۃ و اخر اعمارہما منہا و نحو ذلک کحدیث لفتح المؤمن فی قبرہ کوۃ ینظر منہا الی الجہنۃ و یدخل
 علیہ من روحہا و یصعد و ینزل لکافرۃ الی النار لیدخل علیہ من حرہا و یومئذ ہما کحدیث لما خلق اللہ
 جنتہ حدن بیدہ و دلی فیہا ثمار و شرب فیہا انہما قال لہما تعظمیٰ فقال لہما لیت قد فلع المؤمنون و دواہما
 لیتاری و فیہ و قولہ علیہ السلام ہایت الجہنۃ و النار فی حدۃ اعدادیث و کان شیخ فخر الدین
 ابن عربی یقول الجہنۃ و النار مخلوقتان لکنہما لا یکل بنات و ہما الا بالہما بالدنیا و القضاہ من التکلیف
 فیہما بناتہ سور الدار الذی بناہ الملائکۃ بعد کما شیخ الجدران وینی حتی یبنی البنا لانہا یبنیان
 من احوال المکلفین من تیرا و تفر من نظر الی السور من خارج قال فیرا من بناتہا و من دخل الدار و ہما
 یحکمین لہما رالی من احوال المکلفین فی ہذہ الدار و یدل علی ذلک حدیث ان اعنہ ظہیر الدار الجہنۃ
 التریۃ و انہما فیہا ان و عزا کما ہما ان الدار و عزا کما ہما ان الدار و عزا کما ہما ان الدار و عزا کما ہما
 التي لا یبنا فیہا ولا یجرو فی الیسیف ایضا من علی کل یوم فی عینہ کتبی اللہ لہمیتانی الجہنۃ و من قال و الی
 غیر من ہذہ جہنۃ فی الجہنۃ انتہی ای کلام ابن عربی و قال الخیر لہیست ایضۃ التي اخرج منہا آدم و ہما
 الکبریٰ المدخر فی علم اللہ تعالیٰ فان تملکنا لہم فیہا معصیتہ لا و ہم لکبہا حفرۃ الدار التمامۃ التي لا یبنا
 فیہا و انما ہی جہنۃ البرزخ التي ہی فوق جبل الیافوت فاجہنۃ الکبریٰ لا یدخلہا الناس الا بعد انتماء
 الحساب و المرو علی الصراط قال و جہنۃ البرزخ ہی التي تری فی الدنیا و کذلک ناز البرزخ فانہ علی لہ
 و سلم قال رأیت الجہنۃ و النار فی مقامی ہذا و ذکرنا رأی عمرو بن لکھو الذی سئل السواکب فی الذ

حافظ اسلام بیرون خواهد شد لکن این الدین ومن ابان الدین فقد کفر جلد فقها تصریح
 این امری سازند علامه حافظ الدین بنیازی در فتاوی خودی آرند و الا فی الفتوی علی الارض
 و قال عند روت الفتوی روی او قال این چه شرح است یا فرزند و حکم الشرع اتقی و همچنین اگر چه
 ضلالت بدنیو جبهه دانسته که این هر دو کتاب تصنیف دو عالم جدید هستند چه استناد استخفاف
 به علم کفر است علامه ابن حجر کی پیشی شافعی تحقیق این امر که مقدم در کتاب خود می به اعلام
 بقول طح الاسلام ساختند و اگر سبب ضلالت آن هر دو کتاب نقصان علم مصنف آنها و عدم
 اعتبار شان بنده در پس حال آن باید شنید که صاحب کفر و کبریا الفقه و ابوالبرکات عبدالعزیز بن احمد
 الملقب بحافظ الدین شافعی صاحب منار وانی و غیره است و وفات او در سنه ۷۱۰ وقع شد فقها
 که بعد او آمدند شنا خوان او را مدد و کثر القائلین در مذهب خود و هم با سنی پیدا شدند علامه فخر الدین
 رازی در شرح خود می نویسد اما بعد فانی لما رأیت المختصر المسمی بکفر الدقائق حسن مختصر فی الفقه
 حاویا لما یحتاج الیه من الواقعات مع لطائف مجمعه و اختصار نظمه احببت ان یكون له شرح متوسط الخ
 و اما سفر السعادت پس مصنف آن شیخ محمد بن ابوطاهر محمد بن یعقوب شیرازی است و فانی
 در سنه ۷۱۰ واقع شد فقهی بلیل شافعی المذهب بر طریق اهل حدیث حافظ ابن حجر عسقلانی و غیره
 او را از مجددین مائمه ثامنه شمرده اند تصانیف او بسیار نافع و با وی هستند که بعضی تصانیف
 بر مسکک تصنیف رفته و در سفر السعادت اکثر احوال طواف مذاهب چهارتن بر مکتوب ساخته و در طائمه
 آن یافتند و این جوزی اختیار ساخته احادیث صحیح را ثابت نموده گفته شیخ عبدالحق محدث دہلوی
 در شرح سفر السعادت جایجا تعرض ساخته و بر مواضع زلل و مسامحات مطلع کرده پس عالم متدین یا
 باید که حسن مذاق و قیاس و معیار را عمل نموده جایجا عرض متعصب را از طائفه آن شرح سازد و کمال
 باید کرد که وقوع مسامحات و تخیر و موافق این امر نیست که آن کتاب بگویم به ضال شود چه خطا
 از لوازم بشریت است باید دید که این جوزی در باب حدیث مسکک تصنیف گرفته احادیث
 صحیح و مستند ضعیف را که در صحاح مسکک موجود اند و مشهور است که خاندان حنفی و حنفی و غیره
 تصریح آن ساخته و موضوع را از غیر موضوع غیر ساخته و همچنین بعضی ضعیف به شافعی و شافعی
 به حنفی تصنیف کرده و بالین همه کسی از علمای ایشان را ضال نگشته و عالم را با یکدیگر عوام کلاه

بلکه خواص کالعوام را ازین چنین کلمات باز دارد و اگر کسی کنزالدقائق را بدین وجه موجب خطا کند
 و اندک آن کتاب فقه حنفی است و امام ابو حنیفه قیاس را بر حدیث مقدم میا فقه پس آن فقه
 حنفی است و نسبت تقدیم قیاس بر حدیث بر طرف امام اعظم اقترای محض است عارف ربانی
 عبدالوهاب شعرائی در میزان کبری می نویسد اعلم ان هذا الكلام صدر من الجاهل المتعصب ردی
 الامام ابو جعفر بسنده متصل الی ابی حنیفه ان کان یقول کذب علی الله و اقتری علینا من یقول اننا
 تقدم القیاس علی النفس و اعتقادنا و اعتقاد کل منصف فی الامام ابی حنیفه انه لو عاش حتی دوت
 الاحادیث و بعد رجیل الحفاظ فی جمیع من البلاد و ظفر به اکثر کل قیاس لکن لما كانت ادلة الشرع
 متفرقة فی عصره کثر القیاس فی مذبهیم بالنسبة الی الائمة الاخری و قد صح عنه و عن الائمة کثیر اذا صح
 الحدیث فیه ذمه یا انتهى والله اعلم حرره ابو الحسنات محمد عبدالحی عفا عنه

سپست فتا سوال هر دس عالم غیر مجتهد اگر عمل خود را باین طور گرداند که آنچه در کتاب باشد
 خواهم یافت عمل خواهم کرد و اگر در کتاب باشد نخواهم یافت در احادیث آنچه خواهم یافت عمل خواهم کرد
 و اگر در آن هم نیافتم بر آنچه مجتهدان عمل کرده باشند بدان عمل خواهم کرد و اگر درین هم نباشد آنچه در فقه
 حنفی یا شافعی خواهد بود عمل خواهم کرد و همچنین جهت خود را حنفی یا شافعی گوید و دارای خود هیچ مسلک
 نگوید و در فهم معنی قرآن و حدیث نیز اعتماد بر رای خود نکند آیا بر عصب است یا بر خطا

هو المصوب این چنین عالم بر صواب است بشرطیکه مهارت کامله داشته باشد و تمیز در تاسخ
 و تشویش و صحیح و موضوع و ما یتعلق بها کردن میتواند و همچنین مسلک علما و سابقین و فضلاء اهلین بود
 عارف ربانی عبدالوهاب شعرائی در میزان کبری می نویسد سمعت سیدی علیا الخواص یقول اعتقادنا
 فی جمیع الاکار من العلماء و انهم باسناد بعضهم بعض الا علیهم بصحة اقوالهم و مستنداتهم لا یحسن الظن بهم
 من غیر ان یطعنوا علی صحتها و قد تقدم ان بعض اتباع المجتهدین وصل الی انهم عین الشریعة و قال
 کل مجتهد مصیب کما بن عبد البر المالکی و الشیخ ابی محمد الجوهری و قد صنف ابو محمد کتابا بالاسمی بالحق
 و لم یقید فی مذمه و كذلك الشیخ عبد الغزیز الف کتبا باسماه الدرر الکامنه فی المسائل المختلفه
 انتم فیها علی المذاهب الاربعه انتمی حاصل مرام اینکه شریعت غر او اصول انما مثل چشمه هستند
 و مذاهب متفرقه مثل انهار متفرقه پس عالمی که ترتیب علیا نصیب او شود و بر اصول مسائل ائمه

مطلع شده و در حاجت این امر نمائید که اقتضای کلی ادایه نماید و کتب نفقه اییه ملاحظه کند فاما کسی
که باین مرتبه در رسد و از اجزای اتباع مجتهدین فی زمانها چاره دیگر نیست و رفعا للفساد و دنا للخصوم و مترا
و المناوئینی بطریق اهل حدیث و تفسیر را که او شایان برای محول مسائل بایده مطلع بودند و صحیح را از
مستقیم خویشی پنداشتند حاجت این امر نمیداشتند که نظریه کتب خلافیات نماید و اگر کدامی مسئله
در فقه حنفی یا شافعی یا غیاث غلات حدیث صحیحی یافتند بر آن عمل نمیکردند و بخلاف علماء اربعه
ایشایان که او شان را این چنین در مرتبه انصیب نشده متوجه اگر کسی را اطلاع بر عین شریعت نمیشد
ما حاصل شود احتیاجش بطرات کتب خلافیات باقی نخواهد ماند و اگر بنظر تعصب و اعتقاد این امر که
بیه خلاف شرع مسائل را استخراج کردند ترک تقلید ایمید می نماید درین صورت آثم خواهد شد فاما
السلامه و التروی و الله اعلم بالعباد و ما جوی والله اعلم بالصواب و عنده شیه الثواب

شیعہ اندر کتب شود درین صورت و حرمت انجمن و عطا و عقد مجلس شکی نیست علامہ ابن حجر
 رحمہ اللہ در صواعق محرقة مینویسند و ایہ عم ایہ ان لشیقل فی یوم عاشورا و بیداع الرافضہ
 من الذب و النیاحہ و الحزن اذ لیس ذلک من اخلاق المؤمنین و الاکان یوم وفاء صلی اللہ علیہ علی اکرم
 اولی بذلک و آخری انتہی و ابوالرحمان مختار بن محمود ندایدی از بہان الدین بخاری نقل میسازند خرق
 القاص ثیابہ فی مقتل الحسین یوم عاشورا تا سفا علی المصیبتہ و امرہم بالقیام و التشیع فیل بحسب اللولاء
 ان یزجروہ فکتب برہان الدین بمنع ذلک انتہی دوم آیند و اعظف ذکر مقتل امام را اذ اخبار مودعہ
 و اکافیب متداولہ کند و وعظ خود را از اہانت اہل اسلام و التوارع انتہام بر سلف کرام پر سادہ در حق
 این صورت ہم شک نیست و حکم امام غزالی کہ بحرست ذکر شہادت صادر شدہ بر زمین صورت
 محمول است چنانچہ از کلام ابن حجر کہ در صواعق محرقة می آرند ظاہر میشود قال تغزالی و غیرہ بحسب
 علی الواعظ و غیرہ روایہ مقتل الحسن و حسین و حکایاتہ و ماجری مجری بین الصحابہ من الشاہر
 و التخاصم فانه یسبح علی بعض الصحابہ و لطمعن فہیم و الطاعن طاعن فی نفسہ و دینہ انتہی
 کلام الغزالی لمخصا و ما ذکرہ من حرمتہ روایہ مقتل الحسن و حسین و ابیہما لا ینافی با ذکرہ فی ہذا الکتاب
 لان ہذا البیان الحق الذی یجب اعتقادہ من جلالہ الصحابہ و ہوا و تم من کل نقص بخلاف ما یعظہ الوماء
 الیحدہ فانہم یا تون بالاختیار الکا و ہا الموضوعہ نحوہا و لا یستیعون الحمال و الحق الذی یجب اعتقادہ
 فیوقعون العامۃ فی بعض الصحابہ تنقصہم انتہی و ملا احمد دی در مجالس الاہلباری آرند القاص
 الذی یذکر الناس قصۃ مقتل یوم عاشورا و یخرق ثیابہ و یکشف رأسہ و یامرہم بالقیام و التشیع
 تا سفا علی المصیبتہ یجب علی ولایۃ الدین ان ینعوا ہم و یستمعون لا یغزرون فی الاستماع قال اللہام
 الغزالی و غیرہم بحسب علی الواعظ و غیرہ روایہ مقتل حسین و حکایاتہ و ماجری بین الصحابہ من الشاہر
 و التخاصم فانه یسبح علی بعض الصحابہ و لطمعن فہیم ہم و علامتہ علی ائمۃ الدین عنہم و تلقینا عنہم فالطاعن
 فہیم طاعن فی نفسہ و دینہ و قد روی عن ابی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم الشاہد فی صحابی لا یخذلکم
 غرضا من بعدی من اجہم فبحی اجہم من انفسہم فی بعضہم من اذا تم فقد آذی اللہ تعالی فقلی
 ہذا یجب علی المؤمن تعظیم و ذکرہما بخیر و کف اللسان عن لطمعن فہیم او بسبب قتل عثمان و قتل حسین
 جرئت شتمن کثیرہ و اکاذیب کثیرہ و ظہرت ابواء و بدع و صارت الاکاذیب و الاہواء لا تزال نزداد

انتی مخصوص عبارت صاف دلالت میکند بر یک عبارت امام غزالی محمول بر حرمت ذکر شتمن
 شتمن باشد بر اکاندیب و بیع مست در مطلق ذکر و استلالی که در عبارت غزالی بر حرمت منقول
 مطلق است و نمی بر آن اکاندیب نه بر مطلق ذکر شهادت خصوصاً از رویایات صحیح بیغض صحابه طعن
 بر سلف لازم نمی آید آری ذکر شتمن محمول بر عبادت است و اوله خواهد بود البته موجب طعن
 بر سلف خواهد بود پس اگر حرمت در عبادت مذکور بر مطلق ذکر شهادت محمول شود لازم است آید
 عدم انطباق دلیل بر دعوی دلیل بر الا تفاوت صورت امور اینکه واعظهای ذکر شهادت عقد
 چنانچه روایت میکنند کند روزی برای آن خاص که مابین صورت خالی از ذکر است نیست شب
 روایت و این در جامع الرموزی تالیف او را در ذکر مقتل حسین یعنی آن نیکر او لا مقتل سایر اصحاب
 الا ایضا به الروافض کما فی العون انتی و عبارت مولوی اسماعیل رحمه الله که در سوال منقول است
 بر همین صورت محمول است چنانچه لفظ عقد مجلس ال بران است صورت چهارم اینکه واعظ ذکر
 شهادت از اخبار صحیح سازد و در بیان خود اذوا و تفریط که موجب بغض صحابه یا ابا است سلام
 باشد سازد و مجلس خود را از بدع روافض محفوظ دارد و آن تخصیص یومی و عقد مجلس چنانچه روایت
 میسازد محفوظ باشد و عرض آن مجرور ذکر مصائب و استر حال بران امر است مشروع در مجالس المابرار
 می نویسد قد روی احمد و ابن ماجه عن فاطمة بنت أسیم عن ابيه الحسین ان النبی صلی الله علیه
 و علی آله و سلم قال ما من مسلم یصاب بمصیبة فینکرا و ان قدم عدها فیحدث لها الاسترجاع
 الاکتب الله له اجره مثلها یوم اصیب و هذا الحدیث رواه الحسین و عنه بنو فاطمة لقی شهید
 مصرعه و قد ثبت فی علم الله تعالی ان المصیبة بالحسین یذکر مع تقاوم الصد فکان من مکان
 الاسلام ان تجری هذه السنة كلما ذکر تلك المصیبة بان یسترجع لها فیکون للانسان من الاجر
 الذی کان من استرجع یوم اصیب اهلون بها انتی فلما خطر بالبال و الله اعلم بحقیقة الحال
 حرره الرای فی حقو به القوی بالواجبات محمد عبدالحی تجاوز الله من ذنب الجلی و نحن و حفظه عن جبات الی
 استفتا ما قولکم رحمکم الله اندرین مسئله که در حدیث ان الله یبعث هذه الامة
 علی راس کل مائة سنة من یجدها امر و ینها که در سخن ابی داؤد و مسند حسن بن سفیان
 و مسند نزار و بحم او سطا طبرانی و کامل ابن عدی و مستدرک حاکم و حلیه ابو نعیم و غیره نقل بیعتی

ان شاء الله تعالی بحمد الله رب العالمین

و غیره مروی است مراد از راس آخر صدی است یا آغاز صدی است و محمد فیکر راس مروی
می آید شروط و علامات او چیست و از صدی اول تا اینده کدام کدام مجد و شمار کرده شده اند و در
اسماعیل شهید و سید احمد ربیوی مرشدشان از مجددین می توانستند شکیانه بینوا تو جبر و
هوالمصوب مراد از راس مآته با اتفاق محدثین آخر صدیست و علامات و شروط
مجدد این است که عالم باشد بعلوم ظاهره و باطنه و نفع از تدریس و تالیف و تذکیر و تنبیح
باشد و در احیای سنن و محو بدعات سرگرم بود و در آخر یکصدی و اول صدی دیگر اشتغال
علوم و شیوع انتفاع از او باشد پس اگر آخر صدی را نیافته یا در آن زمان انتفاع احیای
شریعت از او حاصل نشده از مجددین خارج خواهد بود و در مورد حدیث داخل نخواهد شد
شیخ الاسلام بدرالدین ابدال در رساله مرضیه فی نصره مذهب الاشعریه می نویسد اعلم ان المجتهد
بما هو بقلیة الظن بمن عاصره بقراة احواله و الامتداد بعلمه لا یكون المجتهدا الا لما یعلمون
الدینیة الظاهرة و الباطنة ناصر المذنبه و ناصر المذنبه قد یكون احدا فی العالم کلمه لعمری بن عبد البر
فی المائة الاولى لا یفرده بالاطلاق و کما لا یامر انما معنی علی راس المائتین لا جماع اعتقین علی نه
المجموع انما قد یكون یمیز و جماعته ان لم یحصل الاجماع علی واحد بعینه ثم قد یكون فی انشاء
المائتین هو افضل من المجدد و انما کان التجدد علی راس المائة لا تمام علماء الامه غالباً و اندر
سنن و اظهار البدع یحتاج رجح الی تجدید الدین و ینافی المد بالخلف و حق السلف استی
و جلال الدین سید علی در مراقاة الصوره شرح حدیث ابی داود میگویند قال ابن الاثیر اختلاف
العلماء فی تاول بر الذکر یستعمل واحد فی زمانه و اشار و الی قائم الذی یکبر للناس و یمیز
فی راس کل مآه شریه و قال کل قائم قد مال الی مذهب و ذم سب بعض العلماء الی ان الاولی
من یجدد شیخ علی در جرد المذنبان قد افعالی المد علیهم و یحرم من یجدد لهما و نه الا یمیز منه ان یكون
شیر و رقی مکی راس المائة و اول قد یكون واحد او قد یكون اکثر ان انتفاع الامه بالانفسا
و ان یكون انتفاعا عامیاً فی امور الدین فان انتفاعهم لیس فیها اکثر من اولی الامر و اولی حدیث
الانفساء و ان یحفظوا بحسب الطوائف فی انهم یفعلون فیمن لا یففع بالآخران الاصل فی حفظ الدین
و یحفظون النبیات و انما یحفظون الذی یحفظ الدیارات و الزهاد و یفعلون بالمواعظ و احکام

علی لزومها اشعری و الزهدی الدینا قالوا لا یجوز ان یکون ذلک الخیاره الی حدوث جماعته
 من الکابر المشهورین علی اعلی راس کل مائتة یجدون الناس دینهم و یحفظونه عظیم فی اقطار
 الارض و لکن الذی یشی ان یرجع الی راس المائتة یجدون الناس دینهم و یحفظونه عظیم فی اقطار
 هذه الفنون و قد کان قبل کل مائتة یجدون الناس دینهم و یحفظونه عظیم فی اقطار
 فی عالم مشهور مشار الیه انتی آثرین عیال مات واضح شد که سید احمد ربوی که ولادت شان در سنه
 بعد و مرید شان مولانا اسماعیل ربوی و غیره در مصداق حدیث داخل فیستند چه بعد و اخر و است
 الاخر یک صدی و اول صدی دیگر باین صفت یا بیکه نفیض عام باشد و اشتباهش تمام در این
 حضرت و این در اثناء صدی سیزدهم حاصل گشته بعد چند سده دور گشت و علما که تعیین مجددین
 کرده اند کما فی بعضی و مفید داشته اند تفصیل این مباحث در رساله حافظ این حجر عسقلانی سنی
 و فی الاثر المحمدر فی من یستحق الشهادته و رساله جلال الدین سیوطی سنی و تشبیه بین بیست و شش علی راس المائتة
 و غیره باید و جدا معاینه این رسایل واضح است که در صدی اول بعد و آتیه اولی بالاتفاق
 مریدین عبد العزیز بودند و بعد و صدی دوم امام شافعی با اتفاقا بعد و مریدین صدی سوم قاضی
 ابوالعباس یابن طبرج شافعی و ابوالحسن اشعری و محمد بن جریر طبری و آذر بعد و مریدین صدی چهارم ابوالبر
 بن الباقلائی و ابوالطیب معلوکی و غیره و آذر بعد و مریدین صدی پنجم امام غزالی و آذر بعد و مریدین صدی
 ششم امام ربیع بن رازی و آذر بعد و مریدین صدی هفتم تقی الدین یابن و فیه العید و آذر بعد و مریدین
 صدی هشتم ابن الدین مرینی و تفسیر السبعین حمزی و سراج الدین بلقینی و آذر بعد و مریدین صدی نهم
 جمال الدین عبد الرحمن سیوطی و تفسیر الدین سخاوی و آذر معاینه خلاصه الاثر فی اعیان قسطن
 احوال و غیره و واضح است که از بعد و مریدین الفیض شهاب الدین علی و طاعلی قاری و غیره بودند و پس
 و الله اعلم حرره الراعی حفوز به القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تها و زاد الدین علی بن ابی الدین
 استفتا ما فو کرم حکم الله و مسکلا مصافحه که در وقت ملاقات مسنون است و بدینگونه
 که الی یک دست مسنون است و استلال همان از حدیث افیا فیه بیده و یصافحه قال نعم کم
 و به مع ترندی و غیره مروی است میکنند پس آیا قولش صحیح است یا نه و مصافحه بهر دو دست
 از حدیث ثابت است یا نه بنیو التوبه و

محمد عبدالحی
 ابوالحسنات

این کتاب در دسترس عموم است و هر کس بخواهد آن را مطالعه کند میتواند از کتابخانه عمومی استفاده کند

یهو المصوب جمهور فتا مضافه را بدو کتب دست سنون می نویسند در مجالیر الاموال
 می نویسد و السنه ان کون لکتابیه انتی و همچنین است در ذکر مختار و جامع الرموز و غیره و قد
 ابولامه قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم اذا الصالح المسلمان لم یفرق الفضا حتی یفرحوا
 که در هر طرانی مرویست طالت بران دارد چه اگر مضافه بیک یک کتب از هر کس می شود و بخود
 بجای آنکه از جمع کتب است لفظ کلاما تصیفه شنبه دارد می شود و شاید آن تطبیق صحیح بخاری است
 که در ان در باب الاخذ بالیومین مسطور است و صلح حادین زمین المبارک بیدیانقی ازین
 تعلیق معلوم می شود که مضافه هر دو دست در حدیث العین متواتر بود و آنچه که در صحیح بخاری
 در باب مذکور از عبد الله بن مسعود در مرویست طعنی رسول الله صلی الله علیه و سلم و کلمی بین الخیر
 التشرک لما یطعن فی السوره من القرآن التحيات لله والصلوات والطيبات الحدیث پس ظاهر آنست
 که مضافه متواتر که بوقت طاقی سنون است نبوده بلکه طریقه تعلیمی بوده که اکابر بوقت صاهتمام
 تعلیم چیزی از هر دو دست پاکب دست اصافه گرفته تعلیم بسیار عدد بر تقدیر تسلیم اینک این مضافه
 متواتر بوده ثبوت آن هر دو دست از ان حضرت صلی الله علیه و سلم ظاهر است و از جانب
 ابن مسعود بودن صرف یک کتب ما بین هر دو کتب نبوی طعنی نیست چه گاهی کتب بمعنی جنس
 مستعمل شده هر دو کتب از ان مراد گرفته می شوند و همچنین در استعمال حرب و آیات قرآنیه
 و احادیث نبویه استعمال بدو جنس میآمده است که بر یک بدو و بدو متضمن است و در اکثر مقامات
 بمقام دو بدو استعمال لفظ میآمده است بناء علیه و احادیثی که در ان اخذ بانید دارد است
 نفس بر بودن مضافه بیک دست نیست بلکه هر دو امر محتمل است باجماع درین باب اگر حدیث صحیح
 صریح بران یافته شود که مضافه صرف بیک کتب سنون است اقوال فقها را گذارشتن لازم
 خواهد بود و تا وقت عدم وجود تصریح صریح بر اقوال فقها عمل باید ساخت و الله اعلم خیرا
 عفو رب القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تها و را الله من ذنبه الجلی و الخفی محمد عبده
 استفتا گویند که نفس روح شکی واحد را نام است که از اهل تصوف دل می نویسد
 برین تقدیر از علماء کرام مدحه الله تعالی استفاده استفسار میکنم که اگر نفس در روح یکی است پس
 در اکثر کتب مذمت دشوئیت نفس ذکر کرده اند هر یک معنی است بیست از فتوی معنوی بیست

دورخ است این نفس دورخ افروخته است | گوید ریا انکرو دکم و کاست
روح را از عالم علوی منسوب کرده بکن توصیفش را ستانها گماشته اند که تهرین معنی است
بهیت امر بریم روح کرده نام ما کرده بر ساقی وحدت همام ما دوم میگویند که فلان کس را
نفس زنده و دل مرده است و بالعکس آن هم شخصی نسبت دهند و گروه فقرادر نفس کشی جزو
بلخی مینمایند پس چون از نفس مراد روح باشد در حالت مردن او بجز کالبد خاکی چه ماند پس چون
نفس اقباح افعال در روح به حمیده خصال متصف شدنی واحد چون تواند شد با جماع ضدین
حسن و قبح در ذات واحد چگونه ممکن است اکنون این اقباس هم می آید با مبدأ اصلاح پیشکش میکنیم
نهنا صریحاً بحقیقت منفعیل است و قابل در روح حیوانی فاعل اوست پس لا محاله از کیفیت
پیدا یزد قوتی برآید که از مزاج را غاده تجمیلی و خواش داده اند که آنرا یقین باید دانست
چون ترکیب ماده اش از عالم سفلی رو داده است ازین مرکز میل و رجعت بذات خود دارد
برین تقدیر اگر روح و عقل تابع اوست نفس اماره و اگر روح و عقل را خود تابع شد نفس اماره
و اگر مغلوب روح و عقل چنانکه عادت جمعی و خواش طبعی اوست نفس مطمئنه باشد مینو اتوجروا
هو المصوب نفس روح یک چیز است و اختلاف اوصاف باختلاف احوال اوست
و دست نفس مطلقاً که صوفیه میبازند مرادشان از نفس معنی دیگری باشد تفصیل آن در احیاء العلوم
و کیمیای سعادت و غیره کتب تصوف و سلوک موجود است بقدر ضرورت عبارت احیاء العلوم
معاینه یا بساخت مبحث معانی نفس و روح و قلب و عقل بنویسد اللفظ الاول لفظ القلب
و هو لفظ لغتین احدىهما الهم الصنوبری الشکل المودع فی الجانب الايسر من الصدر و المعنی الثاني
هو لطيفة ربانية روحانية لها بمنزلة القلب الجسماني تعلق و تلك اللطيفة هي حقيقة الانسان و هو
المدرک العالم العارف من الانسان و هو الخاطب والمعاقب والمعاقب المطالب اللفظ
الثاني الروح و هو ايضا لفظ لغتین باعدهما جسم لطيف بنوع تحويف القلب الجسماني فينبغي ان
العروق الضواري التي سائر اجزاء البدن والاطباء اذا اطلقوا لفظ الروح ارادوا به هذا المعنى
الکتابي قال هو اللطيفة العالمة المدركة من الانسان و هو الذي شرعناه في احد معاني القلب
و هو الذي اراده الله بقوله قل الروح من امر ربي اللفظ الثالث النفس و هو ايضا خسرک

بین معان و تخلیق بفرضا منہ معنیان احدهما انه يراد به معنى الجامع لقوة الغضب والشدة في
 الانسان وهذا الاستعمال هو الغالب على اهل التصوف لما نرى يدون بالنفس الاصل الجامع للصفتين
 المدعوتين من الانسان فيقولون لا بد من مجاهدة النفس وكسرها واليه الاشارة بقوله عليه الصلوة
 والسلام احدى عدوك لنفسك التي بين خنيتك كغنى الثاني هي اللطيفة التي ذكرناها التي هي
 بالحقيقة وهي نفس الانسان وذاته ولكنها توصف باوصاف مختلفة بحسب حالات احوالها فانها
 سكنت تحت الامر وزالها الاضطراب بسبب معارضة الشهوات سميت النفس المطمئنة والنفس المستقيمة
 الاول لا يتصور رجوعها الى المدفانها بعدة عن المدعى من حزب الشيطان واذا لم يتم سلوكها
 ولكنها صارت مدافعة للنفس الشهوانية ومقرضة عليها سميت النفس اللوامة وان تركت الاعتراض
 وادعت واطاعت لمقتضى الشهوات ودواعي الشيطان سميت النفس اللامعة بالسوء انتهى **المختص** **المختص**
استفتا کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کا یہ قول اثبات توحید
 وجودی میں صحیح ہی یا نہیں اور دلیل عقلی و نقلی اوسکی صحیح یا غلط ہے قول اوس کا یہ ہے اور توحید
 وجودی کی حقیقت ہر لائق عقلیہ و نقلیہ ثابت ہے تفصیل کے لیے تو دفتر چاہیے مختصر ایک دلیل
 عقلی اور ایک نقلی لکھتا ہوں عقلی یہ ہے کہ کوئی شے غیر اللہ موجود نہیں ہو سکتی اس لیے کہ حکمت میں
 ثابت ہو چکا ہے کہ وجود عین ذات واجب ہے اور غیر وجود نہیں مگر عدم تو غیر واجب نہیں
 مگر عدم اور عدم موجود نہیں ہو سکتا پس غیر واجب یعنی غیر اللہ موجود نہیں ہو سکتا اور دلیل
 نقلی کلمہ توحید ہے کہ جس کا حاصل یہ ہے کہ ہر آلہ عین اللہ یعنی ہر موجود عین اللہ ہے اس لیے کہ
 ہر موجود مصداق آلہ ہے اس واسطے کہ آلہ کہتے ہیں معبود کو اور معبود کہتے ہیں اوسکو جسکی کوئی
 عبادت کرے اور عبادت کہتے ہیں تابعداری کرنے کو ایسی واسطے جو کوئی کسی کا تابعدار نہ ہو
 تو اوسکو اور جسکا عباد اور بندہ کہتے ہیں جیسے کہتے ہیں عبداللہ بنار و عبداللہ رحم اور بندہ بیٹ
 اور بندہ روچیکا اور جسکا کوئی تابعدار ہو تو اوسکو معبود اور آلہ کہتے ہیں جیسے قولہ تعالیٰ
 آلہ ہواہ میں ہوا کو آلہ کہا باجحد اطلاق آلہ کا ہر اس شے پر آتا ہے جسکا کوئی تابعدار ہو اور کوئی
 موجود موجودات میں ایسا نہیں جسکا کوئی تابع نہیں پس غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے
 کہ ہر موجود مصداق آلہ کا ہے اور لا آلہ الا اللہ اس پر وال ہے کہ جو مصداق آلہ کا ہے وہ عین

اللہ ہی پس ثابت ہو کہ ہر موجود عین اللہ ہی ہینا تو جہد

ہو المصوب نزدیک کلام من اولہ الی آخرہ غلط و مضطرب اور ہر تقریر اس کی اس پر
دالت کرتی ہے کہ اس کو علم مقول و منقول دونوں میں استعداد و انی نہیں ہوا ورنہ ایسی تقریر
اوس سے صادر ہونی چند وجوہ سے کل تقریر غلط ہے تطویل کے لیے تو ایک دفتر چاہیے
مگر اہم بیان سمجھ لینا چاہیے وجہ اول یہ کہ زید نے جو دلیل عقلی قائم کی بعد صحت اس کے مقدمات
وہ نتیجہ اس امر کو ہے کہ کوئی شے غیر اللہ کے موجود نہیں ہو سکتی ہے اور کسی چیز کو سوائے ذات وحدہ
لا شریک کے وجود کا حصہ نہیں دے سکتا ہے بلکہ عدم محض ہر چیز کو سوائے اللہ کے حاصل ہے
اور دلیل عقلی بعد تسلیم اس کے مقدمات کی نتیجہ اس امر کو ہے کہ ہر چیز عین اللہ کی ہے اور پر ظاہر
کہ اللہ موجود ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جو چیز عین موجود کی ہوگی وہ بالضرورة موجود ہوگی اس لیے
کہ حینیت بین الشیئین مستلزم تشارک و جودی ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ ہر چیز موجود ہی
پس ایک دلیل تو مثبت عدم محض تمام اشیاء سوائے اللہ کے ہے اور دوسری دلیل مثبت جودی
جميع اشیاء ہے حاصل ہذا لا تفاق و تساقط وجہ دوم یہ کہ دلیل عقلی کا یہ مقدمہ کہ وجود عین ذات
واجب کے اس سے کیا مراد ہے اگر یہ مراد ہے کہ وجود مصدری کہ جس کو بودن و ہستی کہتے ہیں عین
ذات پروردگار ہے تو محض غلط ہے شرح مسلم قاضی مبارک اور حاشیہ قدیمہ وغیرہ کتب منطق
و حکمت کے معائنہ سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ عین ذات واجب فلاسفہ کے نزدیک وجود بمعنی
باب الوجود یہ ہے نہ معنی مصدری اور نہ معنی حینیت کا حکم کیا ہے اس کی مراد یہی
کہ متشاعر اشراق وجود مصدری واجب میں انفس ذات واجب ہی کسی وصف اور حینیت کو
اوس میں مداخلت نہیں ہو بخلاف ممکنات کی کہ مصادر وجود مصدری انہیں ذوات ممکنات
میں بحیثیت استعداد لے اچھا علی و ثنیہ اور یہ مذہب کسی عاقل کا نہیں ہے
کہ وجود مصدری عین ذات واجب ہے بحیثیت ہستی اور کہو مگر یہ مذہب کسی عاقل کا ہو سکتا
ہے عاقل جس کو ادنیٰ بھی تمیز ہے سمجھ سکتا ہے کہ وجود مصدری قبیل انشاء عیات سے ہے اور
ذات واجب موجودات خارجہ سے ہے پس اگر یہ دونوں یا لکھیے متحد ہوں تو لازم آتا ہی
کہ معنی مصدری موجود خارجی ہو جائے یا موجود خارجی عین مصدری ہو جائے

و بطلان ظاہری علی کل عاقل فضلا عن ما ہر اور اگر یہ مراد ہو کہ وجود یعنی مابہ الموجودیہ میں وجہ
یا یہ کہ شمار انتزاع وجود مصدری کا نفس ذات واجب ہے کو صحیح ہے مگر مفید مطلب نہیں
کیونکہ اس سے اگر ثابت ہوگا تو یہ ہوگا کہ غیر واجب مابہ الموجودیہ نہیں اور نفس ذات اسکی بطلان
انتزاع وجود مصدری نہیں اور اس سے یہ نہیں لازم آتا کہ غیر واجب عدم محض ہو جاوے
وجہ سوم یہ کہ دلیل عقلی کا یہ مقدمہ کہ غیر وجود نہیں مگر عدم محض غلط ہے کیونکہ غیر وجود مصدری تمام
موجودات خارجیہ اور ذہنیہ میں صرف غیریت وجود عدم کے ساتھ خاص نہیں ہے بطلان کتب
میں سے کہتا ہے کہ زید عمرو و بکر و فرس و حمار و حجر و شجر و سما و ارض و شمس و قمر و غیرہ جتنی چیزیں غلظہ
بخلمت وجود و مشاہدہ ہیں یہ سب غیر وجود مصدری ہے اور اگر غیر ہوں تو لازم آتا ہے
کہ یہ سب عین وجود مصدری ہوں یا عین مابہ الموجودیہ ہوں اور بطلان اسکا ظاہر ہے کہ
وجود مصدری انتزاعی غیر موجود خارجی و غیر مشاہدہ ہے اور یہ اشیاء محسوسہ موجودہ و جہاں
یکہ نتیجہ مقدمین مذکور تین کہ غیر واجب نہیں مگر عدم محض باطل ہے ہر گاہ دونوں مقدمہ
سابق باطل ہوئے اس نتیجہ کے ابطال میں کیا شبہ رہا وجہ پنجم یہ کہ یہ مقدمہ دلیل عقلی کا
کہ عدم موجود نہیں ہو سکتا ہے بھی باطل ہے اسوجہ سے کہ عدم موجودات ذہنیہ سے ہے
اور حصہ وجود کا او سکون عارض ہے جیسا کہ حواشی میرزا ہدین جو شرح مواقف و فیہرہ میں
بتفصیل تمام مذکور ہے اور اگر عدم موجود نہ تو لامحالہ معدوم ہوگا اور عدم عدم مستلزم وجود
ہے احوال اس دلیل عقلی کا ہر مقدمہ محض باطل و لغوی اگر کتب مطبوعہ حکیم سے قطع نظر کیا جائے
اور کتب مختصرہ متداولہ پر نظر کیا جائے بطلان ان سب کا مخفی نہ رہے گا وجہ ششم یہ کہ دلیل
نقلی کا یہ مقدمہ کہ ہر موجود مصداق اللہ کا ہے اسواسطے کہ اللہ کہتے ہیں معبود کو اور معبود
کہتے ہیں او سکون جسکی کوئی عبادت کرے محض لغو ہے اسوجہ سے کہ آلہ نام مستحق عبادت کا نہ
ہر ایسی چیز کا کہ جسکی کوئی عبادت حاکم سے کرنے لگے جیسا کہ معانیہ کتب لغت سے یہ امر
واضح ہے پس مصداق آلہ کا موجودات میں وہی ہوگا جو مستحق عبادت ہے نہ ہر عبادت
کردہ شدہ وجہ ہفتم یہ کہ یہ قول کہ عبادت کہتے ہیں تابعداری کو وال ہے علوم شرعیہ اور
علوم اقویہ کی ناواقفیت پر مطلق تابعداری معنی عبادت کے نہیں ہیں بلکہ معنی عبادت کے

والفتویٰ والتدریس شائع بلا تکبر من لو کرم فاحکم باننا من ذار الحرب لایجوز له ان ینظر الی الدرامہ
والدرایہ واعلان مع انجور و اخذ الضراب والکسوس و الحکم من النقص برسم التشارک اعلان فی
بالیهود و طلب الحکم من الطائفت فی مقابله محمد علی الدعلیہ و حکم فی عہدہ بالمدینہ و مع فک
کانت بلدہ اسلام بداریب دذرا کلوانی انما تصیر و الحرب باجرا و احکام الکفران لایحکم فیہا
بحکم من احکام الاسلام و ان یصل بدار الحرب و ان لا یبقی فیہا سلم و لا و می آسنا بالان الاول فاذا
وجرت الشرط کلها صارت و اد الحرب و عند تعارض الدلائل و الشرط یبقی ما کان او یرجع جاب
الاسلام احتیاطا انعمی لخصاصہ و شرح زیادات للعتابی میں ہے و ار الاسلام انما تصیر و الحرب
بثلاث شرائط احدہا اجراء احکام الکفار علی سبیل الاشتہار و الثانی ان تہون مشاہدہ بدار الحرب ہی
متصلہ لا یفصل بینا بلدہ من بلاد المسلمین و الثالث ان لا یبقی فیہا سلم و لا و می آسنا بالان الاول
فقط ہذا الشرط لیکون علما علی تمام القہر و الاستیلاء و اذ دار الاسلام یحتاج لا ثباتہ لہا و عند ہا
تصیر و ار الاسلام و ار الحرب باجرا و احکام الکفر فیہا انعمی اور طوطا دی حاشیہ و تحت زمین ہی
قولہ باجرا و حکما و الشرک ای علی الاشتہار و ان لایحکم فیہا بحکم اہل الاسلام ہند یہ و ظاہرہ انہ
اوجرت احکام المسلمین و احکام اہل الشرک لایکون و ار حرب انعمی ان عبارات سے اور و کی
امثال سے واضح ہے کہ دار الحرب ہونے میں دار الاسلام کی شرط یہ ہے کہ احکام کفر علی
سبیل الاشتہار جاری ہوں اور احکام اسلام بالکلیہ موقوف کر دیے جاویں اور شعار اسلام
و ضروریات دین میں کفارہ داخل نہ کرے لیکن اور یہ شرط اتفاقی ہے اور اہم ابو حقیقہ نے
اسکے سوا اور بھی دو شرطیں زائد کیں ایک یہ کہ اس بلدہ میں اور دار الحرب میں کوئی بلدہ مکلف
اہل اسلام کا باقی نہ رہے و دوسرے یہ کہ امان اول مرتفع ہو جاوے اور بابان کفار و زہیت
مقامت کی آگئی ہو اور یہ ظاہر ہے کہ بلاد ہندوستان میں یہ مفقود ہے اسو بہ سے کہ شعار
اسلام میں ہر حکم کی طرف سے داخل شدہ مانت نہیں نہ اور اگرچہ اکثر قضاہ کفار میں اور احکام طلاق اسلام
جلدی کرتے ہیں مگریت سے امور میں اعتیاد فتاویٰ اہل اسلام کا بھی کرتے ہیں اور موافق شرع
عہد کرتے ہیں پس یہ بلاد و ار الحرب نہ ہو گئے نہ مذہب امام و نہ مذہب صاحبین و والدہ علم
حررہ المرحی عنہ بالفتویٰ ابو الحسن محمد عبدالحی تاجوز التدریس مذنبہ اہل و انعمی و احکام

[illegible]

حرر الراجی عفور بہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحمی تجاوزا عن ذنبہ الجلی و الخفی
 ۳۳۳ **فتاویٰ** اسم اللہ الرحمن الرحیم چھ میفرماید غلامی دین کی عبارت تورات اور انوار معلومی شود
 کہ تورات داخیل مذکور نیستند و مولانا سعدی میفرماید نہ از لالت و غری برآوردگر
 کہ تورات داخیل مذکور کردہ دلیل ہذا الا التثانی انما بنوا توجہا
ہوالمصوب نسخ تورات و انجیل و رجاء ادا کا نام نیست چہ بعض احکام میں امت سرائق
 نیست بل اسلزل ہودہ اند اللہ بسیاری از احکام و شرائع بنی اسرائیل درین شریعت
 نسخ شد فقال اللہ تعالیٰ فی صفتہ نبینا علی اللہ علیہ وسلم یا علی محمد و آلہ و صحبہم من المثل
 و کل لم الطیبات و یوم علیہم الخباثت و یخرج عنہم اھرنم و الا ائمال اللہ کانت علیہم و اللہ اعلم
 حرر الراجی عفور بہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحمی تجاوزا عن ذنبہ الجلی و الخفی
فتاویٰ انجیل اصالت وقت اشارہ زجریات یا شب جماد یک شبہ کھل یا جاوسے
 کہ ہر ہفتہ کو گسیج ہو اگرین اور عظمہ بزرگہ قرآن ترجمہ قرآن یا اجادیت و مسائل کا زور و زور
 وغیرہ مسائل و نیات کا بیان ہو اگر کسی معاملہ یاد دین کا بحث ہو جگہ اذین نو صرت
 قال اللہ تعالیٰ الرسول کا ذکر ہو اگر کسی ایسے ایک دن صرت اس غرض سے مقرر کیا جائے
 کہ سب لوگ بغیر اسکے کہ اطلاع و مجاہد سے روئے معلومہ کو بوقت و مقام معلومہ خود بخود مجلس
 و عذاب میں شریک ہو اگرین جیسا کہ دینی میں و عطا سووی حقیقۃ اللہ فارغ صاحب کار و شنبہ
 بوقت میں جمع یا وعظ مولوی عبدالرب صاحب کار و زمین جمع بقایات معینہ ہوتا ہے
 اور شوقین بلا اطلاع و پیشہ وقت معلومہ بر شریک ہو جائے اگر کسی میں ایسا کرنا کچھ گناہ تو
 نہیں ہی گناہ ہے پھر اسے وعظ میں اگر یا ام گئی شریعت یا اپنی برکت کا یا جو سم سراجائی
 کافی ماضیوں کو بلا یا ام و سے اور کچھ یا ام گئی رسوم و حال کا خیال نہ رکھا جاوے تو کچھ
 حرج تو نہیں ہوگی ہذا التثانی انما بنوا توجہا کہ کسی شخص میں ہر وقت کلام مجیدہ حضرت کو بلا نیست
 کسی رسم و رواج کے کہ ناگنا یا شریعتی تقسیم کا یا شریعت یا وسعت اور بوقت یا شریعت یا ناگنا یا شریعت
 ہو المصوب یہ کہ جب جائز ہے اور اصل میں یہ حدیث ہے جو صحیح بخاری کی کتاب الاعتصام
 میں ابو سعید خدری سے مروی ہے قال جارت امرأة الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اس مجموعہ فتاویٰ کا نام الدن نام ہے جس میں درج شدہ مسائل و جوابات احمدیہ پیرائے قیہ واقع ہوا ہے

فقالت یا رسول اللہ ذہب الرجال بحدیثک فاجعل لنا من لفظک یومانا یتکفیه تعلما ما علیک
 فقال اجتمعن فی یوم کذا وکذا و فی مکان کذا وکذا فاجتمعن فأتاهن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم فجلسن مما علیہ الحدیث اور بھی صحیح بخاری کی کتاب الدعوات میں عکرمہ سے مروی ہے
 کہ اوتنے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا حدث الناس فی کل جمعة مرة فان ابیت فمرین
 فان کشرت ثلاث مرات الحدیث اور بھی صحیح بخاری کی کتاب العلم میں مروی ہے
 عن ابی وائل قال کان عبد اللہ بن مسعود ینکر الناس فی کل خمیس فقال لہ رجل یا ابا عبد اللہ
 انک ذکرنا کل یوم قال اما انہ یسعی من ذلک الی اکرہ ان الکلم دانی اتخو لکم بالو عطفہ
 لما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخولنا ہما نختارہ الساتر فلبنا انتہی ان اخبار سے انعقاد مجلس وعظ
 کیواسطے تعیین مکان و زمان ثابت ہے اور حضار مجلس کو جب وہ ایک مکان پر جمع ہوں
 رمضان میں مجلس شتم میں یا غیر رمضان میں مجلس وعظ میں بلا لحاظ رسم و رواج و التزام ضروری
 و اہتمام غیر شرعی کوئی چیز کھلانا یا پلانا یا تقسیم کر دینا بھی درست ہے اصل اسکی یہ حدیث ہے جو
 صحیح بخاری میں کتاب الجہاد میں باب الطعام عند القدوم میں مروی ہے ان رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم ما قدم المدینۃ کمر جز و را و بقرۃ انتہی اور بھی او میں کتاب الاطعمہ میں قصہ قطبان بن مالک
 میں مروی ہے قال قطبان فخذ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکر میں ارفع النہار ثم
 مجلس حتی دخل البیت فقال ابن نجب ان علی بن ہشام کاشرت الی تاحیۃ فقام فکبر فصعد فنادی
 رخصتین ثم سلم فجلسنا علی خزیرۃ صنفنا ہا الحدیث اور بھی اوسی کتاب میں مروی ہے ان عائشہ
 کانت اذا ماتت الحیۃ من الہما فاجتمع لذلک النساء ثم کفر عن الالہا و خاصتا امرت برستہ
 من البینۃ قطعت ثم صنع فزید نصبت التلبینۃ علیہا ثم قالت کمن مننا الحدیث واللہ اعلم
 حریرہ الراعی عفرہ القوی ابو الحسنات محمد عبد اعی تھادنا اللہ عن ونب علی و انحفی ابو الحسنات
 استفتا اگر شارع نے کسی علت سے کوئی حکم بیان کیا بعدت کے وہ علت جاتی رہی
 تو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حکم باقی نہیں ہے چنانچہ ابن عباس نے طواف میں رمل کے
 سنت ہو کر کیا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باوجودیکہ زوال علت کا یقین تھا پھر فرمایا کہ جو ہم
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کرتے تھے اسے نہ چھوڑیں گے تو یہ معلوم ہونا چاہیے

از کتاب طہر جلد اول کتاب طہر

مردی ہے اور ملا علی قاری کی کی شرح مشکوٰۃ میں ہے لا یعرف فی الشرع محرم علم لغت
 من اللغات سریانیہ کانت ادب عربیہ ہندیہ کانت ادب ترکیہ فارسیہ کانت ادب غیر ایرانی اور حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کا منع کرنا قرأت توریت سے اسوجہ سے تھا کہ وہ زبان کفار میں سے ہے بلکہ
 اس غرض سے تھا کہ ایسا نہ ہو کہ اس امت کے لوگ قرآن کو واگذاشت کر کے اور کتب سابقہ
 کی طرف متوجہ ہو جاویں اور اسببہ دین کو قارت کر دیں تفصیل اسکی شرح کتب حدیث میں موجود
 اور حدیث میں تشبیہ سے تعلیم زبان سے کچھ علاقہ نہیں اور اذھاع خاصہ و اطوار خاصہ کفار کو طحا
 و شراب و لباس و مشی وغیرہ میں اختیار کرنا داخل تشبیہ ہے نہ کسی زبان کو سیکھنا واللہ اعلم
 حررہ الراجی عفو بہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تاج الدین عن زینبہ الخی و الخی ابوالحسنات
تفصیل کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین و رباب جوار تعلیم زبان انگریزی
 بشمول دیگر السنہ جنکی تعلیم کی غرض سے نواب صاحب بہادر والی سورۃ سے ایک حدیثہ خاص
 مسلمانوں کی تعلیم کے واسطے جاری فرمایا ہے ہر چند کہ خاص شہر جو ناگہر میں مکتب کجراتی
 اردو وغیرہ کے ہیں اور ہائی اسکول بھی جیسین انگریزی تعلیم عموماً دیتے ہیں مسلمان کو ہوتی ہو جو وہی
 اگر خاص بغرض تختہ دین و عقائد اہل اسلام حضور نواب صاحب بہادر دایم اقبال نے یہ حدیث
 مسلمانوں ہی کے واسطے قائم فرمایا اور ایک عالم متقی اور پیر سیرکار کو اسکا پیر پیل مقرر کیا ہے
 کہ تعلیم علوم دینی و دنیاوی باحسن وجوہ ہو اس صورت میں علمای دین اسطور کی تعلیم
 انگریزی کو جس میں خیال دین مقدم ہے جائز فرماتے ہیں یا نہیں بیوقوف جردار
ہو المصوب اس طور سے تعلیم زبان انگریزی کہ جس میں خیال دین مقدم ہو اور
 شرعاً کسی زبان کے سیکھنے کی اگرچہ وہ زبان کفار کی ہو ممانعت نہیں وارد ہے بلکہ جب منہر
 کسی مفسدہ کی طرف نہ ہو اور اس سے انسان اطوار شرعیہ و عقائد دینیہ میں خلل واقع ہو
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بعض صحابہ کو زبان یہودی سیکھنے کی اجازت دی ہے
 جامع ترمذی میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے امری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ان تعلم السریانیہ فی روایۃ امری ان اتعلم کتاب یہود و قال انی ما آمن یہود علی کتاب قال
 فما زلی نصف شہر حتی تعلمہ و کان اذا کتب الی یہود کتبت واذا کتبوا الیہ قرأت لہما بہم شہر

این مردودیه و البیہقی فی شنبہ لایمان پس مردود است بچند وجہ اول اینکه این روایت
 ضعیف است چنانچه در تصانیف بعض محدثین سیوطی و غیره مصرح است پس قابل معارضه
 حدیث جواز نیست دوم اینکه نئی درین روایت بالاتفاق محمول بر کراهت تخریب است
 که مرجع آن ترک اولی می شود پس ثبوت حرمت یا کراهت تخریب از آن نمی شود سوم اینکه اگر
 حرمت یا کراهت تخریب کتابت برای زنان ازین روایت ثابت گردد لازم می آید که تعلم زنان
 سورہ یوسف را یا تمام قرآن را که مشتمل بر سورہ یوسف است هم مکروه تخریبی یا حرام باشد
 در بعض کتب چنین روایت منقول است کہ علمون سورۃ النور و العلمون سورۃ یوسف و ہذا
 خلاف الاجماع باجماع تعلم زنان کتابت را نہ حرام است نہ مکروه تخریبی بلکہ بنظر رفع حوائج
 ضروریہ حالی الا استحباب نخواہد بود الا اذا انقضی الی مفسدۃ و الله اعلم بحریرہ الراہی
 عفو بہ المقوی البوا الحسنات محمد عبد الله تجاوذا اللہ عن ذنبہ اجمالی و انہی محمد عبد الله البوا الحسنات
 مستفتا چه میفرمایند علماء دین در باب تعلیم کتابت بزنان مینوا توجہ روا
 ہوا المرصوبہ در باب جواز کتابت برای زنان حدیث شفا شافعی و دوافی است کہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بایشان فرمودہ علمی حضرت رقیۃ النعمۃ لما علمتا الکتابۃ اخرجہ ابو داؤد
 و ابی کرم و احتمال خبر صحت حضرت علمی اللہ عنہا چنانکہ شیخ عبد الحق دہلوی در شرح مشکوٰۃ نو
 تعلیم کتابت بزنان را در حدیث دیگر نئی از آن آردہ چنانکہ فرمودہ و لا تعلم الکتابۃ و ازین حدیث
 جواتان معلوم میگردد کہ پیش از نئی باشد و لیکن گفتہ اند کہ نساء آنحضرت صلی اللہ علیہ
 و سلم تعلیم کتابت را از آن بہ بعض احکام و فضائل و نئی از کتابت محمول بر نساء عامہ است کہ
 نو حدیث فتنہ در اینجا مذکور است و در اینجا چنین نیست انتہی و ملا علی قاری در شرح مشکوٰۃ سے آرد
 قال الخولانی فیہ دلیل علی ان تعلیم النساء الکتابۃ غیر مکروه قلت کما ان یكون جائزا للسلف و ان
 کما فی نساء و انہما ان فی کتابت ان ثم رایت قال محمد بن محمد بن جعفر قال نساء و علیہ
 و محمد بن اشیاء قال تعالی یا نساء انضی لسنن کا حدیث من النساء و غیرہ لعلن الکتابۃ کما علی
 یا نساء و انہما ان فی کتابت ان ثم رایت قال محمد بن محمد بن جعفر قال نساء و علیہ
 و محمد بن اشیاء قال تعالی یا نساء انضی لسنن کا حدیث من النساء و غیرہ لعلن الکتابۃ کما علی

در حدیث دیگر نئی از آن آردہ چنانکہ فرمودہ و لا تعلم الکتابۃ و ازین حدیث جواتان معلوم میگردد کہ پیش از نئی باشد و لیکن گفتہ اند کہ نساء آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم تعلیم کتابت را از آن بہ بعض احکام و فضائل و نئی از کتابت محمول بر نساء عامہ است کہ نو حدیث فتنہ در اینجا مذکور است و در اینجا چنین نیست انتہی و ملا علی قاری در شرح مشکوٰۃ سے آرد

پس بجز احتمال برای ثبوت خصوصیت جواز اعظم با هایت المومنین کافی نخواهد بود ادای که نصی
 بران دلالت نسا زد و اگر تعلم کتابت و اشتغال بدان مطلقا برای غیر اہانت المومنین مکرر بودی
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنت عبدالمطلب را منع فرمودی و او را پس فلیس خلاصه کلام درین مقام
 اینست که حدیثی که دالی بر جواز است حاکم و غیره تصحیح آن کرده و حدیثی ضعیف است پس
 عموما اثبات حرمت یا کراهت تحریمیه از آن متصرف بر تقدیر صحت آن اگر ثابت خواهد شد
 صرف کراهت تحریمیه که موجب ترک و بیست ثابت خواهد شد و حدیثی اگر چه در کتب
 مختلفه با الفاظ مختلفه یافت می شود در ترجمه شیخ عبدالحق لفظ لا تعلم الکتابه ذکر کرده و ملا علی قاری
 لفظ لا تعلم الکتابه نوشته و از غایب المواقف لغتی بغدادی نقلان بن محمود مشهور با لوی
 مذکور است اعلم ان السیوطی قد روی فی کتابه الجمل فی الغزل عن عائشہ قالت قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم لا تسکنوا من الغزل ولا تعلموا من الکتابه و علموا من الغزل و سورة النور است
 لیکن این اختلاف نه بسبب تعدد روایت است بلکه بسبب اختلاف نقل ناقلین اصل حدیث
 همچون آنست که سیوطی در رساله جزل فی الغزل و تفسیر در منشور بر روایت عائشہ ذکر کرده
 و اخرا بجز بسوی بقی و این مردود به شوب کرده و از معاینه کتب توارخ و غیره واضح است
 که در از منہ سنایقه بسیاری از زنان کتابت آموختند و برای ثایان انکاری از علماء عصر واقع
 نشده سیوطی در رساله خود نیز به الجاسا و فی اشعار النساء و ترجمه شده بنت احمد دینوری
 بغدادی ای نویسد کانت ذات دین و روح و عبا و تمت الکثیر و عمرت و کتبت الخط المسبوب
 علی طریقه الکاتبه و ما کان فی زمانها من کتب مثلها و کان لها الاسناد العالی مات سنه اربع
 و سبعین و جسماته تاتی ترجمه عاکشه بنت احمد قرطبی بنو لید قال ابن حبان فی القبس کمین
 فی زمانها فی جزایر الاندلس من اهلها علماء و فهاداد با و شعرا و فسادت مدح ملوک لاندلس و بنی
 ما یعرض لها من حاجه و کانت حنیفا و خط کتب الصحاح ماتت مدرا و لم تنکح سنه اربعه و
 اتی و یحیی بن کتابت را در ترجمه ولاده بنت مسکنی باشد محمد المروانی و ترجمه مریم بنت ابی یعقوب
 الانصاری القیسوی و غیرها ذکر کرده و علامه عبد القادر عیدروس در سفره سافر فی اخبار القرن
 العاشر در حوادث سکنه بی نویسد و فی عشیة یوم الاربعاء فی ربيع الاول توفیت السیدة العات

اسماء بنت الفقیه علامه کمال الدین موسیٰ مهدیه زبیده گات عابده صالحة قادیه للقرآن کتبت
کتب التفسیر و الحدیث و تسمع الناس و لعظم و کان لقولها وقع فی القلوب و ربما کتبت الشفاعات
الی السلطان و القاضی الامر فقبل شفاعتها انتی و در حوادث السلسله می نویسد فیها توفیت
فاطمه بنت القاضی محمود بالقاهرة و لدت تقریبا سنه خمس و خمسين و ثمان مائه و لثبات فقلت
الکتابه و ما تیسر انتی و ابن فیم در زاد المعاد بعد ذکر حدیث شفا کفنه و فی الحدیث دلیل علی جواز
تعظیم النساء الکتابه انتی حالا کیفیت حدیثی باید شنید که اسانید پیش از موضوع و متروک
و ضعیف خالی نیستند و بعضی محدثین حکم وضع کرده و بعضی بر حکم ضعف الکتاب ساخته و بمنزله حاکم
بصحتش تعقب کرده علامه ابن جوزی در کتاب الموضوعات بسند خود تا به ابن حبان روایت
ساخته قال ابن حبان محمد بن عمرو ابنا نا محمد بن عبد الله بن ابراهیم حدیثنا یحییٰ بن زکریا بن زبیر
الدقاق حدیثنا محمد بن ابراهیم ابو عبد الله الشامی حدیثنا شعیب بن اسحق الدمشقی عن هشام بن عمرو
عن ابيه عن عائشة قالت قال رسول الله صلی الله علیه و سلم لا تسکنوهن الفروج و لا تسکنوهن الکتابه
و علموهن الغزل و سورة النور انتی بعد از ان ابن جوزی گفته لا یصح محمد بن ابراهیم الشامی کان
یضع الحدیث و قد ذکر الحاکم فی صحیح و المعجب کیف ضعیف علیه امره انتی و بهم بسند خود تا به
ابن حبان روایت ساخته قال ابن حبان حدیثنا جعفر بن سهل حدیثنا جعفر بن نصر حدیثنا حفص
بن غیاث عن لیث عن مجاهد عن ابن عباس مرفوعا لا تعلموا نساءکم الکتابه و لا تسکنوهن الفروج
و قال خیر لهن من السباحه و خیر لهن المرأة الغزل انتی بعد از ان گفته لا یصح جعفر بن نصر حدیثنا عن لقیات
بالبو اخیل انتی و سیوطی و رد لآلی المصنوعه فی الاحادیث الموضوعه در کتاب النکاح بعد نقل کلام
ابن جوزی ریر حدیث عائشه می نویسد قلت الحاکم ما اخرج من طریق هذا الموضوع حتی یجیب
بشئ بل قال ابنا نا ابو علی کافظ حدیثنا محمد بن سلیمان حدیثنا عبد الوهاب بن الضواک حدیثنا
شعیب بن اسحاق ف ذکره و قال صحیح الاسناد و اخرجنا البیهقی فی شعب الایمان عن الحاکم من هذا
الطریق ثم قال ابنا نا ابو نصر بن قتاده ابنا نا ابو الحسن محمد بن حسن السراج حدیثنا سفین حدیثنا محمد
بن ابراهیم الشامی حدیثنا شعیب بن اسحق ف ذکره باسنادوه نحوه و هذا هذا الاسناد منکر فی الکلام انتی
اقافا و ان طریق محمد بن ابراهیم ہی المنکره و انه یخیر هذا الاسناد لیس منکر نعم قال کافظ ابن حجر

فی الاطراف بعد ذکر قول احکام ہذا حدیث صحیح الاستسناد بل عبد الوہاب متروک و قد تأییدہ
 محمد بن ابراہیم الشامی عن شعیب بن الحق و ابراہیم بن عوف و ابراہیم بن الوضیع النخعی و از بنجا و اصفہ شہ
 و احتمال خصوصیت قصہ رضی بجز از تعلیم کتابت چنانکہ شیخ دہلوی و قاری ذکر کردہ اند با وجود عدم وجود
 تصریح الیہ بختصاص بعض ائمتہ است چہ بنا بر آن بر ثبوت نمیست و حدیثی بکلیج طرہ قابل احتجاج
 نیست ہذا معتدی و لعلہ عند غیر ائمتہ ما عندی و اللہ اعلم بالصواب و عندہ ام الکتاب
 حررہ الراعی عفو رہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز زائد عن زید الجلی و النخعی
محمد عبدالحی
ابو الحسنات

سبقتنا چہ میفرمایند علمای دین و مشائیان بشرع متعین اندرین صورت کہ
 این حدیث من ترک الصلوۃ متعذرا فقد کفر صحیح است یا نہ ہیذا تو جسروا
 ہوا المصوب حدیث صحیح است لیکن مجول بر تشدید است و اللہ اعلم حررہ الراعی
 عفو رہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز زائد عن زید الجلی و النخعی
محمد عبدالحی
ابو الحسنات

سبقتنا حدیث شریف الشفاء اشہد من الزنا بھان و از زہد و ہمت و ہمان حدیث لایہ
 طلال و لغیرہ خیریم بھی صحیح ہے یا نہیں

ہو المصوب دو نول حدیثین مرفوع ہیں کسی حدیث کی کتاب میں اسکا نشان نہیں ہے
 و اللہ اعلم حررہ الراعی عفو رہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز زائد عن زید الجلی و النخعی
محمد عبدالحی
ابو الحسنات

کتاب الطہارۃ

سبقتنا چہ میفرمایند علمای دین صورت کردن و مرد و بریک سر بر آرام کردن
 چون از خواب بیدار شدہ نشان منی بر سبستریافتند و ہر کی مگوید کہ مرا احتلام نشد
 نہیں درین صورت غسل بر کدام واجب خواہد شد
 ہو المصوب اگر نشان منی نذر در فتنی است بر زن غسل واجب خواہد شد و اگر سفید
 عظیم است بر مرد و اگر شیر شود بر مرد و در فتح القدر میری آرد او و جدا از وہبان بینہا ما
 بدون شد و لا تمیز بان لم یلزم غلظہ و رقتہ و لا بیاضہ و صفرتہ بحسب علیہما الغسل صحیح ہے
 الظہیرۃ و لم یزکوا القدر فقا لو اوجب علیہما و میل اذ کان غلیظا ابیض فغسلہ او رقیقا صفر

در زمانہ نادر

فعلیہا فیقیدونہ بصورۃ نقل الخلاف والذی یظہر لقصیدہ لوجوب علیہما بما ذکرنا من خلاف
اذن آنتے والشراعلم حررہ محمد عبدالحی عفا اللہ عنہ

استفتا چہ میفرماید علمای دین اندرین مسئلہ کہ شخصی بیابین اسنان خود منہ بیاورد
وقدری ازان کہ آنرا یکہ میگردد منجدے شود و پس غسل او جائز است یا نہ
یہوالموفق اگر ازان را یکہ منہ باشد ازالہ سازد و چنان نفع غسل است یا نہ اورکتب فقہ موجود است
و اگر بیابین اسنان قدری از طعام باقی ماندہ ازالہ اش ضرورت لیکن بعض نوشتہ اند

کہ للضرورة و اخرج غسل جائز است والشراعلم نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد عفر لہ اللہ الاحد
یہوالمصوب اگر زیر آن یکہ آب غسل سیدہ غسل جائز خواہ شد و رندہ در مرقی القلیح ہی نویسد

لابد من زوال ما یمنع وصول الماء للجسد کشیع و یحیی انتہی والشراعلم حررہ محمد عبدالحی عفا اللہ عنہ
استفتا ہندو و دھوئی کا کپڑا دھو یا ہوا پیندا اور اوس سے نماز پڑھنا جائز ہو یا نہ
اور کپڑے کی طہارت میں مجال گفتگو نہ رہا نہیں بنیوافتوجروا

یہوالموفق اوس سے نماز پڑھنا جائز ہے والشراعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب

کتبہ ابوالاحیاء محمد نعیم عفر لہ العلی الرب الحکیم ۱۲۸۸ھ ۲۰۰۷ء

استفتا اگر دھوئی مسلمان ہو تو اوسکے گھر کا پکا ہوا کھانا کھانا شرعاً درست ہو یا نہ
اور جس ظرف آب یا آب کو دھوئی مسلمان چھو و سکے تو اوس ظرف اور پانی سے وضو کرنا یا

اوس پانی کو پینا شرعاً درست ہے یا نہیں سبحانک لا علم لنا الا اعلمتنا انک انت العلیم الحکیم
انجواب دھوئی مسلمان کے گھر کا پکا ہوا کھانا کھانے میں بشرطیکہ وہ کھانا بدست طاهر
ظرف طاهر میں پکا یا گیا ہو کوئی وجہ ناجوازی اور مانعت کی ازروی قواعد شرعیہ کے

معلوم نہیں ہوتی ہے مگر چونکہ دھوئیوں کے یہاں پارچہ ہی شستن کی ہر قسم کے آتے ہیں
کہ اوسمیں اکثر پارچہ ہی نجسہ بلبوسہ حاکض و نفسا بھی رہتے ہیں اور عورتیں دھوئیوں کی
پارچہ سے نجسہ بلبوسہ بقانورات کو شب و روز چھوتے رہتے ہیں اور شست و شو میں

اوسکے مصروف راستی ہیں اور انہیں ہاتھوں سے کھانا بھی پکاتے ہیں گو خیال نجاست
پارچہ کافی الجداون سچون کو بھی رہتا ہے اسوجہ سے غالباً ہاتھ دھو کر کھانا پکاتے ہوں گے

یہوالموفق

اور ظروف طعام چھوتے ہوئے اگر ہر وقت ست و شتر ہا تھہ کی بشرط انطا طہیر او نہون سے
 حال عادی ہے اسوجہ سے اس دیار کے مسلمان دھوبیوں کے گھر کے ظروف کھانے و پانی
 کے طہارت کا عموماً و فوق نہیں ہو سکتا ہے بلکہ غالب اور ظاہر عدم طہارت ہے مگر چونکہ
 اصل اشکیا میں طہارت ہے اور شک ثبت حکم نہیں ہو سکتا ہے اور بالیقین رایزول
 بالشک اصل بفریضی ہے بدنیوجہ دھوبی مسلمان کے گھر کے کچے ہوئے کھانے کو قطعاً
 ممنوع و ناجائز بھی نہیں کہہ سکتے ہیں غایت یہ کہ وقوع شک سے حکم کراہت کا دیا جائیگا
 اور عموماً دھوبیوں کے گھر کا پکا یا ہوا کھانا مکروہ ٹھہرے گا جیسا کہ ماکیان محللہ کے
 حصوں کے کو فقہانے مکروہ لکھا ہے بوجہ شک تلویث نقار و سکی کے پس حاصل کلام یہ ٹھہرا
 کہ اگر بالیقین معلوم ہو کہ کھانا دھوبی مسلمان کے گھر سے با احتیاط پاک کرایا ہے یعنی
 ظرف بخشنی طعام اور ہاتھ دھوبی یا دھوبی بن پزندہ طعام کا ظاہر تھا تو وہ کھانا نا پاک لکھا
 جائز ہوگا اور اگر بالیقین حال تلویث ظروف طعام و پزندہ طعام کا بہ نجاست و قاذورت
 معلوم ہو تو وہ کھانا قطعاً منع و حرام ہوگا اور اگر فقط شک عدم احتیاط کا بقرائن حالیہ
 تو وہ کھانا مکروہ ہوگا احتراز اس سے اولیٰ ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 من اتقى الشبهات استبرأ لدينه وعرضه ومن وقع في الشبهات وقع في الحرام البہار
 لکھا ہے صاحب نصاب الاحتساب نے بخصوص حکم کھانے اور پینے کے ظروف مشرکین
 میں عبارت اونکی یہ ہے مکروہ الاکل والشرب فی اوانی المشرکین قبل الغسل لان الغالب
 والظاہر من اوانیہم النجاستہ وانہم یستحبون الخمر ویاکلون ولیطعمون فی قدورہم و فی قصاعہم
 و اوانیہم فمکرہ للاکل فیہا قبل الغسل اعتباراً للظاہر لما کرہ التوضی سورۃ الحجۃ لا یتأتون فی من
 النجاستہ غالباً الا ان الاصل فی الاستشیار الطہارۃ و تشکیکنا فی النجاستہ فلم یثبت النجاستہ
 بالشک ہذا اذا لم یعلم بنجاستہ الا وانی فاذا علم فانه لا یجوز ان یشرب فیہا قبل الغسل و لو اکل و شرب
 کان نکلاً او خیاراً حراماً ہذا حاصل ما ذکر فی الذخیرۃ امتی و اور دھوبی مسلمان لکھنے ظرف آب یا
 آب چھو کے اور بوقت چھونے کے ہاتھ اس دھوبی کا وہ عضو جس سے ہاتھ دھوئے پانی یا
 ظرف پانی کو چھو دیا ہے ملوث بہ نجاست حقیقیہ نہ تھا جو باعث انجاس شری ملوس نہیں ہو

تو وہ طرف آب نجس نہ ہوگا بلکہ ظاہر رہے گا وضو اس سے بلا تکلف جائز ہے اور پینا پانی کا
 بھی درست ہے گو دوسرے اعضا دوسکے ملوث بہ نجاست ہوں نظیر اور دلیل اس مسئلہ کی
 وہ ہے جو احادیث صحیحہ قولیہ و فعلیہ مخصوص جواز احتلاط جنب و حائض و نفسا و طہارت شہاد
 لموسہ او نفون کے صحاح میں موجود ہیں کہ ہر چیز زن حائض کا موضع خروج رجم نجس ہوتا ہے
 اور جنب بھی بہ نجاست حکمی نجس ہوتا ہے مگر بانیہ حائض و جنب و نفسا کی چھوٹی چیز نجس
 نہیں ہوتی اور جھوٹا اون سببہوان کا حرام اور مکروہ نہیں ہو جاتا ہے قال الامام النووی
 فی شرح صحیح المسلم فی باب الاضططار مع الحائض قال العلماء لا یکرہ مناجاة الحائض ولا قبلتها
 ولا الاستماع بہا فیما فوق السرة ولا تحت الکتبہ ولا یرہ و منع ید ہا فی شئی من الممانعات ولا یرہ
 غسلہا راس زوہا وغیرہ من محارمہا و ترجمیدہ ولا یرہ طہنہا و عجنہا وغیر ذلک من الصنایع یستوی
 و عرفہا طہارۃ و کل ہذا متفق علیہ وقد نقل الامام ابو جعفر محمد بن جریر فی کتابہ فی مذاہب العلماء
 اجماع المسلمین علی ہذا کہ وہ دلائل من السنۃ ظاہرہ مشہورہ انتہی وقال الايضانی باب الدلیل
 علی ان المسلم لا ینجس فاذا ثبت طہارۃ الادمی مسلما کان او کافر افرقہ و لہا بہ و دمعہ طہارت
 سواء کان محدثا و جنبا او حائضا و نفسا و ہذا کہ باجماع المسلمین کما قدمۃ فی باب الجیمض
 انتہی مختصرا ہذا ما فہمنا بمطالعة الکتاب واللہ تعالی اعلم بالحق والصدق والصواب حسرہ
 العبد المفقیر الی رحمۃ خالق العرش قادر بخش صانہ اللہ عن طر و البطش
 صحیح الجواب واللہ علیم حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم عفی عنہ ۱۲۹۲ الجواب صحیح والراسہ کجج
 واللہ اعلم حررہ الراعی عفور بہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی و الخفی ابو الحسنات
 ۱۲۵ سبقت کیا فرماتے ہیں علمای شریعت محمد صلی علیہ وسلم کہ قوم بطحہ یا دوسم یا چار
 یا دوسا وہم جو ہندو کافر و دارغوار ہوتے ہیں اور اکثر چیزیں حرام مثل جہا اور بلا اور غضب لغوی
 گوہ اور کیکڑا وغیرہ کو کھا یا کرتے ہیں انکے بیان کی چیزیں از قسم حلال کی ہوتی کھانا یا انکی
 ہاتھ کا پانی کنوئین یا دریا سے لگا لا ہوا پینا کہ جسمین کوئی شبہہ تلویث اشیاء حرام یا نجاست
 وغیرہ کا نہو شرعا ممنوع ہے یا جائز اور انکے ہاتھ سے چیزیں مثل روٹی اور گوشت یا خشک اور
 دال کو انایہ سب چیزیں اون لوگوں کے ہاتھ کی چھوئی ہوئی مسلمانوں کو کھانا ہوا ہوگا یا نہیں ہوا تو جہا

هو المصوب جب تک کوئی نجاست ظاہری یقیناً اعضای ظاہرہ کافر نہ ہوا و تکلیف
 کھانا پکھانا یا پانی نکلوانا یہ سب درست ہے بویہ اسلئے کہ نجاست کافر کی صرف عقاوی
 نجاست ظاہری جیسا کہ بحر اوقیانوس میں ہے لہذا انزل اللہ علیہ وسلم بعض المشرکین فی
 سعید و کثر من الیوم فیہ علی انی اطمین علم ان المراد بقولہ تعالیٰ انما المشرکون نجس نجاست
 فی اعتقاد انہم و سببی او انہیں ہے سورہ الاحزاب طہر لافرق بین نجس و الطاہر و الحاکم فی التنا
 و الصغیر و الکبیر و المسلم و الکافر و الا انہی لینی ان کل طہر و طہور من غیر کراہت انہی و اللہ
 عز و العالی و سبب التناوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تاجدار و مدرس فی تہذیب و تہذیب
 و انہی و راہ و کابھتک تہذیب نجاست نہیں ہوگا کتاب فتاویٰ حادویہ میں مذکور ہے
 و اطاعتہ التي تتخذ اهل السنہ و یوہم فیہا احیاء النجاست کل ذلک فکرم لطلہ و تہ
 حتی یقین نجاستہا انہی تحتہ و انہی علیہم حررہ ابو الاحیاء محمد المدعو بالشمس علی عتہ
 ۵۴ شہادت قضا بسما لہ الرحمن الرحیم چہ قول است، مہلک و دین تین راہ مکر لہ و در جوار
 و عدم جوار تم ضرب دست بر وسادہ و لیساط و عمدہ و بانات و غیرہ از قسم پارچہ کہ غبار
 نہ برال و نہ بر دست محسوس میگردد مگر بوقت ضرب در ہوا بہتری پیدا شدہ می شود و بوی
 غبار ہوا شایہ مذکورہ بقدر پاکیزہ بہ التیم ضرب الید عابا چگونہ شناختہ می شود و ہوا آتھیل
 و الاستناد تو جروا من رب العباد سبغ یوم التنا

هو المصوب ہر گاہ بوقت ضرب دست بر وسادہ و غیرہ در ہوا غبار محسوس شدہ
 و در ان غبار ضربات تیمم و سجود و کھن ادا کردہ شدہ تیمم پاکیزہ خواہد شد و خواہ آن غبار
 بر دست محسوس باشد یا نباشد و خواہ بران وسادہ و غیرہ بدون ضرب یہ شمار باشد
 یا نباشد یعنی در غرض کثر می نویسد بجز تیمم ایضا بالقیح بان کہ من لہ و جہا طہر اتیمم
 بعبارہ جازانہی و در خوانہ اہل بیتین می آرد و او شخص کبیرہ او تو بہا و الہ شہاد الطاہرہ تیمم
 بعبارہ جازانہ و سورہ ان شخص ثوب و لبدہ فی رفع عبارہ فرغ یدہ فی الوداء و تراب منہ و رفع
 الغبار علی یدہ و تیمم و وضرب یدہ علی اللہ و الثوب و الرفع غبارہ و فرق یدہ و تیمم بالرائق
 و در رد المحتار بہت قال الری الطاہر لہ و جہا طہر اتیمم بان اثر الطہار جاز و الا فلا

تہذیب و تہذیب
 تہذیب و تہذیب

بما به حب لا شایسته ای از کلمه نیجای ضلع بود و از آداب شهر و بلاد و سرگذشت اولوی غلام بنی صاحب

و هو الشرط خصوصاً فی ثیاب ذوی الاشغال انقی و همچنین است در بسیاری از کتب فقه
و اشتراط محسوس شدن غبار بر وساده و غیره بدون ضرب یا غیره یا محسوس شدن
بر هر دو دست از عبارت کتب معتبره بدرجه ثبوت در سید و التذاعلم حشره الراهی
عفوریه القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوزا لشد عن ذنبه الجلی و انقی

صح الجواب بنقه خادم اولیاء السلام لکریم محمد ابراهیم غفر له الله الرحیم [محمد ابراهیم]
استفتا کیا فرماتے ہیں علمای دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کس قدر
کتب فقہ میں دیکھا جاتا ہے کہ جھوٹا آدمی کا مسلم ہو یا کافر پاک ہے آیا اس قیاس پر اگر کوئی
ہنود حق یا ظروف مسلمان کا سہوا یا قصداً جھوٹا کر دیوے اور پھر مسلمان اس چیز کو
سہوا یا قصداً دھوکہ یا بدون اس کے اپنے استعمال میں لائے تو کچھ ضرر اسلام میں ہو یا نہیں ہوتا تو
ہو المصوب فی الواقع جھوٹا کافر کا اور تھوک اوسکا پاک ہے پس حقہ جھوٹا اوسکا بیضا
یا جھوٹے برتن میں اوسکے کھانا کھانا بغیر ہونے کے درست ہے جس تک کہ کسی نجاست کا
اختلاط معلوم نہ ہو ان اگر کافر نے شراب پی اور فی الفور کسی چیز کے ساتھ اوسکا تھوک مل گیا
یا حقہ اوسکے منہ میں فی الفور دیا گیا ایسی صورت میں حکم نجاست کا دیا جاوے گا کہ اگر الفائق
اور اوسکی شرح بحرائق میں ہے سورہ الاومی والفرس و ما یوکل محمد طہر اما الاومی فلاں لعلہ
متولد من ثم طہر ولا فرق بین الجنب و الطاهر و الحائض و النفساء و الصغیر و البکر و المسلم و الکافر
والنکر و الاثنی کذا ذکرہ الزیلعی یعنی ان اکل طاهر طور من غیر کراہتہ و فی اخلاصہ و همچنین حل
شراب کمر ان ترد فی فیہ من البزاق بحیث لو کان الخمر علی ثوب طہر باذک البزاق للنجس
والکراہتہ انما ہو فی الشرب من ساعۃ فان سورہ نجس لا النجاستہ کما بل النجاستہ ثمہ ولو ملث
قدراً فیقل ثمہ بلعابہ ثم شرب النجس انقی بلوغاً تحریرہ الراهی عفوریہ القوی ابو الحسنات
محمد عبدالحی تجاوزا لشد عن ذنبه الجلی و انقی

استفتا سوال آنکہ در کتب فقہ مصرح است کہ اقامات اعمار فی المملوۃ نصار لھا اوقاف
الروث فی البیر نصار حاة ذالبت النجاستہ و طہرت عند ابی حنیفہ و محمد خلافاً لابی یوسف
و اھتوی علی قول محمد زرین باب دلیل نقلی از شاریع یا فقہ می شود یا نہ و فرق و رین صورت

تو کس طرح اور اگر تطبیق نہیں ہو سکتی تو فتویٰ کس عبارت پر دیا جاوے گا
 ہو اور فوق عبارت اسجانی اور محیط وغیرہ میں تعارض نہیں ہو کیونکہ لفظ کا اس مقام پر
 ہر ایک ضرب کے ہے جیسا کہ بعض کتب میں لفظ وضع کا قلم مقام کے آیا ہے پس اسجانی
 کے قول کی تطبیق عبارت کتب مرقومہ سوال سے یوں ہو سکتی ہے کہ ہاں سببیں اثر التراب
 کے معنی ہیں ہاں علو کہ ظاہر ہوا اثر تراب کا ساتھ مارنے ہاتھ سے اوپر اوستے توجب ہر
 یا با ثبات اور تکیہ اور تو شک اور کاف وغیرہ پر ہاتھ مارنے سے غبار اوڑا اثر تراب کا ظاہر
 کیونکہ مقدمہ اس عبارت سے بھی غبار کا ظاہر ہونا ہے اوس شے میں شبہ ہاتھ مارا اور نشان
 پڑنا موضع ضرب پر مقصود نہیں اور حقیقت میں اس عبارت کا وہ مطلب ہے جو صورتہ اہم
 باعتبار ان لفظ بید یہ تو بالآخر کا مطلب ہے اور اس سے طحاوی میں جو شرح مستبر
 دراختیار ہے اس میں بعد قائل اسجانی کے اسی عبارت و صورتہ اہم الخ کو نقل کر دیا ہے تو
 معلوم ہوا کہ صاحب طحاوی کے نزدیک اسجانی کے قول کے یہی معنی ہیں جو صورتہ اہم الخ
 کے معنی ہیں فلہذا ان قولہ ہذیہ ما اول بضر بیدہ اور اگر اسجانی کی عبارت سے نشان اوڑا
 کل اشیاء غیر جنس الارض پر شرط مراد لیجاوے تو تطبیق محیط وغیرہ کی روایت سے ہوگی اور
 در صورت عدم تطبیق کے فتویٰ محیط اور تاتار خانیہ وغیرہا کتب معتبرہ کی عبارت کے موافق
 دیا جاوے گا تین وجوہ سے اول یہ کہ اسجانی نے کیوں وغیرہ سب چیزوں پر نشان پڑی
 شرط لگائی ہے اور محیط میں نشان پڑنے کی شرط نہیں لگائی اور روایت محیط کی مفتی بہ ہے
 علامات افتا اور تصحیح کی اوس میں موجود ہے صوکی قال صاحب محیط وقالوا ایضا في الحنطة
 والشعير وسائر الحبوب اذا كان عليها غبار جاز ان يتم عند ابی حنیفہ و محمد رحمہما اللہ واضح ہے
 یعنی کیوں اور جو او تمام دانوں میں جبکہ ہو او پر غبار تو تیمم جائز ہے نزدیک ابی حنیفہ
 اور محمد رحمہما اللہ کے اور یہی صحیح ہے اور لہذا اسکے پھر محیط میں لکھا ہے و لو تم بغير ثوبہ او
 غیر ذلک اجزائی قول ابی حنیفہ رحمہما اللہ صحیح قول ابی حنیفہ محیط کے ان دونوں عبارتوں سے
 یہ صحیح لگتا کہ ان اشیاء پر غبار کا ہونا شرط ہے جو تیمم کے لیے نشان ہاتھ کا پڑنا اور چیزوں پر
 نہیں غصوم ہو گیا مگر الخفی علی البصرین اور قاعدہ یہ ہے کہ جو روایت مختلف ہوں تو میں

روایت کی ذیل میں تصحیح ہو یعنی لفظ صحیح یا ماخوذ یا ہفتی یا علیہ الفتویٰ کا ہو تو اس کے خلاف کا فتویٰ مرد کے کما فی آداب المفتی اذا ذلیلت باصحاح او الماخوذ او ہفتی یا علیہ الفتویٰ کم اہمیت کما لاندہ اور طحاوی میں لکھا ہے ان مقابل ہوا، ضعیف وغیر ماخوذ بہ وغیر مفتی بہ اس کے صحیح کا مقابل ضعیف، در ماخوذ بہ کا مقابل غیر ماخوذ بہ ہفتی اور علیہ الفتویٰ کا مقابل غیر مفتی بہ ہے اور صاحب در المختار نے ابوجہانی کی روایت کی آخر میں کوئی علامت ترجیح کی نہ لکھی نہ ترجیح صحیح نہ ضعیفی یا ہفتی اور کئی عادت ہو کہ روایت مفتی بہ کی آخر میں لفظ ہفتی اور علیہ الفتویٰ کا لکھتے ہیں دوم یہ کہ جب اقبال فقہاء کے مختلف ہوتے ہیں تب جو قول کہ مناسب حال لوگوں کے ہو اور ارفق ہو اور جس قول پر تعامل ہو اور جس قول کی وجہ قوی ہو اور قوی پر فتویٰ دیا جاتا ہے جیسا کہ در مختار میں لکھا ہے فان قلت قد یحکون اقوالا بلا ترجیح وقد یختلفون فی التصحیح قلت لعل یمن یأخذوا من اعتبار لیسیر الامر ما حوال الناس وما ہوا لارقی وما ظہر علیہ التعلل باقوی وجہ ولا یخلو الوجود عن بمنزلة حقیقۃ لا ظنا پس اس قاعدہ کی رو سے عبارت مجیدہ وغیرہ کی ارفق ہے اور اس پر تعامل ہے لوگوں کا اور اسیدہ جانی نے جو نشان بڑے کی شرط لگائی ہے تو اس شرط کا پایا جانا ہر وقت میں شکل اور نہایت وشوار ہے اور آئین تصفیق اور حرج تصور ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وما جعل علیک فی الدین من حرج یعنی نہیں کیا اور پر تھا ہے بیچ دین کے کچھ تنگی وجہ سوم یہ کہ روایت محیط اور تاناہر طانیہ وغیرہا کی متون کے موافق ہے اور متون معتبر ہوتے ہیں شروع سے اور شروع فتاویٰ سے لمانی الشامی و العمل ہانی المتون لاندہ اذا تعارض ہانی المتون والفتاویٰ فالمتن ہانی المتون کما فی النفع الوسائل نہ کذا یقدم ہانی الشرح علی الفتاویٰ اور اصحاب متون معتبرہ مشہورہ نے نشان بڑے کی شرط کو ذکر کیا مثل صاحب کنز اور صاحب وتا یہ اور صاحب مختار وغیرہم کے کما ہوا لفظ اور یہ لوگ چھٹے طبقہ کے فقہاء ہیں اقوی اور قوی کے درمیان میں ترجیح کرتے ہیں اور ان کتب کی روایات بہت معتبر اور قوی ہیں کیونکہ یہ لوگ اقبال مردودہ اور روایات ضعیفہ کو نہیں نقل کرتے لہذا قال صاحب رد المحتار رد شامہ ان لا ینقلوا الا قول المرودۃ والروایات الضعیفۃ امیر یحییٰ ہے کہ متون کا اہمیت ہے فی الشامی فالحکم ہانی المتون کما لا یخفی لانھا عبارت متواترہ اور متون سے مطلقا خبر سے تم جائز ثابت ہے بغیر کسی شرط و قید کے جیسا کہ کنز میں لکھا ہے و بہ بلا عجز اور

ساتھ غبار کے تیمم جائز ہے بلا عجز یعنی اگرچہ نہ عاجز ہو مٹی سے اور وقایہ میں لکھا ہے و علیہ
مع قدرۃ علی الصمد یعنی اور غبار پر تیمم جائز ہو باوجود قدرت رکھنے کے مٹی پر اور متوریا لا یشترک
لکھا ہے وہ مطلقاً یعنی ساتھ غبار کے تیمم جائز ہے مطلقاً عاجز مٹی سے ہو یا نہیں تو متون کی
عبارتوں سے جواز تیمم کا غبار سے مطلقاً ثابت ہوا اور اگر جائز ہونا تیمم کا نشان پڑنے کی ضرورت
موقوف تھا تو متون و انون کے کیوں اس شرط کو چھوڑ دیا حالانکہ شرط کے فوت ہونے سے
شرط قوت ہو جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ اصحاب متون کے نزدیک نشان پڑنا شرط نہیں
ہاں یہ البتہ کہ سکتے ہیں کہ مختار سبجانی کا اقرب باعتبار و تقویٰ ہے اور اگر کوئی شخص کہے کہ
متون کی عبارتوں سے جواز تیمم کا غبار سے مطلقاً ثابت ہوا تو کس قدر غبار ہو تو اس پر تیمم جائز
تھام کہیں گے کہ جب قدر کو عرف میں غبار کہیں اس واسطے کہ عرف کا اعتبار شرع میں ہے
لما قال الشافعی والاکھارمینی علی العرف فیعتبر فی کل اقلیم و فی کل عصر عرف اہل البیہ اور احکامی
ہوئے ہیں عرف پر پس باعتبار کیا جاتا ہے ہر قسم نیم اور ہر زمانے میں عرف اسی زمانہ کے
لوگوں کا انتہی اور ہدایہ میں لکھا ہے و کذا يجوز ما اعتبار مع القدرة علی الصمد عند ابی حنیفہ
و محمد حماد اللہ صاحب ہدایہ کی عبارت سے بھی نشان پڑنا نہیں سمجھا جاتا اور صاحب ہدایہ
یا شیخین طبقہ کے فقہار میں سے ہیں اور اصحاب ترجیح سے ہیں و فی العالم کثیرہ و يجوز ما لکھار
مع القدرة علی لہ صمد کذا فی السراج الوہاج و هو الصحیح اور قاضی خان میں ہے و لو نقص قوتہ
اولیہ او سرچہ نیم لغبارہ جاز اور بعد اس کے ہو لکھا و ان ضرب یدہ علیہ و لزم جہ ترا ب تیمم جہا
و کذا لو ضرب یدہ علی جہ او غیر فلزم التراب او الغبار بیدہ ہذا جاز اس سے بھی لغفان پڑنا
ثابت نہیں ہوتا اور تیمم کرنے کی کیفیت جو امام سے منقول ہے یہ ہے فی الشافعی روئے ان
ابا یوسف قال سالت ابا حنیفہ عن التیمم فقال التیمم ضربتان ضربۃ للوجہ و ضربۃ للیدین الی یحییٰ
نقات کیف ہو ف ضرب بید ید علی الصمد ف قبل بہا و او برغم لفضھا ثم مسح بذاک ظاہر الذہن
و ہا طنما الی المرقین اس سے معلوم ہوا کہ امام عظمیٰ کے نزدیک تیمم کرنے کی یہی کیفیت ہے
اور مٹی اور غبار اون کے نزدیک ایک ہی چیز ہے قال فی الہدایہ لانه تراب ینسب لکھار نشان پڑنا
اشیا غیر جنس الارض پہا تھ رکھ کر لیچنے سے اور محسوس ہو نا غبار کا ہاتھوں پر واسطے

نہ لاندہ شرط تلج قلوب قلنا بالوجوب سیاروی بالتمتع الاصل غیر لازم از اشتراک ما تہوت الواجب
فیہما لا یخصیہ ثبوت عدم تساواہ بوجہ آخر و ہوان الوضوء لا یلزم بالندرجات الصلوة مع انہ
لا مانع من حکم بان واجباً شرطیہ من واجب الصلوة کفرضہ بالنسبۃ الی فرضہا اتقی اعن زیادہ یل
اس بحث کی ہر کے رسالہ احکام القنطرة فی احکام المسلمین موجود ہے جسکو شوق ہو او سکامطالعہ کرے
وانت اعلم حررہ الراجی عفورہ بالقوی بالاحسان محمد عبدالحی تاجا والہد عن ذنبہا بجلی و انحنی ابو الحسنات
شیخ تفتا کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص حذور جب کہ
عسل کرنے سے عاجز اور احتمال بیماری پڑھنے کا ہے اور وضو کرنے میں کچھ ضرر بھی نہیں
پس وہ شخص وضو کر کے نماز ادا کرے یا تیمم کر کے

ہو **الجواب** ہر گاہ کہ وضو سے او سکون ہو نہیں چاہے کہ تیمم جنابت کرے اور وضو کر کے نماز
ادا کرے مگر ایاحت تیمم مجزوی اصل سے جیسا کہ کتب فقہین مبسوطہ ہے و اولیس قلین و انت اعلم
حررہ الراجی عفورہ بالقوی بالاحسان محمد عبدالحی تاجا والہد عن ذنبہا بجلی و انحنی ابو الحسنات
اصاب المجیب کتبہ اضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ عرفی مستر

شیخ تفتا کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل کہ استنجا خواہ آب باشد یا بکلوغ مسنت
مؤکدہ است یا نہ چنانکہ در حاشیہ رد المحتار معروف بشامی در تحت این عبارت در مختار
و ہو سنۃ مؤکدہ مطلقاً نوشتہ است سوا اکان بالماء و با کھرج جمع بین الحج و الماء سنۃ
غیر مؤکدہ یعنی مستحب و افضل است یا نہ چنانکہ در فتاویٰ عالمگیری نقل عن التبیین نوشتہ و الا ل
ان یجمع بینہما و استنجا بکلوغ صرف آب نیز درست یا نہ و قسم اوسط از فضیلت و ثواب
ادای سنۃ استنجا ازین قدر حاصل است یا نہ چنانکہ در حاشیہ معروف بشامی از امام

وغیرہ اہل کردہ کہ تم اعلم ان اجمع بین الحج و الماء افضل و یلیہ فی الفضل الاقتصار علی الماء و یلیہ الاقتصار
علی الحج و تحصل السنۃ بالکل وان تفاوت الفضل و مکرر ازین عبارت عالمگیری کہ قیل ہو (ای اجمع
بین الحج و الماء) سنۃ یعنی زاننا و قیل علی الاطلاق و ہذا صحیح و علیہ الفتویٰ ہم کردہ کہ ماء و الحج بین
الحج و الماء سنۃ استنجا و خواہد گردید و ثواب خواہد یافت غلط فہم کردہ یا نہ و عبارت مذکور شامی را
کہ تا قہر دفع حرج و ضرورت و ہنگام فقدان حجر عمل کردہ تا رۃ خود شامی را در مقابلہ عالمگیری

و کتب دیگر همچون هدایه و شرح و قایم و کنز و عینی و غیره نامستبرک باشند و حال آنکه میان شامی و میان
عالمگیر و کتب مذکوره اختلافی درین باب نیست از نزد یک نفر دست یابانه بیوا توجه و
بهوالمصوب در صورتی که تجاست از مخرج متجاوز نشده باشد تطبیقش بآب خواهد بود
همی باستنجاست سنت مؤکده است و اگر نجاست از مخرج متجاوز شد باشد از الیاش
آب فرض است مثل انزاله سایر نجاست حقیقه علامه زین بن نعیم در بحر الرالی شرح کنز الدینی
می نویسند و اما ان الاستنجاء لا یكون الا سنة و صرح فی النهاية بانه سنة مؤکده فلا یكون
و علی هذا فذا ذکر فی السراج الوهاج من ان الاستنجاء خمسة انواع اربعة فریضة و واحدة سنة
قال اول من یقبل و النفاس و اجنبیه و اذا تجاوزت مخرجها و واحدة سنة و هو اذا کانت
النجا سنة مقدار المخرج فتسارع قال الثلاثة الاول من باب الالة الحدیث و ان لم یکن شیء
على المخرج و ان کان شیء فهو من باب انزاله النجاسته حقیقه من البدن فلا یكون من باب
الاستنجاء و ان کان علی احد السبیلین فهو سنة لا فرض و الرابع من باب انزاله النجاسته عن البدن
و قد علمت انه لیس من باب الاستنجاء بل من باب الاقسام المستویة انتهى و ان ظاهر عبارت جماعتی
از فقها و حنفیه مفهوم می شود که استنجاء بآب فقط یا بچمر فقط نیز درست است و انکی مطلق استنجاء
سنت مؤکده است بغير خصوصیت آب و چمر و کتب آب که مطهر حقیقه است بفضل است
انما کتب بچمر که مجفف و منقی است و جمع در هر دو از هر دو بفضل است عبارت شامی که در سوال
تذکره است بر همین امر دلالت میکند همچنین عبارت کتب دیگر لیکن محققین محدثین حنفیه بر آنند
که جمع بین الماء و البخر نیز سنت مؤکده است پس بکتفی بآب یا بچمر اگر چه نفس استنجاء را سودی
خواهد شد لیکن سنت جمع را تا که خواهد شد این همام در فتح القدر می نویسند و اعن الفس کان
رسول الله صلی الله علیه و سلم یغسل النجاء فاحمل لانا و غلام نحوی اداة من ما یستنجی به یتفق علیه
ظاهر فی الواظیة بالماء و مقتضاه کرهیه تنکره و کذا ما روی ابن ماجه عن عائشة قالت ما رأیت
رسول الله صلی الله علیه و سلم یغسل النجاء الا بمس ماء و انتهى و بعد یک صفحه می نویسند النظر الی ما تقدم من
النسب عائشة یفید ان الاستنجاء بالماء سنة مؤکده فی کل زمان لا فاداة الواظیة انتهى و در همین
شرح ملتقی الا بحر می نویسند اختلاف فی غسل بالماء فقیل یستحب و قیل لا یجمع سنة فی زماننا لان اهل

لا یشترک فیہ الا الرب والحمد للہ علیہ
 استفتا کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو تہ گنہ جہنم میں بارہا غلات بھری اور
 صوٹ لگی اور سو پیسے ہوئے مسجد میں جانا اور پیسے ہوئے جو تہ نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں
 ہو المصوب مسجد میں جو تہ پیشے جانا اگر نجس ہو حرام ہے اور نماز بھی اوس میں نہیں
 درست ہو اور اگر پاک ہو تو درست ہے مگر بحسب عادات زمان خلافت ادب ہے واللہ اعلم
 حررہ الراجی عفوریہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تاجوڑ اللہ عنہ و عبدالحی و الخفی
 صبح الاحزاب واللہ اعلم بالصواب حررہ اصفیٰ عبد اللہ محمد فضل اللہ عفی عنہ

باب الانحاس


استفتا کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو تہ گنہ جہنم میں بارہا غلات بھری اور
 صوٹ لگی اور سو پیسے ہوئے مسجد میں جانا اور پیسے ہوئے جو تہ نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں
 ہو المصوب مسجد میں جو تہ پیشے جانا اگر نجس ہو حرام ہے اور نماز بھی اوس میں نہیں
 درست ہو اور اگر پاک ہو تو درست ہے مگر بحسب عادات زمان خلافت ادب ہے واللہ اعلم
 حررہ الراجی عفوریہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تاجوڑ اللہ عنہ و عبدالحی و الخفی
 صبح الاحزاب واللہ اعلم بالصواب حررہ اصفیٰ عبد اللہ محمد فضل اللہ عفی عنہ

خنزیر کی بھی کہ جسکو شرع نے نجس العین قرار دیا ہے مخلوط ہون نظر برین احتمال طہا و دین سے
 سوال ہے کہ اگر اون ہڈیوں سوختہ حیوانات مردہ ماکول اللحم وغیرہ ماکول اللحم میں ہڈیاں نہری
 مخلوط ہون تو نسبت کھانے اوس قند و شکر کے شرعاً کیا حکم ہے اور اگر مخلوط ہون تو کیا حکم ہے بیوا تو جو
 اجواب در صورت مسئلہ او پر تقدیر شرط اول یعنی مخلوط ہونے ہڈیوں خنزیر کے قند و شکر مذکورہ
 در سوال پاک ہے اور کھانا اوسکا جائز ہے اسواسطے کہ سوای خنزیر کے ہڈیاں دیگر جملہ حیوانات
 ماکول اللحم وغیرہ ماکول اللحم مثل خروگ قیل خواہ محرق ہوں یا ہون پاک اور ظاہر میں حکم
 یفہم من کتب الفقہ شرح وقایہ کی فصل بیرون ہے و شعر المیتہ و عظمہا و جافر ہا و فرہا و شعر
 الانسان و عظمہا ہر اور در مختار کے باب المیاء میں ہے و شعر المیتہ غیر خنزیر علی المذہب
 و عظمہا و عصبہا الی قولہ ظاہر مراد یہ کہ اگر ہڈیاں مردہ جانور کی سوای خنزیر کے پانی خواہ اور
 ظاہر میں واقع ہوں تو وہ پانی اور شے پاک ہے اوس سے وضو او غسل کرنا اور کھانا پینا سب
 درست ہے اور او پر تقدیر شرط ثانی یعنی مخلوط ہونے ہڈیوں خنزیر کے بھی وہ قند و شکر
 پاک ہے اسواسطے کہ ہڈی خنزیر کی اگرچہ بعض فقہاء کے نزدیک نجس ہے الا جبکہ وہ مع اور
 ہڈیوں کے جلائی گئی اور بعد کو کلمہ ہونے کے بطور مذکورہ سوال استعمال میں آئی تو وہ غسل
 استعمال کے پاک ہوگی جیسا کہ کتب معتبرہ سے مستفاد ہوتا ہے در مختار کے مسائل شنی میں
 و اکثری کالتسل من المظاہرات اور نیز در مختار کے باب الا نجاس میں ہے ولا یلون نجساً و تقدیر
 والا لایزیم نجساً استہ انجری سائر الامصار و لا یلح کان حماراً و خنزیراً و لا قدر و قح فی ہر نصار طیناً
 لا انقلاب العین بہ لفتی اور نیز وجہ خاص طہارت کی اوس قند و شکر میں جوش اوسکا ہے دیکھتے
 بعد گزرتے شربت کے ہڈیوں سے یعنی بالفرض اگر وہ شربت ملاقات کو لمر ہڈیوں خنزیر سے
 نجس ہو گیا تو بعدہ جوش دینا اوسکا دیکھ میں مظهر اوسکا ہے اسواسطے کہ جوش بھی مہلک سے
 جیسا کہ در مختار کے باب لائچاس میں ہے و لیطہر بہن و غسل و دین لعلی ثلثا فتاویٰ فتاویٰ
 حاشیہ در مختار میں ہے و قال فی فتاویٰ الخیرۃ ظاہر کلام الخلاصۃ عدم اختراط ثلثیہ و ہو
 بنی علی ان الطین الغالب مجزیہ عن الطہیۃ انتہی بقدر الحاجۃ اور نیز طہائی کی طہارت بینی اور
 محمود ہو یہ کہ پچھل غلہ گندم وغیرہ کے یعنی غلہ گندم وغیرہ کہ بدون پانی حیوانات کا ہست


بدرستین هوتا اور او زمین پر پونچنا نچاست بول و ہر حیوانات اس خاک کو لازم ہے باوجود اسکے
 شمع نے اس کو بسبب ضرورت اور احتیاج خلق کے پاک اور کھانا اس کا جائز کرد یا علیٰ ہذا القیاس
 تمام مٹائی میں بھی انا بتاتا تھا انواع انواع نچاست لاحق ہوتے ہیں کمالا کفنی علیٰ اصول
 باوجود اسکے وہ ایسے محبوب اور مرغوب خلایق ہے کہ کسی کو اس سے چارہ اور لذت نہیں
 ہر ازا کل و شرب اس کا قطع نظر دیگر اولہ جو ان سے بنی اور یہ عموم بلوے کے بھی ہو سکتا ہے
 مثل غلام گندم وغیرہ کے پس در صورت مسئلہ مذکورہ بالا ہر تقدیر یا اولہ شرعیہ متعدد مذکور قبلا
 پاک و طاہر ہیں اور اکل و شرب اس کا جائز ہے واللہ اعلم بالصواب کہ عبد الرحمن عفی عنہ
 محمد حبیب نے الواقع ہڈی ہر جانور کی سوائے خنزیر کے پاک ہے اور بعد کو مکہ ہو جائے
 خنزیر کی بھی ہڈی پاک ہونی پاتی ہے بوجہ انقلاب ذات کے پس خنزیر مذکور جانور کو مکہ سے
 سات کیجاتی ہے طاہر اور کھانا اس کا جائز ہے واللہ اعلم حررہ الراہی عفور بہ القوی
 ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوزنا شہن ذنبہ البلی و انہی

محمد عبدالحی
 ابو الحسنات

کتاب المساحة

مستندتہ فتاویٰ میں فرمایا ہے کہ علوم عقلیہ و واقفین فنون طبعیہ و ہندسہ دین مسئلہ
 کہ درستی و مساحت آن از طرف ساحل مطلوب است پس بموجب طریقہ صاحب خلاصۃ احسن
 اسطرلاب  یا تختہ سطح وغیرہ بمقام ہ قائم کردہ بر نقطہ از نقاط عرض نہر
 خط شعاعی بر آوردیم مثل آب از ہمان نقطہ بکالت سابق خط شعاعی ہ ج اخراج
 نمودیم در صورت خطاب ج بہ نقطہ ج کہ فاس سطح ارض است منتہی خواہ شد زیرا کہ
 بسبب منع ارض از نفوذ شعاع خط مذکور زمین موقع تجاوز نخواہد کرد و تا ہم خط و ہی را از مرکز
 ارض بلکہ لا الی نہایہ رسیدن ممکن نہ میگردد کہ خطاب ج کہ بر نقطہ ج منتہی شد علتش جز اینست
 کہ خط مذکور بواسطہ معین از نقطہ معین خارج گردیدہ است و کثافت ارض از نفوذ آن در عمق مانع است
 و مقصود مسئلہ ہم برین قدر تمام است و الاصول و ان لا اسے نہایت ممکن و در القطار و انہما سے
 ازین خط برین نقطہ معین مثلث اب ج را اثری نیست و از زمین روایات تعیین و تشخیص

این نقطه از مسائل هندسه غیر متعلق بلکه از مسائل علم انظار که از فروع طبیعه است درین خط
 بسوچتسک است وجه اول آنکه ما بین خط اب ج و مثلث اب ج نسبت عموم و خصوص
 من وجه است زیرا که ازین مسئله خاص مثلث اب ج و خط اب ج هر دو در یک ماده
 اجتماع یافته اند و در دیگر مواد مثلا وقتی که ازین مسئله خاص قطع نظر کرده شود و آنحال هم اگر خط
 اب ج بشرطیکه از همان نقطه معین و وضع معین خارج کرده آید لا جرم از نقطه ج تجاوز نخواهد کرد
 و در آنحال مثلث اب ج موجود نخواهد بود و علی هذا القیاس در صورت عدم وقوع ارض
 درین موقع با وجود تحقق این مثلث خط اب ج در اینجا منتهی نخواهد شد پس درین صورت
 یک ماده اجتماع و دو ماده انزاع تحقق است پس اگر وقوع این نقطه را در مثلث اب ج علت
 تعیین و تشخص این نقطه قرار داده شود در مواد انزاعیه الفکاک علت از محلول خود لازم آید و وجود
 آنکه اگر چه بسبب وقوع این مقدار درین مثلث خاص تعیین این نقطه بحسب قواعد نشانات این نقطه
 ممکن باشد لیکن تحقق این حالت اتفاقی است و همچنان است که تحقق بعض اطلاطی و این وجه
 راجع بادل است وجه سوم آنکه از تتبع مسائل هندسه واضح میشود که بحث درین فن بی حیثیت
 ترکیب است یا تحلیل یا احاطه و وقوع خط اب ج در مثلث یا مربع نه از لوازم خطوط است نه از
 ذاتیات بلکه خط بسیط است و مثلثات و مربعات در معرض ترکیب و بسیط را بر مرکب تقسیم ذاتی
 حاصل است در صورت عوارضی که در حالت انفراد هم برای خط حاصل است اگر شئت آن شخص
 باشد بر عوارض لاحقه حالت ترکیب پس چه قدر از شاعت قریب و انداز صواب دور است
 و عمر و میگوید که تعیین و تشخص این نقطه از روی مسائل هندسه میرسان میتواند شد و ظاهر نشان این دعوی
 چنان مفهوم میشود که چون خط اب ج در مثلث اب ج واقع است پس بر حسب حصول
 نشانات اثبات محل تقاطع ممکن است و الله اعلم و مخفی مباد که بحث صرف در انقطاع خط اب ج
 در جانب عمق است نه در دیگر اطراف والا اگر تعیین نقطه به نسبت بین و شمال گفتگو کرده شود یا ساوا
 خط یا خطی که بحث عنه باشد در صورت بی شبهه تعلق این العلم هندسه خواهد بود و اینها اصول و
 اصول الحساب است مساحت عرض نه بر طریق مذکوره در خلاصه الحساب و نسبت باب و غیر
 برین خط است که بر یک طرف نهرا شده اسطرلاب بدست گرفته دیگر از هر دو شطیقه نظر کنیم پس

پس بدان که با ششم بدون تغییر در وضع قامت ناظر دو وضع عضاده و مقدار ابعاد اسطرلاب از سطح زمین
 گردیم و صحای هوا را نظر کنیم و بینیم که نظر بر کدام موضع افتاده است آنجا که افتاده از موضع
 دوم تا آنجا که پیش کنیم چنانکه باشد مقدار عرض نه باشد برای ایضا محسوس کنیم که اب قامت
 ناظر است و اب عرض نه و ب ج آن مقدار صحیح که در نظر آمده است و از خط شعاعی که بر طرف
 نه رفته و ا ج خط که بر صحرا افتاده پس در او مثلث اب و اب ج و د زاویه اب و اب ج
 مساوی اند چه مفروض آنست که قامت ناظر در هر دو صورت یک یک وضع است همچنین
 د زاویه اب ج و اب مساوی اند چه مفروض آنست که عضاده اسطرلاب بر یک وضع است
 پس به شکل بست و ششم اولی اصول دو ضلع و ب ب ج مساوی باشند و زاویه د و ا
 پس بدین صورت خط شعاعی که بجانب صحرا رفته بالضرورة تقاطع خطی که از موضع قدم ناظر
 آن طرف رفته خواهد شد چه بر هر دو یک خط یعنی قامت ناظر قائم است علی اقل من قائمتین
 بالضرورة در موضع تقاطع خواهد زد و کلام در موضع تقاطع از قدم ناظر مساوی بعد قدم ناظر خواهد بود
 و نظر نه و نهم قدر براسه ثبوت مدعا کافی است تا اما انتها خط شعاعی
 در همان موضع  یا مورش لایلی نهایت بجانب عمق خارج از بحث است
 اگر در اینجا مانعی نباشد لای غیر نهایت مورش ممکن بلکه با وجود مانع و یا مورش بعد تقاطع
 و نهایت لازم ممکن است چنانکه انتها خط شعاعی که از نظر لطف نه رفته ضروری نیست چه بعد
 تماس آن لطف نه مورش بجانب عمق ممکن است پس اگر چه انقطاع و انتها خط ا ج را
 بدان نقطه معین یعنی ج در اثبات مطلب اثر نمیست و نه مثلث اب ج را در انقطاع
 دخل است و لیکن تعیین نقطه تقاطع و شخص آن که مفید مدعا است مثلث اب ج را مع مثلث
 دیگر بحسب مسائل هندسه و علی هست و الله اعلم حرره الراحمی عفو ربه القوی ابوالحسن

محمد عبدالحی تجاور الله عن دنیا بکلی و فنی محمد عبدالحی
 ابوالحسن

کتاب المساجد

محققاً ایک محلہ ویران میں دو مسجدیں تھیں اوسمیں سے ایک مسجد بارش میں بالکل
 منہدم ہو گئی اور ایک مسجد قریب اس کے باقی رہی اور اہل محلہ وہاں کے اکثر اہل تشیع ہیں اور وہ
 محلہ ہی بالکل گریا ہے اور کوئی صورت آبادی محلہ کی معلوم نہیں ہوتی ہے پس اس صورت میں
 اسباب مسجد منہدمہ کا لیکر دوسری جگہ کسی مسجد کی مرمت میں صرف کیا جاوے خواہ دوسرے محلہ
 آباد میں اوی یا اسباب سے کوئی مسجد تعمیر کیا جاوے جائز ہے یا نہیں بینوا تو جہروا
 ہوا المصوب بعض فقہائے مثل قاضیخان اپنے فتاویٰ میں اور ملا خسرو در رہن
 اور غزی تنویر الابصار میں ایسی صورت میں لکھتے ہیں کہ جب مسجد خراب ہو جاوے اور اسکی
 آبادی کی کوئی صورت نہ ہووے اس کے اسباب کا نقل کرنا دوسری مسجد کی مرمت کیواسطے
 جائز ہے لیکن مفتی بہ یہ ہے کہ جائز نہیں کیونکہ اسباب مسجد منہدمہ کا وقف ہے اور وقت میں
 کسی طرح کا تصرف جائز نہیں اہل اسلام کو لازم ہے کہ بقدر ہمت و وسعت ادنیٰ مسجد منہدمہ
 تعمیر کر دیں اور اسباب اوسکا اوسکی مرمت میں شامل کر دیں کہ ہندگان خدا جو اوسط طریقہ
 گذر کریں نماز اوسمیں ادا کریں بلکہ مسجدوں کی تعمیر سے مسجد منہدمہ کی تعمیر باعث زیادتی ٹوٹ
 ہے بھرائق میں ہے قال محمد اذا خرب المسجد وليس له مال يعمره وقد استغنى الناس عنه فانه يعود الى
 ملك الوقت وقال ابو يوسف هو مسجد ابدا الى قيام الساعة لا يعود ميراثا ولا يجوز نقله ونقل الى مسجد
 آخر سواء كانوا يصلون فيه او لا وعليه الفتوى كذا في الحادى القدسى اور شرنبلالى سعادة الساجد لعمارة
 میں لکھتے ہیں فی تہیۃ الدہر سئل علی بن احمد عن مسجد حزب و مات اہلہ و محلہ اخری فیہا مسجد ابدا
 ان یعمروا و یرجعوا لہ الخراب الی ہذا المسجد قال لا انتہی و اذا علمت ہذا فما ذکرہ فی الدرر و فتاوی قاضی
 من جواز نقل المسجد اذا خرب خلاف ما علیہ الفتویٰ لکما ہوا المذکور فی الحادى و خلاف الصحیح المذکور فی
 خزائن المفتیین و قدشی الشیخ الامام محمد بن سراج الدین الحانوقی علی القول المفتی بہ عن عدم نقل بناؤ مسجد
 علامہ مختار بن راہد نے یحییٰ بن تہریر کی ہے کہ اکثر مشائخ حنفیہ فتویٰ عدم جواز نقل کا دیتے ہیں
 فائدا علم تحریرہ الراحمی عقورہ القوی ابوا الحسنات محمد عبدالحی تجاوزا لدین ذنبہا بجلی و بخنجر
 استفادہ از مدعیان علم کہ در مدرسہ اسلامیہ نوکر بودہ عتی بر فاست شد چون کسی
 از روزگار شش نہ لود در مسجد سے از مساجد استقامت نمودہ چند طلبہ را جمع کردہ تعلیم نمودہ

قال في الفتاوى
 لا يجوز نقل
 المسجد من مكان
 الى مكان اخر
 بل يجب ان
 يعمره من
 مالهم
 و ان لم يكن
 له مال فانه
 يعود الى
 ملك الوقت
 و قال ابو
 يوسف هو
 مسجد ابدا
 الى قيام
 الساعة
 لا يعود
 ميراثا
 ولا يجوز
 نقله
 و قال
 المختار بن
 راهد في
 تهيئة
 الدهر
 سئل
 علي بن
 احمد
 عن
 مسجد
 حزب
 و مات
 اهله
 و محله
 اخرى
 فيها
 مسجد
 ابدا
 ان يعمروا
 و يرجعوا
 له الخراب
 الى هذا
 المسجد
 قال لا
 انتهى
 و اذا
 علمت
 هذا
 فما ذكره
 في الدرر
 و فتاوى
 قاضي
 من جواز
 نقل
 المسجد
 اذا خرب
 خلاف
 ما عليه
 الفتوى
 لكما
 هو المذکور
 في الحادى
 و خلاف
 الصحیح
 المذکور
 في
 خزائن
 المفتیین
 و قدشی
 الشیخ
 الامام
 محمد بن
 سراج
 الدین
 الحانوقی
 علی القول
 المفتی بہ
 عن عدم
 نقل بناؤ
 مسجد
 علامہ
 مختار بن
 راہد نے
 یحییٰ بن
 تہریر کی
 ہے کہ
 اکثر
 مشائخ
 حنفیہ
 فتویٰ
 عدم
 جواز
 نقل کا
 دیتے ہیں
 فائدا
 علم
 تحریرہ
 الراحمی
 عقورہ
 القوی
 ابوا
 الحسنات
 محمد
 عبدالحی
 تجاوزا
 لدین
 ذنبہا
 بجلی
 و بخنجر
 استفادہ
 از مدعیان
 علم کہ
 در مدرسہ
 اسلامیہ
 نوکر
 بودہ
 عتی
 بر فاست
 شد چون
 کسی
 از روزگار
 شش نہ
 لود در
 مسجد سے
 از مساجد
 استقامت
 نمودہ
 چند
 طلبہ
 را جمع
 کردہ
 تعلیم
 نمودہ

و نان خود و بعضی طلبان را بنجاح حاصل نموده گذاره خود میکرد بعد از چند روز آمد و رفت در مسجد دیگری
که رونق دار و بسیار آباد بود نموده خواست که اگر درین مسجد وقف و نصحت مردمان نموده آید و جمعه
بنوازه شود البته برآمد کار من خواهد شد بالعینه نمازبان مسجد را بطه دوستی پیدا نموده از امامان قدیم
برای خواندن دو سر جمعه اجازت یافت چنانچه امامان قدیم بسبب کم علمی خود اجازت داده امام
نماز جمعه میکردند و خود هم نماز جمع پس او ادای نمودند چون زید را آمد و رفت مسجد مذکور و ستم
طالبان که همراه زید بودند و از نان و یار چلا چار بودند مسجد مذکور آمده می نشستند و صرفات
مسجد بوقت موجودگی و ناموجودگی امامان قدیم میکردند و مردمان محله هم زید را خدمت نموده
امامان قدیم را معطل گذاشتند ازین شکی در دل امامان مذکور پیدا شده اند نشیبه مذکور که زید ضرور
داده و سوخ با اهل محله پیدا کرده امامت مسجد خواهد گرفت و امامان را از مسجد بدر خواهد کرد و آن
خوف عمل امامت خود زید را از امامت کردن و نماز جمعه گذاردن منع کردند و گفتند که اگر شمارا
شوق جمعه خواندن است در دیگر مسجد که الحال جمعی شود پس امام رفعت ادا کنید یا هرگز زید را امام خواندن
نخواهیم داد هر چند معاوانان زید خواستند که زید را جمعه خواندن دهند او شان منظور نگذرد جواب صاف دادند
زید این را تنگ خود تصوریده در پی آنرا امامان قدیم خود معاوانان زید بسبب برانگیختن زید هم از
امامان قدیم برگشته گفتند و گفتند که اگر شمارا زید را امام شدن ندهید ما شمارا از مسجد بدر نخواهیم کرد چون
جانب امامان قدیم هم بودند معاوانان زید را گفتند که اگر شمارا نماز پس ما مثل قدیم خواندن است
بها و الا شما هم همراه زید میرجا که خواهید نماز بخوانید یا او را هرگز امامت کردن نخواهیم داد چون امامت زید
با سان وجه میرشد جانب داران زید تدبیری اندیشیده و کس در تخانه رفته ریخت تا نداند که در فلان
همه را زید نماز جمعه می خواندیم اما امامان قدیم زید را امام شدن نمیدهند و زید ازین سبب امامان را از نماز خواندن
پس امامان قدیم منع کرده است میخواهیم که فردا بر جمعه در مسجد مذکور رفته زید را امام نمایم اگر امامان قدیم
منع خواهند کرد جنگ و جدل در میان خواهد شد و نوبت یکشت و خون خواهد رسید تخانه دارد جواب
گفت که چون او شان امامان قدیم و بانیان و متولیان مسجد مذکور را ندیدون رفتای او شان امام
مقرر نموده نماز خواندن بخیرنای فساد از شما نیست شما را اگر زید را امام نموده نماز خواندست باید که
زید و مسجدی که الحال می ماند رفته نماز خوانید همراهیان زید گفتند که ما هرگز متنع نخواهیم شد ضرور رفته

او نشان ملاپس کرده زید را پیش خواهم نمود خواه نسا و شود یا خون پولیس چون دانست که کار از حد
 گذشته رست درج نموده خود پیش حاکم وقت رفته اطلاع داد حاکم وقت از بلوا اندیشه شنید
 حکم داد که چند کسان از ملازمین پولیس همراه گرفته نزد مسجد مذکور حاضر باشند تا هر شخصی که سب و فساد
 از جانبین شود گرفتار کرده چالان عدالت کنید قهانه دارد کور چون چنین حکم یافت بجانبین را
 طلب داشته اطلاع حکم داد زید از حکم حاکم مخوف بوده از اراده خود باز ماند و با هم معاونان خود
 مشورت نموده تلقین نموده که نماز از پولیس او نشان گذارید و متصل مسجد مذکور مسجد است و دیگر تیار کنیم
 و مردمان را ترغیب خواندن نماز در مسجد نو داریم تا آن مسجد قدیم خود بخود ویران خواهد شد چون
 جانبداران زید را هم از امامان قدیم رنجشی پیدا شده است برگشته زید عمل نموده چند کسان که در
 تعداد ده و دوازده کس باشند از امامان قدیم برگشته ترک اقتدای پولیس شان کرده اند و با وجود
 بودن جماعت علییه می نشینند چون جماعت ادا شود علقه یا مجمعه میخوانند و در بی راهی مسجد
 مذکور شده با وجود دیگر آن محله سوای این مسجد قدیم چار عدد مساجد دیگر هم موجود اند یک مسجد
 متصل مسجد مذکور فاصله ده گز شرعی تیار کردن میخواهند بطور چند گدانی نمود و پیرایه قلیل
 جمع آورده امجا و مسجد نهاده اند و ادعای تنسیده مخالفت آیات صریحه عمل مینمایند علمایان
 وقت از تیاری مسجد مانع شده گفتند که اینچنین مسجد که از غیظ و غصه و ضدیت مسجد دیگر تیار کرده شود
 حکم مسجد ضرار دارد و تیار کردن او ناجائز است اگر بالفرض تیار کردن است دورتر تیار باید کرد
 ورنه هیچ ضرورتی نیست که دیگر مساجد هم درین محله موجود اند زید از روی غیظ و غصه انتقام
 حرم امامت خود چند وجوه نامعقول از خود تراشیده از معاونان خود میگیرند که جابر است
 و حکم ضرر ثابت نیست اول آنکه حکم آیت ضرر خاص است نه عام دوم آنکه ضرر را با میان
 منافقان بودند و شما مسلمان نسوم آنکه چون امامان قدیم از اقامت جمعه و نماز گذاردن پس از
 منع کردند مسجد قدیم مسجد نماند پس در جنب او مسجد تیار کردن ضرر نباشد و قصه تغلب شامیان
 بر امیر المومنین عثمان را منع کردن او شان از نماز و قصه منع شدن رسول خدا از بیت الحرام یا و
 نمی آید چهارم آنکه هم و احراق مسجد ضرار از روی نهادن یتان در آن مسجد بودند نه از روی
 ضرریت پولیس از روی ضدیت با حکم و لا یجر منکم شیئاً ان صدوکم عن المساجد

ان تعدوا نترسیده برای انتقام خود روی در خلیج کردن مسجد قدیمی نماید بنا بر حدیث شریف
 عرض داشته که هر چه بموجب حکم شرعیست ثابت باشد زیست علم فرمایند که آیا این مسجد که براس
 ضریحه و عداوت و ضرر مسجد قدیم تیار شود حکم ضرر دارد و یا نه و با بیان او را جواب حاصل شود
 به تعاقب حکم آیت مسجد ضرار عام است یا خاص و لا اکل بسینه زید معتبر اند یا نه جواب مفصل
 در قسام فرمایند که مسلمانان منتظر جواب آنحضرت هستند و رفع فساد مسجد بر جواب و جواب هم
 برین کاغذ در قسام نشر یافته بهر کافری که

بدرگاه صواب با شهادت این مسجد که محض بغرض انفسانیت و عداوت و ضرر مسجد قدیم
 تیار می شود حکم ضرر دارد و همچنین بنا بموجب جواب نیست بلکه باعث کمال میشود و تفسیر کثافت
 و تارک زیر است هر گاه نویسد قیل کل مسجدی مباح یا آقا و یا وصیته او لغرض سری اتقاء و چه
 او مباح یا غیر مسجد شود یا مسجد ضرار انتهی و نیز در کثافت می آرد عن عطاء ربنا فتح الله الامصار
 علی یومئذ امر المسلمین ان یبنوا المساجد و ان لا یخذوا فی المدینة مسجدین یضار احدیها صامیه انتی
 و صاحب غنیمت می نویسد فالعجب من المشایخ من المتعصبین فی زماننا یسبون فی کل ناحیه مسجد
 طاب لاکم و الریح و استعلاء الشاتم و افتدوا بآبائهم و لم یألموا فی هذه الآیه و القصه من شانه حاکم
 و سوء افتاتهم متی و آنچه بانی مسجد مذکور عذر را پیش میکند قابل التفات نیست عذر اول بدین وجه
 که خصوص حکم ضرر دعوی بلا دلیل است کسی از علماء و سالفین چه فقها و چه مفسرین و چه محدثین
 قائل خصوص شده بلکه هر کس و نا کس قائل عموم است و مجرد احتمال بلا دلیل قول خصوص درود
 و عذر دوم بدین وجه که اگر چه باین مسجد ضرر که در حق شان کلام السنازل شده منافق بودند مگر
 باقتضای الحیره لغو لا خصوص السبب که در تمام کتب موجود است این حکم عام است
 و عذر سوم بدین وجه که منع کردن شخصی از اقامت جماعات در مسجد استفاء حکم مسجد نمی شود
 و عذر چهارم بدین وجه که قصه مسجد ضرار را بسیار از محدثین روایت کرده اند مثل ابن حجر
 و ابن منذر و ابن ابی حاتم و ابن مردویه و بیقی و غیرهم چنانچه روایات شان در تفسیر و تفسیر ضعیف
 جلال الدین سیوطی موجود اند و در کلامی روایت این امر نیست که هم و احراق مسجد ضرار برای
 نهادن تبار بود بلکه از جماعه روایت معلوم می شود که احراق و غیره برای رفع ضرر شده بود

واللہ اعلم حررہ الراحمی عفوریہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز السعید بنی احمی وحمی ابو الحسنات
واقعی ابن مسجد حکم ضرر دارد و باینان اورا ثواب حاصل نشود و حکم آیت عام است
و دلائل زید غیر معتبر و اللہ اعلم حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم عفی عنہ ۱۲۹۳ھ

مسئلہ فتا کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان شرع متین اس صورت میں کہ پہلے
ایک مسجد خام مال عن القبلۃ تھی بعد اسکے اوسمین اور زمین شامل کر کے منہدم کر کے اس طور پر
سب سے بچتہ بنوائی گئی کہ ایک جزاوس مسجد خام کا بعینہ واسطے اشیاء مسجد مثل لوٹا ورتی وغیرہ
بمصلحت خارج کروا گیا تو آیا اب اس جزو پر کہ مثل حجرے کے قرار دیا گیا ہے احکام مسجد کے
جاری ہونگے یا نہیں یعنی جب وغیرہ اوسمین داخل ہو سکتے ہیں یا نہیں اور یہ قرار دینا
جائز ہے یا نہیں بحوالہ کتب تحریر یافتہ عن علماء اور ہونگے فقط

جواب المصوب مسجد کے جمیع اجزاء ادا انکم مسجد میں ہیں کسی جزو کو اسکے مسجد سے
خارج کرنا نہیں درست ہے اور احکام مسجد کے ہمیشہ اوپر نافذ ہونگے بحوالہ ابن سینہ ہے قال
ابو یوسف ہو مسجد ابدا الی قیام الساعۃ لا یعود میرا ولا یجوز نقلہ ولا نقل مال الی مسجد آخر سوا کا لونا
یصلون فیہ ولا یرفعون فیہ القوی کذا فی احادی القدی انتی اور بنی اوسمین ولا یجوز للقیام ان یجعل شیئا من مسجد
مستغلا ولا مسکنا انتی واللہ اعلم حررہ الراحمی عفوریہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز السعید بنی احمی وحمی ابو الحسنات

مسئلہ فتا کیا فرماتے ہیں طوطیان بوستان احادیث و حاملان قرآن و احادیث کہ
منبر بائیں طرف یا داہنی طرف یا اوسط مسجد میں تھا زمانہ حضرت علی علیہ السلام میں اور درمیان
منبر اور محراب کے کس قدر فرق تھا اور جواب سب مسلمانوں کا ساتھ عبارت عربی کے مجسمہ
مع حوالہ الکتاب مع شرط صحیح اور ضعیف کے ہو

جواب المصوب مسجد نبوی میں آنحضرت علی علیہ السلام اور خلفاء رض کے زمانہ میں محراب تھی
جیسا کہ سہروردی نے وفاء الوفا باخبار دارالمصطفیٰ میں لکھا ہے مسجد الشریف لم یکن له محراب فی ہمد
صلعم وکان من اعلا بیدہ وان اول من احسنہ عمر بن عبد العزیز فی ہمدانہ الولی انتی اور منبر مقام
اقیام امام کے داہنی طرف تھا جیسا کہ وفاء الوفا میں ہے قال النووی فی مناسک وکی احیاء علوم الدین
انہ فی اصنی یجمل عمود المنبر خذہ من قبل الامین ویتقبل الساریۃ التی الی جانبہا الصدوق قدک

از تصنیف زبیر باضی نور کعبہ در مسجد نبوی نظر فرمایند

موقف رسول اللہ ﷺ اتھی اور باہن منبر و مقام صلی رسول اللہ ﷺ کے چوہ درع ایک شیش
 فرق تھا جیسا کہ اوسمیں ہے قال ابن زبالة ان باہن المنبر و مقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذی کا
 صلی فیہ حتی تونی الیہ عشر ذراعا و ثبوت النبی او منبر وسط مسجد بن تھا اور فاعلمہ در میان اوس کے او
 در میان دیوار چست قیدہ کے بقدر ایک درع کے تھا جیسا کہ وفاء الیہ فامین و قدر وی بھی فی
 ترجمہ ما جانی زیادة الولید ان عمر بن عبد العزیز حضرت جلالہ من فریش فاروہ مسجد رسول اللہ ﷺ
 الذی زاد فیہ عثمان بن عفان عمر بن عبد العزیز المسجد الاول الذی کان فی عہدہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کان جدار القبلة من وراء المنبر ذراعا او اکثر من ذراع اتھی اور بھی اوسمیں ہی موضع المنبر لم یغیر
 و بعد کل البعدان یجعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم موضع منبر فی دار مسجد و لا یتوسط اصحابہ اتھی
 و اللہ اعلم حمزہ الراعی عفور بہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الکی تھا و اللہ عن ذنبہ بجلی و الخفی ابو عبد الکی
 استحقا کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک بزرگ
 نمازین ایک مسجد بنوائی تھی اور بعد زمانہ دراز کے وہ احاطہ مسجد منہدم ہو گیا اب اولاد ان بزرگ یعنی
 بانی مسجد سے چند شخص ملکر یہ چاہتے ہیں کہ اس مسجد قدیم کو نوادین اور آبادین جنانچہ نماز نصف
 تیار ہی ہو گئی اب ایک شخص اس مسئلہ سے کہ جو اولاد میں اون بزرگ یعنی بانی مسجد کے نہیں ہے مانع
 اور قانع تعمیر مسجد نہ کرنا چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ ہمکا استحقاق اس مسجد کے انہدام کا ہے اور ہم ہر
 کوڑ دینے کو کہ میرے دادا نے اس مسجد کو بنایا ہے میرے سوا کسی غیر کو حق بنانے یا توڑنے کا نہیں ہے
 اور اصل کیفیت یہ ہے کہ بعد انہدام مسجد قدیم کے جہ مانع مسجد قدیم نے زن در سلازن بیوہ سے کہ
 کی از مقتضات ان بزرگ بانی مسجد قدیم کی تھی تعمیر مسجد منہدم شروع کی لیکن وہ ناتیار ہو کر تھوڑے
 عرصہ کے بعد بالکل ہمار ہو گئی بعد اُس کے جہ مانع مسجد قدیم نے ایک مکان جدید بنام نما و مسجد زمین
 مشترکہ میں اُنھیں اشخاص کے جواب تعمیر مسجد قدیم کی کرتے ہیں بنایا اور اوسمیں دو صورت عظم کی
 کہ جو زمین چند بچھین نصب ہیں اور عشرہ محرم میں بھول اور سہرہ اون بچھون میں چڑھتا ہے اور وہ
 محرم کو مثل لغویہ کہ وہ بھول اور سہرہ دفن ہوتا ہے بنوایا اور بانی مسجد جدید یعنی جہ مانع و قانع
 مسجد قدیم عقیدہ سب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ رکھتا ہے بلکہ اپنے مصنفات میں اون حضرت کی
 نشان میں اسے لکھا ہے (بہر کہ لغت براونکن لغت برائکس با و انج اس سبب بعض اشخاص علم

بنا و بھول اور سہرہ دفن ہوتا ہے بنوایا اور بانی مسجد جدید یعنی جہ مانع و قانع مسجد قدیم عقیدہ سب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ رکھتا ہے بلکہ اپنے مصنفات میں اون حضرت کی نشان میں اسے لکھا ہے (بہر کہ لغت براونکن لغت برائکس با و انج اس سبب بعض اشخاص علم

اور مالک زمین مشترکہ مسجد جدیدہ کہ جواب تعمیر مسجد قدیم کرتے ہیں اس مسجد جدیدہ بنانے میں بڑھ چکے ہیں اور مانع مسجد قدیم بھی صورت علم کو ہندم نہیں کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ صورت علم میرے باپ بنائی ہے اور اب وہ قضا کر گئے ہم اس کو نہیں توڑیں گے اور جو توڑے گا اس سے فراحت کریں گے کیونکہ میرے باپ کا بنایا ہوا ہے اور اب تھوڑے زمانے سے مانع مسجد قدیم اس محلہ کے دوسرے تمام میں چلا گیا ہے تو ایسی صورت میں بنانا اس مسجد قدیم کا اون کو گونہ جو اولاد بانی مسجد قدیم ہیں ہیں بحیثیت وراثت یا بحیثیت حق اسلام جائز ہے یا نہیں اور وہ مسجد جدیدہ میں صورت علم ہے اور زمین مشترکہ میں بلا رضامندی دیگر شرکاء تیار ہوئی ہے حکم مسجد میں ہے یا نہیں اور مانع مسجد قدیم کو کہ جواب نصف سے زیادہ تیار ہوئی ہے حق اندم ہی یا نہیں اور حق میں مانع مسجد یعنی توڑنے والے علماء زمین کیا حکم دیتے ہیں ان مسئلوں پر مستفسرہ کو کتابا حدیث اور فقہ سے جس طرح ثابت ہو فصل بیان فرما دین بیوا تو جروا فقط اور مانع مسجد قدیم عمرۃ النصف یہ بھی کہتا ہے کہ عرس خواجه عثمان بارونی میں جو میری طرف سے ہوتا ہے فقرائے ہیں اور مسجد قدیم میں بیٹھتے ہیں اس واسطے ہم اس کو ہندم کر دیں گے آیا نشیہ و خواست فقر جو تھوڑے زمانے سے اس مسجد قدیم میں ہوئی تو باعث اندام مسجد قدیم ہو سکتا ہے یا نہیں ہوا المصوب وہ مسجد جو زمین مشترکہ میں بلا رضامندی دیگر شرکاء تیار ہوئی ہے حکم مسجد میں نہیں ہے اس وجہ سے کہ شرائط صحت وقف سے ملوک ہونا اس موقوف کا واقعہ کے لیے ہو جیسا کہ بحرائق وغیرہ میں ہے ومن شرائط لکامل الواقف وقت الوقف اور ہر گاہ وہ زمین مشترکہ کل ملک بانی مسجد میں نہ تھے اور نہ اور شرکاء کی اجازت تھی لاجرم وقف اس کا غیر معتبر ہو گا اور مسجد قدیم کی تعمیر کا حق اہل محلہ کو اور اولاد بانی کو حاصل ہے اور کسی کو اس کی مانع کا حق نہیں ہے ردالمحتار میں ہے اما البہا ای اہل المحلہ فلم ان یسددوہ ویجدوا بناءً ویفرشوا الخصیر ویلتوا القنادیل لکن من مالہم لاسن بال مسجد ورضدوا حیضان المار للشرک بالوضو ان لم یعرف مسجد بان فالأغالبانی اولى ولیس لورثتہ من لقصہ والزيادة فیہ انتہی ہر گاہ تعمیر کرنا اہل محلہ میں اور اولاد میں بانی قدیم کے ہیں ان کو آحقاق تعمیر کا حاصل ہے اور مانع کو مانع حرام ہے اور اندام تعمیر شدہ کی موجب گناہ ہے قال السدیل وعلانی کتابہ المصلی

ومن اعلم بمن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعی فی تحریکها انتی حررہ الراعی عفوہ بالقوی
 ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاور اللہ عن ذنبہ الجلی والنحی محمد عبدالحی
ابو الحسنات
 مفت کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ قطعہ اراضی مشترک کہ او سجدین
 ملکیت ہنود و مسلمانان کی ہے اور اوس اراضی مشترک میں کہ وہ تاجنہ و تقسیم نہیں ہے
 کی شخص سجد خواہ مسجد گاہ اپنا ہنود سے بلا اجازت مسلمانان کے زیر دست زمین لیکر توبہ لے تو
 ایسی سجد بنائی ہوئی میں نماز پڑھنا عند الشرع شریف درست ہے بلکہ درست یا کبر است یا نہیں
 بنو ابی الکتاب تو جرو ابی الصواب

ابو الصواب شرائط وقف سے یہ ہے کہ شری موقوف ہوتے وقف ملک واقف ہووی
 بعد از بحر اوق وغیرہ میں ہے من شرائط ملک الواقف عند الوقف انتی پس وہ مسجد جو زمین
 مشترک میں بلا اذن شرکا بنائی گئی وہ شرعاً مسجد نہوگی اور اوس میں نماز پڑھنے سے ثواب نماز
 مسجد کا نہ ملے گا بلکہ ایسے مقام پر نماز پڑھنا نہ چاہیے صدر شہید کتاب الواقفات میں کہتے ہیں
 مسجد بنی علی سور مسجد لا یبغی ان یصلی فیہا لان السور حق العامة فلا یجوز خالصاً لشد و صار لکمالو
 ان المسجد علی ارض الغصب انتی واللہ اعلم حررہ الراعی عفوہ بالقوی ابو الحسنات

محمد عبدالحی تجاور اللہ عن ذنبہ الجلی والنحی محمد عبدالحی
ابو الحسنات

مفت کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ حجرہ مسجد جو زمین یعنی جو ترہ
 مسجد میں واقع ہے اور ہنگام نماز جماعت مصلے محاذی حجرہ مسجد کے کھڑی ہوتی ہے اوس حجرہ میں
 ایک شخص کاروبار تجارت کرتا ہے اور اکثر کفار و مشرک واسطے خرید و فروخت اسباب کے
 صحن مسجد میں ہو کر اوس حجرہ میں جایا کرتے ہیں کیونکہ اوس حجرہ میں جائے کی اور کوئی راہ نہیں
 علاوہ برین مسجد کا اسباب وغیرہ رکھنے کی سوائے حجرہ کے اور کوئی جگہ نہیں ہے لہذا اسباب کی
 حفاظت بخوبی نہیں ہو سکتی ہے یا کوئی مسافر خواہ طالب علم اوس مسجد میں آوے تو سوائے مسجد
 حجرہ مذکور میں بیاعت رکھنے اشیاء تجارت کے قیام نہیں کر سکتا ہے پس ایسا فعل جائز ہی نہیں
 ہو المصوب اگر وہ حجرہ داخل مسجد ہے تو اوس میں خرید و فروخت کرنا خصوصاً اسباب
 تجارت رکھنے کے ساتھ مکروہ ہے ورنہ مختار میں ہے ویکرہ کل عقد الا لعقفت بشرط انی رد المختار

زمزم پبلشرز کراچی

مرکز علمی امام حسین (ع) جامع بین المللی تحقیقات اسلامی و اسلامیات

مرکز علمی امام حسین (ع) جامع بین المللی تحقیقات اسلامی و اسلامیات

مرکز علمی امام حسین (ع) جامع بین المللی تحقیقات اسلامی و اسلامیات

تو بشرط ہوا ان لا یكون للتجارة بل یكون ما یحتاج لنفسه او عیالہ یزیدون احضار السلطۃ انتہی اور بھی
در مختارین باب الاعتکاف میں ہے و کہ ای تحریراً احضار بیع فیما کرہ فیہ مبایعۃ غیر المتکلف مطلقاً
اللتی انتہی رد المختار میں ہے قولہ مطلقاً ای سوا احتیاج الیہ لنفسہ او عیالہ او کان للتجارة احضارہ لا
اور جامع ترمذی میں مروی ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن الشراء والبیع فی المسجد
اور کفار کا مسجد میں داخل ہونا اگرچہ خفیہ کے نزدیک درست ہے لیکن رہتہ بنا کسی خبر کو
اور اوس میں آمد و رفت کرنا کاروبار دنیا کے واسطے نہیں جائز ہے در مختار میں ہے و کہ تحریراً
محتاجہ طریقاً بغیر عذر انتہی واللہ اعلم حررہ الراعی عفور بہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی عفا اللہ عنہ
فقہاً بالفصل اس مقام میں ایک مسجد تیار ہوتی ہے اور چندہ میں اوسکی تیاری ہو
ہوتی ہے بحث یہ ہے کہ اہل ہندو کا وہ یہ اسکی تعمیر کے واسطے لیا جاسکتا ہے یا نہیں درحالیہ
وہ بلا تحریک حدی شریک ہوں اور ورحالیکہ کسی کی تحریک پر رضا سندھان دونوں صورتوں میں
جو فتویٰ ہوا اس سے آگے بخشی جاوے نہ

ہو المصوب حسب تصریح فقیرات مال ہندو کا تعمیر معاہدہ خاصہ اہل اسلام میں صرف کر
درست نہیں ہے بناء علیہ صورت مسئلہ میں روپیہ ہندو کا خواہ بہ تحریک غیر خواہ بلا تحریک میں لیا
چاہیے واللہ اعلم حررہ الراعی عفور بہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی عفا اللہ عنہ ونبی بکلی وانشی
فقہاً چہ میفرماید علماء دین و مفتیان شرع متین اندرین صورت شخصی بقدر رتبہ
یک مکان کرسی بلند ساختہ بران مسجد تعمیر نمود و پیش کرسی مذکور کانات بلور مسافر خانہ سقف ساختہ
بالای سقف آن صحن مسجد قرار داد پس حاصل استفتاء اینکه بالای سقف صحن مسجد قرار دادن جائز است
یا ہون صحن مسجد بالای کرسی ضروری بود بینوا تو جروا

ہو المصوب اگر کانات بغرض نفع مسجد و صرف آمدنی آن مسجد ساختہ باشند
ہون صحن مسجد بالای سقف آن مضائقہ ندارد و الا نشاید کہ درین حال صحن مذکور حکم صحن مسجد خواہد ماند
اللہ اعلم حررہ الراعی عفور بہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی عفا اللہ عنہ ونبی بکلی وانشی
فقہاً بسم اللہ الرحمن الرحیم کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد کے
میتوں میں سے تین شخص موجود ہیں اور تینوں غنی صاحب نصاب ہیں منہلہ اونکے ایک شخص چاہتا ہے

کہ جو مکان متعلقہ مسجد مال وقف سے بالاسے دروازہ وغیرہ مسجد کو راوس چندہ سے جو واسطے
 مسجد کے جمع ہوا بنے ہیں یہ تصرف ذاتی اپنے رکھے یعنی ان کے خیال پہلو سکونت ان مکان میں کے
 اور جو آمدنی مکانات متعلقہ مسجد سے ہوتی ہے او میں سے خواہ اپنے واسطے بعض اولیاء
 یا رخصت کوئی لیا ہوتا ہے اور یہ خواستگاری اس واسطے ہے کہ میں نے لوگوں سے کوشش
 روپیہ واسطے تعمیر مسجد کے جمع کرا یا ہے پس سب شرعیہ لینا خواہ کا اور صرف مکانات
 مذکورہ متولی غنی کو بلا رضا مندی دیگر متولیان جائز ہے یا نہیں اور اگر متولی خود خواستگار
 اور دیگر اشخاص باشندگان شہر بخلاف دیگران و متولیان اجازت رہنے مکانات کے اور
 یہ کہ خواہ دین آمدنی مسجد سے تو دنیا دہندگان کو اور لینا غنی مذکور کو جائز ہے یا نہیں بیخود حرواہ
 ہو المصوب متولی کو تصرف مکانات مذکورہ میں اور او میں سکونت کرنا اور آمدنی وقف
 بخود کر لینا نہیں درست ہے رد المحتار میں ہے و فی الجواب یرفع الیقیم اذ لم یرع الوقت یعنی
 القاضی و فی خزائن المفتیین اذا ذرع الیقیم لنفسه بخبر القاضی من یدہ قال البیری یوخذ من الاول
 ان الناظر اذا امتنع من اعادۃ المکتب لوقوفہ کان للقاضی عزلہ من الثانی لو سکن الناظر دار الوقت
 و لو باجور المثل لیس لانا نص فی خزائن الاصل انہ لا یجوز لہ السکنی ولو باجور المثل اتی البیت متولی کو خواہ او
 جو واقف نے مقرر کر دی ہو اور اگر نہ مقرر ہو تو بقدر اجرت مثل لیا درست ہے در مختار میں بھی لیس
 متولی اخذ زیادۃ علی ما قررہ الواقف مہلک و یجب صرف جمیع فیصل من ہار و عواکد شرعیہ و عہد
 لمصارف الوقت الشرعیۃ کل من فتاویٰ المصنف قلت لکن سببی فی الوصایا و مرایض ان لمتولی اجرت
 اتی لخصا و لشد علم حرۃ الراجی غفور القوی بالاحسانات محمد عبدالحی تاجا و تراشد عن ذنبہ اجمالی و لکن فی
 ۱۱۴ مفت کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس باب میں کہ اگر نظر ترویج میں
 اور زینت مساجد کے کہ فرش عمدہ اور شامیانہ وغیرہ سے کیجاتی ہے موسم گرامین فرشی نکلیا
 مسجدوں میں لگایا جاوے اور اوقات مناسب پر اوسکا استعمال کیا جاوے فقط
 ہو المصوب مسجد میں بیکافرشی لگانا فی نفسہ مباح ہے کوئی ممانعت شرعیہ اس میں نہیں
 اور نہ کوئی روایت فقہیہ معتبرہ اس میں لفظ سے گزری البتہ ابن الحاج مالکی نے مدخل میں تحریر کیا ہے
 یعنی ان تحفظ من ہذا المراد ان کان فی المسی اذا تجاوزت وقتہ انما الکمال الشیاء المتی

بجوته باطل القواب فضیلت سجدت بناش استغفار لوجه الله و تاسیس علم التکوی خواهد بود
و جزای موعود را با پیش سخن عثمان رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم من بنى لله مسجدا
بنى الله له بيتا فى الجنة کسی که بنا کند برای خدا و طلب رضا و قصد عبادت وی تعالی سجدی را بنا
کند ای تعالی برای وی خانه دوشت متفق علیه اشعة السموات اما استلال بر ضرورت سجدت بعد از نماز
آنکه اگر معنی و الذین اتخذوا سجدا ضارا و کفر اول فریق الا یہ اصلا صحیح نیست بیانش از تفاسیر انکم
قبل الشرفاء وری حضرت نبوی صلی الله علیه و سلم در مدینه طیبه از یک خطبه ابو عامر را سب که می از
اشرف قبیلہ خزرج بود و من بین بدین نصرت و ما هر علوم تورا و انجیل پیوسته تحت صفت
سید عالم صلعم بمکه مدینه بخواند چون آنحضرت صلعم مدینه هجرت فرمود از باب آن خطه صفت
و کمال وی صلی الله علیه و سلم شدند و از صحبت ابو عامر رسیدند و پروای او نکردند و ازین مکر تنزل
و پیروقی در کار و جاهت او افتاد و بادی علیه الصلوة و السلام ازین زوال و جاهت بغض و حسد
کردن گرفت و اتباع اهل آن خطه را با وی علیه الصلوة و السلام مانع آمد در آنوقت از باب مدینه با وی
گفت که قبل ازین و اصف و ملاح وی صلی الله علیه و سلم بودی ایدون این اقلع از اتباعش از جدا
است بیا بخش میگفت که مدوح و موصوف من شخص دیگر است و این مشایخ آن اند که گاه وی صلی
علیه و سلم او را طلب نمود و دعوت سلام کرد و او را حب جافه خویش رو کرد و راه کشتی و عداوت گرفت
و با وی صلی الله علیه و سلم گفت و بنی که بران هستی آوردی چیز است فرمود آنحضرت صلی الله علیه و سلم
دین ابلا می جعفریه آورده ام گفت من بران هستم فرمود صلی الله علیه و سلم تو بران نیستی ابو عامر گفت من
بر همان هستم لیکن تو دین جعفریه را حالت صلی نگذاشته و دران غیر از اهل کرده فرمود صلی الله
علیه و سلم چنین نگذاشته ام و او را مصاف و پاک از آمیزشش غیر حق آورده ام پس او گفت ایما کاذب را
هو تعالی و لقدس تنها و مسافر و دور از خاندان بمیزند او صلی الله علیه و سلم فرمود آمین و او را فاسق نام نهاد
و بالاخره گاه در چنین قبیلہ هوا زن بود بریت نهادند ابو عامر فاسق سوی مقام گریخت و منافقین
گفته فرستاد که سامان حرب از تو و سلاح بیا کنید و برای من سجدی تیار کنید من نزد قیصر روم میروم
ازا خا انگیزی می آورم و او را صلی الله علیه و سلم و صحاب دی را از مدینه میروند و کینیم پس در آنروز نظر منافقین
یعنی و دینیه بن ثابت و بن عامر بن خالد و ثعلبه بن حاطب و حارثه بن عمرو و ویرانش مجمع و زیارت

انصب قال و جازان یون مصدا محمول علی ایضا و التقید بان یخذه و مسجد اضواء بضاراً و الصفة
 الثانیة قوله کفر افعال ابن عباس رضی الله عنهما یدید بضاراً المؤمنین و کفر ابی بنی علیه السلام و یجاب
 به قال غیره ان یخذه و ینکفر و ینفی بالظن علی النبی علیه السلام و الاسلام الصفة الثالثة قوله و لفریقاً
 بین المؤمنین و المشرکین بواسطه جملة المؤمنین و ذلک لان المؤمنین قالوا بنی مسجد اضواء فیما لا یجوز
 خلاف محققان اما فی صلیتاً و فرقتاً بینہ و بین الذین یصلون فی مسجد فیودی ذلک لکی یجوز
 کلمة بطان الالفه انتی بقدر الضرورة ترجمه گفت و ایضا که فرمودند بنی عباس و مجاہد و قتادہ
 و عاصم علی تفسیر رضی اللہ عنہم آنرا کہ مسجدی برای مسجد بساختند بودند و از ده نفر منافقین بودند کہ
 از بنائش مسجد قیامت میبود و اشتداد و تمن میگویم کہ اول تعالی او را بار و صاعقت الیہ موصوفت
 ساختہ اولی از انہا ضار است و گفت زجاج کہ قوله ضاراً مفعول بالاست و این سبب منسوبت یعنی
 کہ ساختہ انشا یان آن مسجدی بودی قصد و خواہش ضرر و غیرہ و صفت ثانیہ قوله و کفر است گفت
 ابن عباس رضی اللہ عنہما و از ان ضرر یومنین است و کفر ابی بنی علیه السلام و یجابہ آمدہ و از ان
 و غیر ابن عباس گفت ساختہ انشا یان او را نہ کہ در ان ظعن بر بنی صلی اللہ علیہ وسلم کنند و صفت
 ثالثہ قوله و لفریقاً بین المؤمنین ای تفرقه میکنند بواسطہ آن در جماعت مؤمنین زیرا کہ منافقین میگفتند
 ان میگویم مسجدی را بین در ان نماز و اقامہ کرد و خائف بنی صلی اللہ علیہ وسلم او را نمیگویم کہ دلیل اگر آمدند در ان
 نماز خواہم خواند و تفرقه خواہم انداخت در میان بنی ما تا کہ صلوة میکنند و مسجدی پس این امر
 وودی و موجب خواہد شد بسوی اختلاف کلمہ و بطان الفست باہمی ایشان انتی بقدر الضرورة
 پس در پرده مبارکہ مسجدی ضرر از امر ابو عامر ایہیب منافقین بنا کردہ بودہ و ظاہرات بنائش چهار امر
 اول تعالی بیان فرمود و کش عدم قیام صلوة است چنانچہ از قول پاک و تعالی لا تقم قیاماً طاهر است
 حال ابن عباس رضی اللہ عنہما و الفصل فیہ منع اللہ تعالی بنی صلی اللہ علیہ وسلم ان یبیل فی مسجد الضرار
 و انتی گفت ابن عباس رضی اللہ عنہما تا نگاہند ان او تعالی و تقدس منع کردہ بنی خود را از
 بنا کردن مسجدی کہ بعد احراق و بدم آن موضع کنند و اندیشید چنانکہ سابقاً بیان کردہ شد
 قال فیہ روی انہ لما کان الفتح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قحوک و منزل بنی اوان موضع قرب
 من المینۃ اتوہ من اولہ اخیان مسجدی بنی عاتکہ علیہ السلام فزل علیہ القرآن و انہ اذا تعالی

خبر مسجدی در راهی بود که در راه رسول الله صلی الله علیه و سلم مالک بن النخعم و معن بن عدی و عامر بن
 اسکن و وحشیاقا قاتل حمزه و قال لهم انطلقوا الى هذا المسجد الظالم اهلها فاهربوه و احرقوه فخرجوا سررا حتى اتوا
 بنی سالم بن عوف و هم ربطوا مالک بن النخعم فقال مالک انظرونی حتی اخرجکم بنا من اهل بنی نخل المهر
 فاحذروا من الحبل فتعل فیما را انحرجهو ایشته وان حتی دخلوا المسجد و ذیه اهلهم فخره و هربوه و تفرق
 اهل واد النبی صلی الله علیه و سلم ان یخذ ذلک کناسته تلقی فیہ بحیف و لستن و القیامة حتی بقدر الضرر
 پس درین حالت استدلال ازین آیه بر ضرر تیش و اجرای حکم آن بران مسجد جدید درست نباشد زیرا که
 صفت اول مسجد ضرر رساندن مؤمنین است که از وجه عداوت ایمانی و مخالفت الله و رسولش
 مقصود منافقین بود چنانچه از سابق و ضمیمه است و مسجدی در جبه سوال ازین صفت دور و دور
 کناره کناره است بلکه در سوال نفی مطلق ضرر دران مندرج است اما صفت ثانی و صفت ثالثه
 یعنی کفر بنی طعن بروی و تفریق جماعت مؤمنین که غایت ازان اختلاف کلمه و نعت شریعت
 و فقدان الفت با همی بود چنانکه از تفسیر کبیر ظاهر گردید دران مسجد جدید موجود نیست زیرا که نمین
 آن ظاهر انجلی بشعار اسلامی اند و باعث بنای مسجد جدید بنی عجز حاضری بنجوقته در مسجد قدیم از ضعف
 سخاوت بود بعد مسجد قدیم تا چهار صد قدم است بالآخر مطلق تفریق از مسجد جدید مفقود است
 چه جای تفریق خاص مذکوره که منافقین شان اسلام است به کیف صفتی از صفات اربعه متعلق بنای
 جدید نیست پس حکم مسجد ضرر بران اصلا جاری نمی توان شد آری اگر از بنای مسجد جدید ضرر و تخریج
 مسجد قدیم باشد هر آینه بنایش منهی عنه باشد قال البغوی و قال عطاء و لما فتح الله علی عمر بن الخطاب
 امر المسلمین ان یبنوا المساجد و امرهم ان لا یبنوا فی مدینتهم مسجدین یضل احدهما الآخر یعنی هرگاه بر عمر
 رضی الله عنه و بار و امصار فتح گردید امر بنای مسجد با فرمودند و منع فرمودند از بنای مسجدی که موجب
 ضرر مسجد دیگر باشد و نیز از آیه مذکوره مفهوم می شود که اگر مسجدی بغرض رفیع با مسلمانان و توسیع
 برض حیفان و بر بنای عجز آمدن و فتن مسجدی دیگر بنا کرده شود جایز باشد کما لا یخفی والله اعلم
 بالصواب و الیه المرجع و المآب حرره عبده الاواه محمد قدس حسین الرضوی الحنفی عفا عنه به القوی
 صح الجواب هر مسجدیکه بقصد اضمار و تفریق جماعت نباشد و مسناوی مسجد ضرر در حکم خواهد بود
 و در بدارک و کثافت می نویسد قبل کل مسجدی مباهاة او ریاء و سمعه او لغرض سوی ابتغاد و جهالت

ہو بسا اے غیر طیب فہو لاحق بمسجد اترامتی و در کثافت می نویسد و لما فتح اللہ الامصار علی یحییٰ بن
 اسلمین ان بنوا المساجد وان لا یتخذوا فی المذنبۃ مسجدین یضار احدہما صاحبہ لہم و بہر مسجد یکفیان بنی
 حکم مسجد را نخواہد بود و اللہ اعلم حررہ الراعی عفو بہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ اجلی و انحنی
 ۱۲۱ **فتاویٰ** چندی و علماء دین اندرین مسئلہ کہ شخصے برای رضامندی غیر اللہ مسجد
 بنامندہ حکم آن مسجد چیست و امر گذاردن نماز در آن چگونه بنیوا تو جروا

المصوب بمسجد حکم مسجد شرعی نخواہد یافت و از ادا کردن نماز در آن ثواب ادا در مسجد نخواہد
 رفت نفسہ کثافت و مدارک در تحت مسجد ضرر مرقوم است قیل کل مسجدی میباید اقامہ و ریاء و سمعہ او لغرض
 سوی استقامت و جہت او بال غیر طیب فہو لاحق بمسجد الضرر اتمی و در واقعات صدر شہید مسطور است
 ہی مسجد اعلیٰ سور المدینۃ لا ینفی ان لصلی فیہ لانه حق العامۃ فلم یخص اللہ تعالیٰ کالمبتی فی ارض مخصوصۃ
 ۱۲۲ **فتاویٰ** بسم اللہ الرحمن الرحیم کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسجد کے
 بنیے دو کاتبین بنوانا اس طور پر کہ مسجد چپت پر اور نیچے اوسکے خلاف رکھے دو کاتبین بنوانا اور اوسکو
 مسجد بروفت کر دینا اس غرض سے کہ اوسکے کرایہ سے مسجد کا صرف ہو درست ہے یا نہیں اور
 ایسی صورت میں مسجد کی مسجدیت میں کچھ خلل ہوگا یا نہیں اور فقہاء کے اس کلام سے کہ مسجد میں
 ضروری کہ تحت و فوق اوسکے سب مسجد ہی ہو کیا مراد ہے بنیوا تو جروا

المصوب مخفی نہ ہے کہ یہ قول فقہاء کا کہ شرط کو نہ مسجد ان یلون سفلی و علوی مسجد
 ینقطع حق العبدۃ حبسہا کہ بحر ائقی وغیرہ میں ہے اس سے یہ غرض نہیں کہ سفلی و علوی کا حقیقہ
 بجمع الوجہ مسجد ہونا اس طور پر کہ جمیع احکام مسجد کے اوپر مرتب ہو جائے جیسے حرمت دخول
 جنب و مالض وغیرہ ضروری ہے اور بدون اسکے مسجد مسجد نہ ہوگی بلکہ غرض یہ ہے کہ سفلی و علوی
 دونوں کا حقوق عباد و املاک سے منقطع ہونا ضروری ہے اگر سفلی یا علوی کے مالکین میں رہیں
 البتہ مسجد کی مسجدیت میں خلل ہوگا پس اگر سفلی و علوی وقت مسجد کے متعلق است بر کہ یہ جہات
 حق العبدان سے منقطع ہو جاوے گا اور مسجد کی مسجدیت میں خلل نہ واقع ہوگا تاہم اسکی یہ عبارت
 از بیعی کی شرح کنز کی ہے و من جعل سجدا تحتہ سراب و ثوبہ بینه و الی الی الطریق و غیر ذلک

مسئلہ مسجد میں دو کاتب بنوانا اور مسجد بروفت کر دینا اس غرض سے کہ اوسکے کرایہ سے مسجد کا صرف ہو درست ہے یا نہیں اور ایسی صورت میں مسجد کی مسجدیت میں کچھ خلل ہوگا یا نہیں اور فقہاء کے اس کلام سے کہ مسجد میں ضروری کہ تحت و فوق اوسکے سب مسجد ہی ہو کیا مراد ہے بنیوا تو جروا

وسط دار کسی اواز ان بالناس بالدخول فیہ يجوز ایچہ و پورٹ عدلہ لہ تم علیہ صریحہ لقال بقا حق ام و حق
 و ایچہ لایکون الا خاصا بشہدا تو اومع بقا و حق العبدی سفلیہ و اعلاہ اوئی جوانیہ محیطا بلا تحقیق
 اخصا بس کمالہ اذا کان افضل مسجد اعلان لخاصہ لعلو حقانی افضل حتی لایکون لخاصہ السفل الی ان یکون
 نتیجہ تینا من غیر حقی صاحب العلو ولما اذ جعل لعلو مسجد اعلان ارض لعلو ملک لخاصہ السفل و لیس من
 التصفیات من غیر حقی صاحب السفل کل البنا و غیرہ بخلاف سبب المقدس فان السرب فیہ سبب علو ملک لخاصہ
 بل ہو لصلح اسلوب حتی لو کان غیرہ مثلاً لقول نہ سبب و اما اذا اخذ وسط دار مسجد اعلان بلکہ محیط کو نہ
 و کان لہ حق منع من الدخول و در سبب و ان لایکون لخاصہ فی حق منع اتی و عینی کی شرح کنسیرین و فان
 قلت سبب سبب المقدس تحتہ سرب ملک اسرب فیہ سبب علو ملک لخاصہ بلکہ محیط کو نہ
 لقول یا نہ سبب لنتی او شاید کسی یہ عبارت در مختار کی ہوئی بتیان و قد لا اصاب لایض لایض لایض لایض لایض
 و سبب تہ شہم رو البنا و منع و لو قال عنیت ذلک لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض
 علم کو نہ سبب لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض
 سبب و کان ذلک لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض
 و کان لیس ہون اور وہ سبب کے مصالح کیہ اسلئے وقت ہون تو اسکی سببیت میں خلل نہوگا اور مؤید
 اسکی عبارت رد المحتار کی ہے لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض لایض
 لم ارہ صریحاً نعم بیانی متناہی کتاب لوقف اند لو جعل تحتہ سربا بالمصاحف جازا متنی او استناد کرنا
 باب ما لفت دکانین میں ساتھ اس عبارت در مختار کے و لایچوز اخذ الا بقرۃ منہ و لا ان یجعل حق منہ
 مستغلا و الاسکنی بزازیہ انتہی باطل ہے اسوجہ سے کہ غرض اس عبارت سے یہ ہے کہ نفس مسجد کے
 کسی قطعہ کو کرایہ پر دینا اور اسکو مسکن بنانا نہیں درست ہے چنانچہ کلمہ منہ کا اسبہ دلالت کر رہا ہے
 اور یہ امر مانع فیہ سے طبعہ ہے کیونکہ مانع فیہ میں نفس مسجد کے کسی قطعہ کو کرایہ پر دینا نہیں ہے
 بلکہ دکانین پر مسجد مسجد سے خارج اسکی مصالح کیلئے بنائی گئی ہیں اسکو کرایہ پر دینا بلا تردید
 درست ہے لکن کیونکہ واقعہ و بانی مسجد نے اسکو مسجد سے خارج رکھ لیا ہے مگر چونکہ مسجد پر وقف کر دیا کہ
 اسوجہ سے مسجد کی سببیت میں خلل نہوگا اور یہ خیال کہ زیر مسجد خلا اسباب مسجد کے رکھنے کی نیکی
 و نہایت ہے اور کرایہ پر دینا نہیں درست خیال خام ہے کیونکہ اسعاف و غیرہ کی عبارت یوں واقعہ

اذکان السوا بیلو العلوص صلیح مسجد اوکان وقفاً علیہ صار مسجد اتنی اور زمین اوکان وقفاً
 علیہ کو لصلح المسجد کی صورت پر صرف و معطوف کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
 مسجد نہ اور بنا یا یا نہ کا لصلح مسجد کو واسطے بنوایا جانا اور صورت ہے اور ان دونوں کا سنی
 رفت کیا جانا اور صورت ہے اور دونوں صورتوں میں مسجد کی مسجدیت میں خلل نہ ہوگا بنا و علیہ
 جب دکانیں زیر مسجد بنیت وقت علی مسجد بنوئی جاوین یا و نوکرا یہ پر دنیا درست ہوگا اور
 سبب اسکے کہ وہ خلا و دکانیں ملک بنی آدم سے خارج ہو گئیں و من سے علوی مسجد بنی آدم
 ہوگا اگر یہ شبہ ہو کہ مسجد کے نیچے دکان بنائے سے اور زمین کراہیدار رہے سے
 مسجد کی حرمت میں خلل آتا ہے اور یہ ناجائز ہے باقتضاء اس عبارت عالمگیر سے کہ مسجد
 مسجد ان بنی حوائت فی حد المسجد او فی فناء لان مسجد اذا جعل خانوئاً و مسکناً تسقط حرمتہ
 و ہذا لا یجوز و الفناء قلع للمسی فیکون حکم المسجد کدانی محیطا لخری اتنی اور اسطرح سے اور
 کتب معتبرہ میں بھی موجود ہے ذخیرہ میں ہے قیم المسجد اذا اراد ان بنی حوائت فی حد المسجد
 او فی فناء لا یجوز اما المسجد فلانہ اذا جعل المسجد مسکناً تسقط حرمتہ المسجد و اما الفناء فلانہ تسقط
 اتنی اور حادیہ میں ہے لو قیم المسجد اراد ان بنی حوائت فی حریم المسجد و فناء قال الفقہ ابو الیث
 لا یجوز ان یجعل شیاناً من المسجد مسکناً و مستظلاً لنتی ایسی فتاوی قاضیخان وغیرہ میں ہے
 تو جوابلو سکایہ ہے کہ ان عبارت سے ممانعت دوکان بنانے کی نفس مسجد اور اسکی حریم اور
 حنا میں ثابت ہوتی ہے نہ ممانعت بنا دوکان کی زیر مسجد بظاہر ہے کہ زیر مسجد نہ تو حقیقت مسجد
 خصوصاً جبکہ باقی مسجد نے اسکی نیچے خلا رکھی ہو اور اسکو وقف علی مسجد کیا ہو کیونکہ وقف علی مسجد
 اور مسجد اور شئی ہے اور نہ وہ فناء مسجد ہے کہ جبکہ حکم مثل مسجد کے عزت اور حرمت میں
 ہو اسوجہ سے کہ تعریف فناء مسجد کی اوپر صادق نہیں آتی ہے ردالمحتار میں یہ قول کفنا مسجد ہو
 اذکان متصل بلیس بنہ و بنہ طریق اتنی اور اگر ایسے ہی اعتبار عزت و حرمت کا کیا جائے
 اور اوپر عدم جواز کا فتوی دیا جاوے تو لازم آتا ہے کہ اگر مسجد کے نیچے خلا ہو کیلکہ متصل مسجد و دکان
 بنوئی جاوین تو وہ بھی ناجائز ہوں و ہذا لم یقل یا حد من البیون المقبرین اور یہ گمان کہ اگر مسجد
 مسجد کے دوکان بنانا اور کراہیدار رکھنا جائز ہو تو لا محالہ و کجک لول و ہذا و جامع بھی درست ہوگا

حالا نکر یا سور مسجد کے نیچے اور اوپر جائز نہیں در مختار میں ہے کہ تحریراً الوطی فوقہ والبول والفقہ
لانہ مسجدانی عنان السمار آتی اور ردالمحتار میں ہے وکذا لی تحت الثری کما فی البیری من لا یجاء
وہتی گمان باطل ہے اسوجہ سے کہ حکم اسوقت ہے جب زیر مسجد وبالای مسجد بانی مسجد نے
کوئی مقام خارج از مسجد وقف علی مسجد کیا ہوا ایسے ہی ہرت میں فقہا لکھتے ہیں کہ مسجد کے فوق
و تحت آسمان و ثری تک سب حکم مسجد میں ہے نہ ہر صورت میں عبارت سابقہ در مختار سے
واضح ہے کہ مسجد کے اوپر اگر بانی مسجد نے کوئی مکان امام کے رہنے کے واسطے بنایا تو درست ہے
حالا نکر نفس مسجد کو مسکن بنانا بالاتفاق نہیں درست ہے پس اگر حکم کہ مسجد کا فوق و تحت
سب مسجد ہے ہر صورت میں ہوتا امام کے رہنے کے واسطے بالا خانہ مسجد کے اوپر بنانا اور آگے
امام صاحب کار ہنکسی طرح سے جائز نہوتا واللہ اعلم وحکمہ حکم حررہ الراعی عفور بہ القوی
ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز السد عن ذنبہ اجلی و انحنی محمد عبدالحی
ابوالحسنات

۱۲۳ **فتاویٰ** چیمبرائیند علما ی دین و مفتیان شرع متین دین مسئلہ کہ یک مسجد منہدم
و سمار بدون سقف و صحر بمقبرہ واقع است و کرسی آن مسجد چنان بلند است کہ بدون زینہ
کسی بران رفتن نمی تواند و زینہ ندارد و مسکن و حوش است و این مسجد چنان مسجد است کہ مردمان
بطریق رواج در مقبرہ تعمیر می سازند و در مسجد مذکور قبر نیست اگر کسی خواہد کہ خشتہای مسجد مذکور گرفتہ
در مسجد یکہ نمازی شود و صرف کند شرعاً جائز است یا نہ

جواب اگر احتمال ضائع شدن اسباب و عمارت آن مسجد باشد نقل اسباب آن در مسجد دیگر
مضانقہ نیست و اگر احتمال ضائع شدن نباشد چنان کہ است گذاشتہ شود و خشتہا و غیرہ نقل نکردہ
واللہ اعلم حررہ الراعی عفور بہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز السد عن ذنبہ اجلی و انحنی محمد عبدالحی
ابوالحسنات

۱۲۴ **فتاویٰ** کیا فرماتے ہیں علماء دین اس باب میں کہ عوام لوگ یہ بات کہتے ہیں کہ ایک
مسجد سے دوسری مسجد تک اتنا تفاوت ہونا چاہیے کہ ایک مسجد کی اذان کی آواز دوسری مسجد
مسجد تک پہنچے اور ایک محلہ میں دو مسجد میں نہوں
جواب یہ کلام غلط ہے کتب معتبرہ میں اسکا نشان نہیں ہے ان فریب ایک
دوسری مسجد غلط اس غرض سے کہ اول کی جماعت میں غلط ہو جائے نہیں درست ہے

تفسیر کثافت میں ہے عن عطاء و لما فتح الله الامصار على يد عمر بن الخطاب رضي الله عنه ان بينوا المساجد وان
 لا يتخذوا في المدينة مسجدين يضار احدهما صاحبه انتهى والله اعلم حرره الراعي عفو ربه القوي ابو الحسن
 محمد عبدالحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والحقنی محمد عبدالحی
۱۲۵ **شفا** شخصہ کہ وہ نما سو د خور و سبب غ و چاہ تیار کنانید پس نماز خواندن و آب پاش
 مذکور نوشیدن و شرب غ خوردن جائز است یا منوع

۱۲۶ **شفا** شخصی از کفار اسباب مکرو فساد گرفته و زدیہ نصف مسجد تیار کنانیدہ
 بکدامی تمت طای گردیدہ و تا ایندم مسجد مذکور افتاده است پس درین وجه تمام و کمال
 تیار کنانیدن درست نیست یا نہ ہر چه باشد تحریر فرمائید
 هو المصوب **۱۲۷** **شفا** نہ والله اعلم حرره محمد عبدالحی عفا الله عنه

۱۲۸ **شفا** اگر کسی مسجد یا مکان مقدس را بشکند در حق او چه حکم است
 هو الموفق حق تعالی در کلام خود چنین کس را ظالم گفته در دنیا خواری و در آخرت وعدہ
 عذاب عظیم فرمودہ کہانی قوله تعالی وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَتَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ الْإِلَهِ
 والله اعلم ثم قد خاتم اولیاء الله الصمد علی محمد غفر له الله الاحد
 فی الواقع خراب کردن مسجد گناہ کبیرہ الیست از کبار مرتکب آن ظالم و فاسق خواہد شد
 و توبہ بہ لازم و الله اعلم حرره محمد عبدالحی عفا الله عنه

۱۲۹ **شفا** کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس صورت میں کہ زید نے
 کہا کہ میں ایک مسجد بنانا ہوں اور کچھ روپیہ لا کر اوسنے رکھ دیا عمرو نے کہا میں بھی شریک
 ہوتا ہوں عمرو نے بھی کچھ روپیہ لا کر رکھ دیا ابتداء و دونوں نے باتفاق و بخلوص نیت
 بجماعت مسلمین اقرار کیا اور کہا کہ یہ روپیہ ہم نے واسطے اللہ کے دیدیا ہے اسکے بعد مسجد کی بنیادی
 پڑی اب زید براہ بخل اپنے قول سے منحرف ہو کے کہتا ہے کہ میرا روپیہ بجاو بھیر دو کیونکہ عمرو نے تو
 اپنے دوکان کے سامنے مسجد کی بنا ڈالی ہے اور تعمیر کرتا ہے اس جگہ میں میں شریک نہ ہوں گا اگر
 اور مسجد بنائی جائے تو میں شریک ہوں عمرو یہ کہتا ہے کہ بجاواتنا مقدور نہیں کہ میں اکیلا مسجد بناؤں

پس تحریر فرمایید که اس صورت تین زیدکار و سید و ابوس و یا حیا کے یا نہیں کا
 هو المصوب جو روپیہ اللہ جل شانہ کے نام پر نکالا ہے اوسکو واپس کرنا نہ چاہیے و اللہ اعلم
 حرره الراعی عفوریہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والحقنی
 اصحاب المحیب حرره اضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ عنی منہ

کتاب الصلوة

استفتا بالقولن یا ایہا العلماء اندین مسئلہ کہ میں تین حفاظ قرآن در ماہ مبارک
 رمضان در یک شب بالکل قرآن شریف را من اولہ الی آخرہ میخوانند و درین شب اہتمام قرش
 و فروش و چراغ و فالوس می سازند حتی کہ سجدا سراف می سازند و این قدر در خواندن سرعت میکنند
 کہ یک یا دو چیزے و دیگر بفہم نمی آید با وجود این سرعت در قرأت خود کفایت نمایند انہما از شرع ثابت است یا نہ
 بلہ صواب ختم کردن تمام قرآن و نماز تراویح در یک شب در قرون ثالثہ لم یورد و نہ در ثانیہ
 فقہا و جملہ فقہا ہمین قدر می نویسند کہ اتم مرتبہ و الاثنان لفضیلۃ و التثانیہ افضل و ختم شبینہ کہ
 مروج فی زمانہ است بر سامعین گران و باری شود بعض سامعین بنظر طلب صاحب قانہ می آیند
 و بعضی نظر آمدن بہنہ غینان و کسی نیست کہ لطیف خاطر تمام قرآن در یک شب بکوشش دل سماعت
 کند الا باشا باللہ و این امر موجب کراہت است فقہا تصریح این امر جایجامی سازند و را اختیار
 می آرند الا افضل فی التراویح فی زمانہ قدر از افضل عظیم استی و علامتہ زایدی در سالہ فضائل رمضان
 می نویسند افعی ابو الفضل الکرمانی انہ اتقوا الفاتحہ و آید و آیتین لایدرہ و سن کم بکن عالمنا باہل زمانہ
 فوجاہل انتہی و چندیست در بحر الحق و غیرہ حلالہ برین حفاظ کہ ختم شبینہ میکنند این چنین محبت
 میسازند کہ در حركات و حروف خلط واقع می شود و ہمین سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم
 از ختم قرآن در کم از سہ روز منع فرمودند اود اود از عبد اللہ بن عمر رضی روایت میکند قال قال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرء القرآن فی شہر قال انی اجد قوۃ قال اقرئی عشرين قال انی اجد
 قوۃ قال اقرئی خمس عشرة قال انی اجد قوۃ قال اقرئی عشر قال انی اجد قوۃ قال اقرئی سبع
 طلائعہ علی ذلک و در روایت دیگر می آرد عن عبد اللہ بن عمر رضی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم

وہم باہل انتہی و چندیست در بحر الحق و غیرہ حلالہ برین حفاظ کہ ختم شبینہ میکنند این چنین محبت

القرآن من قرأه في أصل من ثلاث بئس الدين رفايت صاف واضح که ختم بجهت کردن در شریع شریف
 منی منه است و خالی از کرامت نیست آنگاه ختم شبینة فی نفسه امر است محسن لیکن چون زمانه
 موجب کرامت مقتدران و مجتهدان و قرائت قاریان که هر دو امر موجب کرامت است این فعل اندی شود خالی
 از کرامت نخواهد بود آری اگر شخصی قاری جمید بدست آید که بر ختم شبینة بطوری که در شریع شریف
 مشروع است قادر باشد یعنی حر و حرکات را کما حقہ و اساساً و قواعد تجوید ضروریہ ہم بجا آورد
 و ساعین ہم بطیب خاطر بشنیدن ختم یک شبی مستعد باشند و هرگز در دل شان یاری نرسد
 درین صورت ختم شبینة امر است موجب ثواب و اگر چه وجود این هم در خیر القرون نہ بود لیکن حدیث
 آن از قبیل بدعات حسنة است مثل بنای مدریس و غیره خواهد بود و امام عزالی از بسیاری ازها و
 مثل بسیار تذکر او شان در هر روز یک ختم می ساختند و از امام ابی حنیفه منقول است که ایشان
 در ماه رمضان هر روز یک ختم و به هر شب یک ختم خارج از تراویح می ساختند لیکن گفته است
 که این حضرات در ختم الحاق امور مذکوره المصدر میداشتند و امری موجب کرامت است انانیان صادر
 نمی شد کسی که اقتدای کامل بایشان نماید جو خواهد شد نعم المقتدی و نعم المقتدی ہما معندی
 و العلم عند عالم السرائع و الجلی کتبہ محمد عبدالحی عفا اللہ عنہ الجواب صحیح محمد نور محمدین
 است فتاویٰ بیفرایند علماء دین و مفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ تا نگذرند
 در مقبرہ جائز است یا نہ بینوا تو جروا

هو المصنوب فانما ندرون مقبره فکر خفی است خالی از کرامت نیست کما وجب فی
 حجة اللہ الباقی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الارض كلها مسجد الا المقبرة اقول انکلمت
 فی النبی عن المقبرة الاحراز عن ان یخذ قبور الاحبار و الرهبان مساجد بان یجد لها کالاولیاء و یحکم
 انکلمت انکلمت فی المقبره و هو الشک الخفی اتقی حرره محمد امان الحق غفر
 الجواب صحیح حرره محمد امان الحق غفر عنه در غنیة المستملی شرح غنیة المصلی می آید و الکراهة لقول رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سبع مواطن لا یجوز الصلوة فیها ظہر بیت اللہ و المقبرة الحداث و المراد بعد من الحو
 الکراهة فی غیر البیت بالاجماع فلذا قیہ و اللہ اعلم کتبہ ابو الاحیاء محمد بن محمد غفر اللہ عنہ الحکم
 هو الموقوف تفصیل اجمال مذکور بر هر صغیر و کبیر بین گردد و حق ظاهر شود و عبارت دستخط

بجمل نافعان را در حدیثی اندازد و چونکه عبارت کتب که تحریری سازم خود صریح اند اندک تفصیلش در حدیث
خود نمی نمایم محقق دلموی در اشقة المذاهب و مدارج النبوة افاده می فرمایند و از آنجمله آنست که پیش از
وفات شیخ روز فرمودند صلی الله علیه و آله و سلم بدانید و آگاه باشید که پیش از شما جماعتی بودند که قبور
انبیاء و صلحا را مساجد ساختند و در روایتی آمده که فرمود لعن الله اليهود و النصارى اتخذوا قبور انبيائهم مساجد
و در روایتی آمده که فرمود بار خدا یا قبر را بعد از من بت گردان سخت با غضب خدای تعالی بر تو میگردانم
گرفتند قبور انبیای خود را مساجد بدستیکه من از شما نمی آید می سازم تفصیل کلام اینجا اینست
که مراد از آنجا که قبور مساجد سجده کردن است بجانب قبور و این هر دو طریق متصور است یکی آنکه
سجده بقبور بزنند و مقصود عبادت آن دانند چنانکه بت پرستان می پرستند دوم آنکه مقصود منظور
عبادت مولی دارند و لیکن اعتقاد کنند که توجیه بقبورشان در نماز و عبادت حق موجب قرب و رضای
حق است و موقع عظیم است نزد حق تعالی از جهت اشتغال وی بیا لاف و تعظیم انبیا و این هر دو طریق
نامرئی و نامشروع است اول خود شرک جلی و کفر صریح است و ثانی نیز حرام است و منوع از جهت اشتغال
بشرک خفی و بر هر تقدیر موجب لعن است و نماز گزاردن بجانب قبر نبی یا مرد صالح بقصد تبرک و تعظیم حرام است
و هیچکس از علماء درین خلاف نیست اما اگر جنب شان سجدی بنا کنند یا نمازی گذارند تا بیکت روحانی
شان عبادت قبول سازد و ذکر کند آنکه این مجرب فی شرح المشکوة دیگر آنکه بعضی مردم منع میکنند مطلقاً نظر
بر ظاهر حدیث و بعضی میگویند که اگر خاک پاک باشد از یم و خون و نجاسات که جدا گردد از اموات
جائز باشد و هو المختار انتهى و در غنیته استملی می آید لا بأس بالصلاة فی المقبرة اذا كان فیها موضع
للصلاة و لیس فی قبر و نه لالان الکلمة مسئلة بالتعبیه یا اهل الکتاب و هو منتفی فی ما کان علی الصنفة
المذكورة انتهى و قال العلامة شیخ احمد الطحاوی فی حاشیة علی مرآة العیون فی المقبرة بتالیث
البار لانه شبه بالیهود و النصارى قال رسول الله صلی الله علیه و سلم لعن الله علی الیهود و النصارى
اتخذوا قبور انبيائهم مساجد و سواکانت فوقه و خلقه او تحت ما هو واقف کیتشتنی مقابر الانبیاء و اولادهم
الصلاة فیها مطلقاً می نوشته کانت اولاد بعد ان لا یكون القبر فی جهة القبلة لانهم احیاء فی قبورهم
الانتمی ان مرقد امیل فی الحجر تحت المیزاب و ان بین الحجر الاسود و زمزم قبر سبعین نبیا تم ان ذاک
المسجد فضل یا تخری للصلاة بخلاف مقابر غیرهم افاده فی شرح المشکوة و فی زاد الفقیر مکرر

فی المقبرة الا ان يكون فيها موضع اعد للصلوة لا نجاسة فيه ولا قدر فيه قال ابي لان الكرامة مسئلة بالتقية وهو منتفح في التمسك بالحق من جنات المصداق لا تكراه الصلوة الى جهة القبور الا اذا كان بينه وبين جثثهم على صلوة او نحوها غير وقع بغيره عليه انتهى وفي العالم الكبير جاز ان كانت القبور مارة او ارض على لا يكره قائه ان كان بينه وبين القبر مقدار ما لو كان في الصلوة وغير انسان لم يكره انتهى وانما علم منقذ خادع اوليا الله الصمد على محمد وعفرا الله الماحد

بسم المصوب نماز گذاردن در مقبره را چند صورت است یکی اینکه قبور را قبله خود گردانند و توجیه بسوی اهل قبور نماید و این شرک محلی است دوم اینکه قبور را کنده ساخته سجده بر آنها بناسازد و در آن نماز گذارد و این حرام است علی قاری در شرح مشکوٰۃ می نویسد انما حرم اتخاذ مسجد علیها لان فيها استنانا سنة اليهود قال ابن ماکه و فیه علیها اقبال ان اتخاذ مسجد علیها لا یاس به انتهى سوم اینکه قبور را اگر چه قبله خود نه گردانند مگر قبور در روی او شوند درین صورت اگر در آنجا کرامی فاضل نیست نماز مکروه است و الا فایده کمین اگر قبور کثیف بسیار یا بدین باشند رابعی می آرد و کیره الصلوة الى القبور و بین القبور انتهى در شرائع الزمان می نویسد فی تفسیر تفسیر من کما دخی سئل ابوالحسن عن ذلك فقال بان كان القبور و ارض علی لا یکره قائه ان كان بينه وبين القبور مقدار ما لو مر انسان بين يدیه لم یکره فلذا ههنا و اخی القائل موضع سجوده انتهى چهارم اینکه قبور پس ریش می شوند در زمین است نماز مکروه نیست پنجم اینکه در مقبره و مسجدی بنا کرده شود و در آن نماز گذارده شود درین صورت نیز ای نیست صحیح علی قاری فی شرح مشکوٰۃ والله اعلم بالصواب و علی المکتب بن خیر و الراجی غفر له القوی ابو اعشای محمد عبدالحی بن ابی زاید حسن و نسیه احمی و اخفی

مسئله گفتا ما تو گفتم اندرین مسئله که نماز فرض و واجب و سنت و غیره بر میل کاوی که درین احوال منع و ذایع گردیده در حالت حرکت یا عذر جائز است یا نه و اگر نیست پس عذر عدم توقف آنوقت نماز و خوف تلف اسباب و تمنا فی ازیاف و عدم کوسه یا دیگر از عذر شرعی است یا نه و ههنگام تحقق اینها نماز بران جایز است یا نه و استقرار کجاست نماز شرط است یا نه و اینها تو میسر و ا

بسم المصوب همه نمازها در میل در حالت حرکتش یا عذر جائز است عصبیه روایات فقیه و آیه سجات اکابر حنفیه و شافعیه و معتزله و غیره در سوال بلا شبهه از عذر شرعی میسر است

موافق تصریحات فقها و استقراء محل دای نادر شرط نیست بیان امر اول اینکه روایات معتبره ناطق اند
 باینکه نماز بر عجله که طریش بر دایه نهاده نباشد خواه آن عجله سائر قبضتها باشد خواه بتکسیر شخصی و خواه دایه
 آنرا بواسطه بر سر کشیدن جاذبه است بلا عذر و نه فانی مرقوم است و اعجلت ان لم یکن طرفا علی الدایه
 و کما السیر انتهى و در مختار الفتوی مسطور است و مسجد علی العجله ان کانت علی البقره ایچوز ان کانت علی
 الارض بجز و انتهى و در فتح القدر بحر است و علی العجله علی الارض بجز کالسیر لان کانت علی البقره
 کالتیساط المشدود بین الاستیجاره انتهى و عینی در شرح کزنو شسته است و العجله کالدایه ان کانت علی
 علی الدایه سوار کانت سائر اولاد ان لم یکن و کالسیر بر انتهى پس ازین روایات ظاهر است که نماز
 بر عجله که طریش بر دایه نباشد خواه آن عجله خود بخود سیر کند یا بتحرک شخصی یا بسبب دران نماز جاذبه
 چه شوق فانی مطلق است و بجای خود مصرح است المطلق بجزی علی اطلاقه و اگر اضا فیران مطلوب است
 پس در احتیاط و احتیاط که در ذیل قول صاحب در مختار و فقه سیریه کذا قیده فی شرح المنیة و علماء
 لغيره یعنی اذاکانت العجله علی الارض و لم یکن شی منہا علی الدایه و انما لها حیل مثلاً تجز الدایه لصیغ الصلوة
 علیها بلا عذر و لا نهج کالسیر الموضوح علی الارض و مقتضی هذا التعلیل انما لو کانت سائرة فی ذواتها
 لا یصح الصلوة علیها بلا عذر و فیه تامل لان جریا بحیل و بی علی الارض لا یخرجها عن كونها علی الارض
 و لقیده عبارة الثانیة خانیة عن الحیط و ای لوصلی علی العجله ان کان طرفها علی الطیة و بی تسیر بجز
 فی حالتها العذر و البجز فی غیرها و ان لم یکن طرفها علی الدایه جازت و بی بمنزلة الصلوة علی السیر
 و صح فقوله وان لم یکن یخرج لقیده ما قلنا لانه راجع الی اصل المسألة و قد قید بالبقوله و بی تسیر و لو کان الجواز
 مقید بعدم السیر لقیده به فتامل انتهى و قسطلانی در شرح صحیح بخاری تحت حدیث کان رسول الله
 صلی الله علیه و سلم یسبح علی الارض اذ لم یصل ای وجه توجه الحدیث ارشاد فرموده و بی سائرة فلو صلیت
 علی هودج علیها و بی واقفة صحت و کذا لو کان فی سیر عجله جال و لو مشوا به انتهى و بیان مردم
 آنکه فقهائند اینگونه را از اعتدال شرعی شمرده اند و ظنی به موجود است لا بجز المکتوبه الا بعذر
 و من الاعتدال ان یخاف من نزول الدایه ینفس علی نفسه و دایه من سجود و حال و کان فی طین
 لا یجد علی الارض مکانا جافا لو کانت الدایه جموحا لو نزل لا یکنه الا بمعین او کان شیخا لکیونتی
 و در فتاوی قاضی خان مرقوم است و من الاعتدال ان یخاف من نزول الدایه علی نفسه و علی دایه

من سمع اولهس اوکان فی طین دروغه لایح علی الارض مکانا لایسا الخ و صاحب درخت است
یا ش باران و ذاب رفقا را نیز بجهله اعذار شرعیه شمرده و بیان امر سوم اینکه استقرار محل اقامه نماز
شرط نیست چه آنجا معلوم گردد که شامی نماز رخا مجبوره بجل جائز است و قسطی نماز
برخت روان بر دو کس مردم بلا عذر جائز نوشته پس شرط بودن استقرار را چنانچه
و معذور کتب معتده بجای خود مصرح است که نماز بر سفینه کرب و یا بشط مطلقا جایز است
خواه آن سفینه مستقر بر زمین باشد یا نه کما فی البدایه و تبیین الحقائق و البحر الرائق و غیره
و الله اعلم و بعد از تحریر خام علماء الراشدين المقتدرين رحمته الله السيد مير احمد عفی عنه
هو الموفق فکلی نیست درین که نماز خواه فرض باشد یا غیر آن در میل گادی خواه متحرک
باشد یا ساکن جایز است و اعذار مذکوره سوال بود که جوانه مستند و الله اعلم
حرره ابو الحسنات محمد عبدالحی عفا الله عنه

۱۳۲ **مسئله** میفرماید علمای دین اندرین صورت که نماز عشا بعد نصف شب
گذاردن مکروه تحریمی است یا نه و اگر مکروه تحریمی است پس واجب الاعداد است یا نه و اگر واجب
الاعداد است و در کدام وقت اعاده سازد بوالله کتب و مستحضر فرمایند
هو المصوب نماز عشا بعد نصف شب گذاردن مکروه تحریمی است یعنی در شرح هدای
می نویسد تاخیر الی النصف الاخر مکروه لما فی من تعاقب الجماعات فی القنیه الکرامه للتحريم
بنتی و شریک الی و مراقی الفلاح می آید تاخیر الی ما بعد النصف مکروه و الکرامه تحریمیه است
و در قنیه می نویسد تاخیر العشاء الی ما زایل علی نصف الليل والعصر الی وقت اصفر الشمس
و المغرب الی ابتداء النجوم مکروه تحریمی و اما اعاده آن پس جمله فقها قاعده کلیه می نویسند
که صلوة ادیت مع کرامته التحريم تعاد و جوبا و علامه خیر الدین ربلی در حواشی بحر الرائق و ابن عابین
در رد المحتار تصریح میسازند که وجوب اعاده خاص بقای وقت نیست بل بی و اوجهی فی الوقت
و بعد از آن تصریح و بظاهر که اعاده عشا بکتاب نصف شب ادا کرده شده است در همان وقت
تا مکروه نخواهد بخشید چه آن نماز دوباره نیز مثل اول مکروه تحریمی خواهد شد لهذا مصطفی را لازم که بعد
گذشتن آن وقت یعنی بعد طلوع صبح صادق اعاده آن سازد تا بپیر نقصان گردد و اگر اعاده

در فتاوی شیخ الاسلام

ماه شعبان ۱۳۰۵

آن عشا که بعد از نصف شب گذشت است نخواهد ساخت گناه کار خواهد شد مگر نه آنقدر که در ترک
 فرض میشود چه فرض بوقت ادا ساخته است بلکه آنقدر که در ترک واجب می شود والله اعلم
 حرره الراعی محمد بن عبدالحی تاجوازه عن فنیه المجلد الحفی ابو الحسنات محمد عبدالحی
 استفتا پیغمبر ایند علمای دین درین باب که کسی عالم بالسنه و عامل بهم باشد
 لیکن او از قوم نوراف است اما تش برای نازچه خود دارد و در قوم مسطور درون نکاح ثانی است
 بعضی میگویند که است چنین کس مکروه است و چون کسی گوید که این در دلمان است نه در شرع
 و چون کسی از برادری شان که خود را شریف میگویند بزرگتر نکاح ثانی کند مراعات است اسلامی
 که در شادی و غمی و غیره می باید ترک می سازند پس همچنین گفتن و ترک مراعات مذکوره کردن شرعا
 چه حکم دارد و سند صحیح ارشاد شود بنیوا تو همروا
 هو المصنف و استفتای حضرت اتفاق دارند بر اینکه احق برای امامت اولی عالم که عامل هم باشد
 و از نور تش ظاهر و خائب باشد است از هر قومی و گروهی که باشد و اعتبار نسب سناست
 از اعتبار علم و ورع و غیره پس امامت آن عالم بالسنه که عامل هم است اگر چه از قوم نوراف است
 افضل و احق است نه مکروه و درون نکاح ثانی امر نیست مستحسن نه امر نیست شنیع که موجب کراهت
 اقتدا باشد و فکری نیست که نکاح ثانی در شرع مستون است هر که این را قبیح داند و بنسب این فعل
 مشروع ترک مراعات اسلامی کند آثم خواهد شد بلکه اگر امر شرعی را من حیث انه شرعی مستفح دان
 خوف کفر است که از نجفی علی من طالع کتب الفقه و الله اعلم حرره محمد عبدالحی خفا الله عنه
 استفتا پیغمبر ایند علمای دین مانند این مسئله که بگوید یا بشر طرد اثم بودن بفر
 ملازم و اخست این زید بخالت چنین بفر نماز قصر کند و قیاس چنین ملازم را حساب کنیم
 یعنی مردان عسکری که جای وطن و مترنارند و باره اسفر بوده هر صحرا که سبند مقیم شدند
 میفرمودند که یا بنیوا یا کتاب توجروا یوم الحساب
 هو المصنف و زید در صورت مذکور و قصر کند اما میگوید که اقامت نسازد پس اگر که
 بجای نیست اقامت ساخت زید هم به تبعیت او نمی خواهد شد چرا که زید در صورت مسؤل
 است و اجرا فقها از توابع می شمارند و نیست شیوع را اصل می انگارند چنانچه در بحر الرئی

میفرماید آیا نخستین احتیاط درین زمانه می باید یا نه و این طریق در زمانه صحابه بود تا بعین
و ترجیح تا بعین جاری بود یا نه بنیوا التوجسروا

پس در این خصوص ادای نظر بعد جمعه از سلف منقول نشده لیکن اکثر فقهای متأخرین از
ادای نظر را اصولا نوشته اند بسبب اینکه در تعدد جمعه در یک شهر بدو جای یا سه جای علمای
مختلف شده اند و نیز در تعریف مصر که از شرائط و جوب جمعه است اختلاف کرده اند و چون
اقوال اکثریاد از معراج خارج میشوند بنا علیه ادای نظر احتیاط است و این منافی فرضیت جمعه
نیست اگر چه غرضی به همین جهت است که در یک بلد تعدد جمعه درست است و نیز این بلاد است که
تعریف اصح از تعریفات مصر داخل در فرضیت جمعه درین بلاد کلی نیست
مگر حکم احتیاط ادای نظر برای آنست که از اختلاف علماء عهدی شود کذا صرح به فی المحیط و الکافی
و در المختار غیر از آنکه اگر وقت ادای نظر احتیاطی در ادای جمعه و فرضیت آن شک پیدا شود
در خصوص نماز و استساره و این شک ارفع کند صرح به فی البحر الرائق و الله اعلم حره محمد عبدالحی عفا عنه
استساره و مقتضای به منقرض علماء دین و مفتیان شرع متین که اگر با فظی نخستین عشره رمضان
بسیجی در سنت تراویح ختم قرآن مجید کرده در مسجد دیگر که هنوز صلیان آنجا ختم نشده اند ختم دیگر
آغاز نمود درین صورت امام احراز فضیلت میکند و سنت مکرره از زمره اوساق و شده و برگردن
این مقتضیان باقی است کما فی العالمگیریه السنته فی التراویح انها هو الختم مرتین فضیله پس
بجهت اقتضای اطلاق باونی اقیاس عدم جواز اقتضای منقرض منقفل سنت مکرره این مقتضیان
اود نمی شود یا بوجه آنکه در منقفل و منقرض تباین ذوات است و در صورت مسکول و تسبیحات و تحف
صفات ایند بر آن قیاس کردن قیاس مع الفارق می باشد چه تراویح در همه ایامی رمضان تشریف
سنت مکرره است چنانکه در فتاوی عالمگیری تصریح آنها واقع شده و حاصل مختصر اللمیة التامیه
مختصر او ایام و عشره مرتین تراویح فی اقله شهر الله است مکرره کما فی ایضیه و التمهید و درین
اواخر مقتضای به منقرض است و تراویح ختم بر امام فضیلت است و هر قدری سنت
پس با قیاس اقتضای قائم بالقاعده با وصف او و است قیام بر قعود کما فی فتاوی قاضیان
عالمگیری و اختصار القامح بالکمال و تراویح عند اکل و شرب و غیره سنت مکرره است

ادوا خواهد شد بانه بينوا تو جروا

بالموقف ختم این مقتدیان ادوا خواهد شد و الله اعلم بالصواب عندهم الكتاب کتبوا و الاصل و المخرج و المصوب
بالمصوب فقها اختلاف دارند برین که بعدیک ختم آیا سنت تراویح می ماند یا نه بعض فقها
میگویند که نمی ماند چه مشروعیست تراویح نیست مگر برای ختم پس هرگاه ختم حاصل شد سنت تراویح
باقی ماند لیکن مفتی به و مختار تحقیقین آنست که تراویح سنت علیحدّه است و ختم سنت علیحدّه
همچو این هر دو تابع دیگری نیست پس بعد ختم سنت تراویح باقی خواهد ماند و اگر کسی تراویح
اول در صورت سوال ختم از دهنه مقتدیان ساقط نخواهد شد بلکه ایشان اگر در عشره اولی تراویح
مع ختم ادوا نکرده اند و تراویح برایشان سنت باقی نماند و اقتدای ایشان با چنین امام که
در عشره اولی فراغت حاصل ساخته باشد نخواهد بود لعدم جواز اقتداء بالقوی بالضعیف
در زمانه الروایه می آرد فی السعنا فی امام ختم تراویح مرة و ختم ثانیاً بغير حصة القوم
المخرج هذا القوم الثانی عن السیة لان الامام خرج من السیة فصار له انقلاب و کون
لوا بصلوة النفل و لا یدر کون لواب صلاة التراویح و فی رسالته مولانا صدر الدین الحکام
الکلبانی فی مسائل التراویح فان قلت ما نقول فی امام ختم فی التراویح ثم شرع فی الختم ثانیاً بل یجوز
الاقتداء لمن لم یسمع الختم و لو اقتدی به بل یكون هذا الختم محسوبا قلت كانت هذه المسألة و لزم
فی مجلس اساتذة الدیلمی زبانا طویلاً فقال بعضهم لا یجوز لانه بناء بالقوی علی الضعیف و انما الترو
المقتدی سنة مؤكدة و لم یبق فی حق الامام سنة مؤكدة بل صار فی حقهم طوعاً و نسیاً
بما لا یستوی قاسوه علی اقتداء بغيره من المنفصل و قال بعضهم یجوز و قد روی ببعض اهل العلم من کثر
الاقتداء و یصل ام قوامی التراویح و ختم فیها ثم ام قواماً آخرین له و ابلفضایه و لم یسمع لواب الختم
و هذا الکتاب غیر مشهور بین العلماء و فلا یوق به مع انه لا یفهم منه سقوط سنة الختم استثنی و یقولانی
اگرچه تراویح از دهنه مقتدیان ساقط خواهد شد چه در سنت تراویح امام و مقتدی هر دو
برابر اند لیکن در سقوط ختم اشکالی است چه فقها و اباب اقتدای ضعیف نماز امام را اگر چه
برو یکسان باشد بالغ اقتدای نویسنده چنانچه در مختار و غیره مذکور است لما اقتداء بالمتابع
بالمعظم صحیح فی الوقت و یم لا بعده فی ما یتغیر لانه اقتداء بالمتفرض بالمتفعل فی حق التبعة و اقتداء

بالموقف ختم این مقتدیان ادوا خواهد شد و الله اعلم بالصواب عندهم الكتاب کتبوا و الاصل و المخرج و المصوب
بالمصوب فقها اختلاف دارند برین که بعدیک ختم آیا سنت تراویح می ماند یا نه بعض فقها
میگویند که نمی ماند چه مشروعیست تراویح نیست مگر برای ختم پس هرگاه ختم حاصل شد سنت تراویح
باقی ماند لیکن مفتی به و مختار تحقیقین آنست که تراویح سنت علیحدّه است و ختم سنت علیحدّه
همچو این هر دو تابع دیگری نیست پس بعد ختم سنت تراویح باقی خواهد ماند و اگر کسی تراویح
اول در صورت سوال ختم از دهنه مقتدیان ساقط نخواهد شد بلکه ایشان اگر در عشره اولی تراویح
مع ختم ادوا نکرده اند و تراویح برایشان سنت باقی نماند و اقتدای ایشان با چنین امام که
در عشره اولی فراغت حاصل ساخته باشد نخواهد بود لعدم جواز اقتداء بالقوی بالضعیف
در زمانه الروایه می آرد فی السعنا فی امام ختم تراویح مرة و ختم ثانیاً بغير حصة القوم
المخرج هذا القوم الثانی عن السیة لان الامام خرج من السیة فصار له انقلاب و کون
لوا بصلوة النفل و لا یدر کون لواب صلاة التراویح و فی رسالته مولانا صدر الدین الحکام
الکلبانی فی مسائل التراویح فان قلت ما نقول فی امام ختم فی التراویح ثم شرع فی الختم ثانیاً بل یجوز
الاقتداء لمن لم یسمع الختم و لو اقتدی به بل یكون هذا الختم محسوبا قلت كانت هذه المسألة و لزم
فی مجلس اساتذة الدیلمی زبانا طویلاً فقال بعضهم لا یجوز لانه بناء بالقوی علی الضعیف و انما الترو
المقتدی سنة مؤكدة و لم یبق فی حق الامام سنة مؤكدة بل صار فی حقهم طوعاً و نسیاً
بما لا یستوی قاسوه علی اقتداء بغيره من المنفصل و قال بعضهم یجوز و قد روی ببعض اهل العلم من کثر
الاقتداء و یصل ام قوامی التراویح و ختم فیها ثم ام قواماً آخرین له و ابلفضایه و لم یسمع لواب الختم
و هذا الکتاب غیر مشهور بین العلماء و فلا یوق به مع انه لا یفهم منه سقوط سنة الختم استثنی و یقولانی
اگرچه تراویح از دهنه مقتدیان ساقط خواهد شد چه در سنت تراویح امام و مقتدی هر دو
برابر اند لیکن در سقوط ختم اشکالی است چه فقها و اباب اقتدای ضعیف نماز امام را اگر چه
برو یکسان باشد بالغ اقتدای نویسنده چنانچه در مختار و غیره مذکور است لما اقتداء بالمتابع
بالمعظم صحیح فی الوقت و یم لا بعده فی ما یتغیر لانه اقتداء بالمتفرض بالمتفعل فی حق التبعة و اقتداء

لما اذبا قاصتها وليعاقب على تركها لانه لا يخادما ان تكون طريقة للرسول او طريقة للصحابة وكل واحد
 من الطريقتين امرنا باحيائها ونهينا عن ايهما انتهى وعلمنا من نصيب الدين وشرح وقايه في آية
 السنة الطريقة المسلوكة في الدين بلا وجوب ولا افراط وفسر بعضهم ما واطب مع الترك احياء
 وذكر في المحيط الشئ سنتان سنة النبي صلى الله عليه وسلم وسنة اصحابه سنة الرسول هي الطريقة
 التي واطب عليها كرمي الفجر وسنة الصحابة الطريقة التي واطبوا عليها انتهى وطحاوي در شرح
 مراقي الفلاح في آية السنة عند الحنفية ما فعله النبي صلى الله عليه وسلم او صحبه بعده قال في السيرة
 ما فعله النبي لو واحد من اصحابه فان سنة اصحابه امر عليه السلام بايها يقول عليكم بسنتي وسنة
 اخفاء الراشدين وقوله اصحابي كالجموع ياتهم يا قوم اقتحموا بينهم انتهى علامه ع العسيرة في تجاري
 صاحب كشف تحقيق منتخب حسامي في آية ذكر اليا ليس الحكم السنة فهو ان كل فعل واطب عليه
 رسول الله عليه السلام مثل التشهد في الصلوات والسنن الرواتب يندب الى تحصيله ولا يلام على تركه
 مع حقوق اتمه يبر وكل فعل لم يواظب عليه لم يترك في بعض الاحوال كالطهارة لكل صلاة وتكرار
 الغسل في اغضاء الوضوء والترتيب في الوضوء فانه يندب الى تحصيله ولا يلام على تركه الا الترخيع
 في رمضان فانه سنة الصحابة او لم يواظب عليها رسول الله صلى الله عليه وسلم واطب عليه الصحابة وهي مما يندب
 على تحصيله ولا يلام على تركه ولكنها دون ما واطب عليه الرسول فان سنة النبي اقوى من سنة الصحابة
 قال ابو اليسر في احداثنا واصحابنا لنافعي يقولون في سنة نقل واطب عليه الرسول فاما النقل
 الذي واطب عليه الصحابة فليس سنة وهي على ما علمنا منهم لا يرون اقوال الصحابة حجة فلا يرون
 اصحابهم ايضا سنة وعندها اقوالهم حجة فيكون انما علم سنة وفكر غير انه لا خلاف في ان السنة
 هي الطريقة المسلوكة في الدين سواء كان للنبي صلى الله عليه وسلم او لغيره من اعلام الدين ولكن بخلاف
 في ان اطلاق لفظ السنة يقع على سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم وسنة غيره على ما عرف انتهى
 وعلامه في كمال بلاغا در ايضاح فروع اصلاح في توصيف السنة ما واطب عليه النبي عليه الصلاة
 والسلام على وجه العبادة مع الترك في الجملة هذا هو المشهور في هذه المسطور في الكتب وفيه قصود
 لان ما واطب عليه خلفاء الراشدين ايضا من السنة لا يوجب الى ما قبل صاحب البداية في التواضع
 والاصح انها سنة للتواضع عليه خلفاء الراشدين والليل على انها سنة قوله عليه السلام عليكم

استی و سنته ائمه اراشدین من بعدی انتهى و همچنین است در تراجم الفوائد و غیره ازین عبارت
 صحت واضح شد که نزد محققین از ترک سنت خلفاء نیز استحقاق عتاب می شود و سنتی که موکده
 ایمان که بواجبیت نبوی می شود بواجبیت خلفاء نیز جواب سوال دوم بواجبیت نبوی
 که موجب سنت و موکدیت است بر دو قسم است یکی آنکه آنحضرت صلی الله علیه و سلم بارتحاب
 فعلی مداومت فرمایند مثل جماعت و سنن و راتب و غیره دوم آنکه آنحضرت بامری امر و ترغیب
 علی سبیل المداومت فرمایند یعنی آنکه اذان را جمله علماء و غیره قرائت می فرمودند و می نویسند
 او بود آنکه خود آنحضرت بیست و یک بار هم اذان گفتند چه جای آنکه بواجبیت بران کرده باشند
 و همچنین بواجبیت خلفاء هم بر دو قسم است یکی بواجبیت فعلی و دوم بواجبیت امری تشریعی که هر
 ازین چار قسم مستوجب ملامت عتاب بر تارک میشود چنانچه از تشریح بحواله علوم در شرح تحریر
 واضح است و جمهور اصولیین اگر چه تصریح این امر نکرده اند مگر انکشاف ایشان بموضع حدیث
 این تفصیل مفهوم میشود بعد تمهید این امر باید دانست که در باب بواجبیت ارتکابی خلفاء
 برست رکعت تراویح حدیثی تصریح یافته نشد لیکن طائفه منغیره فقهاء و اصولیین تصریح بران
 کرده اند حتی که ابن الهمام نیز در شرح قول صاحب هدایه و الاصح انها سنتها بواجبیت ائمه اراشدین
 بنویسند تنفیذ علیهم السلام و هم بل عمر و عثمان و علی انتهى و در جائی دیگر بنویسند من ابی بکر
 ان الکتاب را فی بیتین مع مراعات سنته القراءه ایصا لیهما فی بیتین تقوله علیه السلام بالصلوة و
 بیو کلمه و جوابان قیام رمضان مستثنی من ذلک لما تقدم من فعله علیه السلام و العذر فی ترکہ و
 فعل ائمه اراشدین انتهى اما بواجبیت تشریعی خلفاء برست رکعت پس از روایات عدیده
 ثابت است و کاین قدر برای بودن این مقدار سنت موکده و استحقاق ملامت از ترک آن کافی است
 و روی البیهقی فی کتاب المعرفة عن السائب بن زید قال کنا نقوم فی زمان عمر بثلثین رکعة و الترتیب
 و روی مالک عن زید بن رومان قال کان الناس یقومون فی رمضان فی زمان عمر بثلثین رکعة و الترتیب
 رکعة و روی البیهقی بسند صحیح انهم کانوا یقیمون علی عهد عمر بثلثین رکعة و علی عهد عثمان و علی
 مثله و روی اصحاب السنن عن عبد الرحمن قال فرجیت مع عمر فی رمضان الی المسجد فاذا الناس
 یزراع متفرقون یصلی الرجل لنفسه و یصلی الرجل لغيره و یصلی الرجل لیسئل الله به و یصلی

سو بدعت سیئہ ہے ایسی کہ اس مقام خاص میں رفع یدین کرنا اور تکبیر کرنا حدیث شریفہ میں ثابت آیا نہ کیا نہ صحیح و درست نہ ہی یا نہیں و در صورت عدم صحت کے صورت مذکور میں رفع یدین کرنا اور تکبیر کرنا سنت مکرہ ہے یا واجب یا مستحب یا بیہودا توجروا
 ہوا **المصوب** تکبیر کرنا اور رفع یدین کرنا بوقت قنوت کے آخرت عملی اللہ علیہ السلام
 و سلم سے ثابت نہیں اور صاحب ہدایہ نے دلیل رفع یدین میں لکھا ہے کہ قولہ علیہ الصلوٰۃ
 والسلام لا ترفع الایدی الا فی سبع مواضع تکبیر الاقتراح و تکبیر القنوت و تکبیر العیدین و الاربع
 فی الحج علامہ بدر الدین عینی شرح ہدایہ میں احمد ذکر کر کے صحیح اس حدیث کے کھنڈن میں قال نظر الی
 روایاتہم بل تجد فیہا ذکر رفع الیدین عند القنوت و انما یؤیدہ نہ عن اصحابنا فی کتبہم منہم
 اتنی کلامہ فی باب صنفہ الصلوٰۃ و انما یؤیدہم لکن لکن لکن فی باب الصلوٰۃ انہیں
 فی الحدیث ذکر القنوت فی مارواد البخاری و البزار و الطبرانی و انما ذکر تکبیر الاقتراح وقع فی باب
 صنفہ الصلوٰۃ من المصنف و ہو غریب اتنی اور ملا معین اسناد البیہ بین کھنڈن قولہم
 وجوب التکبیر قبل قنوت الوتر انی لم اجدہ حدیثا مرفوعا فضلا عن ان اجدایہ بل علی استمرارہ
 عن النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم و اظہر علیہ حتی لا یجوز لقل بوجوبہ منہم و عندنا عمل یہ و اولیٰ
 علیہ من غیر ترک حسن الثن بالامام ابی حنیفہ و لکن لا اعتقد وجوبہ و قول ابی حنیفہ بوجوب
 رفع الیدین عند تکبیر القنوت لم یتثبت فی ذلک عندی اثر صحیح عن تابعی جلیل فضلا عن صحابی
 و فضلا عن فضل من حدیث صحیح و حالی فیہ کمال فی التکبیر اعملا و لا اعتقد وجوبہ کل ذلک لعل
 حسن ابی مع ابی حنیفہ بل ومع علماء ہند بہ انتہی لخصوص اس سے مفہوم ہوتا ہو کہ رفع یدین اور
 تکبیر حجابہ اور تابعین سے ہی ثابت نہیں حال انکہ امام محمد کتاب الآثار میں فرماتے ہیں عن
 ابی حنیفہ عن حماد عن ابراہیم الخفی ان القنوت فی الوتر واجب شہر رمضان وغیرہ قبل
 و انما اردت ان تفتت فکر انتہی اور غایۃ البیان میں ہے روى الطحاوی فی شرحہ الآثار و مسندا
 الی الخفی قال ترفع الایدی فی سبعة مواضع فی اقتراح الصلوٰۃ و فی التکبیر للقنوت فی الوتر و فی
 العیدین و عند استلام الحجر و علی الصفا و المروة و عرفات و عند المقایم عند البحرین و ذکرہ
 فی باب رفع الیدین عند رویۃ البیت اتنی اور عینی شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں نقل عن المنزی

انہ قال زاد ابو حنیفہ تکبیرہ فی القنوت لم یثبت فی السنۃ الاول علیہ قیاس و قال ابو نصر الاطع ہذا
 نظام مشقان ذلک روى عن علی و ابن عمر و البراء بن عازب و القیاس یدل علیہ ایضا و قال ابن
 قدامہ فی المغنی روى عن عمر رضی اللہ عنہ کان اذا فرغ من القراءة فی التوکیب انتہی اور ابن ہشیم علی غایتہ اشغلی
 شرح منیۃ المصلی میں لکھتے ہیں رفع تکبیر القنوت مروی عن عمر و علی و ابن مسعود و ابن عباس
 و ابن عمر و البراء بن عازب ذکرہ الاثر ثم و یجوز فی سنۃ الکبری اتی الیٰ اھل رفع یدین اور
 تکبیر وقت قنوت اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے ثابت نہیں مگر یہ گناہ بعض صحابہ
 اور بعض تابعین سے ثبوت اوسکا بموجب تحریر ابن قدامہ و عینی او علی وغیرہ کے ہوا
 بدعت سیئہ کس طرح ہوگی اس کے ثبوت و وجوب تکبیر و رفع کا جیسا کہ علماء حنفیہ لکھتے ہیں البتہ
 مشکل ہے کیونکہ کوئی دلیل وجوب کی نہیں ہے غایتہ ما فی الباب یہ ہے اگر یہ ثابت لے
 صحابہ اور تابعین کے تکبیر کے اور رفع یدین کے مثاب ہوگا اور اگر نہ کرے تو معاتب ہوگا
 واللہ اعلم بالصواب و عندہ حسن الثواب ثم رہ الربی عفو بہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی
 تجاوزا قد عن ذنبہ اکل و انحنی و حفظ عن موجبات الخی

۱۲۳

سبقتنا ما تو الحمد للہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کیا یہ ہذا مع تذکر ثواب دون عیدین میں
 طرہنا چاہیے یا کسی عید کی تخصیص ہے و صورت تخصیص کے او کی تفصیل کیلئے بنوا و اتوا
 بسند الکتاب تو حروا عند اللہ بخش المآب اور نماز ہذا مع تذکر ثواب یہ ہے سبقت بہت
 کہ چار رکعت از مضلی جدا شدہ بگذارو و در رکعت اول بعد از فاتحہ سبح اسمہ در دوم و اشھس
 و در سوم و اشھس و در چارم اخلاص بخواند گویا جمیع کتب الی قرأت خودہ و جمیع قیامی را سیرا خضر
 و مثل عمل آنروز اہل زمین یا در پنجہ سالہ گناہ او بخشیدہ شود ذکرہ ابن ابی حنیفہ مرفوعا عن
 سلمان الفارسی فی کتاب النور اور دہ الحافظ الصلاح فی عمل الیوم واللیلۃ و طحاوی از مسند
 آورده ہر کہ در چار رکعت سورہ علی و اشھس و اللیل و اشھس و سورہ اخلاص سہ بار بخواند
 عاودہ شود ثواب بقدر آنکہ روئیدہ است درین سال ۱۱ مفتاح الصلوٰۃ
ہو المصنوب حدیثی کہ از مفتاح الصلوٰۃ نقل شدہ موضوع و باطل است از عبارت
 و مضمون آن ہر عاقل میداند کہ اینچنین کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نخواہند فرمود

قالوا يا محمد بن علي ارجع في بيتك كيلا يطعن بظان انه يستكن في المضمرات انتهى والحمد لله
عز وجل والاحياء محمد بن عبد الله عفي عنه ١٢٥٩

اگر خوانده است قرات تا بین تکبیرات انتقال تسبیح تحمید و تسمیه یا بجز کرده است یا با خطا و کسی حدیث
 صحاح و غیره مشتمل بر کیفیات مذکوره مفصلاً مرویست باینکه اگر نسبت چه طور است و نه در حدیث
 و در کدام کتاب است و اقوالی هم بمحدثین و محدثین تحقیق درین مسئله بکدام پنج منقول است
سوال ثانی حدیث مرسل ابن ابی وادعه مذکور فی بحر الرائق و شرح المنهاج لابن حجر
 السیقلانی المحدثون التذکره علی ابن ابی رایتین تصلیان فقال اذا سجدت فاضرب بعضکم
 علی الارض فان المرأة لیست فی ذلک کالرجل انتهى سند این حدیث مرویست باینکه و اگر
 مرویست بکدام طریق مرویست و سندی که در مرسل ابی وادعه است تعدیل و توثیق روایه
 آن حدیث چه طور است و کدام کدام محدثین بعد از ایشان مفسرینند و این حدیث مختص
 عموم حدیث صلواتا را نمیتوانی اصلی شدن میتوانی باینکه و حدیث مرسل صحیح مخصوص عموم حدیث
 و اصول مرفوع صحیح میتوانی باینکه و اگر میتوانی بشد پس این تفسیر مختار کدام کدام علما و مجتهدین
 و محدثین است و حدیث مرسل اگر بطریق روایه بحول العدل مروی باشد و بطریق آخرین صلوات
 مروی باشد لیکن در آن هر دو یک راوی متروک حدیث باشد پس این حدیث مرسل بکدام
 موصول باشد باینکه و اگر حکما موصول شد پس مخصوص عموم حدیث مرفوع موصول شدن
 میتوانی باینکه و همیشه چیست و قائلش چیست اگر کسی در حالت رکوع پس ایستاده کرده در نماز
 داخل شد و رکوع کرد پس رکعت خود را یافت باینکه و اگر یافت پس اگر رکعت را در شمار
 نیاورد و گفت که بوجه بخواندن من سوره فاتحه را رکعت قابل شمار نمائید چون فرضیت آن
 رکعت بر من باقی ماند و ادا شد پس قول شخص موافق جمهور صحیح است باینکه
بوالصواب در بودن صوت زن متر اختلاف افتاده واقع است صاحب محیط بحث
 بدان و صاحب کتاب فی وقایع خان تصریح صوت المرأة غیبه کرده و عدم جواز اذان زن را باینکه او
 و صاحب بحر و اشباه و صاحب نه در مختار نیز هیچ اینکه آواز زن ستر نیست کرده اند و در لوازل
 ابواللیث است لغیر المرأة عورة صاحب فتح القدیری نویسد علی هذا فلو قیل بانها اذا هت
 بالقرآن فی الصلوة فقد صلوة کان نماز حق درین باب آنست که مطلق آواز و ستر نیست
 البتة رفع صوت مع تطایط و غیره سترست شریکالی و در رائق الفلاح شرح نور الاضلاع صلی

مطلق صوت زن ستر نیست

عقود به القوی الی احکامات محمد عبید الحی تجاوز الله عن ذنبه لکلی و انحنی ^{موجب علی}
۱۳۶ ^{الاحکامات} **فتاوی** میفرمایند علماء دین و مفتیان شرع عتین درین مسائل اول آنکه قیام امر
در محراب بطوری که در کتب فقهیه مذکور است سنت است یا استحباب یا مباح زیرا که در اکثر کتب معتبره
بلفظ لا بأس گفته اند و در تاتارخانیه به نقل شامی سنت فرموده دوم آنکه احلیت محاربات
در مسجد واحد جائز است یا نه در تاتارخانیه و جامع الرموز و صلوة مسعودی و در مختار و عاقل
و غیره خبری آورده اند که نصب محاربات از صحابه و تابعین رضی الله عنهم صادر نشده و در خدای القلوب
و سقر السعادت آورده که در زبان آنحضرت صلی الله علیه و سلم محاربات نه بودند و در فتح القدر
و کبیری باین لفظ آورده خانه یمنی فی المساجد الحارسات من لدن رسول الله صلی الله علیه و سلم
و علم تبیین کان استه ان یقدم فی محاذات ذاکل لکن و در المختار فی ذیل قوله فوق بیت
آه آورده ای وضع اعد السنن و التواقل بان یخذه محراب و یقف و یطیب لک امر صلی الله
علیه و سلم فمذا مندوب و در غرائب آورده و به امر البتیه صلی الله علیه و سلم اصحابه یخذوا فی منازلهم
محاربات لصلاتهم آنجا معلوم میگردد که در بعضی حضرت نیز محاربات بوده اند پس بعد از تحقیق فیه
و تفتیش بلیغ بروایات کتب ظاهره الروایة مع ادایه شروح آنها میباید اوجیه رواه
یو المصوب عبارات فقها در باب محاربات مختلف اند بعضی از آنها دال بر آن اند
که وجود آنها در عصر نبوی بوده و بعضی بر آن طائل اند که بنای محاربات محاش است و آنچه در این کتاب
و اخرج یثرب و این است که حدوث محاربات بطوریکه مروج اند و عهد نبوی نه بوده بلکه اصل آن از
انصاری است و آنحضرت صلی الله علیه و سلم از آن منع فرموده و حدوث آنها در عهد تابعین گشته
و از جمعی از صحابه بر آن انکار رفته علامه جلال الدین سیوطی در تفسیر درمنثور و رای که میفناد به الملائکه
و هو قائم یجعل فی المحراب ینویسند اخرج الطبرانی و البیهقی فی سننه عن ابن عمر ان البتیه صلی الله علیه
و سلم قال اقوا هذه المذاهب یعنی المحاربات و اخرج ابن ابی شیبته فی المصنف عن موسی ابی بختی قال قال
رسول الله لا تزال امتی بخیر ما لم یخذوا فی مساجدهم مذابح النصارى و اخرج ابن ابی شیبته
فی المصنف عن ابی سعید قال اقوا هذه المحاربات و اخرج ابن ابی شیبته عن سعید بن ابی ریحان
قال کان محراب محمد صلی الله علیه و سلم من اثرا طابا عند ان یخذ المذابح فی بعض العیال

در شبها نخلستان کوی بر سر راه کوی محمد صمدی ساکن در خیابان و مسجد جامع و در خارج مسجد و در کوی

و اخرج ابن ابی شیبہ عن ابی ذر قال ان من اشراط الساعة ان تحت المذبح فی المساجد و اخرج
 عن یحییٰ بن کثیر انه ذکره المذبح فی المسجد انتهى و نیز سیوطی در کتاب الوسائل بمعرفة الاول فی أولین
 اول من احدث المحراب المجوف عمر بن عبد العزيز بنی المسجد النبوی ذکره الواقدي عن محمد
 بن یحییٰ بن اثنی و نیز سیوطی در رساله خود اعلام الارباب بحدوث يدعة المحراب نوشته ان
 قوما خفي عليهم كون المحراب فی المساجد بدعة و ظنوا انه كان فی مسجد النبی صلی الله علیه و سلم
 فی زمنه و لم یکن قط فی زمانه و لا فی زمان الخلفاء فمن اجدهم الی المائة الاولى و انما حدثت فی
 اول المائة الثانية مع ورود الحديث بالنی عن اتخاذہ و انه من ثمان الكنائس و ان اتخاذہ
 فی اجد من اشراط الساعة انتهى پس سیوطی در ان رساله ذکر اخبار و آثار مع ذکر سنت آنها و ثبوت
 روایات کرده بخلاف آن همان اخبار اند که از روشد منقولند و بخلاف آن قول بن مسعود انما كانت
 المحاریر لکنائس فلا تشبهوا بالکنائس یعنی انه ذکره الصلوة فی الطاق اخرجه البزار فی مسنده
 بر سبب ثقات و دیگر گاه حال احداث محراب معلوم شده پس در مسجد واحد احداث محراب تقدیر
 بحدیسی بتکرار جماعت با ضرورت است بدرجه اولی ناجائز خواهد شد و لهذا میگردد در حدیثین
 شریفین تعدد محاریر مفسده علماء بآن زمان منع کردند لیکن سلاطین ما نعت شان را بخيال
 نشاوردند بآقاقرآگاه در رساله خود ایقاظ النیام می نویسند در سلف صالح تکرار جماعت
 وحدوث محاریر و آنکه در چهار جهت کعبه در سیده و نیست این تکرار را از حوادث زمان
 و لو انی بدوران وحدوثها این محاریر در یک مظهر در ششصد و شصت و شصت و سی سال است
 و حدوث جماعت ثانیه در یک مکره در ششصد و شصت و شصت و شصت سال و حدوث محراب
 ثانیا آن این شبکه متعدد و چهل سال بوقوع پیوست هر چند علمای آن زمان مساعی نمایان
 در منع آن کار فرمودند و نیز نشد فکان قدرا مقدورا پس در ظنون و اوها م عوام این خیال خام
 با حکام یافت که از بیت معروفه که اهل حرمین آنرا میستند کرده اند انتهى و چون ثابت شد
 که تعدد محاریر بلکه نفس احداث آن در عصر نبوی و عصر صحابه نبوده لاجرم قیام در آن سنت
 نخواهد بود و بدین جهت اکثر فقهاء آنرا بلفظ لا باس که اشارت بترک اولی می سازد ترقیم فرموده اند
 البته اشیا را امام و تقدیر بر بنا بر صفوف و قیام مشن مجازات و وسط صفوف سنت است که آنرا

یستحق قطع السجدة عند الشافعی ہونوع السجدة لان السامع ليس يتابع للتالي
فانما يتابع في يلزمه العمل بالاطاعة لا فيكون يتبع في بناء عليه يجب مقتدى خفي في آيت سجدة
سجدتي امام شافعی سے نئی سجدة اور سجدہ واجب ہو گیا نہ امام پر جبکہ کہ سجدہ ثانیہ میں حج کے
امر بالعكس ہے لیکن اس پر واجب کے مقتدی کے ادا کر کے کوئی صورت نہیں ہے
نہ تارین اور نہ خارج غار لیکن تارین پس اسوجہ سے کہ کمال لغت لازم آتی ہے مقتدی
مستأنفست امام کی ضرورت ہے اسوجہ سے جب امام خفی ہو اور وہ اور وہ وجوب سجدة
اس پر اور اس کے مقتدی پر کسی وجہ سے سجدة نہ کرے مقتدی کو بھی لازم ہے کہ سجدة نہ کرے
پس جب امام شافعی کہہ دے سجدة واجب نہیں ہو اسوجہ سے کہ مقتدی حالت اقتدار میں
بدریکہ اولی سجدة نہیں کر سکتا غلبہ مستحکم نہیں ہے لولم یسجد الا امام لا یسجدون سمعنا
الامام بعد بالمتابعة وعدم المتابعة فتاویٰ اور بھی اور میں سمعنا انما الزند و نسی غلبہ اشياء
والمصلحة علی الامام لا یصلحها القوم القنوت و تکلیف السجدة و القعدة الاولى و نحو التلاوة
و سجود السهو انتی اور بھی اور میں ہے الاصل فیہ وجوب متابعت الامام فی الواجبات فعمل
و کذا لانه کان کانت فعلية او قولية يلزم من قطع المتابعة في الفعل ان يترك او لیکن خارج نماز
پس اسوجہ سے کہ جو سجدة تلاوت و صلاتیہ ہو وہ خارج نماز کے احکام میں ہو سکتا ہے اگرچہ
ہو و لم یفعل الصلوة خارجا لان سجدة التلاوة فی الصلوة افضل من غیر الصلوة ادا کرنا خارج
الصلوة لان کمال التلاوی یا ناقص انتی اور وہ نماز میں کرنا یا نہ کرنا مستحب اولیٰ
نکود و متابعت الامام یعنی فی الجہت فیه لا فی المظهر و سجود و سجدہ کثرت بخلاف
اور پڑھنا کہ سجدة و سجدہ صلا و کما یجوز فیہ وجوب اگر عبادت و احوال المراد بالجمہد فیہ
انہ ان یسجد علی بدل من غیر عبادت و کما یجوز فیہ وجوب عبادت و کما یجوز فیہ وجوب
یسجد من غیر عبادت امام شافعی کی ضرورت ہے جبکہ کہ سجدہ ثانیہ میں حج کے
امام کی ضرورت ہے عبادتی و غیر عبادتی میں سجدہ ثانیہ میں حج کے
متابع الامام یعنی امام کے بعد سجدہ ثانیہ میں حج کے
و عبادت و کما یجوز فیہ وجوب عبادت و کما یجوز فیہ وجوب عبادت

امام کے پس بالضرورت یہ سجدہ مقتضی سے ساقط ہو جائیگا باقی رہا ادا ہونا اوسکا ضمن میں رکوع
 یا سجود نماز کے پس نزدیک خفیہ کے سجدہ تلاوت رکوع میں ساتھ نیت کے اور سجود میں بدون
 نیت کے اور بعض کے نزدیک بشرط نیت کے ادا ہو جائیگا بشرطیکہ رکوع اور سجود بعد
 قرأت آیت سجدہ کے فی الفور ہو اور فصل بمقدار چار آیت یا تین آیت علی الاختلاف تو
 بحر الکی میں ہے تو ہم کہ حتی طالت القراءة لم یجز ان لو اہ عن اسجدہ وکذا السجدۃ الصلاۃ
 لا ینوب عنها اذا طالت القراءة واذالم تطل القراءة لا یحتاج الکرع واسجد فی اقامتها
 عن سجود التلاوة الى النية ومن المشايخ من قال یحتاج الى النية واكثر المشايخ لم یقدر واطول
 القراءة ثلثه وبعضهم قالوا ان قراءة آیت او آیتین لم تطل وان قرأ ثلاثا طالت والظاهر ان
 الثلث لا یهدم الفور انتہی بلخصا اور بھی اوسمیں شرح قول کنز ولم یقض الصلاۃ فیہما میں
 محل سقوطہا اما اذا لم یرکع لصلواتہ ولم یسجد صلاۃ فیہا اما اذا رکع او سجد صلاۃ فیہا فانه ینوب عنها
 اذا کان علی الفور انتہی اور در مختار میں ہے لو نوا بالامام فی رکوعہ ولم ینو بالمؤتم لم یجزہ وسجد
 اذ لم الامام ویسجد الفعدة ولو ترکها فسدت صلاتہ کذا فی القنیۃ ویبغی عملہ علی الجہتہ لعم لورکع
 وسجد لہما فوراً ناپ بلانیۃ انتہی اور حواشی طحاوی میں ہے قوله لعم استدراک علی قوله لم یجز
 یعنی ان عدم الاجزاء للمؤتم فیما اذا نوا بالامام فی الركوع اما اذا لم ینو فیہما ان لو اہ فی السجود او
 لم ینو اصلا فلا شیء علی المؤتم لو اہ او لم ینو ہاشی انتہی اور رد المحتار میں ہے قوله لعم لورکع وسجد لہما
 ای للصلوة فوراً وان لم ینو والظاهر ان المقصود بهذا الاستدراک التنبیہ علی انه ینبغی للامام
 ان لا ینو بہما فی الركوع لانه اذا لم ینو ہما فی الركوع ونوا ہما فی السجود او لم ینو ہما اصلا لا شیء علی المؤتم
 لان السجود هو الاصل فیہما انتہی ان عبارات سے یہ معلوم ہوا کہ اگر امام فی الفور بغیر فصل طویل
 رکوع وسجدہ صلاۃ کرے اور نیت ادا کرکے وسجدہ کی کرے نہ سجدہ تلاوت کی اس صورت
 بھی مقتدیوں سے ضمن سجدہ صلاۃ میں نیت کرے یا نہ کرے سجدہ تلاوت ادا ہو جاوے گا
 بنہ علیہ امام شافعی کو یہ ہے کہ بعد قرأت آیت سجدہ صلوٰۃ کے دو تین آیت بڑھ کے رکوع
 اور سجدہ تازیہ دون نیت سجدہ تلاوت کرے تا مقتدیوں سے سجدہ تلاوت خود بخود ادا ہو جائے
 کیونکہ اگر نیت سجدہ تلاوت کی کر لیا تو اس کے نزدیک موافق مناد ہو گا اور اگر بعد فصل طویل

راوی و محدث و کاتب مقتدی خفی سے سجدہ تلاوت فوت ہو جاوے گا اور اس صورت میں کہ بعد
 رو تین آیتیں رکوع اور سجدہ کرے نہ قصد سجدہ تلاوت بلکہ قصد اتہام کہ کسی مذہب و ایک
 نقصان ہوگا جواب سوال موسم تراویح دو امام سے بھی پڑھا اور دست سے بیجا انشاؤں
 قاضیان وغیرہ میں صحیح ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ ایک ایک رکوع کے بعد دو رکعتیں
 فتاویٰ قاضی بن قاضی خفی میں ہے اور اصل الترویج الواحدة الامان کل واحد متابعیہ
 متلفہ اشناج فیہ قال بعضہ لا یاسی بوجہ صحیح لہ لا یحب ذلک و لکن کل ترویجیہ و سبب الامور
 و علیہ عمل الہل الاخرین و غیرہم و بکون تبدیل الی امام غیرہ الا انظر لانتہی و طایفہ اگر کسی
 رسالہ ایقاع النیام فی الثقل و قلہ کل امام میں لکھتے ہیں در فتوح الجواہر و در وہ و لکن
 اس سستی سے اس وجہ مشارفت ترویج کل امام بن علی اور اعتقاد امامیہ نظر سے لکھا
 تلاوت منقطع شود و نماز انتہی اور بھی اوس میں ہے قولی شہدہ تہنہ لہ ما ہی رد قول ابن قاسم ہرگز
 بحال ان میں خفی دارد کہ ہرگز اسامی و مجال متعذر شود اگر امام خفی ان را عمل و از وی متعذر
 و شافعی از اقتلای او منع نہ کرد و انتہی ان دونوں عبارتوں سے معلوم ہوا کہ اگر کسی ترویجیہ
 صدارت کے امام خفی کیا جاوے تو بہتر ہے کہ تراویح کے اذان میں شہل و گارہ سجدہ کی سنتوں
 ادا ہو جاوے گا اور شافعی کی نماز و اقتلای بھی کچھ متعذر ہوگا اور یہ خیال کہ اگر امامیہ ترویجیہ
 امامت ہے قبیل و ساوس سے ہے و اللہ اعلم خزیرہ انرا ہی عفو رہ القوی اور ان کے منادات

محمد عبیدی تاج اور اسد عن ذمہ لکھی و انتہی

۱۵۴ مفتا کیا فرماتے ہیں امامی دین اس مسئلہ میں کہ مثلاً ایک مسجد میں ایک
 مسجد میں ابراہیم دوس روز کے ختم تراویح ساتھ ایک قوم کے پڑھا بعد ازاں دافرا ہو
 نے دوسری مسجد میں ساتھ دوسری قوم یعنی مقتدی کے ختم تراویح پڑھا تو آیا تراویح مسنت
 بختم مذکورہ واسطے اوان قہوان کے ادا ہوئی یا نہیں و جواب ہاویہ یا نہیں بنیاد و جہد
 ہو اہم مصوب ادا ہوگی شرانہ الروایات میں ہے قدر وی بعض اہل العلم میں کہ
 الفتاویٰ ردل ام قومانی التراویح و ختم فیما تم اتم قوما آخرین لہ تو اب الفسیہ و علم و اب
 خفی و تقدیم حوزہ الراہی عفو رہ القوی ابی احسانات محمد عبیدی تاج اور اسد عن ذمہ لکھی و انتہی

ہو المصوب لا شک فی صحۃ الاحادیث فی ویدت بالمتنع عن الصلوٰۃ بعد طلوع
 شمس علی طلوع الشمس بعد العصر حتی لغرب من التطوعات علی ما فی الصحیحین وغیرہما وکذا لا یستعمل
 فی کوننا حدیث الدال علی جوازہا بعد العصر بعد صلوٰۃ الفجر قبل طلوع الشمس تاہم الا ان
 بعضنا لما اختلفوا فی الاصول ان انہیں مانع والحریم اذا تعارضتا یقدم المحرم وان
 نقول مقدم علی الفعل والتفہیر حکموا ہما بالمتنع عملاً باحادیث النبی العلمۃ القویۃ المحترمۃ
 ولذا قال العینی فی البیانۃ شرح البدایۃ بعد ذکر المتعارضین ان الممنوع مانع وانما اذا تعارضتا
 جعل الحاضر متاخراً وقد ورد النبی فی کثیر من الاحادیث اتقی والتواضع خیرہ المراجی
 عفویہ القوی لو احسنات محمد عبداً لکی تجاؤر الله عن ذنبہ الجلی واخفی ۵

فقہاً کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں
 تعریف مصر کی کیا ہے اگر یہ ہے کہ او سجدہ کے رہنے والوں سے اکبر مساجد بجا
 تو رہنے والوں میں بعض لوگ ایسے ہیں کہ اون پر جمعہ واجب نہیں مثل عجمی اور مرآۃ اور عجمی
 اور کافر وغیرہ کے ان لوگوں کا اعتبار ہو گیا یا نہیں بنیوا تفصیل بحوالہ الکتاب فی جواز اس قدر تحلیل نعم التوا
 ہو المصوب مصر کی تعریف میں فقہاء کا اختلاف واقع ہے اور مختار اکثر فقہاء اور مفتی یہ
 ہے کہ ایک جمہور متاخرین کی تعریف مصر میں ہی ہے کہ او سجدہ کے رہنے والوں کو اکبر مساجد
 او سجدہ کے کافی نہوا اور مراد ان لوگوں سے وہ لوگ ہیں جو جمعہ فرض ہے اور عجمی
 اور کافر وغیرہ جو مکلف جمعہ کے ساتھ نہیں ہیں خارج از بحث ہیں یہ ہندی شیعہ
 مختصر وقایہ میں لکھتے والے الیوم اکبر مساجد ہلہ مصر و ہذا التفسیر مروی عن ابی یوسف

والمراد بالہلہ النہدین حبیب علیہم السلام وجمعہ ایضا کل موضع فیہا من عشرة الف رجل وعنہ
 ایضا ان کل موضع لہ امیر وقاض بنفذ الاحکام و یقیم الحدود و ہوا اختیار الکرمی کذا فی المسند
 ثم الظاہر ان المراد بالاکبر المساجد ہوا مسجد جامع لکن فی الخزانۃ ان حسن ما یمل فی الباب
 انہما ذکر انوا بحال ہوا جمعوا فی اکبر مساجد ہم لا یسمیہم حتی احتاجوا الی بناء مسجد جامع فہذا
 صرح فی ان المراد بالاکبر المساجد غیر المسجد الجامع وقد صرح فی فتاوی الزاہدی من ان المراد
 بالاکبر مساجد اکبر المساجد للصلوات خمس وقال بعضهم ہوان یعیش کل محترف بحر مشہر

من سنتہ الی سنتہ من غیر ان محتاج الی حرقہ آخری وقال بعضهم ہوان یون کمال لو قصدہم
 حد ویکلہم دفعہ وقال بعضهم ہوان یولد فیہ کل یوم ویوت فیہ انسان وقال بعضهم ہوان
 لا یعرف عددا بلہ الا بکلفہ وشفقہ اتی لمصا اور تنویر الابصار اور در مختار میں ہی ہوا لا یح
 البر مساجدہ ابلہ المکلفین بہا وعلیہ فتویٰ اکثر الفقہاء المجتبیٰ اتی رد المحتار میں ہے قولہ المکلفین
 بہا احتراز بہ عن صحایہ الاحرار مثل المسار والصدیان والمسافرین عن القسستانی قولہ
 فتویٰ اکثر الفقہاء وقال ابو شجاع ہذا حسن ثبیل فیہ ولی الاولوایحیہ ویتوہج بکرم علیہ مشی
 فی الوقایہ وعن المختار وشرعہ وقد مر فی متن الدر علی القول لا شر وظاہرہ ترجمہ وایدہ
 صدر الشریعہ بقولہ تطہر التوائی فی احکام الشرع سمانی اقامۃ الحارود فی الامصار انتہ
 اور بکرا لکی میں ہے فی المجتبیٰ عن ابی یوسف انه اذا اجمعوا فی الکبر مساجدہم لہ صلوٰات
 الخمس لم یسبح علیہ فتویٰ اکثر الفقہاء وقال ابو شجاع ہذا حسن باقیل اتی والدہ علم
 حررہ الرازی عفو بہ القہری ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوزا عن قتیبہ بنی وبنی ابو شجاع
 استفتا کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں
 کہ زید بنی زوجہ کو حکم دہی ہمارا بیگانہ کرتا ہے زوجہ بھی نماز نہیں پڑھتی ہے اور کبھی قصدا
 قصدا کرتی ہے اسوجہ سے زید منکوحہ مذکور سے ناراض رہتا ہے اس صورت میں شرع میں
 کیا حکم کرتی ہے آیا زید اس سے بھڑائی ترک کرے یا تنہا اس سے مائے طلاق دیوے
 بنیوایا التفصیل بحوالہ الکتاب توجروا من اللہ بکلیل نعم الثواب

ہو المصوب اگر وہ عورت نصیحت زبانی نہیں مانتی ہے اور نہ تنبیہ اور زجر کے
 بھڑائی ترک کرے اور تنبیہا اور سکومار نہ بھی درست ہے مگر نہ اسطرح پر کہ اوکو زائد تکلیف ہو
 اور طلاق بدینا ہی درست ہے مگر ضروری نہیں اور اگر وہ عورت کسی طرح سے نہ ملے اور کو
 اپنی زوجیت میں باقی رکھنا منوع نہیں ہے کیونکہ وہ شوہر کا بوجہ نصیحت کے پاک ہوگا
 عدم قول نصیحت کا وبل اس عودت پر شوہر کا شاہد میں ہے للزوج ان یضرب وجہ علی ترک
 الزنیۃ ای طلبہا وعلی عدم ایابتہا الی فراشہ وہی طاہرہ من الخیض والنفس وعلی خروجہا من منزلہ
 نہ تعلق ترک النکاح فی روایۃ حموی حواشی شہادہ میں کہتے ہیں قولہ علی ترک النکاح

فی ردایہ شہی علیہ فی اکثر تبعاً للثبوتین و فی النہایت تبعاً لما فی احکامہ لانہ لا یجوز لہ الا ان المنفعۃ
لا تعوہ الیہ بل لہا انتہی اور خزانہ الروایۃ میں ہے فی الخانیۃ لہ ان یضربہا علی اربعۃ منہا ترک
الزنیۃ اذا اراد الزوج الزنیۃ والقانیۃ ترک غسل من حیض والنفاس وایضا بیہ واثالثۃ ترک
الصلوۃ والراۃ الخروج من منزله بغير اذنہ بعد انباء المہر و فی القنیۃ لہ امرۃ فاسقۃ لا تقرب
بالزجر لا یجب علیہ تطلیقہا و فی الخانیۃ رجل لہ امرۃ لا تصلی کان لہ ان یطلق انتہی واثالثہ علم
خبرہ الراجح عفویہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تاج اور اللہ عن ذنیہ ابلی و بھمی ابو الحسنات

۱۵۸ **مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین پس مسئلہ میں کہ
ایک قصیدین نماز جمعہ کی ایک مسجد میں جماعت کثیرہ ہوتی تھی اور ان عازروں میں بعض
بعض شخص آئین باجمہور رفع یدین کرنے والے تھے اور یسویں سے اسکا جھگڑا تھا اتفاقاً
ایک جاہل نے عین نماز میں آئین باجمہور کرنے والی کو مارا تو اس صورت میں اس مسجد میں
اذن عام ہے یا نہیں اور حال یہ کہ امام نے کسی کو منع نہیں کیا کہ تم یہاں نماز نہ پڑھو اور
بسیب مایپیٹ کے عالم آئین باجمہور کے یہ فرماتے ہیں کہ اس مسجد میں نماز جمعہ کی نہیں ہو
اور اس مایپیٹ کو بسیب عدم اذن عام قرار دیتے ہیں تو اس صورت میں کیا حکم ہے
آیا نماز جمعہ کی اس مسجد میں ہوتی ہے یا نہیں بنو التوروا

ہو المنصوب آئین باجمہور کرنے والی کو کس نے ایک فعل موافق احادیث صحیحہ اور
مطابق ایک جماعت المہ مجتہدین و محدثین کے کیا ماننا حرام ہے یا نہیں والا قابل مواخذہ
ہے لیکن صرف اس قدر سے اذن عام میں تشکیک نہیں ہوتا اگر مسجد میں آنے سے جمعہ کے روز
نماز کو نہ مانعت کیا ہو وہ یالثالثہ علم خبرہ الراجح عفویہ القوی ابو الحسنات

۱۵۹ **مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین کہ ایک قصیدین چند
اشخاص آئین باجمہور کرتے ہیں اور نہ کثرت و کثرت کو بھلا کر آئین باجمہور بعض جاہل آئین
باجمہور کرنے والے کو کھینچ کر لے کر فرماتے ہیں کہ یہاں نماز مانع ہے کہ ایک جاہل نے آئین
باجمہور رفع یدین والی کو مارا اور تشکیک کے بہتے تھا اور یہاں سے کل فساد دفع ہوا

تو اس صورت میں وہ مارنے والا گنہگار ہو گا یا نہیں بیوا تو جروا

ہو المصوب بزرگنا آئین با بھر کہنے والی کو اور سنا آئین با بھر کہنے والی کو یہ دونوں گنہگار

ہوئے دونوں پر تو یہ لازم ہو گا کہ اختلاف الامتہ رحمۃ اللہ علیہم علی شیعہ احمدیہ کا نام نہ

کان تقربہ واللہ اعلم حررہ الہی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تاجدار اللہ عن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

۱۵۵ مفتا کیا فرماتے ہیں علمای دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعد نماز

وتر کے یہ جو دو سجدے اکثر لوگ کرتے ہیں اور اوس میں تسبیح قدوس پہنا اور رب الملائک

والروح پڑھتے ہیں اسکی نسبت کیا حکم ہو آیا مکروہ ہی یا مباح اور وہ جو اسکی فضیلت

بعض کتب فقہ میں ایک حدیث بروایت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مذکور ہے وہ حدیث

مزدیک محققین محدثین صحیح ہے یا موضوع بیوا تو جروا

ہو المصوب یہ دو سجدے بعد وتر کے بے اصل ہیں اور حدیث فاطمہ جو ضعیف ہے

موضوع ہے در مختار میں مرقوم ہے سجدۃ الشکر مستحبہ ہفتی لکھنا مکروہ بعد الصلوۃ لان بھلہ

یعتقدو نہاسنہ او واجبہ کل مباح یودی الیہ لمکروہ انتہی اور رو المختار میں ہے قال

فی شرح المنیۃ واما ما ذکر فی المصنعات ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمۃ ما کومن والامونۃ

یسجد سجدتین الی آخرہ فحدیث موضوع باطل الاصل انتہی لخصا اور بھی اوس میں ہے قال

فی شرح المنیۃ عن شروہ القدوی الابرہدی ما یفعل عقیب الصلوۃ فملوہ لان ابھال

یعتقدو نہاسنہ او واجبہ کل مباح یودی الیہ لمکروہ انتہی واللہ اعلم حررہ الہی

عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تاجدار اللہ عن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

۱۵۶ مفتا کیا فرماتے ہیں علمای دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں

کہ ایک شہر میں لوگوں نے ۲۹ ذیقعدہ کو چاند بقرعید کا دیکھنا شروع کیا اور مطلع بھی

صاف تھا اس شہر والوں کو نہ دکھائی دیا اور اس شہر میں دوسرے شہر کے دو شخص

آئے اور نہایت ثقہ اور پرہیزگار تھے اون دونوں نے شہادۃ ایک مفتی کے پاس

بیان کیا کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے چاند دیکھا ہے بتاریخ ۲۹ ذیقعدہ کو فلان شہر میں بعد

ادای شہادت کے ایک کا یہ بیان ہے کہ چھ فلان شہر میں ایک مکان دو محلے پر

ماہنامہ احکام اسلام لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نماز پر بھی اور وہاں قریب سو آدمیوں سے نمازی جمع ہوتے ہیں۔ جہوں نے
 چاند لکھا اور دوسرے کا یہ بیان ہے کہ ہم ایک میدان میں ساتھ کئی ہزار آدمیوں کے
 بل سے اتر کے چلے جاتے تھے عین مغرب کے وقت ہم سبھوں نے اپنی انگلیوں سے
 بالاتفاق دیکھا بعد اس شہادت کے ایک دوسرے قصبہ سے خطہ آئی آیا اور میں بھی
 لکھا تھا کہ یہاں چاند ۲۹ ذیقعدہ کو بہت لوگوں نے دیکھا ہے فلان روز بحساب وہ
 نماز ہوگی اور علاوہ اسکے چند حکیموں سے اور بھی خبر آئی بنا علیہ ہر مفتی مذکور نے گواہی لکھا
 مذکورہ کی قبول کی کیونکہ اکثر قرائن سے مفتی مذکور کو یقین کامل ہوا کہ بیضک بتاریخ ۲۹
 چاند لکھا گیا یہاں کے لوگوں کا قصور ہے کہ بتوجہ نہ لکھا بمقتضای عبارت فتاویٰ
 قاضیخان کے جو یہ لکھا ہے عن ابی حنیفہ فی نوادر الشہادۃ علی الہلال الاصحی استہادۃ علیہ السلام
 فی رمضان لما یثقل بہ امر دینی وہو ظہر وقتہ لایحییٰ گواہی کو قبول کر کے فتویٰ نماز تقریباً
 بحساب ۲۹ کے دیا اور نماز بھی پڑھی گئی اور بعد نماز کے بذریعہ تاریکی کے جہاں چاند
 چاند لکھا تھا خبر بھی طلب کی گئی یقینی ماہر ہوا کہ واقعی چاند اسکے ساتھیوں نے دیکھا تھا
 پس صورت ہذا میں بعض متعصب جو یہ کہتے ہیں کہ نماز ان سب کی نہیں ہوئی اور
 مفتی خفی المذہب نہیں ہے اب حاصل سوال کا یہ ہے کہ نماز صورت مذکورہ میں
 درست ہوئی یا نہیں اور مفتی خفی المذہب رہا یا خفی سے خارج ہوا یا تو جرواہ
 ہو المصوب نماز صورت مذکورہ میں درست ہوئی اور مفتی مذہب خفی سے
 خارج نہیں ہوا والد اعلم حریرہ الامام عقیلہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تاج الدین عن ذبیہ الحلی وانی
 ۱۵۹ مفتی احمد اور صلیا و سلمہ سوال کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں
 کہ ایک شخص امام ہوٹا ہے اور بعد سلام کے یہ دعا جو خاص اپنے نفس کے واسطے پڑھتا ہے
 رب انت ولی فی الدنیا والآخرۃ واخفی بالصالحین اور رب انشج فی صدی ولی فی امی
 اور مفتی سب اسے دیکھتے ہیں آئین کہتے ہیں پس ایسی صورت میں کہ وہ سب کا
 امام ہو یہ فعل اس کا جو خاص اپنے لیے کرتا ہے برا ہے یا بھلا اور وہ خائن ہے یا امانت
 اور لا الہم عبد قوالی سیف کے تحت میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں فقہ سوال دیگر

بنام صاحب خانہ کتب خانہ مولانا محمد رفیع صاحب مدرسہ مولانا محمد رفیع صاحب مدرسہ مولانا محمد رفیع صاحب مدرسہ

دوسرے شخص نام ہوتا ہے اور وہ بعد سلام کے اسی دعا کو بلفظ جمع تلفظ کرتا ہے یعنی
یون پر طہنا ہے ربنا انت ولینا فی الدنیا والآخرة واحقنا بالصالحین ربنا شرح لنا صدقنا
ولیسر لنا موزنا اور سب مقتدی آمین کہتے ہیں پس ایسی صورت میں امام دوسرا
قابل طاعت کے ہے یا قابل بیح کے اور ظاہر ہے یا امامت دار اور ایسا امام کو صلیح
دینے والا قرآن کا مبین گے یا کیا سوال دیگر حدیث لا یجزم عبد قوما جو ترمذی میں
بروایت ثوبان منقول ہے وہ حدیث موضوع ہے یا کہ حسن یا اور اس حدیث کا مکمل
یہ عابد جو بعد تسلیم کے مانگتے ہیں ہو سکتا ہے یا نہیں اور حدیث ثوبان کے ساتھ اذن
حدیثوں کے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بوقت امامت اندر نماز بلفظ مفرد دعا
منقول ہے متعارض اور مخالف ہوتی ہے یا نہیں اگر ہوتی ہے تو اسکی تطبیق اس طرح
ایک شخص نقل کرتا ہے کہ حدیث ثوبان میں جو مخالفت تخصیص کی ہے وہ خارج صلوۃ
بعد تسلیم مراد ہے کیونکہ سب مقتدی اس امام کو اپنی طاعت سے نائب و وسطے طلب تھے
کہتے ہیں اور آپ خود دعا نہیں مانگتے بلکہ فقط آمین آمین کہتے ہیں اور وہ اس صورت
خاص میں حیانت کر کے خاص اپنے بھائی چاہتا ہے تو بیشک خاص ٹھہرا اور اندر
فراز کے تو ہر کوئی خواہ مقتدی ہو خواہ امام دعا مانگتا ہے تو پس امام اور سب دعا مانگنے میں
نائب ٹھہرا خائن کیونکہ اگر یہ تقریر صحیح ہے یا غلط چھوڑنا چھوڑا ۔

ہو المصوب ہو نہ کہ افراد علیہ صلوۃ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں بلفظ افراد
واندہیں اور حدیث ثوبان عدم ہوا نہ کہ اس پر ردال ہے بحالت امامت اسوجہ سے علم کی
راہ میں اس باب میں مختلف ہو گئے ہیں بعض نے حدیث ثوبان کو موضوع کہا اور مطلقا افراد کو جائز
لیکن یہ قول محض غلط ہے حدیث ثوبان کے جامع ترمذی وغیرہ میں موجود ہے اور اسکی وضع ہر کوئی
ولیں قوی نہیں ہے اور خبر تلاش سے ہو جو امکان صحیح کے کسی حدیث کو موضوع کہنا نہیں
ہو اور بعض نے مطلقا افراد کو صحیح قرار دیا اور بعض نے یہ تحریر کیا کہ افراد
حدیث ثوبان سے وہ دعا ہے جو بلفظ جمع و اندہ ہے اور بعد دعا مطلقا افراد و اندہ ہے اس
خارج ہے اور اکثر محققین کی پیرای ہے کہ تخصیص نور اذن دعا میں ہے جسکے ساتھ

امام متقدم ہو اور مقتدی آئین کتاب ہو علیہ وجای قنوت صحیح اور سوائے اسکے اور ادعیہ میں
 کہ امام مقتدی دو دو کلمہ جائز ہیں تخصیص منع نہیں ہے فاضل بینی بوجہ المداخل میں لکھتے ہیں
 مع الادعیۃ المرویۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روایت بلفظ التوحید قال استخرج
 شیخنا الحدیث الشیرازی فان قبل ورد مرفوعا لا یومع عبد قوماً یحییہ بدعوة روثم فان قال
 ان مقتدا نعم نقل عن ابن خزيمة ان ہذا الحدیث موضوع وقال بعض العلماء ان فی ہذا
 ذہ الحدیث فیکون المراد دعاء ورد بلفظ جمع قلت وظہری والحدیث اعظم ان کل دعاء یدعویہ الامام
 والمأموم یکون بلفظ الافراد وکل دعاء یومع فیہ المأموم لدعاء امامہ کیون بلفظ الجمع فان افرد
 وقع فی الحق وندہ اولی مما ذکرہ القاضی لان الحدیث الذی نقل عن ابن خزيمة وضعہ شرح
 ابوداؤد والترندی انتہی کلامہ اور سراج الدین بن الملحق شرح سنن ابن ماجہ میں لکھتے ہیں
 ما تخصیص بالدعاء بمقتضی کلام النوی فی الاذکار اطراوہ فی سائر ارجح الصلوة ویرجع
 عزالی فی الاحیاء ونقلہ ابن النذہ فی الافراق عن الشافعی والصواب ان امام الامام والمأموم
 بقولہ یقولہ الامام بصلیۃ الافراد واما الامام بقولہ کالقنوت یاقبیلہ انما یجمع انتہی اور ابونعیم
 المراد بالمعاذین لکھتے ہیں الحدیث علی ما فیہ علیہ وسلم کلہا بلفظ الافراد کقولہ رب اغفر لی
 وارستی وینہا قولہ فی دعاء الاستفتاح اللهم اغفر لی من خطایا اللہم باعد بینی وبين خطایا روثی
 اللہم ما بعد وابل السنن من حدیث الثوبان مرفوعا لا یومع عبد قوماً یحییہ بدعوة قال
 ابن خزيمة فی صحیحہ وقد ذکر حدیث اللہم باعد بینی فی ہذا دلیل علی ہذا الحدیث الموضوع لا یومع
 عبد قوماً الحدیث وسمعت شیخ الاسلام ابن تیمیۃ یقول ہذا الحدیث عندی فی الدعاء الذی
 یدعویہ الامام لنفسہ وللمأمومین کدعاء القنوت وغیرہ انتہی اور شمس الدین جزینی نے لکھا
 تصحیح صحیحین نہ تامل حصص حصص میں لکھتے ہیں ہوں من التہمات کحدیث الثوبان ورواہ
 ان امامہ فی الدعاء کالقنوت وغیرہ لا یخص فائدہ افادہ ہر یوموں کہیں نفسہ بالدعاء و
 لا یملون فمخایانہ لہم واما افادہ عافی لہم ولفظہ مثلاً او بین لہم یومون او لہم واما امام فلیہ
 بخایانہ لان کل واحد من المأمومین یلین ان یدعوا لنفسہ انتہی کہیں بذات علی ہذا الجمع ان
 اختارہ اکثرہم بعد ہذا کے جب امام عطف لکے اور مقتدی آئین کہیں ہوں کہ تخصیص

ما اجمع اهل العلم والاحكام الا وعلب الحرام وابن عبد البر ومالك بن نافع واما ورعنا وادبنا
 نماز و فوزه و مانند آن علماء گفته اند اگر نه روایت عدم جواز باشد و یک روایت جواز مفتی بر این
 که بر وجه الفتوی و در انتی و منشأ بنا با قال کمال الدین ابن الهمام ان نفس النية يحصل بنفس الفعل على
 الوجه الذي فعله عليه الصلاة والسلام وهو عليه السلام لم يكن يوترى استنابة للصلاة لله تعالى علم
 ان وصف النية ثبت على فعله على ذلك الوجه تسمية من الفعل لا انه وصف بموقف حصوله على النية
 انتهى لمصنفه بل كبره اقتداره ذلك لفوم ام لا و هل تكره امامته ذلك للمرجل ام لا و هل يلزم بناء
 الفتوى على الضعيف ام لا و ال رينج الثقلين في السنن الموكدة ام الاطلاق و ما في الفتاوى المندرجة
 و لو صلى التراويح مقتديا بمن يصلي مكتوبة او و ترا و ناقلة الاصح انه لا يجمع الاقتصار على ما يكرهه و مخالف
 عمل السلف انتهى و تبين عدم الصحة بخلافه عمل السلف ام غير با افي و الجواب بالتفصيل و الاطلاق
 تعذر و اعلم ان الملك الوهاب فانه حصل امر عظيم بوجه كبره و بكمالاته
هو المصوب اختلف فقهاء الحنفية في هذا الباب في موضعين الاول في نية التراويح فظاهر
 الرواية كما في التحيين الذخيرة انه يكفي للتراويح وسائل السنن بنية مطلق للصلاة و صح صاحب البداية
 في البداية و في مختارات التوازل و اختاره ابن الهمام في فتح القدير و نسبة الى المحققين و حققه بان
 و تبعه الطرابلسي في البرهان شرح مواهب الرحمن و صح في جامع المفرد و في الدر المختار و هو المعتمد
 و في خزائن الفتاوى و منية المصلي هو المختار و القول الثاني هنا انه لا بد في التراويح و السنن من نية
 الاستدانة و متابعتها الرسول صلى الله عليه و سلم و صح بعض ارباب الفتاوى كقاضيه خان حيث قال
 فتاواه قال بعضهم يجوز اداء السنن بنية الصلاة او التطوع قال بعضهم لا يجوز و هو الصحيح انتهى و صاحب
 البداية حيث قال ان نوى في التراويح مطلق للصلاة و لا يتقبل فاصح انه لا يجوز لانها سنة مخصوصة
 لا يراد بها صفة انما هي المفروضة عن العبرة و اكثر المتأخرين على ان التراويح و السنن تنادى بمطلق النية
 انتهى و مثله في الظهيرية و غيرها فقد اختلف اجمع و الترجيح في هذه المسألة فلما ذكر صاحب السلسلة
 و صاحب المنية و صاحب الظهيرية و ابن الهمام و تلميذه قاسم بن قطلوبغا و غيرهم ان الاحتياط ان
 لا يتنوي بمطلق النية الاختلاف المثل في اقتداء من يصلي التراويح بمن يصلي النافلة و من يصلي التراويح
 بمن يصلي النافلة و من يصلي التراويح بمن يصلي النافلة و من يصلي التراويح بمن يصلي النافلة و من يصلي التراويح بمن يصلي النافلة

ام يصلي التراويح في مسجد من على الكمال لا يجوز ان يوقل قاسم بن قطلوبغا في فتاواه اذا صلى
التراويح مقتديا بمن يصلي المكتوبة او التراويح نافلة غير التراويح اختلف المشايخ فيه نعم من يبي هذا
على الاختلاف في النية فمن قال من المشايخ ان التراويح لا يتأدى بطلاق النية حتى ينها قال هنا
الصحيح لانها لا تتأدى الا بنية نافلة تتأدى الا بنية الامم وهي بخلاف نية من قال من المشايخ
انها تتأدى بطلاق النية ينبغي ان يقول هنا يصح والاصح انه لا يصح وهو ما روي عنه وقال
جامع المضمرات شرح مختصر القدوري في الكبرى قوم صلوا التراويح ثم ارادوا ان يصلوا بعد ذلك
ايصلون فراوي لانه تطوع وصلاة التطوع بجماعة ليست مستحبة انتهى وقال في خزائن الروايات
تفلا عن رسالة صدر الدين الحسام النيهالي هذه التراويح للمقتديين سنة مؤكدة ولم يبق
للإمام سنة مؤكدة بل صار تطوعا في حقه والسنة اقوى حالا من التطوع وقاسوه على افتاء
المتنقل بالمتنقل ويؤيده رواية المضمرات قوم صلوا التراويح ثم ارادوا الخ ورواية تهاب لفق
لوصلي الامم التراويح في مسجد من على الكمال لا يجوز ان يفعل لان التراويح سنة وستة اشهر لا يكره
في الوقت الواحد فاذا فعل ذلك لا يكون سنة والفتوى على ذلك وقال بعضهم يجوز لانه افتاء
المتنقل بالمتنقل كل سنة في نقل بالحقيقة انتهى والذي يظهر بالنظر الدقيق في الاختلاف
الاول جواز التراويح وسائر السنن بنية مطلقة وبنية النقل كما حققه ابن العمام وفي الاختلاف
الثاني هو اداء التراويح عن المقتدي خلف من يصلي التطوع الا انه لا يجاوز عن كرامته ما لمخالفة
السلف والمختص في هذا ان ينذر الامام الذي يصلي التراويح ويوجب عليه نفسه قدر ما يريد ان
يؤديه مع الجماعة الثانية فيكون ذلك عليه واجبا ويخرج عن شيعته بنا والقوى على الضعيف
وانت اعلم بالصواب عنده حسن الثواب حرره الراعي غفر الله له ولوالديه في شهر ربيع الثاني سنة ١٢٢٠
استفتا سوال اگر شخصی در هر رکعت فرائض بعد فاتحه وضم سوره یا قبل ضم سوره
قل هو الله بخواند نماز او بلا کراهت درست است یا کراهت بنوا توجروا
هو المصوب نماز او بلا کراهت درست است لما اخرج به الترمذي والبخاري وعنه البخاري
في صحيحه عن انس كان رجل من الانصار يؤمهم في مسجد قباء وكان يقرأ لمحي الصلاة ما يقرأ به
وكما افترج سورة فتح يقرأ هو الله احد حتى يفرغ منها ثم يقرأ سورة اخرى معها وكان يصنع ذلك

فی کل رکعة وکلمه صحابه فقالوا انک تفتتح بهذه السورة ثم تقری انما تحکک حتی تقر یا آخرت
فاما ان تقر انما واما ان تدعها و تقر یا آخری فقال ما انا بتاکلها ان یتیم ان اولکم بیک فقلت
وان کرهتم ترککم وکالوا برون انه من فضام وکرهوا ان یؤمهم غیره فلما اتاهم النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اخبروه اخبر فقال یا قلان ما یمنعک ان تفعل یا یارک به صحابک وایحکک علی یوم بهذه السورة
فکل سورة فقال انی اجهل فقال حبک یا یا اذ خلک الجنة انتی پس ادرین حدیث تقریر بنوی
صلی اللہ علیہ وسلم و سکوت آنحضرت بر فعل آن صحابی ثابت شد و این قدید سبب دفع کراهت
کافی است چنانکه کرده بودی بر توجیه آن صحابی التفات نکرده مانعت فرمودی لیکن چونکه
این طریقه خلاف طریقه غالبه آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و جمیع صحابه است ترک آن اولی است
والتزام آن خلاف اولی و لهذا در فتح القدر و غیره نوشته لو جمع بین سورتین فی رکعة
لا یتبعی ان یفعل و لو فعل لما باس به انتی واللہ اعلم حرره الراعی عفوره به القوی ابوالحسن
محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبه الجلی و الخفی

سنتا سوال سنت فخر اگر ضرورت شمول جماعت ترک شود پس دای آن
قبل از طلوع آفتاب بلا کراهت جائز است یا نه بینوا توجروا

بوالصوب از حدیث قیس خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقبیت الصلوة فصلبت
مع الصبح ثم انصرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجدنی اعمی فقال هذا یا قیس اضللتان قلت
انی لم کن رکعت رکعتی انما قال فلا اذن انتی اخرجه الترمذی و ابن ماجه و غیره بما عدم کراهت
ثابت است و ضعف اسنادش چنانکه ترمذی و غیره بیان کرده است نه بیدرجه است
که مسقط احتیاج باشد لیکن جنفیه بسبب تقریر اصولی حکم کراهت میدهند عینی در عمدة القاری
شرح صحیح البخاری بنویسند قلت استقرت القاعدة ان لا یصح و ایضا جلال
متاخر و قد ورد انتی فی احادیث کثیرة انتی و کُلُّ وَجْهٍ یُؤْمِنُ لَیْسَ بِاِقْتِیَابٍ لَیْسَ بِاِقْتِیَابٍ
حرره الراعی عفوره به القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبه الجلی و الخفی
سنتا نماد نقل که از اندو در رکعت بیک سلام باشد در قصداً متوسط
صرف التحیات بخواند یا مع درود بینوا توجروا

انک بکلام الضلع لمرحوم بکر بن محمد بن عیسی بن عبد الوهاب صاحب بکلی

بقی حکم و قد علمنا بالاختلاف بان هذه الديار قبل استيلاء التتار كان من ديار الاسلام و بعد
 استيلائهم اعلان الاذان و الجمع و الجماعات و الحكم بمقتضى الشرع و الفتوى و التدريس فانهم
 بلا غير من ملوكهم فاحكم بانها من ديار الحرب لاجته الى الدراسته و ال رايه و اعلان بيع الملوك و منته
 الضرائب و المكسوس و الحكم من نقص برسم التتار كاعلان بنى قريظة لطلب العطاغوت و مع ذلك
 كانت بلدة اسلام بلا ريب و ذرا اكلوا في امانا نصير ديار الحرب بايديا حكم الكفر و ان لا يحكم فيها
 حكم من احكام الاسلام و ان تحصل بدار الحرب و ان لا يبقى فيها مسلم و لا ذى آمنه بالامان
 الاول فاذا وجدت الشرط كلها صارت ديار حرب و عند تعارض الاول و الشرط الثاني بقى
 ما كان و ترجح جانب الاسلام احتياطاً انتهى لمخص و قاضى محمد اعلى تهاوى و در رساله احكام
 الاراضى مينو سيد الحق ان ما فى ايدي الكفار من بلاد المسلمين فهو دار الاسلام بلا شك لا غير متصلة
 ببلادهم و لانهم لم يظهر و فيها احكامهم انتهى و در خزانه مفتين مى آرد دار الاسلام النصير ديار الحرب
 الا باجراء احكام الشرك فيها و ان يكون متصلاً بدار الحرب لا يكون بينها وبين ديار الحرب ميعر
 للمسلمين و ان لا يبقى فيها مسلم و لا ذى بالامان الاول فالحكم بوجوده الشرط الثالثه النصير
 ديار حرب و معنى قولنا ان لا يبقى فيها مسلم او ذى آمنه بالامان الاول ان لا يبقى فيها مسلم او ذى آمنه
 على نفسه الا بالامان المشركين و قالوا اذا ابر و فيها احكام الشرك فانها نصير ديار الحرب سواء كانت
 متصلة بدار الحرب او لم تكن بقى مسلم او ذى بالامان الاول او لم يبق و دار الاسلام لا نصير ديار الحرب
 اذا بقى شئ من احكام الاسلام و ان زال غلبه اهل الاسلام و دار الحرب نصير ديار الاسلام باجراء
 احكام الاسلام فيها و ان بقى فيها كافرا صلى و لم يكن متصلاً بدار الاسلام كذا فى شرح سيرة الاصل و فى
 سيرة الاصل بابي الياسر ان دار الاسلام لا نصير ديار حرب ما لم تقبل به جميع ما صارت يدار الاسلام
 لان الحكم اذا ثبت لعدو ما بقى شئ من الحكمه بقى الحكم بقتله و فى المنثور دار الاسلام انما صارت
 ديار اسلام باجراء احكام الاسلام فالبقى علقه من علائق الاسلام يتبع جانب الاسلام انتهى
 و عتباتى و شرح زيادات على طراز دار الاسلام انما نصير ديار الحرب فبذلك شرط واحد باجراء
 احكام الكفر على عدو لا يشبهها و الثاني ان تكون متاخمة بدار الحرب اى متصلة لا يحل بينها بلدة
 من بلاد المسلمين و الثالث ان لا يبقى فيها مسلم او ذى آمنه بالامان الاول فشرط هذه الشرط

ازین حکام معلوم می شود که سلطان برای دفع اختلاف در کاری شود و هرگاه بنا بر اختلاف
 در میان نباشند باین طور که اجتماع آراء یا شکی نیست متوجه اقامت آن شود و دفع اختلاف
 تا به جمعه جائز شود و آنی و اما ادای چارکعت به نسبت آخر ظهر بعد از ای نماز جمعه پس نبی بر صلی
 است در اشتباه در صحت جمعه و هر چند که بعضی فقها حکم عدم ادای آن داده اند لیکن صحیح
 آنست که ادای آن احتیاطاً مستحبست لیکن بدون جماعت چه جماعت ظهر در آن روز
 ممنوع عند است و این ظهر فضل احتیاطی است در آن بدو نماز اولی جماعت مکرره خواهد شد
 و تفصیل این مسئله مالاندرید علی در رساله الاحوطیه فی الجمع بین الظهور و الجمعه موجود است
 و در مختار بعد ذکر اختلاف در تعدد جمعه و ترجیح جواز تعدد نوشته و علی المروج فاجمعه
 من سبق بحکمته و نقصد بالمعینه و الاشتباه فی فصلی بعد با آخر ظهر و کل ذلک خلاف المذهب
 فلا یجوز علیها حرره فی البحر اثنی در رد المحتاری نویسد تقریریه علی المروج فی فیه انه علی الرکع
 من جواز التعدد لا یصلح ما بناء علی ما قدمه من البحر اثنی بذلک علیرا خوف اعتقاد عدم وضو
 و جمعه اقول فی غیر نظر بل هو الاحتیاط بمعنی الخروج عن العمدۃ بیقین بان جواز التعدد ان کان
 از حج و اقوی ولیکن فی شبهه قویه اثنی و الله اعلم حرمه الراعی عفوریه القوی ابو الحسن
 محمد عبدالحی تحاوی و زائد عن ذنبه اکل و اثنی محمد عبدالحی
ابو الحسنات
 ۱۶۷ **تفتا** ما قولکم ارشدکم الله تعالی مصلیان را گذاردن نماز تراویح یا قدرای
 است که در مسجد دیگر یکبار نماز تراویح با یک ختم قرآن با جماعت مقتدیان گزارده جائز است
 یا نه تفصیل این اجمال ینکه اگر حافظی در مسجد نماز تراویح با یک ختم قرآن در عشره اوله
 ماه مبارک با گروهی از مصلیان گزارد و همان حافظ خواهد که در عشره ثانیه نماز تراویح با ختم
 قرآن در وقت بعد اولی در مسجد دیگر یا در گروهی از مصلیان که هنوز نماز تراویح با ختم قرآن نگذاشته اند
 گزارد جائز است یا نه بعضی از متفقهین میگویند که این حافظ را نماز تراویح چنین مصلیان را
 خواهد بود و این مصلیان را نماز تراویح خلف چنین حافظی خواندن جائز نیست بدلیل آنکه
 در مسجد ثانی آورده اند که استثنای التراویح الختم مقبول حافظی که در مسجدی یکبار با ختم قرآن
 در روز نماز تراویح خواندند از عده سنت تراویح است که در مسجد دیگر و یا در آن جزئی نقل و تطبیق

در رد المحتاری فی البحر اثنی در رد المحتاری نویسد تقریریه علی المروج فی فیه انه علی الرکع من جواز التعدد لا یصلح ما بناء علی ما قدمه من البحر اثنی بذلک علیرا خوف اعتقاد عدم وضو و جمعه اقول فی غیر نظر بل هو الاحتیاط بمعنی الخروج عن العمدۃ بیقین بان جواز التعدد ان کان از حج و اقوی ولیکن فی شبهه قویه اثنی و الله اعلم حرمه الراعی عفوریه القوی ابو الحسن محمد عبدالحی تحاوی و زائد عن ذنبه اکل و اثنی

متصور نباشد و صلیان سی و یکم بنور حظ تراویح مع ختم نه بر داشتند و سنت ختم نه
اینست پس اقتدا خلعت امام تنقل فی ختم نباید که کند که اقتدای شستن سنت ختم
خلعت تنقل فی ختم بیاحت لزوم بنای قوی بر تحقیق و بنای بر عدم جائز نیست کاتر
القدر ختم تنقل حالا اگر چه در وقت تراویح خواندن در بلاد و اصحاب و شایان
و مغارب عموماً و خصوصاً در عتبات و ذالغ است که یک مانتد و ایام صیام و روزه و سایر
ختمات کلامه قرآن یعنی تاسکرات و دلت میکند سواء کانت مع الامة اولاً یا بعداً و التجر و التقط
هو المخصوص فقها اختلاف دارند و اینکه بعد از ختم در بقیه لیالی رمضان آیا تراویح
سنت موده می ماند یا نه بعض میگویند که مشروعیست و سنت تراویح نیست مگر برای ختم نگاه
ختم حاصل گشت سنت تراویح باقی ماند بلکه از قبیل نوافل محقق گشته لیکن مختار و مفتی بلکه
صحیح آنست که تراویح در جمیع لیالی رمضان سنت موده است و ختم سنت علییه است
لیکن درین مورد و تابع و یکس نیست پس بعد ختم سنت تراویح باقی خواهد ماند پس بر قول اول
در صورت سوال بحسب تصریح بعض فقها نماز تراویح و ختم از روزه مقتدریان ساقط خواهد شد
بلکه ایشان اگر عشره اولی تراویح مع ختم ادا کرده اند تراویح بر ایشان سنت باقی ماند پس
اقتدای شان با چنین کس که از ختم تراویح حاصل کرده جائز نخواهد بود و در خوانده الروایات
فی السنن فی امام ختم فی التراویح مرة و ختم ثانیاً بغیر هذه القوم لا یخرج القوم الثانی عن شهر
لان الامام خرج عن السنة فصار له تفلاً فیدر کون ثواب صلوة
انظر لا یدر کون ثواب صلوة التراویح ولی رساله صدر الدین الحسام البغدادی فان قلت
القول فی امام ختم فی التراویح ثم شرع فی ختم ثانیاً بل يجوز الاقتداء لمن لم یسمع الختم و لو اقتدی به
هل یكون هذه الختم محسوبة قلت كانت هذه المسئلة دائرة فی مجلس سائدة الدلی زبانا طویلاً فکا
بعضهم لا یجوز لانه بناء القوی علی الضعیف اذ هذا التراویح للمفتدی سنة موده و لم یبق فی
حق الامام سنة موده بل صار فی حقه لطیفه و سنة اقوی حالاً منه و قاسوه علی اقتداء المفتدی
بالمفتدی انتهى و ینی این حکم بر آنست که اقتدای مودی سنت موده بودی نفل محض جائز
نیست پس نگاه از روزه امام سنت تراویح ساقط شد تراویح در حق او نفل باقی ماند و بر ذمه

۱۶۹۔ فقہ سوال اول بے عدا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے

میں نے براؤں کو ہے زینت نمازین ہاتھ باندھا ہے اور اچھا نفع دین اور آمین یا اے کہ کتاب بھی ثابت ہے
پر کچھ علماء ان افعال سے کیوں منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ طریقہ وہابی اور خانقاہی اور دوسرے
فروغ کا ہے اور کیا وجہ ہے کہ خفیہ کے نزدیک ان اعمال کو ناجائز نہیں ہوا اور دوسرے ائمہ کے پاس
مستون ٹھہرا آیا یہ اعمال میں کافر نبوی میں یا کے تھے یا نہیں اور اگر حضرت نے ان افعال کو کیا اور
ہونا اسکا زمانہ نبوی میں ثابت ہے تو پھر کیا ان ائمہ کو علم ہوا کہ یہ عدا ہے کہ کوئی سنیت
وچو انکا قائل ہوا اور کوئی ترک منوحیت کا فتویٰ دینا لگا دینا خلاف علماء سے آگے بخشی جائے اور
ہاں لوگ عوام خفیہ کی قدرت ہم اصول شریعہ کی نہیں سمجھتے اس لیے حال میں کیا کریں آیا حسب
معمول سابق ترک رفع یدین اور آمین یا اے کہ کے عامل ہیں اور ہاتھ زینت باندھیں یا کیا کریں
اور چو لوگ رفع یدین اور آمین یا اے کہ کرتے ہیں اور سینہ پر ہاتھ باندھتے ہیں اور ٹوکھا اور مرتد
اور کافر کہنا اور اوپر لسن کرنا روا ہے یا نہیں جواب عام غم و شاد ہو۔

سوال دوم جو لوگ شافعی یا حنبلی والی ہوں اور نماز میں رفع یدین اور آمین یا اے کہ اور
یگر امور خلاف مذہب شافعیہ کے کرتے ہوں تو اولیٰ اقتدار کا خفی ان سے کچھ کو درست ہے
یا نہیں اور پھر لوگوں کے پیچھے بہت لوگ خفیوں کو تادیب نہایت اچھا ناجائز نہیں

ہو المصوب جواب سوال اول زمانہ جناب سوال مقبول فی اللہ علیہ وسلم میں
مسائل چارہ بیرون اور داخل و شریعت اس پر دلائل برابر ہیں کہ شافعی کے مسائل صحاح کرام کا
مضامین و زیلعی و غیرہ کے نقل و نقل سے ملتا ہے کہ صحابہ نے ایک ایک وقت و موقع میں جملہ
عضائی و غیرہ کو ایک ایک بار دعوت دیکھا اور پھر انھوں نے عمل کیا اور دوسرے صحابہ
دوسرے وقت دو دو بارہ اعضا کو دعوت دیکھا اور انھوں نے اسکو اقتدار کر لیا کتنی صحابہ
کے وقت میں تین تین بارہ دعوتے مشاہدہ کیا وہ اس کے آثار و اعمال اور راوی ہوسے
علی بن ابیہشیرت اور اسے نماز میں بھی اس صحابہ کا خطاب ہوا اور یہ تین بھی مختلف ہوں مثلاً
ایک صحابی نے ایک دفعہ میں کہنے دیکھا اسکو سنو تم مجھ اور عمل اور روایت کیا بعض صحابہ
تک اس عمل کو مشاہدہ کیا وہ نہایت عدم رفع کے قائل ہوسے البتہ یہ کیفیت اختلاف

اسلامی تصنیف علی شاہ از اورنگ آباد ضلع گیا ۲۳۰۰ عی و شرف انجمن

صحابہ کے احادیث قولیہ میں ہونی مثلاً ایک صحابی نے ایک وقت میں حکم کسی مسئلہ کا پوچھا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر مصلحت اس وقت اور اس شخص کے جو جواب دے گا وہ اس سائل اور حضرت
مجلس نے اوسیر عمل کیا اور حسب طمع اپنے روایت اوسکی کی دوسرے کسی صحابی نے دوسرے وقت
اوس مسئلہ کا حکم دریافت کیا اور آنحضرت نے پوچھا اس کے کہ وہ حکم سابق منسوخ ہو گیا تھا یا بوجہ
کسی مصلحت تفسیر و بیان جواز وغیرہ مصلحت وقت کے دوسرے طبع پر جواب دے گا بیان فرمایا اس
سائل نے اور حضار نے اس قول کو محفوظ رکھا اور روایت کیا بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جب صحابہ کرام یا ائمہ عظام میں تفریق ہو گئے اور مباشرت امر افتاد قضا ہوئے جس شہر میں جو صحابہ یوں
وہاں و بخون نے حسب سبب و روایت اپنے حکم و فتویٰ دیا اور کبھی صحابہ نے جب قاضی میں لا حادیت
پایا یا حدیث سموعہ کہ مستنبط میں اپنے قاضی یا یا تو جس جانب ظن غالب ثبوت کا ہوا تو وہ
عمل کیا اسی وجہ سے بعض احادیث کو متروک العمل کر دیا اور بعض پر عمل لازم سمجھا جیسا کہ حضرت
الوہریرہؓ نے بعد سے اس امر کے لزوم مطہرت سے کہ صحیح کرنا جنس کمال جناب سے
حدوم نہیں ہے اپنے مذہب سابق سے رجوع کیا اور حدیث سموعہ سابق کو متروک العمل کر دیا اور
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث مروی فاطمہ بنت قیس کو بخصوص عدم وجوب نفقہ و سکنی مطلقہ
نکاح کے بوجہ مخالفت نص قرآنی کے مردود فرمایا اور بعضی حدیثیں جو کسی صحابہ کو نہ پونجی تھیں اور
بوجہ و پیشی واقعہ جدیدہ کے عاجز تباری اور تفحص مع سے اور بعد تفحص کے دوسرے صحابی سے
سناتا و سیر عمل کر لیا اور یا وصف کمال کمال و کثرت صحبت اپنے بھی احادیث رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو مقصود اور پر علم اپنے کے نزدیک تھا جیسا کہ مخصوص اسباب جہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قول
حضرت مغیرہ بن شعبہ کو یہ تصدیق عمل کے قول فرمایا اور حسب روایت اولی جہ کو سدس
مان یا اور بعضی صحابہ کو جو بعضی احادیث نہ پونجی تھیں تو وہ اس کے عمل سے معذور رہے اور حسب
استنباط اپنے فتوے دیتے تھے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ معذور تھیں کہ وہ وقت عمل
کے حکم کو اپنے سبب بالو کا اور پونجی نے پانی کا نیچے کل بالون کے فراتے تھے بوجہ اس کے کہ اس
مادہ میں جو سوال و جواب صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کہوئے پونجیوں کے عورتوں کو زحمت دی تھی
وہ او ان تک نہ پونجی تھی چنانچہ ان کو سنکر حضرت عائشہؓ نے انکار فرمایا تھا جیسا کہ صحیح مسلم میں

مزی ہے اس قسم کے اختلاف درمیان صحابہ کرام کے بہت تھے اور یہ اختلاف صحابہ کرام کے اختلاف
 تابعین ہوا اور اختلاف تابعین شیعہ یا تابعین ہوا اور بوجہ وقوع کثرت اختلاف
 اور قلع کے نوبت تدوین کتب و ترتیب ابواب فقہیہ اور تفریع مسائل علی الاداب کے پونہچی اور
 بہت نے بقدر وسع اپنے اصول و قواعد و بیانات و طریق بین الاماوت مختلفہ الآثار المتعارضہ
 قائم کیے اور جسکو بقدر حدیثین پونہچین اور پھر عمل کیا اور اسی سے استنباط امور
 غیر ضروریہ کیا کیے اور فتویٰ دیے بوجہ ہی اختلاف کے درانہ سلفین یا تقلید سی امام اور
 مجتہد خاص کی معمول نہ تھی جو شخص عامی ہوتا تھا اور جسکو اختیار تھا کہ نہ مانے صحابہ اور تابعین اور
 تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین میں جس عالم سے چاہے دریافت مسائل شرعیہ کر کے موافق اسکو
 عمل کرتے کوئی اور سیر انکار نہیں کرتا تھا اور اسکی وجہ یہ تھی کہ یہ اختلاف ائمہ مجتہدین بنی تھا
 اور اختلاف صحابہ کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اصحابی کا نجوم یا ہم اقتدیم
 ہندیم یعنی صحابہ ہمارے مثل ستاروں کے منور بہ نور ایمان و اسلام و احکام شریعہ میں
 پس جو شخص ان میں سے کسی ایک کی اقتدار کر لے گا ہدایت پاوگا بناو علیا تابع کسی صحابی کی
 خالی از ہمتا تو ہونہیں سکتی ہے لہذا زمانہ سلفین یا مجتہدین تقلید کسی امام خاص کی نہ تھی
 اور نہ خود اختلاف ائمہ کا باہم باعث التزام کا ہو سکتا تھا اسواسطے کہ ہر ایک مقتدی آثار صحابہ
 تھا اور خصوص و تلاش اپنے الابلعہ القراض روانہ مجتہدین اور اندلس مذاہب مجتہدین کے اتفاق
 علماء و صلحا کا اور انحصار مذہب بل سکتا درمیان الزاد بعد الامام و ضیفہ و مالک شافعی و احمد بن حنبل
 و غیرہ کے ہوا اور فی زمانہ ہی چار مذہب شیعہ میں اور جو مسائل بر میان ان ائمہ اربعہ کے
 مختلف فیہا میں کوئی بلا دلیل نہیں ہیں بلکہ ان ہر ایک کے دلائل موجود ہیں اور ہر ایک
 ان ائمہ اربعہ کا تتبع آثار صحابہ و احادیث و تفسیر و ائمہ جابر متدی اور مقتدی ہیں کسی بر طعن اور
 تشنیع روا نہیں چونکہ حضرت امام علیہ السلام کے نزدیک ترجیح رفع یدین اور آئین باہر کاثبت نہیں ہوا
 بلکہ توسا جلت بعض صحابہ عدم رفع یدین اور آئین کاثبت پونہچی امام ہمام نے ترک رفع یدین اور
 آئین باہر کا حکم و یاد و سر سے ائمہ کو آنا صحابہ و احادیث و تفسیر و ائمہ جابر متدی و ائمہ باہر
 پونہچین اور قوی علوم پونہچین وہ لوگ اسکی سبب سے قائل ہوئے اسباب اس امر میں آراء علماء

حررہ الراجی عفوہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی واخفی [محمد عبدالحی
 استفتا کیا فرماتے ہیں علمای دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد میں
 عید کے روز باوجود کثرت مسجد کے جماعت اثناعشریہ و جماعت اہل تسنن ہر دو مجتمع ہوئیں پہلے نماز
 اثناعشری نے عید کی طرحی بعد اوند کے اہل تسنن کی جماعت سے پڑھا اب ایسی صورت میں
 نماز اہل تسنن کی ہوئی یا نہیں سوال دیگر یہ ہے کہ ایک مسجد میں دومرہب جماعت نماز عید کی
 درست ہے یا نہیں مع تفصیل و خوالہ عبارت کتاب کے تحریر فرمائیے فقط

ہوالمصوب تطاہر عبارت فقہیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد نماز عید و ملتذا جائز ہے خواہ
 دو موضع میں ہو خواہ ایک موضع میں جیسا کہ طحاوی جو انہی مرا فی الفلاح میں لکھتے ہیں کہ قدر
 بعد الفتوات مع الامام علی اور الیامع غیرہ فعل للاتفاق علی جواز تعدد النہی یا تو علیہ صورت سکولین
 نماز اہل تسنن کی ہوگی واللہ اعلم حررہ الراجی عفوہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی
 تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی واخفی [محمد عبدالحی]

استفتا کیا فرماتے ہیں علمای دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو کہ روز
 بعد فرض کے چار رکعت آخری نماز اس نیت سے پڑھے کہ یہ چار رکعت بھی فرض ہیں اور جو کوئی
 اسکے پیٹنے سے منع کرے یا فرض کہنے میں منع کرے تو اس منع کرنے والا کیا گنہگار ہے اور گناہ اور
 المذہب کہے تو اس سے کیا کچھ گناہ ہے یا نہیں اب امید ہے علماء دین سے بدلیل قرآن و حدیث
 زبان اردو میں صاف صاف بیان فرما دیں عیو اتوجروا

ہوالمصوب سے اس باب میں فقہاء مختلف ہیں ایک جماعت فقہاء کی بعد از ای فرض جبکہ
 چار رکعت کو نیت آخری رکعت و لم اصل بلکہ احتیاطاً تحسن کھتے ہیں اسوجہ سے کہ اگر تکلیف
 صحت میں جو شرائط و وجوب جمع سے حنفیہ کے نزدیک ہیں اختلافات کثیرہ واقع ہے اور بعض اصحاب
 موافق بعض تعریفات کے معتبر نہیں ٹھہرتے ہیں اور بھی اسوجہ سے کہ اگر کسی میں تعذر جمع
 اختلاف ہے اگرچہ صحیح جواز تعدد و خزانہ الروایات میں ہے فی الکافی کہ فی کل موضع وقع الخلل
 فی جواز الجماعۃ لوقوع الخلاف فی المصراو غیرہ واقام الہ اجماعہ بیہی بان لصلو بعد رکعتہ اربع رکعات
 وینو ابھا الظہری لو لم لقمہ باخرج
 فضل الکنت علیہ من حق اور د الختاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 تحریر فرمایا مولانا محمد عبدالحی عفوہ القوی

تحریر فرمایا مولانا محمد عبدالحی عفوہ القوی

یا علیحدہ علیحدہ بینوا توجسروا

هو المصوب از مصایینہ احادیث مختلفہ واضح میشود کہ اطلاق و ترکیب بر نماز تہجد و یا
لیل کہ طاق باشد می آید و این و ترمذین تہجد است چنانکہ در حدیث ابنی امامہ قال کان رسول
صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بربیع رکعات اخریہ اجماع و الطبرانی و غیرہما و حدیث ابنی ہریرہ قال قال رسول
صلی اللہ علیہ وسلم اوتر بخمس و سبع او تسع او احدى عشرة اخریہ الدارقطنی و ابن حبان و الحاکم
تریدہ و لا توتر و اثلاث و لا شہو الصلوۃ المغرب ابن حجر عسقلانی و فیہما تخرج احادیث
شرح الرافعی الکبیر میگوید بحالہ کلہم لکعات و لا یضر وقف من وقفہ انقی و حدیث مالک بن انس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر باربع و ثلاث و ثلثین و ثلاث و ثمان و ثلاث و ثلاث و ثمان
ابوداؤد و حدیث امام سلیمان کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر ثلاث عشرة فلیا لیس فیہما
بسیع اخریہ احمد و الترمذی و النسائی و الحاکم و صحیح و حدیث ابنی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلی
علیہ وسلم اوتر بخمس و سبع او تسع او احدى عشرة او بالترس من ذلک اخریہ ابن حبان و ابن
و الحاکم و قضا کریمین احادیث در کتب صحاح بسیار آمد کہ در ان اطلاق و تریب و صلوۃ تہجد
محدود و بعد و تریب باشد واقع شدہ است ابن ہمام در فتح القادر در باب اول و تریب ذکر حدیث
ابنہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام ہمہ فی رمضان فصلی ثمان رکعات و اوتر ثم انتظروہ من القابلۃ فلم یخرج
ایہم فساتوہ فقال خشیۃ ان یتب علیکم الوتر اخریہ ابن حبان می نویسد المراد بجمع صلوۃ لیل
اختتمہ یوتر و ذلک خمس کأنہ اطلقون علی صلوۃ اللیل کذلک فان المجموع فرد و تک و تریب لا یقع
و کتاب اطلاق و تریب نماز مستقل غیر تہجد میشود و آنکہ در وجوب یونیت و ترواستنان قنوت و تہجد
در جمیع ایام یا عدم آن و در عدد رکعاتش کہ سہ است یک سلام یا بدو سلام یا یک است
اختلاف کردہ اند و در اختلاف اینها ابن ابی شیبہ و ترمذی کہ نماز مستقل غیر تہجد و وقت
آن بعد صلوۃ عشاء تا طلوع فجر است چنانکہ در حدیث ابن التمام کہ بعد صلوۃ ہی غیر کم من خمس
عفی الوتر جہا بالصلوۃ فیہما بین صلوۃ التمام الی ان یطلع الفجر اخریہ احمد و ابوداؤد و الترمذی
و ابن ماجہ و الدارقطنی و الحاکم من حدیث بخاری و حدیث ابن عباس خرج علیہما رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یوتر اوقال ان التردد اذکر صلوۃ ہی الوتر اخریہ الطبرانی و الدارقطنی و حدیث

هو معلول بالی شیهة البراءة من عثمان جلالا نام لی بکر بن شیهة وهو متفق علی انفعته انتهى دوم معتدل
 هشت رکعت ودر رکعت و تراها معتدل و این طریق را آن حضرت علی الله علیه وسلم بخبر شیهة بنی
 منقول گفته و بسبب هفت فقره حق قیام لیل بر است بنظر شیهة تمام آن نفس برود
 عن عائشة روان رسول الله صلی الله علیه وسلم خرج من حرفة الليل فصلى في المسجد فصلا
 باس فاجتمع الناس يحدون بملك فاجتمع اشرافهم فخرج في الليلة الثانية فصلا الصلاة فاجتمع الناس
 يذكرون ثلث لال مسجد في الثالثة فخرج فصلا الصلاة فلما كانت الايلة الرابعة عجز لم يجد من ابد علم غيره
 اليهم حتى خرج لصلاة الفجر فلما انتهى اجمع اقبل على الناس ثم اشر فقال يا ايها الناس اني قد علمت ان
 الليلة التي خشيتم ان تفرض عليكم صلاة الليل فخرجوا عنها اخرجه سلم وحين اني قد خشيتم ان تفرض عليكم
 صلي الله عليه وسلم لم تقم ثلثا شيئا من شهر حتى اقمي صبح فقام بنا حتى ذهب ثلث الليل فلما كانت
 السادسة لم تقم بنا فلما كانت الخامسة قام بنا حتى ذهب ثلث الليل فقامت يا رسول الله فقامت
 قيام هذه الليلة فقال ان الرجل اذا صلى مع الامام حتى يصير سبب له قيام الليلة فلما كانت السادسة
 لم تقم فلما كانت الثالثة جمع اليه ولساوة فقام بنا حتى خشيتم ان يفوتنا الفلاح اي لسوا اخرجه
 ابوداود واللفظ له والنسائي والترمذي وغيرهم وكذلك اخرج النسائي عن حديث ايمان بن ابي شيهة
 وابن حجر في انتهى در شرح مشکوٰۃ في نويس قول بعض ائمتنا انه صلي الله عليه وسلم صلي بالناس عشرين
 ركعة لعله اخذه مما في مصنف ابن ابي شيهة انه كان يصلي في رمضان عشرين ركعة ومارواه الا في
 انه صلي بهم عشرين ركعة بغير تسليم لكن الروايتين ضعيفتان حتى يجمع بين خبره و ابن حبان انه
 صلي بهم ثمان ركعة والوتر لكن اجمع اصحابه على ان التراويح عشرين ركعة انتهى وابن حجر عسقلاني
 و تخفيض الجبير بعد ذكره ايت مذكوره فيكون رواه العبد في رواية ابن حبان في صحيحه من حديث جابر بن
 صلي بهم ثمان ركعات ثم و تراعى انما طريق اول ليس در روایات آن تصریح این امر و در ثمان
 اگر آن است رکعت در اول شب بود یا در آخر و اما طریق دوم پس در روایات آن حال را خبرین که
 آن قیام از اول شب ای عشاء بود و ثمان شب اول مرتبه و نصف شب بمرتب دوم و ثمان
 سحر شب سوم و اما این امر که این عشاء بود یا عشاء اول یا ثمان شب اول یا ثمان شب اول یا ثمان
 این نماز مخایر تجدید بوده چه هشت رکعت و چه ثمان رکعت و چه ثمان رکعت و چه ثمان رکعت و چه ثمان رکعت

علما کا بہت سا اختلاف ہے لیکن صاحب المختار نے بعد دو ترجیح بہت کے پڑھنا آخری نظر کا
 نوبہ تحقیق سے ثابت کیا ہے بلکہ وقت قائم ہونے تک اعتقاد جمعہ کے صحیح ہو نہیں
 واجب لکھا ہے جیسا کہ ماوراء النہد فقہ شریعت اندلایمغنی الایمان ہذا الاستیعاج اما عند
 قیام الشک والاشتباہ فی صحیحہ اجماعہ بالظاہر الوجوب الخ اور واجب عمل میں حکم فرض کا
 رکھتا ہے اور اطلاق فرض کا بھی اوسپر صحیح ہے جیسا کہ وتر کی نماز عمل میں فرض سے
 اور اعتقاد میں واجب کہا احب مذکور نے واعلم ان الفرض وعلان فرض علماء وعلما وفضل
 علماء نقطہ ما الاول کالصلاوات الخمس الخ والثانی کا لوترغابہ فرض عملاً کما ذکرناہ ولیس فرض
 عملاً الخ تو اس راہ سے اگر ان چاروں رکعت واجب کو بھی فرض کہے اور فرض کی نیت سے
 پڑھے تو درست ہے اور منع کرنا درست نہیں ان لکھ فرض علی وعلی جانے تو منع کرنا بالکل
 گدھا اور گمراہ اولاً نہ سب کھنا درست نہیں کما لا یخفی اور چونکہ نیت میں آخری ظہر کے
 عوام الناس بلکہ بعض خواص بھی بہت کچھ اختلاف کرتے ہیں اس واسطے لکھا ہوں کہ حق یہ
 کہ فرض کی نیت سے ادا کرے تا جمہ صحیح ہونے کی صورت میں ظہر کے فرض سے خلاصی پاو
 اور یہی مقتضا دلیلون کا ہے جو اوسمیں لکھا ہے وفعل المقدسی عن محیط کل موضع ووقع
 الشک فی کونہ مصر الیغنی ثم ان یصلوا بعد اجماعہ اربعاً بنیت النظر احتیاطاً حتی لو لم تقع کعبۃ
 موقعا یخربون عن عمدۃ فرض الوقت باداء النظر بلکہ تصریح لفظ فرض کی بھی اوسے
 فتح سے نقل کی ہے جیسا کہ کما تم نقل المقدسی عن الفتح انه یبغی ان یصلی اربعاً زوی بہا آخر
 فرض ادرکت وقتہ ولم اودہ ان تردی کونہ مصر او تعددت اجماعہ پس حاصل یہ ہے
 کہ جس جگہ جمعہ کے صحیح ہونے میں شک واقع ہوے جیسا کہ اکثر دیارات اور قریہ میں
 بنگالہ کے کہ اوسمیں کوئی تعریف مصر کی بخوبی نہیں پائی جاتی ہے اور یہ ضرورت کے
 ایک ایک لہستی میں دو تین جگہ خالی ضعیف دل سے جمعہ پڑھتے ہیں تو وہاں آخری ظہر
 چار رکعت پڑھنا واجب ہے اور نیت فرض کی بھی کیا چاہیے تاکہ فرض سے ظہر کے خلاف
 پورے طور پر نہ ہو کہ بعد فرض جمعہ کے دس رکعت نماز اس ترتیب سے پڑھے کہ چار رکعت
 سنت اولیٰ کے پھر چار رکعت فرض آخری ظہر کی بعد دو رکعت سنت الیقوت کا کہ

تاکہ ظہر پورا پورا کلمہ کا ست ادا ہو جائے اور ہر ایک چار رکعت میں آخری طرح کے سورہ
 فاتحہ کے ساتھ کوئی سورہ بھی ملاوے کیونکہ اگر یہ فرض میں داخل ہوئی تو ضم سورہ کا کلمہ مرج
 نہیں ورنہ نقل بے سورہ کے درست نہ ہوگا جیسا کہ اسی رد المحتار میں تصریح کیا ہے قال فی
 شرح المنیۃ لہذا فی الاصل ان یصلی بعد الجمعة من ثمانی الاربع ہذہ النیت ای نیت آخر ظہر اور کہتے
 ولم اصلا تم کہتین سنتہ الوقت وانی ان یقرء السورۃ مع الفاتحہ فی ہذہ الاربع ان لم یکن
 علیہ قضاء فان وقعت لمضا فاسورۃ لا تضروا ان وقعت لفلان فقرأۃ السورۃ واجبہ فقط
 واللہ اعلم بالصواب علیہ السلام الی اللہ الصمد محمد عبد الحکیم النعام الدین احمد عفا عنہ الکرم
 وتجاوز عن سبائۃ بفضلہ العظیم محمد عبد الحکیم الجواب صحیح والمجیب بھیج تحریرہ الراجی
 عفوریہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوزا اللہ عن ذنبہ الجلی والنجفی محمد عبد الحی
استفتا نماز میں ارسال یدین کی حدیث وارد ہوئی ہے یا نہیں
ہوالمصوب بعض روایات میں ارسال ہاوند ہوئے طرانی نے معاذ رضی سے روایت
 کی ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا کان فی الصلوۃ رفع یدہ قبل اذنیہ فاذا کبر
 ارسلہا اور ابن ابی شیبہ نے عمرو بن دینار سے روایت کی ہے قال کان ابن الزبیر اذا صلی
 ارسل یدہ لیکن جبور کے نزدیک اس ارسال سے مراد وہ ارسال ہے کہ قبل وضع کے اور
 بعد تکبیر تحریم کے کہ مقدار ارسال مستحب ہے اور تمام قیام میں صرف ارسال نہیں بلکہ
 اور شیخ دہلوی فتح المنان فی تائید مذہب النعمان میں لکھتے ہیں مذہب مالک ارسال
 الیدین وہو عزیمۃ عندہ والوضع رخصۃ واجب انہ لا یوجد حدیث تمسک بہ لانی جامع للاصول
 الذی جمع احادیث الکتاب و نہ الموطا و لانی اجماع الکبیر و جمع الجوامع للسیوطی و قد ادعی
 احاطۃ الاحادیث و جمہا من نحو خمسمین کتابا بالاسن و رواتہ مالک و لاسن رواۃ خیر فانتہی و اسنادہم
 حورہ الراحمی عفوریہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوزا اللہ عن ذنبہ الجلی والنجفی
استفتا جسکے ہاتھ پاؤں اعضا وضو سے کٹے ہوں او سکی نماز کیونکر درست ہے بیوا تو جبروا
ہوالمصوب جو عضو اعضا وضو سے بالکل کٹا ہو او سکودھونا وضو میں اس شخص سے
 قطع ہے بقیہ اعضا کو دھو لے اور نماز پڑھے بکرا تہ میں ہے تو قطع یدہ او وجہ طہر

موزعہ ریح الاول و روزیہ ذی سلاسل ابوری مرسلہ مولوی ابو الخیر علی الزہری

مولانا مولوی صاحب

من المرقی والکعبی سقط الغسل ولو لم یغسل یحب ان یتیم او در مختار میں ہے منقطع الیدین
 والعلمین اذا کان بوجہ جراحۃ یصلی بغير طهارة انتہی اوسکے حاشیہ المختار میں ہے قوله مقطوع الیدین
 ای من فوق المرفقین والکعبین والامع محل القطع قوله اذا کان بوجہ جراحۃ والاسیج علی التریکن
 من غیر طهارة انتہی اندکلم حرره الرامی عفورہ بالقوی ابو الحسنات محمد عب ای تجاوز اللہ عن ذنبہ علی انہ
 استفتا کیا فرماتے ہیں علمای احناف رحمہم کہ اندر آپ لوگوں پر اور برکت سے
 علم میں کہ فیض پہنچاتے رہیں علم سے اپنے خلاق کو اس قول میں صاحب قدوری کے کہ لہما
 الامع اجماعہ الانی مصر جامع اونی مصلی لمصر ولا تجوز فی القری یعنی نہیں صحیح ہوتی ہے ادای نماز جمعہ
 اگر مصر جامع میں اور نہیں صحیح ہوتی گاؤں میں آیا یہ صحیح و موافق اصول مقررہ حضرت خفییہ کے
 ہو اور ہم مقلدین مذہب حنفیہ کو عمل کرنا اس قول پر لازم ہے یا نہیں
 اب جواب ہاں قول مذکور صاحب قدوری کا مطابق اصول مذہب حنفی کے ہے اور فقہای
 حنفیہ کا بالتام اسیر الفلق ہی اسواسطے جمہور مصنفین حنفیہ اسیر علی ہیں کہ ان علامہ محمد عطاء اللہ
 محکمفی نے ذکر فی شرح الدر المنثور ونبیہ ط صحتہا سبقتہا لاولی الامر فی البیرونی شرح منہ المصلی
 اما شروط الاداء فتہ ایضا الشرط الاول المہر او فتاویہ فلا تجوز فی القری عندنا و ہونہ مذہب علی بن
 ابی طالب و حذیفہ و عطاء و الحسن بن ابی الحسن و الحنفی و مجاہد ابن سیرین و الثوری و سلمون
 خلافا للامة الثلاثہ لما روی ابن ابی فیسبہ عن علی رضی اللہ عنہ انہ قال لا یجوز ولا یشرک ولا یصلی
 فطرہ الا اضحی اللانی مصر جامع او بدنیہ عن عیسیٰ و صحیح ابن حزم فی المحلی و روی مدنی و عطاء و حذیفہ و الحسن
 المولوف فی مثل ہذا کالمرفوع لانه من شروط العبادة ہی من احکام اللہ و لا یمثل للوالی فیہا
 یعنی جیسا کہ علامہ محمد عطاء اللہ بن محکمفی نے ذکر کیا اور مختار میں کہ شرط سبقتہا لاولی الامر فی البیرونی
 ادای جمعہ کے سات چیز اور میں سے پہلے مہر ہوتا ہے اور کبیری شریع فیہ المصلی ہیں ہے
 کہ شروط ادای جمعہ کے چار ہیں پہلے شہر یا کنارہ شہر ہے نہ کہ کہ بہا ہے شہر یا کنارہ شہر ہے
 اور یہ مذہب ہے صاحبان مذکورین کا خلاف ہے اللہ ثلاثہ کے اسلئے کہ روایت کیا ہے
 ابی شیبہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں ہے جمعہ اور تشریق اور نہ جمعہ کی نماز میں حضور یا شہر یا کنارہ
 شہر کے اور صحیح کیا اس قول کو ابن حزم نے محلی میں اور روایت کیا گیا مرفوع کہ

رخصتک بدرکانون طائفة یوسر افض البیرونی و صلح برسالہ مولوی عبد الغفر بن صاحب الخیرات شریعہ

حالانکہ یہ کتاب ضعیف ہے لیکن اس بارہ میں موقوف ماند مرفوع کے ہے اس واسطے کہ طبرانی
 عبادت کے ہر ساری یہ وضع احکام ہے اور گنجائش میں داخل کرنا اسکا معنی اور بھی علامہ
 شیخ احمد طحاوی نے حاشیہ مرقی الفلاح شرح نور الایضاح میں اس طرح بیان کیا وظاہر ہوا ذکرہ ان
 حدیث مرفوع وہوالذی ذکرہ ابو یوسف فی اللیلۃ ومحمد فی الاصل ذرواہ ابن ابی شیبہ موقوف
 علی مالہ موقوف فی مثلہ کامرفوع قال المال ولفی بقول علی قدہ فی المعنی شرح الصحیح البخاری ثم استدلل
 ابو حنیفہ رحمہما رواہ عبد اللہ راق عن علی رضی قال لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع وکنان رواہ ابن ابی شیبہ
 عن حجاج النخعی وروی ایضا بسند صحیح ناہر عن منصور ائمہ واما قال النووی حدیث علی رضی متفق
 علی ضعفہ فکانہ لم یصلح الا فی الذی فیہ کحاج ولم یطعن علی طریق جریر عن منصور فامہ سند صحیح وروایط
 لم یقل بما قال بلکہ واسطے صحت جمعة کے مخصوص مکان کا ہونا بالاجماع مراد ہی کیونکہ جائز نہیں
 جمعة ہر جگہ اور میدان میں بالاتفاق اسلئے امام شافعی رحمہ کے نزدیک ادای جمعة صحیح نہیں سوای
 ایسے مکانوں کے جہاں چالیس ہزار آدمی مکلف بستے ہوں اور امام احمد رحمہ کے نزدیک بھی ایسا ہی
 ہی اور امام مالک رحمہ کے پاس صحت ادای جمعة کے لیے وہ جگہ شرط ہے جہاں ملا ہو البستی اور
 ویا ذلک وما یبدل من عبارة المیزان لعبد الوہاب الشحرانی رحمہ من ذلک قول الشافعی لا تصح الجمعة الا
 فی ائینة لیستوطنہا من تنقذہم الجمعة من بلدة او قرية مع قول بعضهم لا تصح الجمعة الا فی قریة یا قریات
 بیوتہا ولہا مسجد وسوق ومع قول ابی حنیفہ ان الجمعة لا تصح الا فی مصر جامع لم سلطان اور آیت
 وجوب جمعة بھی کچھ مطلق نہیں یعنی ہر جگہ میں جائز ہو نیکا حکم شامل نہیں جیسا مذکور کبریٰ میں ہے
 ان قول الشافعی فامہوالذی ذکرہ الشافعی علی الطلاق العاقل الا لا یجوز فی البری اجماع فامہ قدرو القریة
 ونحن قد راہنا الحدیث والی حدیث علی فامہ واما معارضہ اذ لم یقل عن الصحابة انہم صیغ
 البیاد و اشتغلوا بنصب المنابر والجمع فی الامصار فی مرقی الفلاح ولم یقل عن الصحابة فی
 عنہم البیاد و اشتغلوا بنصب المنابر والجمع فی الامصار فی مرقی الفلاح ولم یقل عن الصحابة فی
 فقل انہ لو اقاموا الذل من الامامة بمصر فی حاشیة وکنان لم یقل انہ صلی اللہ علیہ وسلم امر باقامہ
 الجمعة فی قریة المدینة علی الترتیب ایسی جیسا اس سے معلوم ہوا کہ ہماری علمای احناف کے پاس
 بالاتفاق واسطے صحت جمعة کے وہ شرط ہے اسلئے حکم دین میں اسباب عدم جواز جمعة کا

آن نفل خواهد گشت و این هم مقرریست که اقتضای مودی فرض و واجب خلف متغفل ناجائز است
 بدین هم ثابتست که ادای نفل بجایست علی سبیل التذاعی مکرره است تفصیل این جمعا مور
 در تب فقه مثل در مختار و عواشی آن و بحر الرق و شرح غیه و غیره موجود است بنا علیه و صورت
 سوال امام جماعت اول هرگاه یک مرتبه نماز عید را ذکر کرده و وجوب از همه اش ساقط گردیده
 پس امامت آن برای جماعت ثانیه جائز نخواهد شد چه مقتضایان جماعت ثانیه اگر صلوة عید را
 ادای سازند نمازشان بسبب متغفل بودن امام غیر جائز و اگر نفل دای سازند ادای نفل بجایست
 علی سبیل التذاعی لازم خواهد شد و اگر بر ناول امامت نفل کرده بین دو فساد یا نوز لازم
 خواهد شد که در روز دوم نماز عید بعد از نماز است اگر بر روز عید ادا نشده باشد فاما ادای نماز
 دوم در سبب نماز آن غیر ثابت و الله اعلم خیرة الای عفو القوی و مقتضایان یکی تجاوز است عن ذنبه یکی و انحنی
 استفتا چه میفرمایند علمای دین و مفتیان شرع متبیین اندرین مسأله که زید امامت نماز عید
 در سبب جماعتی نموده که منع فتوی مفتی شرع بود و نزد جماعتی که از حکم فتوی شرع خلافت و زید روز دوم
 بکمان میری نماز عید او نمود و زید فکوحسب ایما ی مقتضایان و این هم امامت نمود و امام و مقتضایان
 زید ناول نموده و نیت روز دوم پس این امامت جائز است یا نه و نماز هر دو یوم صحیح شد یا نه بنوا تو به
 هو المصوب در مختاری نویسد و کاتوا بیلد الاحکام فیها صاموا بقول تقه و افطر و اباتجا
 علیین مع العلة للضرورة التي و در مختاری نویسد و صاموا ای افطر و اعبارة
 غیره لا باس و انظار این المار به الوجوب ایضا انقی لخصا بنا و علیه در صورت سوال هرگاه
 مفتی فتوی افطار او در تمام کسان انظار لازم شده و ادای نماز عید در آن روز واجب گشته
 پس زید ناول اگر فتوی مفتی تسلیم نکرده و نماز عید بر خود واجب اقتضیه امامت کرده نماز
 مقتضایان که مودی نماز عید او و بسبب سبب ای او فاسد گشته و وبال آن روز که امام نماز
 کرده و اگر نماز عید واجب بود اگر چه اما متغفل بود و دوم مقتضایان و الله اعلم خیرة الای
 عفو القوی ابو الحسنات محمد عید یکی تجاوز است عن ذنبه یکی و انحنی
 استفتا کیا فرماید بین علمای دین و مفتیان شرع متبیین در سبب این که ناول بعد نماز عید
 بزرگ جاتی بین او که سوا او در وفات بین نوافل میگویند و خدا احادیث ثمر لایق است پس یا نه بنوا تو به

ہو لمصوب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز تھو کبھی کبھی بیٹھ کے پڑھنا ثابت ہے اور
دو رکعت نفل بعد وتر کے بیٹھ کے پڑھنا ثابت باقی اور نوافل بعد ظہر و مغرب یا اور اوقات میں
بیٹھ کے پڑھنا ثابت نہیں بلکہ عبادت میں وارد ہے کہ بیٹھ کے پڑھنے سے ثواب کم ملتا ہے ورنہ
حررہ الراعی عفوریہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز الشد عن ذنبہ اجماعی و انھی ابو الحسنات
استفتا کیا فرماتے ہیں علمای دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ قاعدہ اخیر
یا اولیٰ میں وقت شہادت کے سبب یہ مرفوعہ بعد الا لہ کے حلقہ توڑ کر رکھ دینے سے یا مع مرفوعہ
مرفوعہ تا سلام رہنے سے و یوسے بیٹھا تو جبراً

ہو لمصوب اسی طور سے حلقہ تا آخر رہنے و یوسے والا علی قادیانی کے رسالہ التزیین العباد
لخصین الاشارة میں ہے اصحیح البخاری عنہ جمہور اصحابنا ان یمنع کفہ فی ثوبہ ثم عند وصولہ الی مکۃ
التوحید یعقد یمنہ و البصر و یحلق الی وسطی و الالباس و لیشر بالیسیرہ راھا الہا عند النقی و واضحا اس
عدہ الاشیات ثم یسیر علی ذالک لانه ثبت العقد عند ذالک بالخلات و لم یوجد لامر بتبیرہ قال اصل
بقا و الشی علی ما ہو علیہ و استصحب الی آخر امرہ و مالہ الیہ و اللہ اعلم حشرہ الراعی عفوریہ القوی
ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز الشد عن ذنبہ اجماعی و انھی ابو الحسنات

استفتا سوال چہ میفرماید علمای دین و مفتیان شرع متین اندرین مسئلہ
کہ شہر لکھنؤ کے باہر اطراف شہر قصبہ ردولی و قصبہ سرہور و شہر کہ قصبہ بیٹھی و غیر میں
نماز جمعہ کی پڑھی جاتی ہے تو اکثر لوگ بعد نماز فرض جمعہ کے چار رکعت نماز نہایت فرض
یا نہایت ظہر کے بھی پڑھتے ہیں اور خطبہ عید کا اذہن ہاتھ کھول کر پڑھتے ہیں اور درمیان خطبہ جمعہ
جلسہ میں جو آگے سے یہ دعا یعنی اللہم طہ قلبی من الشک و الریا و زین لسانی بالحد و الثناء و طہ قلبی جاتی
تھی سو اب ان لوگ نہیں پڑھتے ہیں اور ہر نماز کی التحیات تشہد پڑھتے ہیں دل نہ ہاتھ کے
کلمے کی اونگلی اٹھاتے ہیں پس اندرین صورت بعد نماز فرض جمعہ کے چار رکعت نماز نہایت
فرض ظہر یا نہایت ظہر کے پڑھنا درست ہے یا نہ اور خطبہ جمعہ کا اذہن ہاتھ کھول کر پڑھنا درست ہے یا نہ ہاتھ
باندھ کر اور جلسہ خطبہ جمعہ میں وہ دعا جو اوپر لکھی ہے اسکا پڑھنا درست ہے یا نہ اور
ہر نماز کے التحیات تشہد پڑھتے ہیں دل نہ ہاتھ کے کلمے کی اونگلی اٹھانا درست ہے یا نہ بیٹھا تو جبراً

جواب سوال اول قصبات میں یہی روای فرمیں کہ چار رکعت پندرہ ظہر احتیاطاً پڑھ لیتا ہوں ہے کچھ روز نہیں مگر چاروں رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ کے سو و ملا تاجا اور شیت اور کی اسطرح کرے نوبت ان اہلی آخر ظہر اور کت وقت وہ علم حاصل ہو اور پڑھتا ہے کہ چار رکعت سنت ہے چہ کہ یہ چار رکعت پڑھے پھر دو رکعت سنت چہ کہ چار رکعت پڑھے پھر دو رکعت سنت ہے اولیٰ ان اہلی آخر ظہر اور کت وقت وہ علم حاصل ہو اور پڑھتا ہے کہ چار رکعت سنت ہے چہ کہ یہ چار رکعت پڑھے پھر دو رکعت سنت چہ کہ چار رکعت پڑھے پھر دو رکعت سنت ہے

جواب سوال دوم خطبہ پڑھنا یا نہ پڑھنا نشان اور کائنات میں یہی روای فرمیں کہ چار رکعت پندرہ ظہر احتیاطاً پڑھ لیتا ہوں ہے کچھ روز نہیں مگر چاروں رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ کے سو و ملا تاجا اور شیت اور کی اسطرح کرے نوبت ان اہلی آخر ظہر اور کت وقت وہ علم حاصل ہو اور پڑھتا ہے کہ چار رکعت سنت ہے چہ کہ یہ چار رکعت پڑھے پھر دو رکعت سنت چہ کہ چار رکعت پڑھے پھر دو رکعت سنت ہے

جواب سوال چہارم احتیاطاً پڑھنا یا نہ پڑھنا نشان اور کائنات میں یہی روای فرمیں کہ چار رکعت پندرہ ظہر احتیاطاً پڑھ لیتا ہوں ہے کچھ روز نہیں مگر چاروں رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ کے سو و ملا تاجا اور شیت اور کی اسطرح کرے نوبت ان اہلی آخر ظہر اور کت وقت وہ علم حاصل ہو اور پڑھتا ہے کہ چار رکعت سنت ہے چہ کہ یہ چار رکعت پڑھے پھر دو رکعت سنت چہ کہ چار رکعت پڑھے پھر دو رکعت سنت ہے

اور چنانچہ اسطرح کرے کہ اگر پڑھا تو پندرہ رکعت پڑھے اگر نہ پڑھا تو پندرہ رکعت پڑھے اور چنانچہ اسطرح کرے کہ اگر پڑھا تو پندرہ رکعت پڑھے اگر نہ پڑھا تو پندرہ رکعت پڑھے اور چنانچہ اسطرح کرے کہ اگر پڑھا تو پندرہ رکعت پڑھے اگر نہ پڑھا تو پندرہ رکعت پڑھے

اور کتب فقہ میں بھی یہ امر مذکور ہے مثل غائبہ و مختارات النوازل و محیط طبرستان شرح
مواہب الرحمن و شرح شیعہ و غیرہ کے واللہ اعلم تحریرہ الرامی عفو ربہ القوی ابوالحسنات

محمد عبدالحی سخا و زائد عن ذنبہ الجلی و الخفی محمد عبدالحی
ابوالحسنات

سبب شفت سوال اول در باب ترجمہ بیع و شراء و فرغیت و غیرہ آیت اذان و اذان
للصلوة من یوم یک و آخر سے ثابت ہے حنفیہ کے نزدیک معتبر اذان اول ہے اور ثانی کے
دو ایک معتبر اذان ثانی ہے حالانکہ اذان اول سنی قلات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہے اور عند نبوی
صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اور عند شیخین میں صرف ایک اذان بوقت بیعت خطیب کے منبر پر
ہوتی تھی پس اذان اول اس آیت قرآنیہ سے کیونکر مراد ہو سکتی ہے کیونکہ نداء نزول آیت میں
ازر باذان کا کہیں نام و نشان نہ تھا اور اگر دوسری اذان مراد لی جائے پس ترتیب بھی وترک بھی
و غیرہ کا اس اذان پر کیونکر ہو سکتا ہے اسوجہ سے کہ اس اذان کے بعد بلا مدت خطیب شروع
ہو جاتا ہے پس اگر اس اذان سے دھوپ بھی پڑا اور حضرت بیع و غیرہ ہوا اور قبل و بعد کے نو
اکثر لوگوں سے نوات خطیب و غیرہ لازم آئے گا سوال دوم اذان اول جو حضرت عثمان نے حدیث
کی اوسکا کیا حال ہے آیا خاص ہے یا عمومی یا سب شہر و ولایت اہل اسلام کے عام تھی
سوال سوم اذان دوم جو خطیب کے روئے مسجد میں پڑھنی چاہی ہے اوسکی کیا شانہ ہے حدیث
ابوداؤد سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں یہ اذان دو بار پڑھنی چاہی
محلصوب جواب سوال اول آیت اذان و اذان من یوم یک و آخر سے ثابت ہے اس سوال کے جواب
میں نہ ذکر اذان اول کا ہے نہ ذکر اذان دوم کا بلکہ اس آیت سے ایسا قیاس ہے کہ جس وقت نماز
نماز جمعہ کے واسطے ہوئے کسی واجب ہے اور تجارت حرام ہے اور اگر یہ صدق پس اذان کا
زمانہ نزول آیت میں اذان ثانی تھی لیکن اس سے یہ نہیں لازم ہے کہ فقط اذان و اذان من یوم یک و آخر
و ہی اذان بوقت خاص مراد ہو جاوے بلکہ اذان من یوم یک و آخر سے بصفات زمانہ نزول
انصوح میں پائی جاتی ہوں لیکن ان میں سے یہ نہیں لازم ہے کہ ہی اذان خاصہ اول نصوح
مراد ہو جاوے اور ثانی اذان کے خارج ہو جاوے پس چونکہ زمانہ نبوت میں صرف اذان ثانی تھی یہ
احکام اسی پر مرتب تھے اور جب زمانہ عثمانی میں احداث اذان اول کا ہوا و سیر بھی اذان و اذان

مرسلہ فتویٰ عبدالحق صاحب از مدقہ صیادہ فیہ شرح در مسرور کا ۱۴۲۴ ہجری قمری ۱۳۰۲

من يوم يخطب كاصدق هو كيا اور اذن احكام کا ترتيب بالضرورة اوسيه ہو گیا و ہذا ہو چکا کہ اختلاف ہے اور
 شافعیہ کے نزدیک بین خیال کہ عہد نبوی میں صرف اذان ثانی تھی ترتیب حکام قرآنہ کا اسی ہے
 لیکن اصل وجوب بھی نفس دخول وقت سے ہے اور اذان ثانی سے وجوب الادا ہے پس ہر گز
 مکان و نکاح مسجد سے دور ہے اور بعد اذان ثانی اونکے ہونے میں خطیب کا کلام یا بعد نماز فوت ہونا
 منہل ہے اور پھر قبل اسکے سنی وغیرہ واجب ہوگی اور اگر یہ حکم شافعیہ کے نزدیک نہ ہو بلاشبہ چونکہ
 قول مورد ایراد ہوگا واللہ اعلم **جواب سوال دوم** سب شہر و دیہات میں اور سب پر عمل ہوا جیسا کہ
 ارشاد الساری خرج صحیح البخاری میں قسطلانی کہتے ہیں ثبت الامر علی ذلک فی جمیع الامصار
 اتی اور طاعلی قاری شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں اخذ الناس بفعله فی جمیع البلاد اذ ذاک لکونه خلیفۃ
 مطاعا و قبل اول من احدثہ بکمالہ کما ج و بالبرہۃ زیادتی **جواب سوال سوم** بلاشبہ زور
 برداروں سے کان یوڈن میں یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذ جلس علی المنبر یوم الجمعة علی
 باب المسجد اتی یہ امر ثابت ہے کہ اذان ثانی خارج مسجد و بروی خطیب ہوتی تھی اور سب نے علما
 کہتے ہیں کہ یہ اذان منارہ پر ہوتی تھی علی کل تقدیر پاس خطیب نہ تھی مگر مائتہ ہشتاد ابن عبد البر
 سے یہ اذان مسجد میں ہونے لگی لیکن محل میں لکھتے ہیں النہ فی اذان الجمعة اذ ہذا الامام علی
 النیر ان یوم التوذن علی المنار ذاک کان علی النیر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والی کبر و عرو و عمار
 من خلافت عثمان کان ثلاثہ یوڈون واحد ابدا و احد ثم یوڈون اذان اخری بالزور و اور
 موضع بالسوق و البی الاذان الذی کان علی صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی منارہ و
 علی المنبر اذ ذاک ثم انہ لما تولى ہشام بن عبد الملك هذا الاذان الذی فعلہ عثمان بالزور و عمار علی المنار
 و کان للموزن واحد یوڈون عند الزوال ثم نقل الاذان الذی کان علی المنار عند صعود الامام علی المنبر
 بین یدیه و کالوا یوڈون ثلاثہ یوڈون جماعۃ و یسترکون فقہان ان فعل ذلک اسامہ بن
 الخطیب بدعتہ وان اذا جماعۃ بدعتہ اخری تمسک بعض الناس بالین و ہا ما احد شہدہ
 بن عبد الملك اتی اور دوسرے موضع میں کہتے ہیں من سنۃ الماطیۃ ان یوڈون الموزن علی
 المنار فان عند علی علی بن ابي رافع ان عند ذاک علی بابہ اتی و اللہ اعلم **ترجمہ الرابع** ضروریہ انقوی
 بالاحکامات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی بن ابي رافع

مسطور ہے مخبر من بحبابا ظاہر ہذا البین بحجب ثبوت التشابه وحسن التمييز بينا وفي التمهيد لانه ايشان
الظاہر فی صفاتہا کلامہ ویزید علیہا بالاستطالہ اور کیمیای سعادتین ہے فرق میان ضاد و زاء
اگر نتواند روا باشد حاصل یہ ہے کہ تمام کتب فقہ و تفسیر سے ثابت ہوتا ہے کہ ضاد و شایہ
ظاہر ہے اور کسی قدر ذال اور زاء کی بھی لیکن ظاہر کے ساتھ بہت مشابہ ہے کیونکہ ضاد اور
ظاہر میں صرف ایک صفت کا فرق ہے یعنی ضاد و تطیل ہے اور ظاہر و قصیر اگر استطالہ ضاویں
نہونی تو عین ظاہر ہو جائیگا کہ عبارت تفسیر وغیرہ سے معلوم ہوا اختلاف ذال کے کہ ضاد
اور ذال میں سات صفات کا فرق ہے ضل رخصتہ و شدیدہ ضل ساکنہ ہے و قلقلہ ضل
مستطیلہ ہے و منفقہ ضل مستطیلہ ہے و مستطیلہ ضل مستطیلہ ہے و منفقہ ضل مستطیلہ ہے و قصیرہ
ضل منفقہ ہے و غیر منقولہ اور ضاد کا مشابہ الصوت ہونا اسلافہ ظاہر کے اتنی کتابوں سے
ثابت ہوتا ہے و اولاً اثبات المقام بالثبوت بہا و ہر سہ کے رعایہ جملہ اہل تہذیب و ہر سہ یہ شرح
حدیث و تفسیر شریعی علی قاری کی نشر منہاج طبیبہ النشر تفسیر رسالہ مولانا عبد الرحیم شریعی فیض
مشاطی تفسیر کبیر القان کثافات بیضاوی حاشیہ بیضاوی عزیزی حسینی فتاوی قاضیخان
ماگیری کبیری برہان تفتیس خلاصۃ الفتاوی و مختار خطاوی ثنائی خزائن لغتین خزائن کل
عملیہ فتاوی نقشبندیہ بزاریہ عثمانیہ تاتاریخانیہ خزائن الروایات رسائل الارکان تہذیب و تہذیر
فتح القدر خیر جامع الروایات مفتاح الصلوٰۃ تجانس العمل البیان البحریل اعیاء العلوم
کیمیای سعادت زاد الاثرہ شافعیہ رحمی جہاد بروی فصول الکبری فتاوی برہنہ رسالہ نجم الدین
مختار الفتاوی سمرقندی منیر مجتہد سلطانی بغیۃ اللہ و تہذیب خزائن الحیا و تہذیر کوری اور
جب یہاں ثابت ہووی کہ ظاہر و شایہ ظاہر کے ہے تو قاعدہ کلیہ حکم کتب تہذیب کا یہ ہے
اگرچہ و حرفون میں فرق آسانی ممکن ہے او سکے بدل جانے سے تا نہ فاسد ہوتی ہے آقا
اگر فرق اول و دونوں حرفون میں شریک اگر کتب مذہب یہ ہے کہ ان میں تہذیب فاسد ہوتی اور یہاں مذہب
متاخرین کا اور یہ مذہب بہت معتدل اور پسندیدہ ہے اور مذہب متقدمین کا یہ ہے کہ
ضاد کو ذال پر مٹھنے سے بھی تا نہ فاسد ہوتا ہے پس لفظ والا الضالین کی جگہ والین پر مٹھنے
کے نزدیک تا نہ فاسد ہوتی ہے اور شایہ و شایہ کے نزدیک تہذیب فاسد ہوتی اور

اسی پر فتویٰ ہے پہلے چند عبارت فقہ کی واسطے ثبوت اس قاعدہ کلیہ کے لکھی جاتی ہیں جو کہ
چند عبارت فقہ سے اوپر ثبوت فساد نماز کے پڑھنے والین سے لکھا جاوے گا اور مختار میں یہ کہ ان
خطا بابت بال حرف فان اکمل لفصل بینہما بلا کافۃ کا صا و مع الطاء بان قرأ الطائحات
مکان الصائحات فالنقصوا علی انہ مفسد وان لم یکن الا بمشتقۃ کا لظا و مع الفصاد والصاد مع الی
فالشرع علی عدم الفساد لعموم البہاوی کہ ہندانی فتاویٰ قاضی خان و فتح القدیر و نہر الفائق اور
عالمگیری میں ہے وان غیر المعنی فان اکمل لفصل بین الحرفین من غیر مشتقۃ کا لظا و مع الصاد
فقرأ الطائحات مکان الصائحات نفس صلوٰۃ عند الکل وان کان لا یکن لفصل بین الحرفین الا
بمشتقۃ کا لظا و مع الفصاد والصاد مع السین والطاء مع التاء اختلاف المشایخ قال اکثرہم لا یفسد
صلوٰۃ آہ اور خانیہ میں مرقوم ہے الا فصل فیما اذا ذکر حرفاً مکان حرف و غیر المعنی ان اکمل لفصل بینہما
بلا مشتقۃ نفس فان لم یکن الا بمشتقۃ کا لظا و مع الفصاد اجمتین والصاد مع السین لہمستین والطاء
مع التاء قال اکثرہم لا یفسد آہ اب عبارت اوپر فساد نماز کے پڑھنے سے والین کے لکھی جاتی ہے
قاضی خان میں مذکور ہے ولو قرأ الطالین بالظا او بالذال لا یفسد صلوٰۃ ولو قرأ الذالین نفساً
اور خلاصۃ الفتاویٰ میں مذکور ہے ولو قرأ الطالین بالظا او بالذال او بالزای لا یفسد حاصل تقریر
مذکورہ بالا کا یہ ہے کہ ضاد کا مشتقۃ الصوت ہونا ساتھ ظا کے بلا نزاع ثابت ہے اور جس شخص سے
مخرج ضاد کا نہ آوے وہ ظا پڑھے اور اس سے نماز اکثر کے نزدیک فاسد نہیں ہوتی و عند
ہواحق والاصواب اور ضاد کو مشابہ دال کے پڑھنے پر کوئی دلیل صرف و توجہ و فقہ و تفسیر سے
ثابت نہیں ہوتی بلکہ یہ سب علوم او کی غلطی ہونے پر دال ہیں اور ایک حرف دوسرے حرف سے
ہلنا وی سے ہوتا ہے کہ وہ اس کے مشابہ ہو اور ظاہر ہے کہ ضاد اور دال سے کچھ مناسبت ہوگی
نہیں ہے نہ مخرج میں نہ صفات میں بلکہ ضاد اور دال سے سات صفات میں اختلاف ہے
جیسا کہ اوپر گد راجب یہ مسئلہ سب کتابوں سے ثابت ہوا تو مسلمانین کو چاہیے کہ بہت جلد اس کے
عامل ہو جاویں نہ یہ کہ آپس میں جھگ و جدال و زور و کوب و بالاتفاق حرام ہے کہین و السلام
بالاصواب فی الواقع مذہب مختار جمہور ضاد کی جگہ پر اگر ظا پڑھے گا یا ذال نماز فاسد ہوگی
فتاویٰ بزاز یہ ہیں و قال غیر المقطوب بالظا والذالین بالذال والطاء و ذیل لا یفسد لعموم البہاوی

فان العوام لا يعرفون مخارج الحروف ولا يميزون الشائع افتوا به انتهى او حشره ثلثه ثقاتيين من
شيوخه المتأدبي من منقول ہے ان ذاکر و امکان حرفت و غیر المعنی فان امکن بفصل کا اطار

مكان الصاوة عند صلوة وان كان لا يمكن فصل بين الحرفين الا بشقة كالظاء مع الصاد والطاء
مع التاء والصاد مع السين الاكثر على انه لا يفيد اتقوا الله واعلموا انه لا راجع مقورية القوى

ابو الحسنات محمد عبدالحی تاجور الله عن وشیعہ الحی وشیعہ الحی

۲۸۹
بسم الله الرحمن الرحيم کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز جمعہ
اور عیدین یعنی عید الفطر اور عید اضحیٰ بہات میں پڑھنا درست ہے یا نہیں بخیر التوفیق

ایک اور اسب تیار ہے۔ مثل نازنجنگہ کے فوج ہے جو شطین اور کورین ۱۵۰۰ میں ہیں
دو خطیوں کی ریادتی ہے۔ شہر دو پادہات ہر جگہ پلا شہر و بادشاہ یا ناسباؤ کی

بزرگوار است صحیح ہے امام بخاری نے باب الحکم فی القری والمداہن میں روایت کی ہے عن
ابن عباس قال ان اول جمعة بعثت بعد نبي محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم في مسجد

عبد القیس بن کوفی من البحرین اور ابیطح ایام ابو داؤد نے روایت کی ہے اور او کی روایت
ابن اعظا کوفی قرید من قری البحرین کا ہے اور پھر امام بخاری نے روایت کی ہے عن ابن عمر

رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في كل يوم عشاء وزاد الله قال يونس وكعب بن زيد
عن أبي بن كعب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال قال يونس وكعب بن زيد

ان مجمع الخ حاصل ان حدیثوں کا یہ ہوا کہ جو انبیاء میں کہ وہ ایک گائون ہے بحرین سے صحابہ

ان کا ترجمہ بھی نہ مانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تابعین میں سے بھی اور ان کے

دود ہے کیونکہ جب امام بخاری اور ابو داؤد نے کہ مقدم اور الفضل ہیں اور بعد ان کے اکابرین
محدثین نے بھی جو ان کی کوہ پست سے لکھا ہے پھر متاخرین کے اقوال ان اکابرین کے

مقابل میں کتب مجموع ہو سکتے ہیں اور اگر متاخرین کے اقوال صحیح مان لیے جائیں تو بھی
کچھ خرابی نہیں مطابق متقدمین اور متاخرین کے اقوال میں یوں ہوگی کہ جوانی زمانہ

قدیم صحابہ میں ایک چھوٹی بستی ہو پھر تھوڑے دنوں کے بعد بڑھتے بڑھتے ایک شہر ہو گیا
 اسی ہندوستان میں دیکھو کہ زمانہ قدیم میں جو بعض بعض بستان تھیں اب وہ شہر ہیں
 کچھ جانی تعجب نہیں ہے اور صنف ابن ابی شیبہ میں ایک روایت آئی ہے کہ لکھنؤ بھی حضرت
 عمر رضی اللہ عنہ کے کچھ اہلکاروں کے ہاتھ سے آباد کیا گیا اور انہوں نے اس کو
 جس کے مشاغل سے شہر اور دیات دونوں کو اور پھر بنی سلیمان بن سعد سے روایت کی ہے
 کہ جمعہ ادا کیا کرتے تھے اہل مصر و مصر اہل زمانہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اوسے
 حکم سے اور انہیں بھی جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کی اور اس مضمون کی حدیثیں بہت آئی ہیں
 کہ ان تک لکھنؤ اور بناب خاتم الخویشین شاد ولی اللہ دہلوی جو مصنف تفسیر موطای امام مالک
 میں فرماتے ہیں کہ یہاں سے دور گشت سست در وقت ظہر با جماعت عظیم از مسلمانین در قرعہ
 یاد شہراخ اور در بارہ شہر ہونے شاد یا نائب کے اوسے کتاب میں لکھتے ہیں واما امامت
 خلیفہ یا نائب او ہیں امر مستمر و دو تشرافی آن امر مست بقدم والی در محل ولایت خویش
 پس مخصوص باشد بخود والی و بطریق استحاب باشد چنانچہ تقدیم افرام و سایر نظامت و امر
 حضرت علی علیہ السلام لی الامام محول بر ندب تقدیم والی در محل ولایت خود مست اور مست
 صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ نہیں صحیح ہے جمعہ مصر جامع یعنی شہر میں رہتے ہیں اوسے
 اور نہیں جائز ہے دیہات میں بسبب اس حدیث کے کہ انہیں جائز ہے جمیعہ اور تشرقیہ
 عبد القدر اور عبد الرحمن مکر مصر جامع میں اور مصر جامع وہ جامع ہے جان کوئی عالم نہیں و قاضی
 جو جاری کرتا ہوا احکام اور قائم رکھتا ہوا حد و دیہ روایت ہے ابی اوسہ سے اور ابو یوسف
 دوسری روایت ہے کہ مصر جامع وہ جگہ ہے کہ اگر جمع ہوں رہتے ہوں وہاں کے بڑے ہی
 مسی ہیں اوسکی تونہ مسکین اور بھی روایت کو اختیار کیا ہے کوفی نے اور دوسری کو یحییٰ
 یا وہ جو شیخ ابن الہمام فتح القدر میں لکھتے ہیں کہ جمعہ ایسا جگہ ہو جہاں گلیاں اور بازار
 اور اوسمیں ایک والی ہو کہ انصاف مظلوم کا کرتا ہو ظالم سے اور ایک عالم ہو کہ جو اوسے
 اوسکی طرف رجوع کرتے ہوں مخرج و مخدوش ہیں قاضی سیوطی نے بھی یہاں سے ایک روایت
 حدیث الاممہ و التشریع الخ موقوف و منقطع ہے اور حدیث منقطع کسی کتاب کی عبارت سے

جاری کی نہیں ہو سکتی کیونکہ معارضہ میں مساوات شرط ہے یا اتفاق یہ ہو کر نہیں رہتا
 یہ تفسیر مصر کی درست نہیں ہے نہ موافق کرنی کے نہ ٹلنی کے کیونکہ قبل تشریف آوری آنحضرت
 کے مدینہ منورہ میں نماز جمعہ پڑھی اسعدین زیادہ نے ساتھ صحابیوں کے منبر میں باذن
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالانکہ اس وقت کچھ حکومت آپ کی مدینہ میں نہ تھی اور نہ وہ وقت
 بالفعل جاری تھے وقت اہلی رکعت تھے مسلمان بغض مغلوب تھے اور وہاں کی مسجدیں تھیں
 ہو تفسیر ٹلنی کی صادق آوے جیسا کہ تفسیر پیشاپیشی اور غیر سے ظاہر ہوتا ہے اور حسب خود آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اور نماز جمعہ کی پہلے مسجد نبویہ السلام کی بلکن داری میں پڑھی
 اس وقت بھی وہاں تسلط تام نہ تھا جو احکام حدود و قصاص جاری کر سکیں اور نہ ہی مسجدیں تھیں
 جیسا کہ بحر الرائق و شہنی شرح نقایہ اور محلی شرح موطا سے مستفاد ہوتا ہے اور تفسیر صاحب شرح
 الی صحیح ہے کیونکہ زمانہ نزول تھی میں صحابہ نماز جمعہ پڑھا کرتے تھے اور حالانکہ اس وقت انصاف
 تام نہ تھا خون صحابہ بیدار رہتا تھا اور اقامت حدود کو کون بوجہ تھا ہے اور جس زمانے میں
 حضرت عثمان رضی اللہ عنہ موجود تھے قوت اپنی رہائی کی نہ رکھتے تھے حکومت کسی باوجود اسکے
 اصحاب رضی اللہ عنہم نے نماز جمعہ پڑھی اس طرح کی تقریر مولانا ابوالعلوم اکنوی سے تفصیل
 تمام ارکان الیج میں کی ہے اور تفسیر مصر میں خوب جرح کیا ہے جس کا جواب ہے اس کے ارکان الیج
 میں دیکھ لے یہاں اکثر روایتیں بسبب طول ہو جانے قوت کے نہیں لکھی گئیں نیز یہ کہ
 اس حدیث کو محمول و پرندب کے کرتا ہوں یعنی بشرط بادشاہ اور مصر کے نماز جمعہ جمعہ اور خوب
 ہو گی نہ یہ کہ بغیر ان شرطوں کے لازمی نہیں اور ابھی جب کہ شاہ ولی اللہ صاحب دکن کے
 آثار ہو تے تھے اور جناب شیخ عبدالحی محدث دہلوی نے بھی ان شرطوں کو شرط اور ہوتا ہے
 لہذا ہے اپنی کتاب فتح المنان فی تائید مذہب النعمان میں جو تھے یہ کہ اس حدیث پر عمل کیوں
 ہو سکتا ہے سلیے کہ تفسیر میں مصر کے اختلافات ہے انہیں نکالتے جاتے ہیں کوئی معنی ابھی تاکہ
 متعین نہیں ہوے اور وہی آسمانی آئی نہیں شارع سے تفصیل نہیں کی جاتی جاتی نہیں
 کہ سلی تفسیر کو اوپر جانچ کر ترجیح دیا جائے اور معمول یا ہو سکے اس کو یا یہ مذہب بہ تفصیل بیان
 ہوئی تفسیر پر آیت اس اذکر سے کیونکہ یہ سکتی ہے عملی تودور رہا اور اگر ہی خود رائی ہے اور

بلاد علیہا ولایۃ کفار بخور المسلمین اقامتہ اجماعہ ولید القاضی قاضی القضاۃ علیہ السلام وکتاب علیہ السلام
 القاضی والیا مسلما کذا فی سراج الدرایۃ ایسے بلاد جہان حاکم کافر ہوں جائز ہے مسلما ان کو
 پر چھین وہاں نماز جمعہ کی اور ہو جاوے قاضی قاضی سے واسطہ پڑی ہوئے مسلمانوں کی اور
 چاہے اونکو تلاش کریں حاکم مسلمان کو اور روافضیہ میں لکھا ہے ولذا اوقات الوالی او کم حقہ عقبتہ
 ولم یوجد احد من اہل حق اقامتہ اجماعہ نصیب لہا نہ لم خطیباً للضرورة کما مسیاتی فی اندلا میر
 والا قاضی تمہ اور ایسے اگر کر گیا ہو حاکم یا نہ حاضر ہو البیہ کسی فساد کے اور نہ پایا گیا ہو
 جسکے واسطے حق اقامتہ جمعہ کا ہے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ آپس میں مشورہ کر کے
 کسی کو خطیب مقرر کریں بسبب ضرورت کے حالانکہ نہیں ہے اسکی امر نہ قاضی اپنے کچھ
 کہ عباتین صاف کہے دیتی ہیں کہ وقت غدر کے اذن والی سے یا امام معین کے ہونے
 نماز بلان شرطوں کے صحیح ہے اور شرطیں ساقط ہیں اور ولایت کفار میں بھی موجود جائز ہے
 حالانکہ سلطان ہے نہ اراصہ پس وہی میری تقریر صادق آئی کہ وقت غدر کے ان شرطوں کا
 اعتبار نہیں ایسے مسلمانوں کو چاہیے کہ کسی گمراہ کے ہر کافے سے نماز جمعہ کو کہ ان اس
 سلام ہے اور اس میں شوکت و رونق دیں ہے نہ چھوڑیں اور ان کے وقت اور گمراہوں
 غریب میں اگر شہ و جامعہ پر کراکل کلین اور خود لائی میں دلیل سے کچھ سرکار نہیں کا رہتا ہو
 اور دیہات اور شہر جہان جائزین نماز جمعہ اور عیدین بلاد غدر پر چھا کریں اگرچہ کافروں کی
 ولایت میں ہوں فتح الفتاوی میں لکھا ہے غلب علی المسلمین ولایۃ کفار بخور المسلمین
 اجماعہ والی علیہ السلام القاضی قاضی القضاۃ علیہ السلام وکتاب علیہ السلام والیا مسلما کذا فی سراج
 العاودہ بلذاتی الطبع ہادی تبیب غالب ہو جاوین کفار مسلما ان کو تو چاہیے مسلمانوں کو
 جاری و قائم رکھنا نماز عیدین کا اور ہر مسجد قاضی قاضی سے واسطہ پڑا کہ ان کو
 اور غیر کہ تلاش کریں والی مسلم کو اور البیہ کہ تبیب عقبتہ میں کل کفار ان وغیرہ کے ساتھ
 تمام کفار جہان بچھانے کے لیے تھوڑی دیر میں کچھ کہیں بہت سی چھوڑ دیں اہل فہم کے لیے
 انتہائی کافی ہے وانشاء اللہ
 جواب صحیح و رای کج نیست و رہا یہ گفتہ الیہ بخور انکذا المسلمان و انکذا المسلمان

اقامت مجمع عظیم و قد ترفع المنازعة في التقديم والتقديم وقد تقع في غيره فلا بد منه تيمنا لامر الله تعالى وشيخ
 عبد الحق محدث دہلوی و رفع المنازعة في تأييد مذهبي النعمان ميفر يابند في القبر بامدادية و ظاهره
 في الاولوية والاحتياط اعقلا لا الاشتراط وعدم جواز الصلوة بدون شراعتي كلامه مختصر دہلوی
 عبد العلي بحر العلوم كهنوی و ارکان اربع ميفر يابند و لم اطلع على دليل لفي اشتراط الامر السلطان
 و اني البدائية لانها اقامت بجماعة فمضي ان تقع منازعة في التقديم والتقديم اه ذراي لا شيت لا اشتراط
 لا اطلاق له و من وجوب الجمعة ثم هذه المنازعة ترفع باجماع المسلمين على التقديم واحد و كما في جماعة
 الصلوة عن ان تقع المنازعة في التقديم بل لكن ترفع باجماع المسلمين فكذا في الجمعة ثم الصلوة بجماعة
 الجمعة في زمان فتنه يلوي ابي المؤمنين عثمان و كان هو اما ما حقا محصورا و لم يعلم انهم طلبوا الاذن في
 اقامة الجمعة بل لظاهر عدم الاذن لان هؤلاء الاشقياء من اصحاب الشر لم يرضوا ذلك فعلم ان قامة
 الجمعة غير مشروطة عندهم بالاذن بل هذه الواقعة يرجع لمشايع عن هذا الشرط فيما تذر الاستيذان و اقول
 بانه ان تذر الاستيذان من الامام فاجتمع الناس على جل يصلي بهم الجمعة جاز كذا في العالم كيرة ناقلا عن
 التذويب اتى بايد و انست كذا حديث الجمعة ولا الشروق و كذا قابل احتجاج نميت بدو سبب اول انك
 رفوع نميت بلكم و قوت مست برجل رضى دوم انك راوى از على حارث اعور ست و آن كتاب
 و و ابي ست چنانچه در مقدمه صحيح مسلم و منبر ان الاعتدال للنبى و غيره مذکور است قال الامام النووي
 حديث لا الجمعة لا متفق على ضعفه اتى و رواه عبد الزاق في مصنفه اخبرنا سمر عن ابى الحق عن الحارث
 عن على قال لا الجمعة ولا الشروق الا في مصر جامع اتى و رواه ابن ابى شيبة عن ابى الحق عن الحارث عن
 على قال لا الجمعة ولا الشروق الا في مصر و لا الا في مصر جامع اتى و رواية عتيبة عتيبة اتى قال الزيلعي
 اخفى في تخریج احاديث البدائية و هذا ما يروى عن على بن موفوف فاما النبى صلى الله عليه وسلم فانه لا يروى
 عنى ذلك شئ اتى عن الشيبى قال حذثنى الحارث الاعور و كان كذا با صاحب صحيح مسلم و مقدمه عن
 چند جا حارث را كتاب و كاذب و و ابي يوسف و چنانچه بر عالم مخفى ثبت قال ابو داود في المقدمة
 و اما ابو اسحق عن الحارث عن على فلم يسمع له و اتى من الحارث الا اربعة احاديث ليس فيها سند واحد
 اتى كلامه في كلام حديث صحيح و شرط محمد فروغ السند و ارد نشده كه قابل سند باشد
 كذا لا يخفى على الماهر المتفطن و يند تيرسين عفي عنه

شرف کوین سید شریف حسین دہلوی عبدالعظیم گیلانی زائد شد ابوالعلاء محمد نوکی سید
 نعم المصلیٰ ونعم النصیر عظیم آبادی خادم شریع عزیز محمد عبدالعزیز خادم شریعت رحمت علی
 محمد تطف سین عظیم آبادی شہود الحق بتوفیق خدا و عظیم آبادی جہان شد شہوند نور سین
 عظیم آبادی لطیفیل نبی الی بخش عظیم آبادی ہرچہ عجیب عجیب تحریر کردہ حق و درست است
 و خلافت آن باطل حریرہ ابوالطیب محمد شمس الحق ابوالطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی
 محمد عبدالصمد بن ملا عبدالواحد خان فرخ آبادی اجواب حق محمد عبدالکمال دہلوی صحیح اجواب مدعہ
 حریرہ الراجی عفور بہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز شد عن ذنبہ بجلی و کھنہ محمد عبدالحی
تفتنا ما قولہم رحمہ اللہ اس مسئلہ میں کہ نماز جمعہ ایک شہر میں دو مسجدوں میں یا
 دو سے زائد متعدد مسجدوں میں درست ہے یا نہیں النعمو باجواب و لکم جزیل الثواب
اجواب از روی قول مذہب اور مفتی ہر کے ایک شہر کی دو مسجدوں میں یا دو سے زائد متعدد
 مسجدوں میں نماز جمعہ درست ہے جیسا کہ صاحب درمختار فرماتے ہیں و تودی فی مصر واحد
 بتواضع کثیرہ مطلقاً علی المذہب و علیہ الفتویٰ شرح الجمع للعینی و امامت فتح القدیر و فعال للخرج یعنی
 نماز جمعہ ایک شہر میں متعدد جگہوں میں ادا ہو جائیگی بدون کسی قید کے از روی قول مذہب کے
 اور اسی پر فتویٰ ہے شرح جمع عینی اور باب امامت فتح القدیر میں واسطے دفع حرج کے اور شامی ح
 لفظ مطلقاً کی شرح میں لکھتے ہیں سوا اذکان لمصر کبیراً و الا و سوا فصل بین بانبیہ نہر کبیر کبیر اذکان
 و سوا قطع الجسر و لقی متصلاً و سوا اذکان التعدد فی مسجدین او اکثر یعنی خواہ شہر بڑا ہو یا چھوٹا اور
 خواہ اوس شہر کے بیچ میں کوئی بڑی ندی ہو جیسا کہ شہر بغداد ہے یا نہوا اور خواہ بیچ میں اوس
 شہر کے کوئی بل حائل ہو یا نہوا اور خواہ تعدد و مسجدوں میں ہو یا دو سے زائد میں اور پھر لکھتے ہیں
 فقد ذکر الامام الشری ان الصحیح من مذہب ابی حنیفہ رحمہ اللہ انما قامتما فی مصر واحد فی مسجدین او اکثر یعنی
 امام شری رحمہ نے ذکر کیا ہے کہ مذہب میں ابی حنیفہ رحمہ کے صحیح یہی ہے کہ ایک شہر کی دو مسجدوں میں
 یا دو سے زائد میں اقامت نماز جمعہ کی جائے اور صاحب طحاوی فرماتے ہیں و ذلک لان فی التزام
 بتعداد الوضوع حرجاً بیننا الاستدعاء لظہور المسافۃ علی اکثر الحاضرین و لم یوجد دلیل عدم جواز
 التعدد بل مضیۃ الضرورۃ علیہم انما لا یسا اذکان مصر کبیراً کما قالہ المال و قد قال اللہ تعالیٰ

اگر کسی نے اس مسئلہ میں کہ نماز جمعہ ایک شہر میں دو مسجدوں میں یا دو سے زائد متعدد مسجدوں میں درست ہے یا نہیں النعمو باجواب و لکم جزیل الثواب

لا یكلف فی الصلوٰۃ الا وسع ما یصل علیکم فی الدین من حرج یعنی ادعوہ ایسے کہ ایک جگہ پر جمعہ کر
 لازم گردانتے ہیں حرج صحیح ہے کیونکہ اس میں اکثر حاضرین کو مسافت بعیدہ طویل کرنا پڑیگی اور کوئی دلیل
 عدم جواز تعدد کی نہیں پائی گئی ہے بلکہ ضرورت اسکو متقاضی ہے کہ ایک مسجد میں نماز پڑھنا ضروری
 نہ ہو خصوصاً جبکہ شہر بڑا ہو جیسا کہ ہمارے شہر میں عیسائی کمال سے گناہگار اور تحقیق فرمایا اللہ تعالیٰ نے
 کہ نہیں تکلیف دیتا ہوا اللہ کیسے کہ وہ کسی طاقت پر اور زمین گردانا اللہ تعالیٰ سے تمیز دین میں کسی طرح کا حرج
 یعنی تلخی و دشواری اور فتاویٰ عالمگیری میں ہر تودی اجماع فی عدم واحدش موافق کثیرہ و قول ابی حنیفہ
 و محمد رحمہما اللہ صحیح یعنی ایک شہر میں بہت جگہوں میں نماز ادا کیا سکتی ہو اور وہ قول ابی حنیفہ اور
 محمد رحمہما اللہ کا یہ زیادہ ترجیح ہے اور در مختار میں لکھا ہے کہ یہ بیانی قول مروج ہے کہ ایک شہر میں متعدد
 جگہ میں جمع ہو تو اس مسجد کا جمعہ جائز ہوگا جہاں شہر کے ایک حصہ کے لوگ جمع ہو سکیں اور ایک ہی
 مکان میں نہ ہو بلکہ متعدد مکانوں میں ہو تو کاتب کی قیادت میں اور وقت بعد نماز جمعہ
 چار رکعت بہت کم نظر پڑتا چار رکعت اس میں صاحب مختار نے بھی ذکر کیا ہے کہ اگر نماز پڑھنا چاہو
 علیہ بعضی یہ سب باتیں بالکل خلافت مذہب اہل اہل بیت اور معتادہ کیا جاوے اور ششی شامی ح
 تحت قول شارح فیصلی بعد از ظہر کے یہ فرماتے ہیں کہ یہ علی المروج بقیدہ علی الارواح من جوا
 التمدد لا یصلیہا بناء علی مقدمہ من البحر من اقلیٰ بذاک مرارہ خوف اعتقاد عدم فرقیۃ اجماع
 وقال فی البحر انہ لا احتیاط فی فعلہا لانه یصل باقی الدلیلین خلاصہ ترجمہ اس قول کا یہ ہے کہ
 شارح کی یہ تفریع اور قول مروج کے مفید اس بات کی ہے کہ قول المروج چھوٹی ہو جیسے کہ
 نماز پڑھنا جائز ہو چار رکعت نماز بہ نسبت آخر ظہر کے پڑھنا نہیں چاہیے جیسا کہ خلاصہ نے
 بحر الرائق سے نقل کیا ہے کہ چار رکعت بہ نسبت آخر ظہر کے پڑھنا نہیں چاہیے بلکہ چار رکعت
 ہو یا گیا ہے خوف اس کے کہ عدم فرقیۃ جمعہ اعتقاد نہ ہو جاوے اور عدم فرقیۃ بحر الرائق سے
 کہام سے کہ اس پر چار رکعت پڑھنے میں کچھ احتیاط نہیں ہے کیونکہ یہ کہ نماز پڑھنا چاہو
 الدلیلین سے یعنی بموجب مذہب راجح اور قول مفتی یہ ہے کہ پس جواز تعدد میں شبہ نہ
 تو کیوں چار رکعت نماز بہ نسبت آخر ظہر احتیاطاً پڑھیں گے کیونکہ احتیاطاً محل شبہ میں نہیں ہے
 بعد اس قول کے ششی شامی ح و فی ایک جگہ ہے کہ چار رکعت پڑھنا چاہو اور اس کے بعد

الجواب صحیح اصحابہ اہل بیت علیہم السلام و خطیب مسجد کبری و مدرس مدرسہ اسلامیہ شہر کربلا
 نیز الجواب صحیح و الراہی الجیسر شیخ احمد العبادہ صغیرا فرد محمد عبد اللہ و انظر جامع مسیحی اگرہ مدرسہ اسلامیہ کربلا
 و المصوب جواز تعدد جمعة و عدم جواز تعدد جمعة بین مجتہدین و فقہای معتبرین بین بست
 اختلافات ہے اور فتوی متاخرین خفیہ کا جواز تعدد پر ہے مطلقا لیکن مع هذا انکے نزدیک بھی جواز
 و اولیٰ ہی ہے کہ ایک جگہ نماز جمعہ کی کہ باعث انظار شوکت اسلام ہے ادا کیا وے اور اس
 کو حدین موافقت فردن ثلثہ تبرک بھی موجود ہے حافظ ابن حجر عسقلانی دربارہ تعدد جمعة کے فرماتے
 بحال اختلاف یرجع الی المنع مطلقا و اجواز مطلقا و بعض من اجاز اطلاق و البعض قید و کلن لک منقول
 عن علماء العراق اما الشافعية فقد نص الامام الشافعی علی ان الجمعة لا تقام فی البلدة و لو عظم و کثرت
 مساجده و اما الخوارج بعض اتباعہ الی جواز التعدد و الحاجة و قال بعض ہوا و ہتی زالت الضرورة بالثانیۃ
 لم یبر ثباتہ و اما الحنفیۃ فالشہور عن الامام ابی حنیفۃ منع التعدد و روی عنہ جوازہ ثانیاً للحاجة و عنہ
 جواز اکثر قال ابو یوسف یجوز الثانی و هو الظاہر المشہور عنہ عدم جواز التعدد و فی روایتہ کجواز تعدد
 الحاجة و اما احتیاطاً فالشہور عنہ جواز التعدد بقید الحاجة و فی روایتہ عن احمد منع التعدد و ذکر عنہ انہ
 قال لا اعلم التعدد فی بلاد المسلمین اقمیت بہا جمعتان لثقلہ المرات و فی تخرج المذنب و اذا اقر هذا
 من القرن الثالث ظہر ان خیر الثمرون لم یقع فی زمانہم التعدد نہی و وقتانی جامع الزمزمین کتبہ
 شہرہ لا دایما ای لو جوب ادا الجمعة فی موضع واحد اکثر علی اختلاف و فی التمر ناشی لا یجب فی
 موضعین المصداق اتی و شرح منہ بین ہے اما من حیث جواز التعدد و عدمہ فالاولیٰ ہوا الاحتیاط لان
 اختلاف فیہ قوی اذا جمعتہ جامعۃ للجماعات و لم یکن فی زمن السیاسة الا فی موضع واحد من المصداق و کون
 ای جواز التعدد المنع و لا یمنع شرعیۃ الاحتیاط القوی نہی و انما علم حصرہ الراہی
 غفیر بہ القوی و لو احسنات محمد عبد الحی تجا و رائد عن و سیرا کلی و انہی
 و فی نماز جمعہ یک شہرین دو مسجد و غنیم یادہ سے رائدین درست ہوا قال و فی فضل البین فصیح الملک و الدین جرائد
 فی شرح الوقایہ فی الکافی و شرح مجمع البحرین و تودی فی مصر واحد فی موضع قال الامام الشری حرمہ فی البسوط
 من قول ابی حنیفۃ و محمد ہانہ بخو فی مصر واحد فی موضعین و کثرتہ بخد نہی و افاد جدالی بحر العلوم و الدین و انہ
 لا علم الا بیا و البین جملہ و انہ علیہم یجب فی کل زمان و مکان لان الجمعت جامعۃ للجماعات

کہ مجتہدین کا اختلاف ہو صورت اتفاق اختیار کرنا بہت بہتر ہے اور بسبب سستی اور سکاواہی یا کسی
 اور فرض انحصاری کی اتفاق مجتہدین کی فضیلت و ثواب کو حاصل کرنے سے محروم نہ رہیں اب
 مسئلہ خاص میں صورت اتفاق کی اس طرح ممکن ہے کہ سب مسلمانان شہر یا اتفاق تمام
 ایک مسجد میں نماز جمعہ ادا کریں خصوص اس شہر دھاکہ میں ایسی مسجد کہ جس میں سب شہر کے
 نمازیوں کی بخوبی گنجائش ہو سکے سوائے مسجد لال باغ کے دوسری نہیں ہے پس جملہ مسلمانان
 شہر لال باغ کو بنیت تحصیل ثواب و فضیلت و احتیاط کی راہ سے لازم ہے کہ جملہ مسلمانان اتفاق تمام
 لال باغ کی مسجد میں اگر نماز جمعہ ادا کریں اور متعدد مساجد میں پڑھنا خالی مشتبہ سے نہیں ہو
 اور ہر مسلمان کو مشتبہ سے بچنا ضرور ہے کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص
 شبہات سے بچا بیٹھک اوسنے پاک کیا دین اپنا پس جو شخص لال باغ کی جامع مسجد میں
 بنیت کسب ثواب و فضیلت کی نماز جمعہ ادا کرے اور دوسرے بھائی مسلمانوں کو بھی اپنے
 ساتھ لال باغ میں لے جائے وہ شخص دونیکوں کا مسیحی ہوگا اور دو ثواب پاوے گا
 ایک اپنے عمل خیر کا اور دوسرا رہنمائی کا اوس عمل خیر کہ الدال علی الخیر کا علم شدہ خیر فیہ میں
 وارد ہے تاہم جو شخص بسبب سستی یا کسی غرض و نہاوی کے یا کسی وجہ سے اتفاق کے
 مسجد کو میں نماز جمعہ ادا کرے اور دوسرے کو بھی بہکا وے اور یہاں نماز پڑھے
 منع کرے وہ خود بھی فضیلت و ثواب سے محروم رہا اور دوسرے کو بھی پارس سے محروم رہا
 اسکا وبال بھی اوسکے ذمہ رہا اور واسطے سند اختلاف مجتہدین کے اس مسئلہ میں عبادت
 کتب معتبرہ کی مع ترجمہ نقل کیجاتی ہے فی الفتاوی الغامیۃ لان جواز التعدد وان کان راجح
 و اقوی دلیل لکن فیہ شبہ قوی لان خلافہ مروی عن ابی حنیفۃ ایضا عن سیدنا و امامنا الطحاوی
 و الترمذی و صاحب المنار و جملہ الصافی رحمہم اللہ و ہذا فی المسائل و المصنف عن ابراہیم
 و احمد بن حنبلین میں خبر کا ذکر امام مقدس فی رسالہ شریفی میں ہے کہ ابی حنیفہ بن ابراہیم
 انہ نقل اکثر اطباء و اصحاب عن صحابہ و تابعین و ائمہ و اولادہ و تلامذہ و تلامذہ و تلامذہ
 فی شیعہ المیتہ عن جوامع الفقہانہ ائمہ الروایۃ عن ابی حنیفہ عن ابی حنیفہ عن ابی حنیفہ
 علیہ السلام فی التکلیف الرازی و ہذا فی التکلیف فی التکلیف فی التکلیف فی التکلیف فی التکلیف

فی شرح النبیۃ الاولى والاحتیاط لان اختلاف فی جواز التحدید و عدمہ قوی و کون یصح الجواز بالضرورة
 للفقہی لا یمنع شرعیۃ الاحتیاط و التقوی قلیل علی ما نہ لو سلم ضعفہ فاعترض عن خلافہ اذ فی کلیف
 مع خلاف ہولاء الایۃ و فی الحدیث اتفاق علیہ من اقلی الثبوتات استیلاء لہ و عدمہ و فی اقلیۃ
 لما یلی اہل اللہ و باقائہ اجمعتین فیہا مع اختلاف العلماء فی جوازہا امر یمتہ بالاربع بعد ہما
 احتیاطا و فی العینی شرح المسایۃ و فی جوامع الفقہ عن ابی حنیفہ ۷ روایتان و الاخر عنہ عدم جواز
 فی الموضعین فان تعلوا فاجتہدہ للاولین وان وقعتا معا و جہلت فسدتا و فی فتاویٰ توافیقنا
 و یجوز اجمعت فی الموضعین فی مصر و احدی قول ابی حنیفہ ۸ و ابی یوسف و لا یجوز فی ثلث و جمع
 و یکنایہ عن محمد بن اہنقی یعنی یا سلیہ کہ جائز ہونا نماز جمعہ متفرق بگھون میں اگرچہ اندوی دلیل
 قوی ہے لیکن اس جواز میں شبہ قوی ہے اس واسطے کہ ناجائز ہونا نماز جمعہ ایک
 شہر میں متفرق مساجد میں امام صاحب سے مروی ہے اور طحاوی اور ترمذی اور
 صاحب مختار ان میں نے اس روایت عدم جواز کو جو امام صاحب سے مروی ہے
 پسند کیا اور صاحب عتباتی نے اسکو بہت ظاہر ٹھہرایا ہے اور یہ ناجائز ہونا نماز جمعہ کا
 متفرق بگھون میں ایک شہر کے امام شافعی صاحب کا ہی مذہب ہے اور شہور امام مالک
 صاحب سے بھی یہی ہے اور امام احمد بن حنبل صاحب سے بھی ایک روایت اس طرح کی
 مروی ہے جیسا کہ مقدسی نے نور الشمعہ فی ظہر اجمعت میں ذکر کیا ہے بلکہ امام مسکی نے
 جو شافعی المذہب ہیں یہ قول یعنی نماز جمعہ متعدد جگہ جائز نہیں اکثر علماء کا ہے اور
 ایک شہر کی متعدد مساجد میں جواز نماز جمعہ کا کسی صحابی اور تابعی سے ثابت نہیں ہوتا
 بھیک قول صاحب بدائع کا یعنی عدم جواز نماز جمعہ کثرت متعددہ میں ظاہر الروایۃ ہے اور
 شرح غنیہ میں جامع الفقہ سے منقول ہے کہ روایت عدم جواز کی امام صاحب سے ظاہر ہی
 یعنی امام صاحب سے دو روایتیں ہیں ایک جواز کی ایک عدم جواز کی ظاہر تر روایت ہے
 عدم جواز کی ہے اور ہی حاوی قدسی نے کہا ہے کہ فتویٰ عدم جواز پر ہی اور کلمہ رازی میں
 کہا ہے کہ اس عدم جواز کو ہلک اختیار کرتے ہیں پس یہ عدم جواز قیل معتد مذہب میں ہی
 و قول ضعیف اس واسطے شرح غنیہ میں کہا ہے کہ احتیاط بہتر ہے کیونکہ اختلاف جواز تعدد

اور عدم جواز میں قوی ہے اور صحیح ہندو از تعدد کا واسطے ضرورت فتویٰ کے نہیں
 منع کرتا احتیاط تقویٰ کی مشروریت کو اگر تسلیم بھی کیا جاوے ضعف عدم جواز کا
 سے ٹکنا بہتر ہے چہ چلے کہ خلاف مذہب مجتہدین ہو اور حدیث متفق علیہ میں وارد ہے کہ
 جو شخص شبہات سے بچا حاصل ہوئی او سکوبراءۃ اوسکی دین اور کبرو کے لیے اور فتاویٰ
 فقہیہ میں ہے کہ جب بتلا ہو گئے اہل مساجد اقامت نماز جمعہ کے دو جگہ میں تو حکم کیا
 اماموں نے واسطے پڑھنے چار رکعت ظہر کے بعد نماز ادا کرنے جمعہ کے وجوہاں راہ احتیاط
 کے اور عینی شرح ہدایہ میں جوامع الفقہ سے منقول ہے کہ امام صاحب سے دور ویش میں آئی ہیں
 ظاہر تر روایت اون سے عدم جواز کی ہے دو جگہ میں اور اگر پڑھی مصلیوں نے نماز
 جمعہ کی دو جگہ میں اون لوگوں کی نماز جمعہ جائز ہوگی جنہوں نے پہلے پڑھی پھر اگر دو جگہ
 جگہ کے مصلیوں نے ایک وقت میں نماز پڑھی یا معلوم نہوا کہ کتنے پہلے پڑھی تو سب کا
 جمعہ فاسد ہو جائیگا اور فتاویٰ قاضی خان میں مرقوم ہے کہ ابو حنیفہ اور ابی یوسف کی
 ایک قول میں نماز جمعہ ایک شہر کے دو جگہوں میں جائز ہے اور تین جگہوں میں جائز
 نہیں ہے اور اسبطح پر مروی ہے امام محمد رحمہ سے اسلئے جواز اور عدم جواز جمعہ کا
 ایک شہر کی متعدد مساجد میں فتاویٰ عالمگیری میں اور قاضی خان اور عینی شرح ہدایہ اور
 طحاوی حاشیہ در مختار اور کبیری شرح بیہ اصرار اور سببان شرح مواہب الرحمن اور فتح القدیر
 اور فتاویٰ فقہیہ لن سب کتابوں کی باب الجمعہ میں تفصیل اور اجمال کے ساتھ مذکور ہے
 جسکو ضرورت ہو خود دیکھ لے یا علماء وقت سے پوچھ لے پس عبارات کتب فقہ سے معلوم
 ہوا کہ اس مسئلہ میں چاروں مجتہدین مذہب و علماء کا اختلاف ہے اور جواز تعدد جمعہ میں
 شبہ براتی ہے پس اگر ایک جگہ جامع مسجدین باتفاق تمام اہل اسلام شہر کی نماز جمعہ
 پڑھی جاوے تو اوسمیں بہت سی خوبیاں اسلام کی ہیں ایک تو شبہات سے بچنے اور
 اختلاف سے باہر آئیکا ثواب عظیم حاصل ہوگا اور دوسرے بڑی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا
 ثواب بڑا ثواب حاصل ہوگا ظاہر ہو تیسرے ایک جگہ نماز جمعہ ادا کرنے میں کس قدر اتفاق اور
 اتحاد باہمی و میان میں برادران دینی کے پڑھنے کا اور رونق و شوکت اسلام کی روزانہ

ترقی پذیر ہوگی پس سب دیندار یہاں تک کہ چاہے کہ شوکت دین سلمانی اور رونق اسلام
کی ترقی میں دل و جان سے سعی و کوشش فرماویں ثواب بچساب پاویں اب کوئی شخص کہے
کہ خان شخص جامع مسجد مذکور میں جاتیکا تو میں بھی جاؤں گا یہ کہنا اوسکا بموجب آپ کی یہ من عمل
مساجد فلسفہ کے ٹھیک نہیں ہے بلکہ بعد ثابت ہونے فضیلت ہذا مجمع ایک جگہ پر ہونے
کے پھر اپنے جانے کو دوسرے کے جانے پر موقوف رکھنا اسراپے تمہیں اجرو ثواب کے محروم
رکھنا ہے اور رونق و شوکت اسلام میں قصور کو تا ہی کرنا ہے حق تعالیٰ ہما اور جمیع مسلمانوں کو
راہ ہدایت پر لاوے اور توفیق عمل نیک عطا فرمائے آمین یا رب العالمین حررہ الفقیر الی الرحمتہ
محمد نعیم محمد نعیم عنہ الشہ النہان حامدا و صلیا حکم اس فتویٰ کا فقط اس شہر دھاکہ کے
واسطے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر شہر کے مسلمانوں کو چاہیے کہ اس فتویٰ پر عمل کریں اور اپنے
شہر کی بڑی مسجد میں جمع ہو کر نماز جمعہ ادا کریں غمقہ دین محمد عفی عنہ

فی الواقع اگرچہ بحسب احتیاط اکثر متاخرین تعدد جمعہ جائز ہے بکراولی ہی ہے کہ ایک مقام پر
اجتماع اہل اسلام ہو کر جمعہ ہو کرے اولاً اسوجہ سے کہ تعدد جمعہ کے جواز و عدم جواز میں
قضا سے خلاف منقول ہے جیسا کہ عبارات سابقہ سے واضح ہے اور ایسے مواقع میں رعایت
خلاف اور احتیاط مستحب ہے کتب فقہیہ مثل غنیہ شرح نبیہ وغیرہ میں نسخے عایتیہ مواضع اختلاف
مرقوم ہے ثانیاً اسوجہ سے کہ عدم تعدد میں موافقت طریقہ قرون ثلاثہ کے ہوتی ہے کیونکہ
اون نمازوں میں نوبت شیوع تعدد کی نہیں آئی جیسا کہ رسالہ تعدد الجمعہ میں حافظ ابن حجر

عسقلانی تحریر کرتے ہیں ذکر الاثر عن احمد انہ قال لا ا حکم بلدا من بلاد المسلمین اقامت فیہ الجمعۃ

اذا القرنہا واحد من القرن الثالث ظہر ان غیر القرون لم یقع فی زمانہم التعدد انتہی پس جو شخص
باعث رفع تعدد و تقریر توحید کا ہو گا وہ ثواب عظیم پاویگا اور جو شخص قیام عدو انکار کریگا وہ محروم رہیگا
حررہ الراعی عفورہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز المد عن ذیلہ الحلی والخصی محمد عبدالحی ابوالحسنات

تفتا چہ میفرماید علمای دین درین باب کہ در عبادت کتب فقہ (لا یرفع) بوجہ
اور الی وجہ شیخی مسجد علیہ و ریاب صلوٰۃ مرخص مرقوم است در معنی رفع خلاف و روادہ است
بعض میگویند کہ نہ ہوا شدہ و بعض قائل اند کہ بلند ساختہ شود چیزے لشق اول احتمال

ناشی میشود که مصلی هر بار برای سجده چیزی را قریب روی خود سازد و یا از ابتدای بدست تا انتهای
بدست خود برداشته دارد درین هر دو صورت خلاف قاعده اخلاف عمل کثیر که بطل نماز است
و ارسال بدین لازم می آید صورت اصلی که مقصود فقهاست چیست بپوشانند و واجب است و احوط
اجواب و هو الموفق للصواب مراد فقها این است که نه برداشته شود و نه بسوی روی
او چیزی که کسی کند بیرون خواهد بود و مصلی بر زانو یا غیر او نه اینکه بلند نه ساخته شود که بطلان محض است
نیست مگر همین که چیزی را ترفع بر زمین نه نهاده شود و هر چند که این مراد نوعی ظاهر است که
احتیاج بیان ندارد و سوال از آن و وقوع خلاف در آن از اهل علم و عقل مستبعد نماید اما چون
خلاف رو نمود و سوال کرده شد از تحریر و جوه آن چاره نیست پس میگوئیم که این امر ثابت است
چند وجه اول آنکه سیاحی طحاوی در حاشیه در مختاری نویسد قوله لا یرفع الی وجهه شیئا
کعود و سادة و فیما اشار الی انه لو سجد علی موضع علی الارض من غیر رفع لایکرمه لمانی القسطنطینی
قوله الا ان یجد قوه الارض الا ولی حذف بحکم که اخذ فی شرح الملتقی ثم ان هذا الاستثناء لم یصل
مکملاته اذ ارفع الیه شیئی او رفع هو الی ثانی ان یجد قوه الارض انتی و سید محمد امین در حاشیه
در مختاری نگاردا قول هذا محمول علی ما اذا کان کمال الی وجهه شیئا لیسجد علیه خلاف ما اذا کان کماله
علی الارض یدل علیه فی الذخیره چیست نقل عن الاصل الکراهیه فی الاول ثم قال فان کان
الوسادة موضوعة علی الارض و کان لیسجد علیها جازت صلوة فقد صح ان ام سلیمة کانت تسجد
علی مرفقة موضوعة بین یدیهما العلة کانت بها ولم یمنعها رسول الله صلی الله علیه وسلم من ذلك و
قوله الا ان یجد قوه الارض هذا الاستثناء یشی علی ان قوله لا یرفع الی وجهه شیئا لما اذا کان موضوعة
علی الارض و هو خلاف المتبادر بل المتبادر کون المرفوع محمولا بیده او ید غیره و علیه فالاستثناء
منقطع لا اختصاص ذلک بالموضوع علی الارض انتی دوم آنکه اثر عبد الله بن مسعود و ابن عمر
ازان برین مطلب استدلال میکنند بر همین امر و الی سبب طحاوی میگوید بروی ان عبد الله
بن مسعود رضی الله عنه داخل علی ابنه لعوده فوجده لیصلی و یرفع الیه عودا یسجد علیه فرفع ذلک من یدیه
من کان فی یده و قال هذا شیء عرض لکم به الشیطان آدم لیسجد و روی ان ابن عمر رضی الله عنهما
راى ذاک من رفیق فقال اتخذون مع الله آية یحذرون انکم برقعة یرا اراة معنی دوم فقط ذکر

وہ لغوی طور پر کما لا یخفی علی السبب چہاں کہہ بر تقدیر ارادہ معنی دوم حق عبارت این بود لا یضع
 شیء من رفع یسیر علیہ کما ہو الظاہر تہم آنکہ در بعض کتب فقہ این مسئلہ بدین عبارت مرقوم است
 و لا یضع الی وجہ شہدائیس علیہ انصب فیئنا واستبعاد آن بر تقدیر ارادہ معنی دوم خود ظاہر
 شد ششم آنکہ سجدہ پیری مرتفع موضوع بزمین بشرط معتبر فقہاء بلا کر است جائز است
 بر تقدیر ارادہ معنی دوم کراست آن لازم می آید ہفتم آنکہ رفع شیء بسوی وجہ مسئلہ است
 و سجدہ پیری مرتفع موضوع بزمین مسئلہ دیگر قال الطحاوی انما ہو مستثنیٰ من مسئلہ آخری و ہو
 ان اذا سجد المرء علی شیء موضوع علی الارض صح علی انہ یجوز ان وجہ قوۃ الارض و کان ارتفاعہ
 کل من نصف ذراع والا ہو ایما قالہ الجلی انتی و بر تقدیر ارادہ معنی دوم اتحاد مسئلتین متغایرین
 لازم می آید ششم آنکہ رفع بمعنی وضع شیء مرتفع دیدہ شد و من بجوزہ فعلیہ اثباتہ بما یثبت بہ مقای
 ذالک الامر و آنچه لشقیق در معنی اول کرده شد پس میگویم کہ اگر ارفع غیر مصلی است پس اصلاً این تشقیق را
 مسلغ نیست و اگر ارفع مصلی است پس شق اول را احتیاج کنعم یعنی مصلی ہر بار برای سجدہ پیری
 قریب معنی خود سازد و کل کثیر بودن آن غیر مسلم است و من بدعی فعلیہ البیان بلکہ عمل کثیر بودن
 آن بر طبق بعض اقوال بدیہی البطلان است و بر طبق بعض مطلقان البطلان کما لا یخفی علی من نظر
 الی کتب الفقہ و اللہ اعلم و علمہ اتم کتبیہ محمد بشیر عفی عنہ

محمد بشیر القوی

و جواب صحیح و الی الخ و یویدہ ما فی نیتہ لصلی و شرع غنیہ است علی الایرفع الی وجہ شہدائیس علیہ و لکانت
 السادۃ علی الارض تسبی علیہا جازت لکن ان کان یجد قوۃ الارض بکون صلوة بالکوع و وجود الایا لایا
 حتی و اللہ اعلم حریرہ الراجی غفر لہ القوی با و احسانات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی و الخ
 استثنائاً حاملاً و صلیاً ما توکلکم حکم اللہ مملکت نصاری میں اگر کسی جگہ میں جسکی
 جگہ تناسی دو چند نہ چند ہوں باوجود عدم تعدد مساجد کے مسالین متفق ہو کر ایک شخص کو
 امام جمعہ مقرر کر کے نماز جمعہ ادا کر لیوں تو موافق مذہب حضرت امام اعظم کے صحیح ہوگا
 یہ صحیح ہے اور در صورت صحت کے ظہر احتیاطی کا پڑھنا کیسا ہے دوسرے وہ لوگ بسبب
 اس جمعہ پڑھنے کے مستحق ثواب ہیں یا مبتدی اور آئمہ میں مثل مرتکب زنا وغیرہ کبائیر کے
 نسبت انعام بخیر کے جنہیں سب اور دشنام جمعہ کے اور جمعہ پڑھنے والوں کے حق میں جو ہوں

د فون کے ساتھ گانے والوں پر کیا حکم ہے اور اس مجلس میں بیٹھنے والے اور سننے والے کیسے ہیں
 بینوا بیان کاف و شاف بالاسانید من المعبرات المعتمدات البسط والتفصیل حکم التذکرہ
 هو المصوب ایسے مقام میں کہ جسکی ابنیہ ناسی زیادہ ہوں اور وہاں کی بڑی مسجد ان
 لوگوں کو وسعت نہ کرتی ہو جمعہ کا ادا کرنا فرض ہے گو سلطان یا نائب سلطان نہ ہو اور منع کرنا
 جمعہ کے ایسے مقام میں گنہگار ہیں اور اشعار بھوکا تالیف کرنا اور پڑھنا اور سننا حرام ہے
 فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے نو تندر الاستینان من الامام فاجمع الناس علی رجل یصلی بهم کھڑے جاز
 کدانی التذکرہ اور بھی اور بھی ایلاما و علیہا ولایة کفار یجوز المسلمین اقامۃ اجمعة فیہ ویصلی الناس
 قاضیا برضی المسلمین کدانی سراج الدرایۃ انتہی اور دالمختار میں ہے کومات الوالی او لم یخصر
 لفتنة اولم یوجد احد من لدی التقدیم فی اقامۃ اجمعة نصب الغامۃ لم خطیب اللہ و رة مع ان لا
 شمة ولا قاض انتہی اور مجمع الفتاویٰ میں ہے غلب علی المسلمین ولایة کفار یجوز المسلمین اقامۃ اجمعة
 وللاعیاء انتہی اور رسالہ الارکان میں ہے لم اطلع علی دلیل یفید اشتراط السلطان و ما فی الہدایۃ
 لانہا اقامۃ مجمع عظیم فعی ان تقع المنازعة فی التقدیم والتقدیم آخر ہذا لایثبت الاشتراط لاطلاق
 نصوص وجوب اجمعة ثم ہذہ المنازعة تدفع باجماع المسلمین علی تقدیم واحد کما فی جامعہ
 عسی ان تقع المنازعة فی تقدیم رجل لکن تدفع باجماع المسلمین قلنا فی اجمعة ثم الصحابة لعلہ
 اجمعة فی زمان فتنۃ یلوة عثمان رضی اللہ عنہ و کان ہوا ما احقا محصورا ولم یعلم انہم طلبوا الاذن
 فی اقامۃ اجمعة بل الظاہر عدم الاذن لان ہولاء الاثنی عشر من اہل الشرم یخصوا فی ذلک فعلم ان
 اقامۃ اجمعة غیر مشروطہ عنہم بالاذن و لعل ہذا الواقع رجح المشرع عن ہذا الشرع و فیما الخیر و ہوا
 لہذا ان تندر الاستینان فاجمع الناس علی رجل یصلی بهم اجمعة جائز انتہی و انما اعلم تحریرہ الرابی
 عفوریہ القوی البوا حسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ اجمعی و انتہی
 ۱۹۱ مفتا سوال الاول عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من ادرك رکعة
 من الصبح قبل ان تطلع الشمس فقد ادرك الصبح ومن ادرك رکعة من العصر قبل ان تغرب الشمس فقد ادرك العصر
 الامم مالک و مالک الوصل ان الشیء ظاہر انہ یکتفی بیک رکعة من الصبح و یکتفی بیک رکعة من العصر و علی انہ ادرك الوقت فاذا صلی
 رکعة اخرى فقد کملت صلوۃ و یکتفی من ادرك رکعة من الصبح قبل ان تطلع الشمس فلیصل الیہا اخرى و فی ہذا

این فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے کہ اگر کسی نے نماز میں ایک رکعت پڑھ لی تو اس نے نماز پوری کر لی ہے

اعلی الطحاوی حیث خص المادک باحکام صبی و تطهر بها لکن و اسلام الکافر و نحو ذلک و اراد
 ذلک خصوصاً لکن من طلعت علی الشمس و هو فی صلوة یصح بطاعتها و لا یثبت المنع عن الصلوة
 عند طلوع الشمس و دعوی انها نسخیه لهذا الحدیث تحتاج الی دلیل انما یصار الی انسخ بالاحتمال
 و یجمع بین الحدیثین ممکن بحال حدیث انبی علی النوافل و لا شک ان مقتضیه لدی من دعوی النسخ
 قال ابن عبد البر او جدید دعوی نسخ حدیث الباب لانه لم یثبت تعارض بحیث لا یکن الجمع و انما یکن
 حدیث انبی عن الصلوة عند طلوع الشمس و عن غیره باعلیه لا ینکر کل علی التطوع قال السیوطی
 و جواب الشیخ اکمل الدین فی شرح المشارق عن احتفیه بکل حدیث علی ان الشرع قد ادرک ثواب
 کل الصلوة باعتباریه لا باعتبار عمله و ان متی قوله فلیتم صلوة فلیت بها علی وجه التمام فی وقت
 آخر یبید یرده بقیه طرف الحدیث + زرقانی علی موطا امام مالک مختصاً و ارجع فقہ مقرر است
 رجوع تعارض لکن روایت رجوع بحدیث کثیر و غیره تعارض دو حدیث رجوع بقیاس نمایند
 قیاس ترجیح کرده حکم این حدیث را در نماز عصر و احادیثی را در نماز فجر زیر کمال وقت نماز فجر
 کمال است و نقصانی و رونه پس واجب میگردد بصفت کمال و چون بطالع آفتاب بقصران و تاری شدن
 ایامی کما و جب در غروب و آخر وقت نماز عصر کما آفتاب زردی گیرد و اقصیه است پس وجوب آن
 نیز بصفت نقصان باشد پس بطریای نقصان بسبب غروب فاسد نگردد و ادای کما و جب باشد
 اخصه للمیقات خرج مشکوة ما قولکم و ام غنکلم فیما قال لیزقانی شرح الموطا بحیث الطحاوی الجمع بین
 روایان بحال حدیث انبی علی النوافل المتی و فیما قال الشیخ عبد الحق فی شرح مشکوة چون
 در تعارض لکن روایت رجوع بحدیث کثیر و غیره تعارض دو حدیث رجوع بقیاس نمایند لکن بقی

و یتبر علیہ بیوا تویر و اهر کم ابتدا جسد اعطیا فقل

بنو المصوب المعتد المزج ما حرره الزرقانی و الشیخ اعظم حرره الزرقانی عفو به القوی

الواحدات محمد عبد الحی تجاوز المد عن ذنبه الجلی و غشی

السؤال الثاني حضرتنا و مولانا امام الله تعالى فیوضا تلم علينا الیصلی آتوا لله بعد صلوة

الحق فی ملک الصداری ام لا یو ابیاتا شافیا و جرحا لله تعالى احسن کافیا

سواء المصوب یا غیره علی اعتبار طالع الا و یالکن لا الان فی صحیح الجمع فی هذه البیان

فی کشف ما فی شرح الوقایه قال فی غنیة المستملی شریح غنیة علی الامام جعفر علیهما السلام وقایه
تا تسبیحان و انسخه و جوبها و قال خلوا فی الاجابة بالقدم فلو باب بسا و لم یشر الی الجواب
جوبا و لو کان فی السجدة لیس علیه ان یجیب باللسان و ما علیه ان یجیب بالاجابة باللسان و
شرح جماعة انما استجبه انتهى و فی هذا المختار ما قاله انما انی فی علی ما کان فی ران السلف من
جماعة واحدة و عدم طرار الما یورث من الشیخ علی اندر غیبه و علم و الخلفاء و قد علمت ان
مکروه فی ظاهر الروایة الا فی روایة عن الامام و ما یورث من الشیخ علی ان لا یجیب و سبیل ان لا یجیب
انما اندهب و جوب الجماعة و انما یأثم بغيره و اتفاقا و جوب السجدة بالقدم ان جوبه لا یجوز
فی اول الوقت فی السجدة للاقامة الجماعة و الا یجوز فو قما و ذکره فی السجدة و ذکره فو قما
قال یجوز جوب اجابة القدم لا یجوز ان یجوز فی السجدة و انما یجوز فی السجدة بالقدم ان یجوز فی السجدة
و انما یجوز فی السجدة بالقدم ان یجوز فی السجدة بالقدم ان یجوز فی السجدة بالقدم ان یجوز فی السجدة
الاولی و الا یجوز انما یجوز فی السجدة بالقدم ان یجوز فی السجدة بالقدم ان یجوز فی السجدة
فظهر ان لا یجوز جوب الاجابة بالقدم و انما یجوز فی السجدة بالقدم ان یجوز فی السجدة
سکریا و اما الاجابة باللسان فمرفیة و انما یجوز فی السجدة بالقدم ان یجوز فی السجدة
و انما یجوز فی السجدة بالقدم ان یجوز فی السجدة بالقدم ان یجوز فی السجدة
سبب مقتضا کما فی طحاوی و انما یجوز فی السجدة بالقدم ان یجوز فی السجدة
ما یجوز فی السجدة بالقدم ان یجوز فی السجدة بالقدم ان یجوز فی السجدة
علم بین غنیة مسئلة و غیره جائز من انما یجوز فی السجدة بالقدم ان یجوز فی السجدة
ما یجوز فی السجدة بالقدم ان یجوز فی السجدة بالقدم ان یجوز فی السجدة
و انما یجوز فی السجدة بالقدم ان یجوز فی السجدة بالقدم ان یجوز فی السجدة
هو المستحب او من حافظه کما فی السجدة بالقدم ان یجوز فی السجدة
او الحسنات محمد عبد الله بن جواد شریح غنیة علی و انما یجوز فی السجدة
سبب مقتضا بسم الله الرحمن الرحیم و قال فی بعض الناس یجوز فی السجدة
الغنیة العربیة ان کان المأجلون اعاجم لا یجوز فی السجدة بالقدم ان یجوز فی السجدة

الامام جعفر علیهما السلام و انما یجوز فی السجدة بالقدم ان یجوز فی السجدة

سبحان الله فيسبحون بآية قال ثم اذا قلت نعم قال اقامت ثم شيئا ثم اليك قال فلا امرهم
 ان يعدوا سبائهم وضمت لهم ان لا يبيع من حسناهم شي ثم مضى وضينا به حتى انى طلقته
 من تلك المخلوق فوفت عليهم فقال يا هذا الذي اراكم تصنعون قال يا ابا عبد الرحمن جئناك
 يا تكبير والتمليل والتسبيح قال فعادوا سبائكم فاناضوا من ان لا يبيع من حسناهم شي ويكلموا
 محمد صلى الله عليه وسلم بالسبع بالمتم بولاد واحد باب بيتكم وتامرون وبينة ثياب لم يمل وانيه لم يمس
 الذي اعني بيده انكم على ملتى ابدى ملتى محمد ومطقتج باب غلامه قالوا والله يا ابا عبد الرحمن
 ما اردنا الا الخير قال وكتم من يريد ان يخبركم يصعب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حدثنا ان ثوبا يفر
 النركن لا يجاوز تراجم داعم الشرا ادرى لعل كذا نعم مسلم ثم قولى منهم فقال عمر بن سلمة رثا عا
 اولئك المخلوق يطاعوننا يوم النور وان مع الخراج انتى والضابطه فى هذا والله اعلم ان يقال
 ان الناس لا يجدون شيئا الا لا هم يرونه مصلو فبما آوه مصلو نظرى السبب المخرج اليه كان
 امر احدت بعد النبى صلى الله عليه وسلم من غير نظريه متا فبجونا عداة وكذلك ان كان المقتضى
 لفعله قائما على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم لكن ترك النبى صلى الله عليه وسلم معارضه بال
 بعد مودة صلى الله عليه وسلم ولا يحتاج الى اعدائه او يحتاج اليه لتقصيرنا وتفرط او كان السبب
 المقتضى لفعله موجودا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم معارضه وبات من فعله لم يفعل
 فانه ليس من الحسن فى شى بل هو بدعة ضلالة تعلم ذلك قبل ان تعلم هذا خاصة وان ما بيننا
 فيه المصالح والمفاسد ما فيه من اللقطة قلنا ايقا ثم كبير ومنافع للناس وانه اكبر من نفعه ولو كان غير
 محضا لغازبه الرسول صلى الله عليه وسلم ولما تركه مع قيام المقتضى وزوال اللانغ واذا تركه النبى ترك
 سنة خاصة مقدمة على كل عموم وكل قياس مثال ما تركه النبى صلى الله عليه وسلم مع قيام اوفى
 لما نزع ال ميرة صلوة التراويح بهذه الياة وفى اجتماعهم فى المسجد على امام واحد مع الاسراع
 فى ليالى رمضان وقد كانوا يصلون على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم جماعة تراوى وقد قال الله
 فى سورة البقرة او الرابعة لما اجتمعوا انه لم يمتنع من الخروج اليكم الا لراية ان لغرض عليكم فلهذا
 فى يومكم فان فضل صلوات المر فى بيته الا المكتوبة ففضل صلى الله عليه وسلم عدم الخروج بخشية
 الا فراض فعملهم هذا ان المقتضى قائم وان لولا خوف الا فراض يخرج اليهم ولما كان فى عزم

بمصر على قارى واحد واسرج اسج قصارت هذه الميابة علام يكونوا يعلمونه من قبل فسمى بدعة
 الخوية في اللغة يسمى بذلك لم يكن بدعة شرعية لان السنة اقتضت انه عمل صالح ولا خوف الاخر من
 خوف الاقرض زال بموته صلى الله عليه وسلم فاشتق المعارض فلما عارضته بين كلام عمر رضي الله عنه
 كلام الرسول ولو كان انما كان كلام الرسول حجة عليه كما هو حجة على الناس كافة الاثر ما في هذا
 لسمي عمر رضي الله عنه تلك بدعة مع حسنها وهذه تسمية لغوية لا شرعية وذلك ان البدعة في اللغة
 العمل كعمل ايتلاف من غير مثال مما يوق واما البدعة الشرعية فمما يدل عليه دليل شرعي فاذا كان
 رسول الله صلى الله عليه وسلم قد دل على استحباب فعل وادبها به بعد موته او دل عليه مطلقا
 ولم يدل به الا بعد موته ككتاب نصرة الذي اخرج ابو بكر رضي الله عنه فاذا عمل بعد موته صحيح
 يسمى بدعة في اللغة لانه كل ما يابى به ثم ذلك العمل الذي دل عليه الكتاب والسنة ليس بدعة في الشرع
 انتهى بدعة في اللفظ فلفظ البدعة في اللغة اعم من لفظ البدعة في الشرعية وقد علم ان قول النبي
 صلى الله عليه وسلم كل بدعة لم يرد ان يعمل مبتدأ فان دين الاسلام بل كل دين جاء به بالرسول
 فهو مبتدأ وانما ابتداء من الاعمال التي لم يشرعها هو صلى الله عليه وسلم وكان الناس
 يعملون الترابيع جماعات في اسي على عهد النبي صلى الله عليه وسلم واقراره سنة منه ولولا خوف الاقرض
 صلى الله عليه وسلم لما قال صلى الله عليه وسلم ان كل خوف بموته وكذا جمع القرآن فان المانع
 ان يمكن ان عهد صلى الله عليه وسلم ان النبي كان لا يزال ينزل في غير اشياء وكم يابى في جميع
 المصنفات اذ لا يغير او بعد رغبة كل وقت فلما استقرت الشريعة بموته صلى الله عليه وسلم
 من الناس من ابتدأوا في القرآن ولفظه فعلى مقتضى سنة وذلك العمل من سنة وان كان
 يسمى في اللغة بدعة وامثال ذلك كثيرة ومثال ما كان مقتضى لفعلة موجودا بالمانع ولم يشرع
 اللذان في العبد من الماحضه بعض الامور انكره المسلمون لانه بدعة فلم يكن كونه بدعة وليلا
 على ما يشرع ليعمل بهذا ذكر الله عز وجل ودعا لتخلق الى عبادة الله فيخل في الصلوات كقول الله
 واذكرا الله كثيرا ومن احسن قولا ممن دعا الى الله واتقاس على الاذان في الجمعة فان الاستدلال
 على حسن الاذان في العبد من اقوى من الاستدلال على حسن الكثرة البدع فلما امر صلى الله عليه
 وسلم بالاذان في الجمعة صلى العبدن بالاذان ولا اقامته كان ترك الاذان فيها جنة فلا بد

في ذلك كزيادة في اعداد الصلوة واعداد الركعات او صيام الشهر او الحج فان كل واحد من هذه
 هذا من الصلوة او يستدل به من الاول قد كان ثابتا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ومع هذا
 لم يفتوا في تركه سنة لا يحارضا عموم وقياس ما ومثال ما احدهما حاجة اليه من البيع بغير طيب من الناس
 تقديم الخطبة في العيدين فانه لما فعلت بعض الامراء واكره المسلمون لانه بدعة واعتدروا من بعده بان
 الناس قد صاروا يتقصون كل سلع الخطبة وكانوا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم يتقصون
 حتى يسعدوا اكثرهم فيقال بسبب هذا التعليل فان النبي صلى الله عليه وسلم كان يعلمهم خطبته كان يقصد
 بها افهم وتبليغهم بها تتم وانت قصدها اقامة رايك او ان قصدت صلاح دينهم فلا يعلم ما يقصد
 في هذه القضية منك للشيخ احداث معصية اخرى بل الطريق الى ذلك ان يتوب الى الله ويتبع سنته
 وان لم يتعلم الامر فلا تكلف الا لنفسك ولا لشكك الا عن علمك لا عن علمك الفسك لا يضر كرم من
 اذا اهتمت بشيخ الآية يوم تأتي كل نفس تجادل عن نفسها الآية ومن ذلك الخطبة يوم الجمعة وفي العيدين
 بغير اللسان العربي لو ترجمتها بالعجمي احد ثوابك بعد فزون الخير بلا اشارة من علمه واعتدروا في ذلك
 الاحداث بحدوث مقتضى ضرورة الحاجة اليه وهو عدم معرفة النحاة طين لسان العربي وكثرة الاعاجم
 القاصرين عن اولى العرب وما نهوا العلماء الا لتقصيرنا في تعلم لسان انزل بالكتاب من ربنا ويعتد
 بالرسول صلى الله عليه وسلم فترجمنا هذا ودنا من ذلك لا بداع والصلابة رضي الله عنهم مع توفروا
 على تعليم الخلق والهيبة لهم وتذكيرهم بها لم يكن كان فيهم العجمي من لا يعرف العربي وكثرة الاعاجم
 فتحو ابادهم الفارس والروم لم يجد منهم الخطبة بغير اللسان العربي ولم يترجموها ترجمتها للاغصام النحاة
 ولا امرها بذلك احدا فافاد كان لا يطلب احد منهم بالعجمي ولا يترجمها ولا يامر بذلك كان ترك هذه المصلحة
 والفضل الموهوم مستلزما لعدم علم الرسول صلى الله عليه وسلم وخير القرون بطريقة البلاغ ومن التداو
 كلما نهم عن بعض جهاداته وتفصيلهم في البلاغ والتذكير المقصود الاصل في الخطبة وكل واحد من الامور
 اعتق بالشرع والعادة فمع وجود مقتضى تعليم البلاغ وتعليم جميع النحاة طين من عجمي وعربي وعدم
 المانع ليس ذلك الا كراهية ان يعود الكل بغير العربية التي هي شعار الاسلام ولغة القرآن وحسبنا في
 تفصيل ذلك ان شاء الله تعالى في نهي عمر رضي الله عنه عن رطانة الاعاجم وقال انما خيرهم ان شروا
 باللسان العربية والشرسيه والكثير بالعجمي فكان هذا البرم من سبب الخطبة ومن ثمراتها

في اللغة والادب وترجمتها بغير العربي من غير الا مودعها قال لا يفي بها الله ولا رسول ولا اجل ذلك
جعل الله العلم كون الخطبة بالعربي شرط الصحة الخطبة واذا بالاشعة قال لا ماض الله وى في الاذكار في
كتاب حمد الله تعالى بوليتة ط كونهما يعني خطبة الجمعة وغيرها بالعربية انتهى وقال احمد بن عبد الرحمن
المديوني في لسان المحدث الدرر في المصنف يعني شرح الموطا ولما لاحظنا خطبة النبي صلى الله عليه وسلم
منها ما في الله عنهم ولهم جبرافتيهما وجود شياء فيها الحمد والشهادتين والصلوة على النبي وآله
باتقوى وتلاوة آية والزعم المسلمين والسلامات وكون الخطبة عربية الى ان قال انا كونهما عربيته
خلاصة من المسلمين في المشارق والمغارب يرفع ان في كثير من الاماكن كان الخطبة بلون كغيره
سواء يروي النبي باسناد صحيح عن صفوان الثوري عن محمد بن يزيد عن عطاء بن رباح قال قال عمر
رضي الله عنه لا تعلموا رطانة الا عاجم ولا تغلوا على المسلمين في كناسهم يوم عيدهم فان الخطبة
عليهم فمذمومة رضي الله عنه في من لسانهم مطلقا بالاستسناد الى اسامة عن حبان بن زيد عن
يونس بن محمد بن سيرين قال اتى علي رضي الله عنه في اليوم الذي قالوا يا ايها المرءوسين تروا اليوم
قال فاصنعوا كل يوم نيرة وقال بواسامة كره رضي الله عنه ان يقول نيرة قال النبي صلى الله عليه وسلم
لا يهية لتخصيص يوم بذلك لم يجز الشريعة تخصيصا به قال مالك في ما رواه ابن القاسم في الحديث
لا يهيم بالجمعة ولا يدعوا بها ولا يخلف قال وفي عمر بن الخطاب عن رطانة الاعاجم وقال انها خيرة وقال
ابو عبد الله الكوفي في الحسب باب تسمية شعورهم بالفارسية قلت لا احمد فان للفرس اياما وشعورا
يسمون بها باسماء لا تعرف فلهذا ذلك التسمية الكرامية وروى عن حجاب بن عبد شمس انه ذكره ان ابا قال ان يادى
ما قلت فان كان هم رجل سمى به فلهذا كراهته ان يتعود الرجل بالنطق بغير
العربية فان لسان العربية شعائر الاسلام واهل وافقات من شعائر الاسلام التي بها يتميزون ولله
كثير من الفقهاء واكثرهم كرهون في الادعية التي في الصلوة والذكر ان يدعى الله او يذكرون
العربية واذا كان الصلوة ثلاث درجات انا القرآن فلا يقره بغير العربية قد راولم نقاد
وهو الصواب الذي لا ريب فيه بل قد قال غير واحد من النجاشي ان تسمية سورة ولما يلقون بالاعاجام
واختلفت البصيرة واصحاب في القادر على العربية والافا الاذكار الواجبة فاختار من منع ترجمتها
بل ترجمها عاجز عن العربية وتعلمها وفيه لاصحابها من كلام احمد بن حنبل في ترجمته

المتقدمون لما سكنوا ارض الشام ومصر ولقوا بها روميتهم وارض العراق وخراسان ولفقوا بها
 فارسية وارض المغرب ولفقوا بها بربرية عود والهل هذه البلاد العربية حتى غلبت على اهل هذه
 الامصار مسلمهم وكافرهم وبهذا كانت خراسان قد ياتهم انهم تسابوا في امر اللغة واعتادوا الخطا
 الفارسية حتى غلبت عليهم وصارت العربية بمجورة عند كثير منهم ولا ريب ان هذا ما كرهه وانما
 الطريق الحق اعتياد الخطاب بالعربية حتى يلقونها الصغار في المكاتب وفي المدرس فظهر شعار
 الاسلام واهله ويكون ذلك سهل على اهل الاسلام في فقهه معاني كتاب والسنة وكلام السلف
 بخلاف من اعتاد ولفقة ثم اراد ان يقتل الى اخرى فانه ينسب وانما ان اعتياد اللغة موثر
 في العقل وخلق والدين تاتير اقويا ببناء وتورث في مشابهة صدر هذه الامة من الصحابة والتابعين
 وشأنهم تزييد العقل وخلق والدين وايضا فان نفس اللغة العربية من الدين ومعرفتها
 من واجب فان حكم الكتاب والسنة ولا يفهم الا بفهم اللغة العربية وما لا يتم الواجب الا به
 فهو واجب ثم منها ما هو واجب على الاعيان ومنها ما هو واجب على المكلفين وهذا معنى ما روي
 ابو بكر بن ابي شيبة عن حماد بن عيسى بن يونس عن ثور عن عمر بن عمر بن يزيد قال كتب عمر بن
 موسى رضي الله عنه ابا عبد الله في السنة ولفقوا في العربية واعراب القرآن فانه عربي وفي حديث
 عمر بن عمر رضي الله عنه قال تعلموا العربية فانها من دينكم وهذا الذي امر به عمر رضي الله عنه من لفقة العربية
 ولفقة الشريعة يجمع الشملان الدين في احوال واعمال ولفقة العربية هو الطريق الى فقه
 اقواله وفقه السنة هو فقه اعلامه روي ابو داود عن حديث محمد بن اسحق وعن داود بن
 حصين عن عبد الرحمن بن ابي عقبة وكان مولى من اهل فارس قال شهدت مع رسول
 الله صلى الله عليه وسلم احدا فقربت رجلا من البصريين فقلت خذ هذا ان الغلام الفارسي
 قال قلت الى فقال هذا قلت خذ يا متي وانا الغلام الانصاري خذ رسول الله صلى الله عليه وسلم
 وسلم على الانتساب الى الانصار وان كان بالولاء وان كان الظاهر هذا احب اليه من الانتساب
 الى فارس بالصراحة وهي نسبة حق ليست محرمة اكثر هذا ما هو من كتاب مقتضا واصل الاستقامة
 الشيخ ابن تيمية رحمه الله مختصرا انها كلام الصحابة ولا يمتنع في النهي عن الاعتقاد في اللغة العربية لمن يقيد
 على العربية مطلقا وامرهم بتعليم العربية ما استطاعوا فكيف كان ذلك من شعائر الدين كالاداء

و غیر ہمارے حاضر ہوتے تھے اور ظاہر ہے کہ اول لوگوں کو یہ حدیث و قوف لغت عرب کی
 مشہور فہم عبارات عربیہ کا انتخاب انہم کسی سند پر مبنی فہم اشخاص مجاہد کے غیر زبان عربی میں
 خطیبہ پڑھا یا وہ خود یہ تعلیم و تفہیم کہ خطباء و علما کی شان سے ہے مقتضی اسکی تھی جبکہ ایسا ہوا تو
 خطیبہ غیر عربیہ کے مکروہ ہو گئے ہیں جو انی مرتبہ ضلالت کا ہے کچھ غمک نہ رہا جیسا کہ اوسی کتاب میں
 مذکور ہے (خطبۃ بالفارسیہ اتی احدیہا و انتقدہا و حسنہا لیس الباعث الیہا الاعظم
 فہم یعمی اللغۃ العربیۃ و ہذا الباعث قد کان موجودا فی عصر خیر البریۃ و ان کان فیہ اشتباہ
 فلا اشتباہ فی عصر الصحابہ و انما عین و من ہم من لا یتدبیر بہ من حیث تحت الامصار انک
 والیہا الواسعۃ و اظہر انما عین و من ہم من الاحجام و منہ و احبال الجمع والاعیان
 و عین من شہادۃ الاسلام و قد کان التواضع لا یعرفون اللغۃ العربیۃ و مع ذلک ہم یطلب احد
 منہم لغز العربیۃ و لما ثبت وجود الباعث فی تاسک الامر منہ و فقدان المانع و التکامل و نحوہ
 معلوم بالاقوال علیہ مرتبہ لہم فی الاکرامۃ الہی ادنی درجات الصلوات لہم علاوہ ہر یک
 بعض روایات میں یہ تو الیہ وارد ہوا ہے کہ بعض اعیاد میں جبکہ جناب رسالت مآب
 صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سے فارغ ہوئے اور آپ کو یہ گمان ہوا کہ دور بیٹھنے کے سبب سے
 عورتوں کے کان تک خطبہ کی آواز نہیں پہنچتی تو آپ نے اپنے پاس شریف لاکر خطبہ پڑھا
 اور اونکو و عطا اور نصیب سے شریف لاکر کسی روایت میں روایت افراد بھی وارد نہیں ہوا کہ
 غیر یہ ہو عجائب خطبہ لہم میں حاضر ہوئے تھے تو انکی فہم کے لئے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ و آلہ
 محاسن علیہ و منعقد فرما کر زبان عربی میں خطبہ پڑھا ہوا اور ان لوگوں کو اونکی زبان میں
 و خطبہ نصحت فرمائی ہوا اگر یہ کہا جائے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوای لغت عربی کے
 اور لغات سے ماہر تھے ورنہ آپ بغرض فہم کے غیر زبان عربی میں بھی خطبہ پڑھتے تو اوکا
 جواب یہ ہے کہ بعض صحابہ مثلاً زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بلاشبہ زبان عجمی و رومی و حبشی
 و غیرہ سے آگاہ تھے اور انکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیوں نہ مامور نہ پایا تاکہ وہ
 غیر عرب کی زبان میں پڑھتے اور انکو و خطبہ نصحت کرتے انکا اصل قرون مشہود اس
 بانجیر میں واسطے تفہیم غیر عرب کے حاجت پڑے خطبہ غیر عربیہ کے تھی معہذا کسی نے نہ پڑھا

بیت نبوی و صل بر و ہار بدعت ہونے خطبہ فارسی وارد و غیرہ کی ہے چنانچہ اسی کتاب میں
 مرقوم ہے و قد ورد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما فرغ من الخطبۃ فی بعض الاعیاد و ظن انہ
 لم یصل الی اذان النساء بعد من حضرت و خطبہ من کلمہ من و لم یصل الی اذان النساء
 لم یکن یقیم العربی محاسنا علی صرة و خطبہ بلغة غیر عربیة و التیوم اندھم بن النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم خطبہ اللغۃ العجمیة و غیرہا من اللغات الیہ العربیة ولو کان علیہ خطبہ بہا لانا لقول
 بن سلیم وک ان بعض الصحابة کونہ بن ثابت قد کان علیہ اللسان وکفی و الروی و التیوم انہ
 من انہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الاعظام لیس فی النبی علی الصلوٰۃ و السلام و غیرہ من علیہ الاعظام ثم یأمر
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یتکلم بلغة العرب و یأمر بالانصاف الی الخطبہ لئلا یترک
 عظیم اصحاب العجمیة کان موجودا فی القرون العشرہ من انہ خطبہ و کونہ من احدی القرون
 ازستہ و نہ اول و من علی اللہ ہتہ اتی اور تقریر بطریق حل کے یہ ہے کہ جب طرح خطبہ تسلیم
 یا معین کے لیے موضوع ہے اور خطبا و علماء و امور التقدیم ہیں یا بطرح جملا بھی جواب
 شروع و امور البطلان علم ہیں اور تفصیل علم اور غیر قریش ہے جیسا کہ حدیث تفسیر میں جسکو
 ابن عدی و ابن ابی شیبہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے
 و طبرانی نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی و اردو ہے
 ازستہ یا اتی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ اللہ یحمدہ علی کل مسلم و کما ہماری شریعت کا
 بیان عربی زبان میں ہے بنا بریں انہ خطبہ عربیہ حاجت اس زبان کا سیکھنا
 لازم و واجب ہے کیونکہ جس چیز پر شریعت کا اقبال ہو فقیہ ہوتے ہیں وہ چیز موقوف علیہ بھی
 واجب ہے ایسا کہ سلیم جاحظ نے جو عدم علم زبان عربی و تفصیل علم باوجود
 واجب و فرض ہونے کے خطبہ عربیہ کو نہ سمجھیں کواد کے سمجھنے کا الزام اور میں پر ہے
 نہ خطبہ عربیہ والوں پر یہ بات لازم نہیں کہ زبان عربی کو بدل کر اس زبان میں خطبہ
 پڑھیں جسکو جملا سمجھتے ہوں چنانچہ اسی کتاب میں کتابت و کمال فی ہذا المقام و بہت
 ازراہم انہ کہ حضرت انطیہ التعلیم و امرا خطبا و العلماء و التقدیم کہ انہ خطبہ عربیہ
 تسلیم ہے و قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ عربیہ و خطبہ عربیہ

من حدیث انس و اخطیب بن حدیث حسین بن علی و اخطابی من حدیث ابن عباس
ولما كانت اكثر لغتنا بالعربية يلزم على الناس ان يتعلموا اللسان العربي بقدر ما يرفع به
الحاجة فان ما لم يتم الواجب لادبه واجب فاذا لم يتم الحاضرون الخطبة العربية فالزام عدم
التم عائد اليهم لاني اخطياء ولا يلزم للخطباء لان غير واللسان العربي وخطبوا بلبيان ليخصه
اجملا وحق مختصا اگر کوئی کہے کہ جب خطبہ غیر عربی پڑھنا مکروہ ہوا تو فقہاء کے اس قول کے
کیا معنی ہوگا خطبہ بالفارسیہ تو اس کے جواب میں کہنا چاہیے کہ قول مذکور میں مطلق
جواز ذکر کیا گیا ہے اور وہ عام ہے جو ان بلا کر اہل بیت و جوارح الکراہتہ کو بناء علیہ قول سطلح
مستندم جواز بلا کراہتہ کو نہیں ہو سکتا پس مکروہ ہونا خطبہ غیر عربی کا منافی قول فقہاء
نہیں ہے ہاں اگر کلام مذکور مقید بقید عدم کراہتہ ہوتا یعنی یون کہا جاتا کہ بجواز خطبہ
بالفارسیہ بلا کراہتہ تو البتہ منافی ہوتا و اولیس ظہر اور اگر زیادہ تحقیق مطلوب ہو تو گوش
ہوش سننا چاہیے کہ خطبہ جمعہ میں دو اعتبار ہیں اول یہ ایک کے لیے وصف جدا گانہ ہو
ایک یہ کہ خطبہ نماز جمعہ کی شرط ہے یعنی نماز جمعہ بدون اس کے صحیح نہیں دوسرے یہ کہ وہ
فی نفسہا حیاتیات ہے دو وجہ سے اول یہ کہ خطبہ خدا کا ذکر ہے اس لیے کہ آیہ کریمہ یا ایہا الذین آمنوا
اذ اودی للصلاة من اوم الحجة فاستوالی ذکر اللہ و ذکر الصبح میں ذکر اللہ سے مراد خطبہ ہے
جیسا کہ مفہوم میں نے ذکر کیا ہے دوم یہ کہ خطبہ قائم مقام نماز کے ہے اس وجہ سے سلام و کلام
وغیرہ سب خطبہ کے وقت منوع ہے اس تمہید کے بعد معلوم کرنا چاہیے کہ جواز خطبہ غیر عربی
جو کلام فقہاء سے مستفاد ہے اس سے یہ مراد ہے کہ خطبہ مذکورہ بلحاظ اعتبار اول کے ادا ہونے
شرط میں کفایت کرتا ہے یعنی خطبہ جو نماز جمعہ کی شرط ہے جب غیر زبان عربی میں پڑھا گیا شرط
پائی گئی اور نماز جمعہ صحیح ہوئی اس واسطے کہ نماز جمعہ کی شرط مطلق ذکر ہے کسی زبان اور محاورہ کی
و میں قید نہیں ہے یہ خطبہ مذکورہ سے حاصل ہے لیکن بلحاظ اعتبار دوم کے بدستور اور
مکروہ ہے کیونکہ جو عبادت میں ہیئت کے ساتھ سنت سے ثابت ہوئے اس کو بدستور ہیئت کے
ساتھ ادا کرنا چاہیے خلاف اس ہیئت کے ادا کرنا بدعت اور مکروہ ہے اور ثانی یہ ہے
کہ مکروہ ہونا ان میں شراذیم سے یا ہندیہ کا خطبہ عربی میں و نیز مکروہ ہونا اس خطبہ کا جس کی

بحسب ما استعربى هو او كچه غير عربى فارسى هو و خواه اردو يا اور كوى زبان بيان آن
 بعد از وضع و لاجب بى سبب كتاب مذکورين مذکور و هذا نصه و حقيقة ان فى الخطبة مجتنبين الاولى كونها
 فى الصلوة اجملة و الثانية كونها فى نفسها عباد و قد وكل منها و صنف على عدة مخفى قوله يجوز الخطبة
 بالفارسية انها مكفى لثابتية الشرط و صحة صلوة اجملة و هو لا يستلزم ان يحلو من البدعت
 و الملازمة من حيث لا حكمة الثانية و سكتت ايضا عما اعتاده اكثر خطباء زماننا من قراءة الخطبة
 بالعربية و تضمينها بعض الاشعار الفارسية او الهندية بل يجوز انك انما عيت بان مستداه
 الاشعار فيها ان كان بالفارسية الممنوع عنه فى الشرعية فلا ريب من كراهتها فان كان بالعربية
 و ان لم يكن بالاشعار فاللازمة لكونها فى الفارسية و داخل فى اصناف البدعة و كذا قراءة بعض الخطبة
 بالعربية و بعضها بالفارسية لا يخلو عن الكراهية للتغييرات السابقة فليحفظ انه ان كان الفارسى عنهما فان يرتدون
 فليعلموا بحسب انهم يحسبون انهم يحفظوا و قد تحفظوا و قد تحفظوا و قد تحفظوا و قد تحفظوا
 هو الضمير العليم قد اصاب من اجاب و ان شاء الله تعالى علم بالصواب و عند اسم الكتاب
 هو العليم خطبة جمعة كاختر زبان عربى بين فارسى هو يا اردو و غيره بما يندور كوجوزبان عربى بين
 بخوبى پڑھنے سے عاجز ہو بالاتفاق جائز ہے او غير معذور كوجو امام اعظم عليه الرحمة كى نزدیک
 جائز ہے او صاحبین رحمہ اللہ كى نزدیک جائز نہیں اور در صورت جواز غیر معذور كى لیے
 نكوة تنزيہی خلاف سنت متواترة رائدہ اور خلاف طريقة سلف صالحين كى في السراجية
 ولو خطب بالفارسية يتيجوز فى المداينة و التثنية و الخطبة على هذا الخلاف و فى النهاية فسنده
 يجوز بالفارسية و عند ما لا يجوز الا بالعربية و فى الدر المنثور كما صح لو شرع بغير العربية لسان كان
 الى ان قال شرط اعجزه و على هذا الاختلاف الخطبة و جميع اذكار الصلوة و فى الطحاوى قوله و شرط
 اعجزه الخ اجمعه قوله انتهى و فى اكمام الفقهاء فى ذكر الدعاء نعم الاستحباب فى حصة الانجنية الجمل الى
 او الانجنية التى يثانى تعظيم الرب مدلولها و الاخير فليكنه تحريما فى الصلوة و تنزيها خارج الصلوة كس ليشترط
 ان يكون قادرا على العربية قدرة كاملة و الا فلا ايضا فيه و فى جامع المضمرات و اجمعتى و غيرهما ان الخطبة
 على الاختلاف ليعنى انه يجوز عندى حليفة بغير العربية للقادر و العاجز كذا و عند ما لا بد من دليل
 قوله هو اطلاق قوله تعالى يا ايها الذين آمنوا اذا نودي بالصلاة سن يوم الجمعة فليست الى ذكر الله فان لم يرد

تذکرۃ خطبہ کے اہل التفاسیر و مطلق غیر مفید بالعربی فیکون کالتذکرۃ انگریزی
 فی خصوصیت لسان و دون لسان و بحجاب من قبلہا ان الخطبۃ تشابہ الصلوۃ کل کلماتہا یکم مقام
 الصلوۃ فلما ان اذکار الصلوۃ لا یجوز لغير العاجز لغير العربیۃ کذلک لا تجوز الخطبۃ الا بالعربیۃ انہی
 اتواں ہذا بحجاب محض جدا غایب استلزم من مشابہۃ الخطبۃ الصلوۃ ان یكون الخطبۃ بالصلوۃ
 فی جمیع الاحکام کیف ولا یشرط فیہا الطہارۃ والاستقبال وغیرہا بخلاف الصلوۃ ولست بالمشابہۃ
 بینہما الا فی ایجاب الایضات والاستماع وترك الشغل عنہا عند قرائتہا فقط علی ان اذکار الصلوۃ
 ایضا تجوز عند الامام بغير العربیۃ کما نقلناہ عن الدر المنثور اور پڑھنا خطبہ کا غیر لسان عربیہ میں
 حیاتیات آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابیہ کرام سے ثابت نہیں مگر یہ غلط
 قراوت خطبہ عربیہ پر بطور عادت اور بضرورت لسان اور حاجت فہم و تذکرہ سامعین خطبہ بھی
 مثل سائر تذکرہ و تعلیم احکام دین کے کہ سوا عربی کے دوسری زبان میں ثابت نہیں اور بطریق
 افتہار عربیہ یا فارسیہ وغیرہا خطبہ میں پڑھنا مکروہ تفری خلاف سنت لائدہ ہے پس
 اولیٰ ہی ہے کہ خطبہ غیر زبان عربی میں نہ پڑھے تو مخالفت سنت اور خلاف ایما سے محفوظ رہے

واللہ اعلم وعلیہ اتم واحکم فقط محمد عبدالغفار الکنوی

مجموعہ مصوب جواب قاضی شیخ احمد صاحب نہایت صحیح و درست ہے اور اوسکی تعہید
 عبارت شاہ ولی اللہ دہلوی کی مصنفی شرحوطا میں ہے و چون خطبہ آنحضرت و خلفاء و علم
 ہر ائمہ کردیم شیخ ان وجود چند چیز است حمد و شہادتین و صلوۃ بر آنحضرت و امر بتقوی و تلاء
 یہود و عابرای مسلمان و مسلمات و عربی بودن خطبہ انتہی بعد اوسکے اوسمین رقوم ہے و عربی بودن
 بہت محل ستم مسلمان و مشرق و مغارب باوجود آنکہ و ربیاری ادا قایم خطبات عجمی بودن انتہی اسکا
 سریرہ الراعی عفور یہ تقوی ابواکسنات محمد عبدالحی تاجدار اللہ عن ذہبہ اعلیٰ و انجفی
 ۱۹۰
 مذکور کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ بعد نماز جو حقہ چود عاتین کہ
 بعد چود عاتین آتی ہیں اونکے سوا اور دعاتین جو کیسے یاد ہونے لگتے ہوں خواہ لینی زبان میں خواہ
 کسی زبان میں یا عرب سے عرض معروض کرے یا جو زود و شریف چاہے یا نہیں
 اور جو رت جو خواہتہ و غیرہ معروض کرے یا نہیں یا جو رت جو خواہتہ و غیرہ معروض کرے یا نہیں

خطبہ عربیہ یا فارسیہ وغیرہا خطبہ میں پڑھنا مکروہ تفری خلاف سنت لائدہ ہے پس
 اولیٰ ہی ہے کہ خطبہ غیر زبان عربی میں نہ پڑھے تو مخالفت سنت اور خلاف ایما سے محفوظ رہے

اوی مسجد میں جمعہ اور خطبہ جماعت سے پڑھیں یا ظہر جماعت سے ادا کریں یا کیا کریں
 ہو **المصوب** چونکہ تعدد جماعت جمعہ بذریعہ صحیح جائز ہے اور بروز جمعہ ظہر پڑھنا اور شخص کو
 جس پر جمعہ فرض ہے نہیں درست ہے اسوجہ سے لازم ہے ان لوگوں کو کہ جماعت سے خطبہ
 اور جمعہ ادا کریں مگر دوسری مسجد میں ہو تو اولیٰ ہے اور اگر اوی مسجد میں ہو تو بھی کچھ صحیح نہیں
 واللہ اعلم **خبرہ الراجی** عفو بہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ لعلی و الخفی **محمد عبدالحی**
استفتا سوال دو مہینہ تیرہ سوست و آخر یہ پرست کی جماعت ہو رہی ہے
 کوئی اور شخص علیحدہ نماز نکالتا ہوئے اوٹکی جماعت کے ادا کرے یا وہ اس وقت طہیہ
 اونکے پڑھنے کے بعد جمعہ و خطبہ اوی مسجد میں ادا کریں جائز ہے یا ناجائز
 ہو **المصوب** چونکہ حدیث صلوٰۃ خلف کل یروفا جواسید الالبت کرتی ہے کہ امام اگر قافلہ
 بھی ہو تو اس کے ساتھ نماز پڑھ لینا چاہیے اور مؤید اسکا صحابہ کا نماز جمعہ و یحوقتہ ادا کرتا ہے
 ان اشقیاء کے پیچھے جنہوں نے حضرت عثمان بن عفان کو حضور کیا تھا جبکہ صحیح بخاری وغیرہ میں
 مروی ہے اسوجہ سے میں مستدع کی جماعت ہر جہ کہ ترک نہ کرے اسکی جماعت **محب**
 ہو رہی ہو تو اس میں شریک ہو جائے نہ نماز پڑھتے اور نہ اس وقت دوسری جماعت قائم کرے
 واللہ اعلم **خبرہ الراجی** عفو بہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ لعلی و الخفی **محمد عبدالحی**
استفتا سوال سو مہینہ کس مقدار مسافت کے سفر میں نادر کو قصر کرنا چاہیے یعنی
 غیر پختہ آبادیت میں کس قدر مسافت ثابت ہوئی ہے کہ جس میں قصر جائز ہے بنیوا تو جروا
 ہو **المصوب** چنانچہ میں کافی حدیث فروع صحیح واد و نہیں ہوئی کہ جس سے صراحتہ تقدیر
 مدت ثابت ہو اور صحابہ مختلف ہے ان عمر اور ابن عباس وغیرہ سے مسافت دور و زمین
 قدر و رستہ سے جیسا کہ موطا مالک اور سنن بیہقی وغیرہ میں مروی ہے مگر خفیہ نے فقہ
 تین ہونے کی اس حدیث سے جو کہ سنن وغیرہ میں باسانید ضعیف مروی ہے مسیح اقصیٰ ہے
 انھیں تین مہینہ و ایک روز و ایک لیلہ یا مہینہ و ایک لیلہ کی ہے کیونکہ اس حدیث میں سنہ خفین
 کی اجازت ہر مسافر کو نہیں ہر روز کی دیکھی اور یہ ممکن نہیں ہر روز اس کے کہ سفر شرعی استقدر ہو و ان
خبرہ الراجی عفو بہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ لعلی و الخفی **محمد عبدالحی**

استیفاء واسطہ شغولین معاملات دنیا کی قدر رعایت اور آسانی بلحاظ وقت ہو سکتی ہے بعض قومیں اصل ہندو شیعہ فرشتی کا پیشہ کرتے ہیں اور وہ بعد پڑ جانے پھینٹ ٹوٹ گوبر گائے بھینس کے کپڑوں پر تار کی الصلوٰۃ ہو جاتے ہیں اور بعض انگریزوں کے نامہ سامان خدمت گزار ہوتے ہیں وہ حدیم الفرستی کے علاوہ یہ حذر رکھتے ہیں کہ صاحب کو کو خراب دیتے وقت پھینٹیں گرتی ہیں یا پانی پیتوں کا بیرون پر پڑتا ہے یا خضر ہو ٹھانا پڑتا ہے نماز نہیں پڑھتے یا بعض ملازمان کچھری ہیں وہ اسی حد سے تا نظر و عصر کو ترک کرتے ہیں کہ اس وقت حضوری حکام و کثرت کام ہوتی ہے اگر موقع فرصت ہوتا آتا ہے تو ایک وقت جمع آگ سکتا ہے کبھی نہ کو فرصت ہو سکتی ہے کہ صرف چند کلمات اور اگر نہیں یا کبھی نہ کو نہیں عصر کو اس قدر فرصت ممکن ہو جاتی ہے اور وہ لوگ اس عذر سے دونوں نماز نہیں پڑھتے اگرچہ موت جوار حقیقی کا سبک لگا ہوا ہے اور سب چاہتے ہیں کہ اپنے محبوب کے موانع سے نجات ملے اور عیاش دنیا بھی ہاتھ سے نکالے گو کہ رائق مطلق اللہ سبحانہ ہے ہر شے عقل است جہن از دریا گی قبر میں پھنسے ہیں ایسا صبر و استقلال نہیں اور نہ معقول روزگار ہاتھ لگ سکتے ہیں ایسے حالات میں بعد ازات مدد رجبہ بالابیشہ و ان سدر جہ بالاکو تکر و عید شد یہ معبود حقیقی سے سبکدوش ہو سکتے ہیں اور بعد حدیم الفرستی ان حالات میں جمع صلوٰتین کر سکتے ہیں یا انہیں ادیان قسم کے پیشہ وروں کے لیے کہ ان تک آسانی ہو سکتی ہو کہ وہ بنگلہ نماز فریضہ دار لیا کرین ہو و ہر جہ و سب اصحاب شغل و معاملات کو کہ سبب اشغال کے رکعات ملازمہ او انہیں کر سکتے ہیں اس قدر آسانی ہو سکتی ہے کہ فرائض واجبات پر عند عدم الفرست اکتفا کر لیا کرین اور سن ترک کر دین اگر سنت غیر کہ اسکے باب میں بہت تاکید وارد ہوئی اور کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا بد عیاشی سفر ولا حضر اس میں وارد ہے اور جمع بین الصلوٰتین کی بدون عذر مرض و سفر وغیرہ کے اجازت نہ مجاوسے ہر چند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح مسلم وغیرہ میں جمع بغیر سفر ولا مصل ولا عذر مروی ہے مگر اکثر وں کے نزدیک وہ جمع عبوری پر محمول ہے اور بعض محدثین اگرچہ بدون کسی عذر کے جمع حقیقی جائز رکھتے ہیں مگر وہ یہ شرط کرتے ہیں کہ حادث نہ ہو گیا و سے حیاء اگر ہووے تو کچھ مضائقہ نہیں پس عوام کو اجازت دینے میں احوال کو ملحوظ رکھنا چاہیے

والله اعلم بحرمه الرازي عفو ربه القوي ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والنجی محمد عبدالحی
ابو الحسنات
سنة ثمان في نماز عیدین رفتن بصره و سنت موکده است یا مستحب بینوا و جروا
 هو لم يصوب بعض فقهاء قائل باستحباب آن شده اند و کین صحیح و معتبر نزد ایشان
 بود و تشمس سنت موکده است و زجر را حق و تخفیف نقل میباید و خروج الی الجبانه سنت
 الصلوة العیدین وان کان لیعلم مسجد الجامع عند عامة المشايخ هو الصحیح انتهى و همچنین است
 در رزازیة و جامع الرموز و شرح الفخار شرح تنویر الابصار و غیره و از کتب احادیث و سیر
 ثابت است که آنحضرت صلی الله علیه و سلم قائما برای نماز عیدین بصره، تشریف بردند
 و فی عمره بجز یک مرتبه بعد از بارش گاه و مسجد خود که از جمله اماکن بدرجه افضل است
 نماز عیدین ادا فرموده اند و خلفاء راشدین هم برین موافقت فرموده اند و این مطلب
 تیر سبیل عادت بود و نه بوجه ضرورت بلکه علی سبیل العبادت تا بوجه کثرت جمیعت از این
 ثواب گردد و شوکت اسلام ظاهر گردد و هذا آیه لاسنته علی سبیل التاکید و الله اعلم
 بحرمه الرازي عفو ربه القوي ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والنجی محمد عبدالحی
ابو الحسنات
سنة ثمان ما قولکم حکم شد درین باب که خروج الی الجبانه برای نماز عیدین سنت
 موکده است یا نه بینوا و جروا

الجواب خروج الی الجبانه برای نماز عیدین سنت موکده است چنانچه محشی شرح وقایع
 مولوی عبدالحی صاحب و هم فضله حاشیه شرح وقایع که عمدة الرعایه است تحریر فرموده
 قال فی شرح الوقایع حسب يوم الظلم ان یا کل قبل صلوة ویتاکس ویتصل ویتطیب یوس
 حسن ثیابه و یودی فطرته و یتخرج الی المصلی غیر کبرجہ فی طریقہ انتهى قوله حسب الصیفة الموحول
 من التحلیب والمراد به اعم من السنة الموكدة و استحباب فان بعض الامور المذكورة عديدة
 من حسن الموكدة كالغسل و غیره (قوله یستاکس) هذا من حسن العامة عند كل وضوء
 و استحباب عند كل صلوة فیکون مستحبا و سنة الضائی العیدین بالطریق الاول و قوله
 یودی فطرته) بالکسری صدقة الفطر و هو وان کان اما ثمانا و اما ایاکون اذ فی اقبل الخروج
 الی المصلی سلون هو المنقار عن ابن عمر قال امرنا رسول الله صلی الله علیه و سلم يوم الفطر ان

از جمیع کتب بکمال حدیث و سیر سبیل عادت بود و نه بوجه ضرورت بلکه علی سبیل العبادت تا بوجه کثرت جمیعت از این ثواب گردد و شوکت اسلام ظاهر گردد و هذا آیه لاسنته علی سبیل التاکید و الله اعلم بحرمه الرازي عفو ربه القوي ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والنجی

از جمیع کتب بکمال حدیث و سیر سبیل عادت بود و نه بوجه ضرورت بلکه علی سبیل العبادت تا بوجه کثرت جمیعت از این ثواب گردد و شوکت اسلام ظاهر گردد و هذا آیه لاسنته علی سبیل التاکید و الله اعلم بحرمه الرازي عفو ربه القوي ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والنجی

خزانة الروایات عن بلقی البھار ان اباحیفة قد رجع فی خروج وقت الطہود و دخل وقت العصر الی قولہما انتی و فی مواہب اللطیفة شرح مسند ابی حنیفة الشیخ عابد السندی قد الف الشیخ ابن نجیم صاحب البحر رسالۃ لنا یبید ہر باب فی حنیفۃ فی ہذہ المسئلۃ و استدلل علی مطلوبہ بادلۃ متعددہ و اجاب عنہا ابو الحسن السندی فی حاشیۃ فتح القدیر لابن الہمام للہن الدارایت رجوع الی حنیفۃ الی قول مجہورنا و معنی ذکر کئی من الادلۃ و ابواب ہمار و الاختصار مع اتہ روی فی المسئلۃ روایات متعددہ عن الامام فہرار و ایتہ صیرورۃ القل شکیلین و ہمار و ایتہ نقل انتی و فی رسالۃ ہمار فی ذکر وقت صلوۃ العصر لاسید احمد و حلان مفتی الشافعیۃ بکۃ المعظیۃ عن نقل ابیصار رجوع الامام الی قول صاحبہ صاحب الفتاوی الشافعی و صاحب کتاب الانیس و صاحب البحر النیر شرح تنویر الابصار و ذکرہ ایضاً فی زیادات المہند و اتی علی مستدرک الشیبا فی باب الجمل کلاماً و الاصل قال و قد رجع رجوع ابی حنیفۃ عن قولہ لا یجمل کل یوم یجمل و خروج وقت الطہود و من یجمل لا یجمل ایضاً صاحب لہصار الطہور انتی و اقدرا علم حررہ المرامی و قدور بہ القوی ابواحسانات محمد عبدالحی تجاوزنا اللہ عن ذنبہ العالی و الخلی

استفتا علماى اسلام و فقہای کرام کثر التامثالکم بیان فرمایند کہ در کہ قطبین شمالی و جنوبی کہ آفتاب عالم تاب ناشش ماہ غروب نمیکند و ناشش ماہ دیگر تمام ظلمات و تاریک است فرائض صوم و صلوۃ را چگونه ادا باید نمود و در ممالک قریب و جوار قطب شمالی کہ در آنجا با آبادی است و طول روز است ساعت می شود اگر ماہ مبارک رمضان در چنین اوقات اتفاق افتد رادای روزہ کہ باعث ہلاک نفس شود چگونه باید کرد عنایت فرمودہ حکم ما انزال شد راد صدد این استفتا مر قوم و مزہین فرمایند بنوا الوجہوا

ہو المصوب غنی نماند کہ نفوس احکام مثل صوم و صلوۃ و غیرہ عامہ اند جمیع مکلفین متین بلاد و جمیع ازمان باہما مکلفند و با اختلاف اقالیم و طول ہمارہ غیرہ و فرضیت صوم رمضان تخالی نخواہد شد و آنچه بختیالی میکند کہ در آن بلاد کہ طول ہمار بطایت رسید و صوم رمضان در آنجا و ایام موجب ہلاک است و نفس اینکہ مدبر و بہمان و خلاق کون و مکان ہمچنانکہ احکام خود را عام کردہ ہمچنان بطا و را کہ در آن ادای صوم خارج از طاقت بشریہ معلوم سے شور

فتاویٰ شوال ۱۳۸۵

مکین بنی آدم نہ گردانیدہ محققان فن جغرافیہ تصدیق کردہ اندک کہ از عمارت جزیرہ قوسی بہ
 عرض اذ خط استوا شصت و سہ درجہ است و بعضی و بعضی شصت و چہار و نیم درجہ است
 و چون عمارت شدہ اند و در ازمینہ متاخرہ چنانکہ در ناظرۃ الحق و غیرہ مصحح است تا عمارت
 شصت و شش نشان عمارت یافتہ شدہ عداوہ الین محل شاق یا اختلاف تاثیرات آب و ہوا
 و بلاد و اختلاف قوی و اثر جہ الشمانیہ مختلف می شود یعنی کہ بلخ کہ در اقلیم سالیع واقع
 است و در وسط آن اقلیم ہمارا طول شانزدہ ساعت می شود و در بلخار در ایام صیف شب
 آنقدر قسیری شود کہ در بعض اوقات شمس بہ زمین کہ شفق غروب می سازد بچ صداق طلوع میشود
 و آنجا اہل ہلالام بامہ رمضان خواہ در صیف واقع شود خواہ در شتاء روزہ سپارند و آفاقا قیام
 کہ در آنجا وارد می شود ہم روزہ داری شوند و کسی بہلاکت نمیرسد مویخ مغربی ابن بطوطہ کہ از
 ہمال یافتہ ثامہ است در مجلس خود کہ سخی بہ تحفۃ النظائر فی غرائب الاسماء مستعملی نویسند
 کہ نہت صحت بدینہ بلخار غاروت التوجہ الیہا لاری ما ذکر عنہا من انتہاء قصر اللیلۃ بہا توصلت
 فی رمضان فلما صلینا المغرب فطرنا و اذان بالعشاء فی اثناء افطارنا تصلینا با وصلینا الترات
 و الشفع و الو تر و طلوع الفجر اثر ذلک استقی و انتہا علم خبرہ الراعی عقور بہ القوی
 ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوزا شد عن ذنبہ الجلی و انھی محمد عبدالحی
ابو الحسنات
 شفتا کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ بعض مسائل میں کھانا
 کہ وتر کی پہلی رکعت فرض ہے دوسری سنت قسری و واجب آیا یہ صحیح ہے یا نہیں نیز انوار
 ہو المصوب یہ قول محض غلط ہے اسوجہ سے کہ وتر تین رکعت ایک نماز ہے
 اسکی بعض رکعات کافرض ہوتا اور بعض کا واجب ہونا اور بعض کا سنت ہونا ممکن نہیں
 کتب مقبولین اسقدر مذکور ہے کہ نماز وتر تین رکعت امام ابو حنیفہ کے نزدیک واجب ہے
 اور صاحبین کے نزدیک سنت ہے و انتہا علم خبرہ الراعی عقور بہ القوی
 ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوزا شد عن ذنبہ الجلی و انھی
 شفتا ایک مغلان نے لار عمر پھر نہ پڑھی پھر بعد مدت دراز کے وہ مر گیا
 پس اسکی غسل و جنازہ وغیرہ کی نسبت کیا حکم ہے

مرشد شاہ عید القادس در محب مشایخ ازاد با سیدان صلح نورانی ملک دکن بامہ رجب شمس الثانی

اور اس وقت ہر طرف ہر طرف اور یہ امر تعدد جماعت سے نہیں ہو سکتا ہے اس سبب سے
 انتظام جدید مصلوۃ خوف کے واسطے مقرر کیا گیا ہے یہ کہ جماعت ثانیہ اتفاقہ کلمہ است کی
 کوئی وجہ معتد بہ نہیں ہے علی الخصوص جبکہ جماعت اولیٰ کی ہیئت پر غور سے دیکھیں اور علی
 خطیبہ البیان بواضح البریان واللہ اعلم حررہ الرای عتور بہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحمید
 تھانوی زائد عن ذیلہ البجلی و الخفی محمد عبد الحمید

استفتا کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ خطیبہ عربی زبان میں پڑھنا
 چاہیے یا فارسی اردو وغیرہ میں تاکہ سامعین جو عربی زبان سے واقف نہیں اور سامع طلب
 سمجھیں اگر خطیبہ عربی پڑھنے کے اور سامعین فارسی یا اردو میں کرے تو درست ہے یا نہیں
 جواب مولوی صاحب خطیبہ عربی میں پڑھنا سنت ہو کہ وہ ہے اور سامعین عربی میں پڑھنا
 یا فارسی اردو وغیرہ اس کے ساتھ خطیبہ کرنا ناظم ہو یا شرک وہ ہے اور عوام کی تعلیم کی واسطے
 و عطا مقرر ہے خطیبہ کو طرہ ماثورہ سے پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں تفصیل اس مسئلہ کی ایک
 رسالہ اکام النعائس میں موجود ہے جسکو شوق ہوا اور سامعین مطالعہ کر کے اعتراض باطل
 ہو گا اور اس پر فرماتے ہیں کہ اردو خطیبہ پڑھنا مکروہ ہے معلوم نہیں کہ یہ کہاں اور کس
 میں لکھا ہے نہج وقایہ عربی اور کنز فارسی میں تو صاف لکھا ہے کہ درست ہے کیونکہ اس میں
 اختلاف ہے اس کے علاوہ مفتی میان جان احمد صاحب اپنے فتوے میں فرماتے ہیں کہ بیشک
 اردو خطیبہ پڑھنا درست ہے بالاتفاق باب اس صورت میں مولوی صاحب آپ فرماتے ہیں کہ
 کسکو یقین جائیں کہ ایک تو بڑے بڑے کا حکم دیتا ہے اور ایک بڑے بڑے کا حکم دیتا ہے
 کہ ایک کا حکم اس پر آپ ہی خیال فرمائیے بقول شخصہ (ذریعہ سلطانی یوسفین بھی آنا گائی
 حضرت اعلیٰ و مولوی صاحب جب لوگ عربی زبان سے واقف نہ ہوں تو ہندی زبان میں
 مسلمانان زبان میں خطیبہ پڑھنا کیونکہ درست نہیں اگر خطیبہ زبان اردو میں خواہ تعلیم خواہ
 نہ ہو پڑھنا درست ہو تا تو اس آیت کا ردول کیونکہ ہوتا ہوا اسلطان رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی دلیل قوی اور کتب معتبرہ میں لکھا ہے کہ ثابت فرمائیے
 مولوی صاحب خطیبہ سے خطیبہ پڑھنا چاہیے اور خطیبہ سوا اس کے خطیبہ پڑھنا

اس مسئلہ میں مولوی صاحب خطیبہ پڑھنا مکروہ ہے اور سامعین میں سے جو عربی زبان سے واقف نہ ہوں تو ہندی زبان میں خطیبہ پڑھنا درست ہے

اگر خطیب پڑھنے سے یہ مقصد ہو کہ اس سے احکام دینی کا پرچا ہوتا تو بیشک اردو میں پڑھنا
درست ہے کیونکہ زبان عربی میں پڑھنے سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا

ہو المصوب (جواب اعتراض اول) تمام کتب فقہ میں خطبہ پڑھنا زبان عربی میں
قاری ہو یا اردو جائز لکھنا ہے بعضوں نے اسکو تشفق علیہ امام ابو حنیفہ اور صاحبین کا
لکھا ہے اور بعضوں نے عاجز عن العربیۃ کے حق میں جواز اتفاقاً اور قیاساً عربیۃ کے
حق میں جواز صرف امام عہد کے نزدیک لکھا ہے لیکن اس حکم میں اور حکم کراہت میں کچھ
مساافات نہیں ہے صد ہا جگہ فقہاء و مجتہدین لکھتے ہیں اور غرض اولی نفس اجزاء و کفایت
و جواز یا انتہی الاصح ہوتی ہے نہ اباحات مطلقہ خالیہ عن الکراہتہ عند عبارات بطور نمونہ
پیش کیے جاتے ہیں کہ جیسے معلوم ہو جاوے گا کہ فقہاء کا صرف کسی فعل کو درست یا صحیح لکھنا
اولی کراہت کی نفی نہیں کرتا ہے عبد الباقی بن ملا عبد القدوس گنگوہی رسالہ رد و صلوۃ
و قال میں بحث تکبیر بالفارسیہ میں لکھتے ہیں لم یثبت دلیل قاطع علی اثمہ اطا العربیۃ فی
التکبیر اذ المقصود الاصلی من التکبیر هو التعلیم و ہو یحصل بای لغة کان ومع نہا ذکر السغنائی کہ
بجوز و بیکر عند الباقی حنیفہ انتہی اور محمد امین شامی رد المحتار علی الدر المختار میں بحث دعا و التشریع
العربیۃ میں لکھتے ہیں لا یسیدان یوں الدعاء بالفارسیۃ مکروہاً تحریراً فی الصلوۃ و نہ پراختیاراً
فلینال ولیہ اجمع فان الظاہر ان لصحة عند الامام لا تنفی الکراہتہ عندہ انتہی اور درمختار میں
کتاب الیومع میں ہے و کہ تحریراً مع الصلۃ اشیع عند الاذان الاول انتہی اور دعوی حاشیہ
اشہاہ و النظائر میں کتاب التشریع میں تحفہ تفصیل فکر مع الکفار کے لکھتے ہیں قال فی
البدائع لیرہ المسلم ان یشاک الذی ولو شارکہ شرکہ عنان جائز لکما لو کلمہ انتہی و قولہ جاردای
صح مع الکراہتہ انتہی اور رسالہ آداب المقتیین میں مرقوم ہے قد یرکرا جائز و یراد بہ جواز نفس
الفعل لا صحت الفعل انتہی اور بھی اوس میں دوسرے مقام میں مرقوم ہے فی النہایۃ الکراہتہ لعلو
علی الجائز و غیرہ و فی النہایۃ فی کتاب الطلاق الاباحۃ و الجواز شہان مختلفان الاثری ان ضد
الاباحۃ الکراہتہ و ضد الجواز احرۃ فبعض تفسیر الاستہداء و نیفک حدیث من الاخر الاثری
ان البیع وقتہ الذی و جائز لیس بباح و ذلک لان الاباحۃ لما کان حارۃ عن عدم الکراہتہ

اصل ان کیوں تھی جائز مع الکلیہ استلزامی ضد الاباحہ و ہذا التیہ نظیر فان جمیع صلواتی من الافعال البغیہ
 لذلک لیسہ دوم اہم التیہ وغیرہ فی شرائع التعلیلین علیہ صلی اللہ علیہ وسلم و لکن یکو من طریق الادب اتی
 اور بھی او میں دوسرے مقام میں مرقوم ہے قد طریق الکلیہ علی الزائد لا ضد البغیہ اتی ان ہذا
 سوا لیسہ ہی اور عبارات فقہیہ سے صاحب علم وسیع وفہم صحیح پر مخفی نہ ہے گا کہ کتب فقہ میں کسی
 فعل پر یہ کلام صحیح موجود ہونے سے اس کی کراہت تحریریہ کی نفی نہیں ثابت ہوتی ہے پس اس
 بیان سے خوب واضح ہو گیا کہ خطبہ غیر عربیہ کی کراہت کا حکم مخالفت اقوال فقہاء کے کسی طرح
 نہیں کیونکہ مراد اس کی حکم جان و حکمت سے اس بحث میں صرف اس قدر ہے کہ خطبہ جو نماز جمعہ
 کے واسطے شرط ہے وہ زبان عربی کے ساتھ مقید نہیں غیر عربی میں اگر پڑھیکا تو نقل ام ای شرط
 کیواسطے کافی ہو جائیگا اور اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ غیر عربی میں پڑھنا بالکلیہ باطل و
 کراہت بالکلیہ شرع ہے اور یہ کراہت ظاہر ہے کہ واطبیت ہو یہ صحابہ کے خلاف ہے پس
 اس کے خلاف سنت و بیعت ہونے میں کساوشکسہ ہوا و خلاف سنت ہو کہ اور یہ عت نہ لانا کہ
 تحریری ہونا اصول فقہ میں مقرر ہے اگر یہ شبہ ہو کہ ان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ میں
 تبدیل خطبے کی ضرورت نہ تھی لہذا اس کے کہ اہل اسلام عرب تھے تو اسکا دفع یہ ہے کہ ہمارا جسم
 مراد صحابہ میں فتح ہوئی یہاں تک کہ شدہ کامل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں مفتوح ہو گیا تھا
 جیسا کہ سنن ابوداؤد وغیرہ میں روایت اسکی موجود ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ان بلاد میں صدہا
 بلکہ ہزار ہا غم و غم تھے کہ زبان عربی نہیں سمجھتے تھے پس با انیہ صحابہ کا تبدیل زبان خطبے کا
 اہتمام نہ کرنا دلیل استحکم اس مرور ہے کہ خطبہ عربی میں پڑھنا سنت ہو کہ ہے اور غیر عربی میں عبت
 و خلاف سنت ہے جواب اعتراض دوم اس آیت و ما ارسلنا من رسول الا بلسان
 قومہ کو ما نحن فیہ سے کچھ تعلق نہیں ہے اسوجہ سے کہ اس آیت کا مفاد اس ہے کہ ہمارے
 رسول پر جو کتاب نازل ہوئی وہ اسی کے قوم کی زبان میں نازل ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم اگر یہ بعثت کی گئی تھی اس وقت اس وقت میں وہ اہل عرب تھے کہ قوم ایک عرب ہے
 ایسوجہ سے کہ کتاب آیت پر نازل ہوئی تھی عربی زبان میں نازل ہوئی تھی قوم عرب ہے و ما ارسلنا
 من رسول الا بلسان قومہ و ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ و ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ

واعظ نہ کیگا اور اسکے ذکر و فکر کو اگرچہ طویل ہو کوئی شخص حفظ نہ کجھے گا اور اس پر وہ سے فتوا
 خطیبین تعلیم احکام دینیہ کو مزدوب لکھتے جیسے ذکر خلفاء راشدین و دعا و منقبت صحابہ و غیر
 بشرط خطبہ خلاصہ یہ ہے کہ مقصود اصلی جہان تعلیم احکام و بیان علم کو زبان متعلمین میں تعلیم کرنا ہوتا
 ہوگا اور خطبہ کا اصل مقصود ذکر و اور وہ زمان آنحضرت و صحابہ و تابعین و غیر ہم میں زبان
 عربی ثابت ہے اور ہا و جو ضرورت و احتیاج کے کسی سے اسکی تفسیر منقول نہیں ہے یہ غلط
 پڑھنا غیر عربی میں بالضرورت بدعت و خلاف سنت ہو کر وہ ہوگا اور جو شخص اس کے عدم
 کراہت کا دعویٰ ہو او سپر لادم ہے کہ کوئی دلیل معتد بہ اسکی بیان کرے اور استناد او سکافقہا کے
 قول مجوز یا صحیح وغیرہ سے محض انہو ہے و اشہر اعلم و علمہ حکم تحریر الراعی حضور رب القوی

۲۱۸ ابوالحسنات محمد عبدالحی تاجا و راشد عن ذنبہ اجمالی و لغنی محمد عبدالحی ابوالحسنات

ہتفت کتب و کتب شامہ فی لکھنؤ فی مجالس الابرار فی صنفہ صلوۃ الصید اذا دخل
 وقت صلوۃ صلی الامام بالناس رکعتین بلا اذان و اقامتہ یکبر اول الالافتتاح ثم یضع یدہ تحت
 سرۃ ثم یتنہی ثم یکبر ثلاث تکیرات یفصل بین کل تکیرتین بقدر ثلث لیسعات لانہا اقامتہ جمع عظیم
 و بالموالات یشبہ علی من کان بعد او یرفع یدہ عن کل تکیرۃ و یرسلہما فی اثنا من ثم یضعہما تحت
 بعد الثالث و تیو ذوی و یقرء الفاتحہ و سورۃ ثم یکبر و یرکع فاذا قام الی الرکعتہ الثانیۃ سجد
 بالقرآنہ ثم یکبر بعد ثلث الفصل نہیں بقدر سا ذکر انفا و یرفع یدہ و یرسلہما عند کل تکیرۃ و لیس
 ہوتا وضع ثم یکبر و یرکع انتہی فقط یقول عیدہ العاصی یا نواع المعاصی ابوالحسنات
 لکھنؤی محمد عبدالحی الانصاری الایوبی آٹھنی ایسی اسد قلبہ بالعلم الخفی و ابی بکت
 مضطربانی حکم وضع الید بعد التکیرۃ الثالثہ من التکیرات الزوائد فی الرکعتہ الثانیۃ من صلوۃ
 العید فی ان ہل ہنک وضع ام ارسال و قد سالت عنہ علماء زمانہا فظہرات احدہم بالشیفی
 الخلیل و یری الخلیل انہ ان اطلعت علی ہذہ العبارة فی مجالس الابرار فحدثت علی ذلک
 لوجود التصحیح فیہا ان لا وضع ہنک وقتا ید ذلک عندی بدلیل قوی و ہوان القیام الذی
 بعد التکیرۃ الثالثہ فی الرکعتہ الثانیۃ قیام لیس فیہ ذکر سنون و کل قیام لیس فیہ ذکر سنون ففیہ
 الارسال فہذا القیام ایضا فی الارسال اما الصغری فلما ذکر وہ انہ لم یقل عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وحق الله وسلم عن صحابه ذلك قال العلامة الهام ابن الهام في فتح القدير ليس بين تكبيرات
 العيدين ذكر سنون عندنا لانه لم ينقل انتهى وقال لعلامة بدر الدين العيني في النهاية شرح الهداية
 يرسل بين تكبيرات العيدين والمراد بها التكبيرات الزوائد التي لا ذكر في ما بينها ولا قرآن فلا يوضح
 عنها بالتفاهق علما لنا الثلثة ولا ذكر بين التكبيرات ذكر سنون ولا تحب لانه لم ينقل ويقول محدث قال
 الكرخي السبيح اولى ذكره في القنية وقال الشافعي محدث بل بين تكبيرتين انتهى اقول عدم منية ذكرها
 بينها لا ريب فيه واما عدم استحبابه كما ذكره العيني فلا يكاد يصح وعدم النقل لا يدل على الاستحباب
 بل على عدم السنية فقط والله اعلم واما الكبري فقد صرحوا بها في مواضع وصرحوا عليها بغيرها في مواضع
 واستثنوا منها القومة فانه مع كون الذكر فيها سنونا صرحوا بالارسال اليه فيها قال في جامع المصنفات
 اهل اهل الاحرار الصلوة ورفع يديه لا يرسلها بل يضع لان هذا قيام ليس فيه ذكر سنون وكذا في الغنية
 وصلوة الجنازة يضع اليمنى على اليسرى وكذا كل قيام فيه ذكر سنون فالتمتاز فيه الوضع وما بين اركان
 واسجود مختار فيه الارسال انتهى وفي التقاية وشرها جامع الرموز ويرسل عند السجود خلافا لما صح
 الفضل في قومة الركوع وتكبيرات العيدين وفيه دلالة على ان ليس فيها ذكر سنون انتهى وقال ابن حنبل
 في شرحها ويرسل في قومة الركوع كانه استثناء مما تقدم فان فيها ذكر سنونا وضع ذلك سن
 فيها الارسال وقيل ان الذكر الذي فيها سنة الانتقال لاسنة القومة وبين تكبيرات العيدين اي فيما بينها
 وانما ذكرها في غير الاستثناء مع انه ليس فيها ذكر سنون على ما هو المختار اشارة الى ما ذكره صاحب الغنية
 عن حين الامة انه قال السبيح بين تكبيرات العيدين اولى انتهى واذا ثبتت الصغرى والكبرى تنعمر بها
 فلامتية في صدق النتيجة بالشكل الاول الذي هو بين الاشكال فلو قلنا السنية الوضع بها كل تكبير
 على التكبيرية لمصر في كلامهم فليحول على الارسال لتوكل على الغرض المتعال هذا خطأ بالمال الله اعلم بحقيقة الحال
 استفتا به سفير ايند علمای دين ومفتيان شرع متين اندین مسئله که رفع يدين در رکعت
 که بعد ادای نماز کرده می شود چنانکه معمول ایمنه و یا راست از احادیث قولیه یا فعلیه ثابت است
 یا نه هر چند که فقها این را مستحسن بنویسند و احادیث مطلق رفع يدين در رکعتين وارد و آمده
 لیکن درین خصوص هم حدیثی وارد است پانه بینوا و جروا
 هو المصوب درین خصوص نیز حدیثی وارد است چنانچه حافظ ابو بکر احمد بن محمد

طویل میں اور عرض بھی اس قدر ہے اور میں تیار ہوتی ہے اور وہ خواہ قہرین قرین و میان میں
یعنی چار یا پنج صفت کے بعد اس کے صحن میں اس کو جس کے وہ قہرین قرین کی اس صفت
تیار و درست ہوگی یا نہیں یا اس میں تقابل امام کا لیا جاوے گا مقتدی کے آگے ہو یا نہ ہو یعنی جب
امام کے آگے قرین قرین کی تب تیار کر دے ہوگی اور مقتدی کے آگے تہرین ہوں تو کوئی نقصان
نہیں بینوا پسند کتاب توجروا من اللہ او باہ

ہو المصنوب جس مقتدی کے آگے وہ قرین قرین کی یاد دہانی بائیں اس کی تیار کر دے ہوگی و اعظم
ترہ الرامی عفوریہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوزا عن ذنبہ البجلی و الخفی
الجواب صحیح کتبہ اسکین محمد ادریس عفا اللہ عنہ

تفتا لیا فرماتے ہیں علمای دین و مفتیان شرع متین اس مقدمہ میں کہ مسئلہ
ایک شخص حافظ قرآن مجید ہے لیکن ہاتھ پیر سے بندے معذور ہے کہ بیل و برار پھل نہیں کھاتا
ناچار بول کھڑے ہو کر رہتا ہے اور برار کی حالت میں شرین کو کھڑی پر کھلا دے پیر و نکو چھپ کر
بہشتا ہے اور کلمہ صرف برار میں لے سکتا ہے اور کلمہ کلمہ سے نہیں ہو سکتا ہے اور تہ
فقط ایک اونٹنی کے گوشے سے کر سکتا ہے اور وضو و تیمم خود نہیں کر سکتا ہے بلکہ حج سر کیواسطے
ہاتھ سر تک نہیں اوٹھا سکتا اور دونوں پیر اوٹر کی جانب کشادہ کر کے بیٹھے ہوئے تار پڑھتا ہے
اور اگر کوئی وضو کر دے تو بغیر مسح ہو سکتا ہے اگر وہ شخص تار تراویح میں قرآن سنانے کیواسطے
اور فیض بیکانہ و عیدین و عید کو امامت کرے تو عند الشرح عجزت ہے یا نہیں بینوا تو حرم
ہو ا لوفی ایسے شخص کی امامت کر دے جیسا کہ رد المحتار معروف بہ فتاویٰ شامی میں

مرفوع ہے و کذا اعرج یوم بعض قدمہ فالأقتداء بخیرہ اولى تا تار خانہ ولذا اجزم برحمتہ
و محبوب و حافض و من لا ید واحد فتاویٰ الصوفیۃ عن اتھتہ و الظاہر ان العلمۃ النذرة و لا یتب
الابرص بالشیوع لیکون ظاہر و لعدم امکان المال لظہارۃ ایضاً فی المعلوم و الاقطع و المحبوب
و لکن صلوٰۃ الحافن ای بجل و نحوہ انقی و اللہ اعلم حررہ محمد بن عبدالباسط الصاری غفرلہ اللہ البانہ
محمد بن عبدالباسط الصاری الجواب صحیح نمقہ محمد ادریس عفا اللہ عنہ الجواب صحیح مستمر رد الرامی
عفوریہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوزا عن ذنبہ البجلی و الخفی

عفو رب القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ علی و تخفی [محمد عبدالحی ابو الحسنات]

۲۱۹

استفتا کیا فتویٰ ہے علمای دین کا اس مسئلہ میں کہ کسی قصبہ کی ایک مسجد میں ایک حافظ قوم عصا نماز جمعہ یا نماز پنجگانہ میں امامت کرتا ہے اور اس قصبہ میں ہوائی حافظانہ کے کوئی اور حافظ شریف القوم نہیں ہے مگر بعض شرفاء غیر حافظ ایسے ہیں کہ امامت کر سکتے ہیں اور اس حافظ عصا کی امامت سے اکثر مقتدی متنفذ ہیں اس صورت میں حافظ عصا کو امام بنانا چاہیے یا کسی شریف غیر حافظ قائل امامت کو؟

ہو المصوب جو انہیں مسائل شرعیہ متعلقہ نماز وغیرہ زیادہ جانتا ہو اور سکی امامت کرے

گو حافظ قرآن ہو واللہ اعلم حررہ الراحمی عفو رب القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ علی و تخفی [محمد عبدالحی ابو الحسنات]

۲۲۰

استفتا کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی شخص کو بعد از نماز میں کھانسی آئے تو وہ شخص کھانسی یا نہیں اور کھانسا او سکا شرعاً جائز ہے یا مفید نماز ہے

اور امامت نماز میں بدون عامہ ٹوٹی سے درست ہے یا نہیں بیوا تو جردا ہو المصوب کھانسا نماز میں بعد از جائز ہے اور بغیر عذر کے مفید ہے جیسا کہ کتب

فقہ میں مفسدات صلوٰۃ میں واضح ہوا عذر مرقوم ہے اور تحجب نماز میں یہ ہے کہ عامہ کے ساتھ ہو اور بغیر عامہ کے ہی امامت درست ہے واللہ اعلم حررہ الراحمی عفو رب القوی

ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ علی و تخفی [محمد عبدالحی ابو الحسنات]

۲۲۱

استفتا چہ میفرمایت علمای دین اندرین مسئلہ کہ زید بنابر خواندن نماز مغرب

یا عشا امام گردید و عمرو و خالد و غیرہ مقتدی شدہ پس زید نیت نماز است و مقتدیان ہم

نیت کردند زید چون آغاز نماز کرد اولاً الحمد ثم خواند و آیت الہدی خواند و باز در رکعت

دوم کی الحمد شد و آئم ترکیف خواند یا مثلاً در اول الحمد شد و قل هو اللہ واحد و در ثانی الحمد شد

ما تا طاعتنا خواند پس ہم کہتہ کہ ایستند خواند و شدند انہما نیت نماز شد و با اینطور خواندن در نماز جائز است یا نہ

ہو المصوب در صورت اول اگر عہد کردہ است نماز کرده خواهد شد و در صورت ثانی اگر نیتی

نیست در خلاصہ می آرد الجمع بین سورتین بینہما سورۃ واحدہ فی رکعتین یکرہ وان کانست السورۃ

طویلہ لا یکرہ کما انما است بینہما سورتان قصیرتان وان قرأ فی رکعتہ واحدۃ سورۃ و فی آخری سورۃ

نوی فوق تلك السورة فهو كرهه الا اذا وقع ذلك من غير قصد انتهى والله اعلم حرره الرازي

عقوبة القوي الواحشات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه اجملي ونحني

استفتا کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ میں نے جمعہ ثانی میں نماز پڑھی اور نماز چاہیے یا نہیں
ہو المصوب کہنا چاہیے واللہ اعلم حرره الرازي عقوبة القوي الواحشات

محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه اجملي ونحني

استفتا کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص کسی روز اور

کسی عید الا قربا غیر لائقہ کے یا سوا نماز فجر وغیرہ نہ پڑھے اور نماز عشا و تراویح وغیرہ

پڑھے تو نماز عشا و تراویح اور سبکی درست ہوتی ہے یا نہیں عموم گنتی میں نہیں ہوتی بلکہ سبکی کے کلام

ہو المصوب اگر وہ شخص صاحب ترتیب ہی یعنی او سبکی یا پنج نمازوں میں قضا نہیں ہوتا

اور اگر ہو بین تو وہ اونکو قبل وقتیہ کے ادا کرے یا ایسے شخص کے ذمہ ہر جب تک قضا

ایک نماز کی باقی رہے کہ عشا و سبکی چھوڑ دیا ہے اور او سبکی نہ درست ہوگی جب تک کہ اس

نماز کو نہ پڑھے اور اگر وہ شخص صاحب ترتیب نہیں ہے تو او سبکی نماز و باوجود

باقی رہنے قضا کے درست ہے واللہ اعلم حرره الرازي عقوبة القوي الواحشات

محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه اجملي ونحني

استفتا کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی امام جمعہ میں

بلا خطبہ موافق شرع کے تمام کر کے دوسرا خطبہ شروع کرے اور بعد ختم نام صحابہ کرام

نہیہ اول پر امام اوتر آئے اور کچھ کلمات خطبہ دہی جانب منہ پھیر کے اور کچھ بائیں

منہ پھیر کے پڑھے پھر مذکورہ کچھ کلمات پڑھا تو خطبہ تمام کرے تو یہ درست ہے یا نہیں

ہو المصوب یہ امر بدعت ہے اور اسکا چھوڑنا ضروری ہے تو صحیح ہے یا نہیں

اللہ اعلم حرره الرازي عقوبة القوي الواحشات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه اجملي ونحني

استفتا کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ جو امام عید گاہ میں نماز پڑھا

جاوے اور بعد ختم نماز کے جب امام خطبہ شروع کرے تب لوگ ایک ایک دو دو ہو کر

جاوین اور کوئی امام صاحب کو روپیہ دے اور کوئی امام صاحب کے گاندھے پر روپیہ دے

اور کوئی عبا پناوے اور کوئی اونکے سر پر بکڑی لپیٹے در بیان خطبہ کے یہ امور درست ہیں یا نہیں
 ہو المصوب در بیان خطبہ کے ان امور سے اجتناب ضروری ہے واللہ اعلم حررہ الراعی

عفور بہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ اچلی و انحنی

محمد عبدالحی
 ابوالحسنات

۲۲۲
 ۹۶
 استفتا کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ زمانہ قدیم سے ہندوستان
 میں حرف غس پر وال پڑھا جاتا ہے اور زمانہ حال میں اکثر لوگ حرف غس کو مغابہ ظ کے
 پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو کوئی ہماری طرح نہیں پڑھتا وہ خطا پر ہے ایسے یافت طلب
 یہ امر ہے کہ حق اور صحیح نزدیک فقہ اور قرآن قدیم اور دستور اہل عرب کیا ہے اور آپ صاحب کس طرح پڑھتے ہیں
 ہو المصوب حرف ض مناسب اور مشابہ ہے ساتھ ظ کے اور وال سے بہت بعید ہے
 اور مخرج ضاد کا متاخر ہے مخرج ظا و ز و ذ کے حتی الوسع چاہیے کہ اصل مخرج سے نکالا جائے
 اور اگر دشوار ہو تو قریب ظ یا ز کے پڑھنا بہتر ہے نہ قریب وال کے بلکہ انی کہتے الفقہ واللہ اعلم

حررہ الراعی عفور بہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ اچلی و انحنی

۱۲۴
 ۹۷
 استفتا کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ زید دوسری رکعت میں سہواً
 التحیات پڑھ کر درود شریف پڑھنے لگا تھوڑا سا پڑھا تھا کلاؤ سکویا داکیا اور کھڑا ہو گیا ایسی حالت میں
 سجدہ سو کا زید پر واجب ہوا یا نہیں اگر ہوا اور زید ناواقف ہے اسے سجدہ نہیں کیا تو اسکی
 نماز ہوئی یا نہیں بیویا بالکتاب تو جروا یوم الحساب

ہو المصوب حنفیہ کے نزدیک دوسری رکعت کے قعدہ میں درود پڑھنے سے کہ
 بوجہ تاخیر قیام ہوتا ہے سجدہ سو واجب ہو تو جب بقدر اللہ عمل علی محمد کے پڑھے
 اور بعضوں کے نزدیک جب اللہ عمل علی محمد و علی آل محمد پڑھے زبلی نے اولی کو
 ترجیح دی ہے حیث قال لا صح و جوابہ باللہ عمل علی محمد اور علی نے ثانی کو ترجیح دی ہے

حیث قال یعنی ترجیح ما قالہ القاضی الامام انہ لا یجب باللم لعل و علی آل محمد کذا فی البدایہ المختارہ و مختار
 اور جس شخص نے سجدہ سو سہواً کر دیا وہ سہرا عارہ او اس نماز کا واجب ہے واللہ اعلم
 حررہ الراعی عفور بہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ اچلی و انحنی

محمد عبدالحی
 ابوالحسنات

۲۲۳
 استفتا کیا شخص کبھی نماز میں درود شریف پڑھتا ہے

اور ایک شخص مقیم ہمیشہ غار پر مہتا ہے اور مسکندہ دانی اور قراوت اور عمر میں برابر پس و پیش
کسکی امامت جائز ہے اور کون کسے نیچے نماز پڑھ سکتا ہے

هو المصوب جو شخص ہمیشہ نماز پڑھتا ہے وہی قابلِ امامت ہے تنویر الایضاً ص ۱۰۷
مختارین ہے الا حق بالامامۃ الاعظم باحکام الصلوۃ ثم الا حسن الادۃ و تجوید القراءۃ ثم الاداء
ان اللزۃ القراءۃ المشبہات والنفوی القراءۃ المحررات امتی بخصا و انوار علم ربہ الہی

۱۲۹
عضو بہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی خاوارزمی عن نویر الدین علی بن ابی اسحاق
شفا کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی شخص بار بار اپنے دل کو
سار کے لیے تاکید کرتا ہے لیکن وہ نہیں سنتا ہے تو اسے ایسے شخص کے کو سبب شروع و سرگرم
پاہت یا سبب بکثرت کہ رکھنا چاہیے اور سبب پیار کے رکھنی تو وہ شخص اپنی طرف سے
بے تمیزی کے لیے غور و فکر کا نہیں

ہو المصوب اگر ایسی ہو کہ بقضای مجتہد پوری رہے گا تو بعد اسکے کہ وہ
 بقدر طاقت خود بخود کربا پائے تا خود نوک و انشا علیہ السلام و اگر ایسی
 ضروری تقویٰ ہو کہ عباد کی تجاوز از حد میں ذنب لگتی و مثل ابن علی

[illegible]

۱۔ یہ روایت صحیح ہے ایسا شخص جو روایت صحیح مسلم میں مشہور ہو کر اسے کہ مسلمہ یا قاضی یا غیر
 یہ شخص یا شخص جاہل ہے قول صحیح و اس کا جواب یہ ہے مطلقاً و انبیاء میں و کتابت یا
 یہاں اور گراہ ہے اگر حدیث میں اس پر اتفاق کیا ہے کہ اسے کتابت یا قاضی یا غیر
 صحیح مسلم ہے اور اس پر کہ روایت صحیحین کے سبب قابل قبول اور صحیح شرعاً قبول ہیں جو
 چند روایت بخاری و مسلم کے کہ اوپر روایتی وغیرہ نے جرح کی ہے لیکن اکثر ان جرحوں کا رد

شرح حدیث نے خصوصاً حافظ ابن حجر عسقلانی نے مقدمہ فتح الباری میں کرویا ہے
 ملا علی قاری شرح شرح منجۃ الفکرین لکھتے ہیں روایات حاصل الاتفاق علی القول بوجہ حدیث
 وضابطا وغیرہما من اوصاف ائمتہ خالفا بطریق الزوم فہم ای البخاری و مسلم و صاحب شریعہ
 او حالہما مقدمون علی غیرہم فی روایاتہم اتمی اور الیہا ہی شرح الفیہ ای حدیث الدرر فی اللغات
 وللا انصاری میں اور مقدمہ ابن الصلاح میں اور خلاصہ طیبی اور مختصر ابن جماعت میں
 الی غیر ذلک من کتب الاصول مذکور ہے واللہ اعلم حررہ الراعی عفور بہ القوی
 ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ البخلی و الخفی محمد عبدالحی
ابوالحسنات
 استفتا زید کہتا ہے کہ تشدید میں رفع سببہ جو حدیث شریف میں آیا ہے
 میں جب کرونگا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا تحافرض یا سنت
 یا تعجب یا مباح پس یہ کہنا اوسکا درست ہے یا مبینی برجمالت و گمراہی ہے سوال
 زید کہتا ہے کہ حدیث جبکہ متواتر یا مشہور ہو تو اوسپر عمل کرونگا اور اگر خبر واحد ہے تو اوسپر
 عمل کرنا واجب نہیں حالانکہ اصول فقہ میں مرقوم ہے خبر واحد کی نسبت وانہ یوجب عمل
 دون ائمہ و ائقین پس موافق اصول خفیہ کے یہ کہنا اوسکا صحیح اور حدیث کو بوجہ خبر واحد
 ہونے کے غیر معمول سمجھنا جائز ہے یا نہیں اور اگر نہیں ہے تو زید پر بوجہ اس قول
 و فقیرہ کے کیا حکم دیا جاوے گا
 ہو اللہ صوب پید و فون قول زید کے مخالف اصول خفیہ کے ہیں تمام کتب
 اصول ان مختصرات و مطولات اس نام کی تحقیق سے بالامال ہیں بلکہ خلاف ائمہ ثلاثہ ابوحنیفہ
 و محمد و ابو یوسف کے بھی ہے کہ امام ابو یوسف نے امالی میں سنت اشارۃ کی تصریح
 کی ہے اور امام محمد نے سوطا میں بھی اسکو ذکر کیا ہے اور امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب کیا
 واللہ اعلم حررہ الراعی عفور بہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ البخلی و الخفی محمد عبدالحی
ابوالحسنات
 استفتا زید کہتا ہے کہ تشدید میں رفع سببہ جو حدیث شریف میں آیا ہے
 میں جب کرونگا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا تحافرض یا سنت
 یا تعجب یا مباح پس یہ کہنا اوسکا درست ہے یا مبینی برجمالت و گمراہی ہے سوال
 زید کہتا ہے کہ حدیث جبکہ متواتر یا مشہور ہو تو اوسپر عمل کرونگا اور اگر خبر واحد ہے تو اوسپر
 عمل کرنا واجب نہیں حالانکہ اصول فقہ میں مرقوم ہے خبر واحد کی نسبت وانہ یوجب عمل
 دون ائمہ و ائقین پس موافق اصول خفیہ کے یہ کہنا اوسکا صحیح اور حدیث کو بوجہ خبر واحد
 ہونے کے غیر معمول سمجھنا جائز ہے یا نہیں اور اگر نہیں ہے تو زید پر بوجہ اس قول
 و فقیرہ کے کیا حکم دیا جاوے گا

هو المصوب درین صورت هر دو غسل داده شود در مثل غسل برائت و است و در باب دفن و خاک
 بنابر اختلاف است در غنیه شرح غنیه فی آرداذا احتاط مونی المسلمین و مونی الکفار فان وجدت
 علامة علی بھاوان لم توجد علامة و کان المسلمون اکثر غسل نقل فی علیہم و بنوی مسلمین و ان کان
 الکفار اکثر غسلوا و علی علیہم و ان کانوا سواد غلب علی علیہم غسلوا و انما الذفن فیصل بدفنون فی
 مقابر المسلمین و قبل فی مقابر المسلمین و قبل تحت قدم قابر علی و در اسوی بقبر اعم و الاستسجم حتی یورط
 شیخ فیهی اواب شیعی الصلوة علیہم فی الاحوال الثلثة و بہ قالت الایمة اللہ و ہوا و ہر خیر و الای
 عفودہا القوی ابا الحسنات کہ عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبا کجلی و انی
 ۱۲۱۰ **تفتا کیا تو را** بین علای دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ایک پیرا نامکان خریج کے
 حصہ دس گیارہ برس سے اوچھین بود و باش رکھتا تھا مکان مذکور چونکہ نہایت کھنہ اور بوسیدہ
 ہو گیا تھا لہذا اوسکو منہدم کر کے از سر نو اوسکی تعمیر کرنا چاہا چنانچہ اوسکی بنیو کھودوائی اور اکثر
 جانب سے مکان قریب تپاری کے بھی ہو گیا اب ایک جانب کی جدید بنو میں جو مکان قریب
 کے حصہ میں پڑی ہے کہیں پر مردوں کی کچھ پڑی اور کہیں پر کھوپڑی برآمد ہوئی اور پہلے سے
 وہاں پر کسی طرح سے قبر کے ہونیکا وہم و گمان نہ تھا کیونکہ نہ خود وہاں پر قبرستان ہے نہ اور
 نہ اوسکے قریب و جوار میں اور نہ موجود ہیں اسے کوئی بنا ہے کہ اسکا کھنہ کوئی مردہ کبھی دفن
 ہوا ہے اب غرض یہ ہے کہ جانب مذکور میں مکان بود و باش ہوتا تھا اور اوچھین بود و باش رکھتا
 تھا کہ ہی یا نہیں اور بہ تمسک ہر بیٹ چاہر رخ کے حیثیتا قال دفن مع ابی بعلی علیہ السلام کسی حتی
 اخر جنت فجلت فی قبر علیہ رواہ البخاری و الشافعی اس صورت ضرورت میں ادا ہوں کو وہاں
 ہو ٹھاکر دوسری جگہ دفن کروینا اور وہاں پر مکان تعمیر کرنا جائز ہو یا نہیں اور جو فتاوی عالمگیری
 وغیرہ میں مرقوم ہو لوی الیت و صار ترا با جاز و دفن غیرہ فی غیرہ و الینا و علیہ اسکی اصل
 شرعی کیسے اور اس صورت میں حدیث ابو ہریرہ رضی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ان یجلس احکم علی جمرة فخرق ثیابہ یخلص لی علیہ غیرہ من ان یجلس علی قبر رواہ الجماعة الا البخاری
 و الترمذی اور حدیث عمر بن حزم رضی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسکن علی قبر فقال لا تو
 صاحب ہذا القبر ولا تؤذہ رواہ احمد اور حدیث بشیر بن الحصاصیة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ

مسئلہ کو لوی احمد ناصر صاحب مدد میں جلد نہایت درست غازی پور باہر رجب سن ۱۲۸۰ ہجری

والہ وسلم راوی رجالی فی تعلین بین القبور فقال یا صاحب یتیمین التمار رواہ الترمذی
 الا الترمذی اور حدیث جابر رضی قال فی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یخصص القبر فان
 یقعہ علیہ ان یبني علیہ رواہ احمد و مسلم والنسائی و ابو داؤد و الترمذی و صحیحہ و لفظ فی ان
 یخصص القبر ان یکتب علیہا وان یبني علیہا وان توطأ فی لفظ النسائی فی ان یبني علی القبر
 علیہ او یخصص او یکتب علیہا جواب ہوتا تو جس روا

پہرہ المصوب سبب ایسی صورت میں ہونے کی کہ دوسری جگہ دفن کر دینا اور وہ جگہ ان
 مکان کی تعمیر کر لینا جائز ہے اس وقت کہ نقل میت واجب ہو میت بوجہ حقوق انسانیت کے
 بالاتفاق و مستحب ہے و دفن ہونے سے پہلے نہ نکال کر خارج مہلکات یا اللہ العزیز الا حق اوی کان کل
 الارض مہلکات و اوحاشا لکذا و یخیر الی اللہ بین الخراج و مساوات بالارض لما جاز و بعد انما
 علیہا قابلی و صاقلہ الی اور میتیں جو ان کے خزانہ الدار ہست و یتیمین اختیار کر کے دفن کر دینے سے
 اور حکم جواز تعمیر و زراعت و غیرہ کا مقام قیوم و ضروری کیا جائے اور وہ میتیں جو کھجور کا دھن
 جو کہ میت دفن کر کے قوم سے الگ کر کے دفن کر دینا جائز ہے میتیں جو کہ کھجور کا دھن یا میتیں
 احکام شرعیہ میں ہوں اور جائز ہیں چھوڑ کر دفن کر دینا جائز ہے یا میتیں جو کہ کھجور کا دھن یا میتیں
 ہونے کے بالضرور احکام میں ہوں چھوڑ کر دفن کر دینا جائز ہے یا میتیں جو کہ کھجور کا دھن یا میتیں
 شک کے بغیر و غیرہ کے ثابت ہونے سے وہ ایسی حالت میں ہوں کہ ایسا کرنا جائز ہو اور ہوں
 نہیں چھوڑ کر دفن کر دینا جائز ہے اور بالضرور شک کے بغیر و غیرہ کے ثابت ہونے سے وہ ایسی حالت میں ہوں
 مقامات کے خالی قبور سے ہو جائیں اور اس پر تصرفات درست ہو جائیں کہ وہ میتیں علم
 حریرہ الراعی عنہ و یہ القوی البواکینات کہ عباد کی نماز و شہادت میں نہ لیا جائے انہی کے میتیں
 آیت ۱۲۴
 اور دینا نماز و شہادت میں نہ لیا جائے انہی کے میتیں علم
 فی زمانہ شہادت و غیرہ کے ثابت ہونے سے وہ ایسی حالت میں ہوں کہ ایسا کرنا جائز ہو اور ہوں
 ہوں المصوب سبب ایسی صورت میں ہونے کی کہ دوسری جگہ دفن کر دینا اور وہ جگہ ان
 مسنون ہیں اور وہ میتیں جو کہ کھجور کا دھن یا میتیں جو کہ کھجور کا دھن یا میتیں

ترجمہ الراجی عنہور بہ القوی البواکھسات محمد عبدالحی تجاؤ الدین ذنبہ علی وکھنی ابو الحسنات
 شہادت کیا ارشاد ہے علمای اہل سنت کا اس مقدمہ میں کہ اس ناکس کا بیرواج ہے
 کہ اہل سنت وگروہ روافض میں مول ہے کہ وقت غمی و خوشی کے ہر طرح کی شرکت امور
 دنیاوی میں رہتی ہے اور غمی میں یہ ہوتا ہے کہ غمی لوگ روافض کے یہاں جا کر کلمات
 تسکین وقت ماتم پرسی کے کہتے ہیں اور ہمراہ ہو کر قبرستان تک جاتے ہیں اور صرف
 غمی دینے میں شرکت رہتی ہے اور نماز و غسل و کفین وغیرہ سے کھینچا سہل نہیں غمی بہ القوی البواکھسات
 روافض کا بھی ہی قاعدہ ہے اس میں طریقہ جائز ہے یا نہیں

ہو المصوب جو روافض غیر تہذیب و کافرین ہیں ان کے لیے یہ جائز ہے ورنہ نہیں
 حق بل شانہ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے ولا تعجل علی الحدیث ولا تعجل علی قولہ انکم کفرنا
 لاسد رسول و ما کواوہم فاشقون قاضی و فیضادی انوار النور علی اسرار التاویل میں کہتے ہیں
 ولا تعجل علی قولہ ولا تعجل عن قبرہ لکن او ان زیارۃ النبی و انشاء علم کتہ پر انصاف نہیں محمد بن ابی
 یوسف علی النعمانی عفا اللہ عنہ ابو یوسف محمد بن ابی یوسف و القوی البواکھسات محمد عبدالحی تجاؤ الدین ذنبہ علی وکھنی ابو الحسنات
 ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاؤ الدین ذنبہ علی وکھنی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاؤ الدین ذنبہ علی وکھنی ابو الحسنات
 شہادت کیا حرم اگر حالت احرام میں مر جاوے تو تکفین اور مکی مثل عامۃ اموات کے
 چاہیے یا بطور خاص اگر مکی مثل عامۃ اموات کے چاہیے تو اس حدیث کا کیا جواب ہے
 کہ ایک شخص حالت احرام میں اوٹ سے گر اور گردن ٹوٹ کر مر گیا او سپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غسلوہ بارہ سید و کفنیہ فی ثوبہ ولا تحمروا رأسہ فانہ یبعث یدوم لقیمتہ
 محل انتہی ہینا تو جسے رو

ہو المصوب بین ظاہر اس حدیث کا اس امر پر دل ہے کہ حرم کی تکفین میں عامۃ
 اموات کے نہیں ہے اور حنفیہ اسکو خصوصیت پر محمول کرتے ہیں اور یہ حدیث
 اذا مات ابن آدم اقطع عملا الا من ثلاث وغیرہ استثناء کرتے ہیں وہ علم بالاصحاح
 ترجمہ الراجی عنہور بہ القوی البواکھسات محمد عبدالحی تجاؤ الدین ذنبہ علی وکھنی ابو الحسنات
 باب النکاح و التکفین

ان کل من البلدان لغاوت لا تختلف بالمطالع بل من ذکر شیخ محمد بن ابی یحییٰ ان فی انہ فی شریح
 نہیب الجہان النقی و در زبانی شرح کتب است اکثر الشیخ علی انہ لا یعتبر اختلاف المطالع والا شغبہ
 ان یعتبر ان کل قوم مخاطبون بما عندہم والفضل بالمال عن شماع الحسن بن علی با اختلاف ہا اختلافہ و انہ
 والدلیل علی اعتبارہ ما روی عن کریم ان ام الفضل بیعتہ الی معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال
 نقدت الشام وقضیت حاجتہا واستحل شہر رمضان وانا بالشام لریست الملل امیر جمہ
 ثم رست المدینۃ فی آخر الشہر الی ابن عباس رضی اللہ عنہ و ذکر الملل فقال فی رایتہ الملل
 فقلت رایتہ لیلۃ الجحۃ فقال ائت رایتہ فقلت اہم وراہ الناس و ما رایتہ و ما رایتہ
 فقال لکن رایتہ فی لیلۃ السبت فلما لیل یوم حتی کمل شہرہ و ما رایتہ فقلت ما رایتہ
 و ما رایتہ فقال لا یکن المرء رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم قال فی الشیخ رعدہ
 الجماعۃ الا بخاری وابن ماجہ اتقی لخصا و در جواب الفیضہ شیخ در منیفی ارد و لا حرجہ با اختلاف
 المطالع و علیہ شہر من انہون المقبرۃ کما صاحب الکثر قال فی زبانی و الا شغبہ ان یعتبر ان کل قوم
 مخاطبون بما عندہم النقی و در مختصات النوار ل فی اوائل بلوۃ صاحبہ و در مختصات النوار
 و اوائل بلوۃ اخرى صاموا اثنین یوما بالریوۃ ففی الاولین صاموا یوم اقامتہم فاختار المطالع بینہما
 و اذا اختلفت لا یجب القضاء و النقی و اما علم بالصواب و عندہ ام الکتاب تحریرہ الرای
 عفوریہ القوی لہ الحسنات محمد عبد اللہ بن تاجوذا اللہ عن ذنبہ علی و اتحق و حفظہ عن موصیائہ
 و یستفتی کما فراتہ بن عظامی دین اس مسئلہ بین کہ رویت ہلال ایک ملک کی
 و سب ملک بین معتبر یا نہیں اور اگر معتبر ہے تو وہ دون ملک کتنے بعد پر واقع ہوں
 اور اختلاف مطالع کا کتنی مسافت زمین میں معتبر ہے کتب معتبرہ و حدیث صحیحہ
 مع عبارت و نام کتاب خرید فرمائیے مینوالفہرہ
 ہو المصوب خفیہ کا اس باب میں اختلاف ہے بعض کی رائے یہ ہو کہ اختلاف مطالع
 مطلقا اعتبار نہیں ہے حتی کہ اہل شرق پر رویت ہلال مغرب جب خبر وہاں کی بطور شرقی یونہی
 روزہ واجب ہے اور بعض کی یہ رائے ہے کہ جب قدر مسافت زمین بکثرت قواعد میرسنہ علم ہوت
 اختلاف مطالع معتبر ہے اور ایک شہر میں دو رویت ہو سکتی ہے و دوسرے شہر میں ایک رویت ہو

و انہ فی شریح نہیب الجہان النقی و در زبانی شرح کتب است اکثر الشیخ علی انہ لا یعتبر اختلاف المطالع والا شغبہ ان یعتبر ان کل قوم مخاطبون بما عندہم والفضل بالمال عن شماع الحسن بن علی با اختلاف ہا اختلافہ و انہ

فی بین مقبرہ اور یا م کوئی عاقل کہ جسکو کتب حدیث کے ساتھ مباحث اور فن ہیا کے ساتھ مناسبت ہے تجویز نہ کرے گا بل لا یقولہ الا جہل عیہ اور عوی بلکہ اداوس سببی ہر
 عن دو بلاد میں اختلاف مطالع ہوتا ہے اور یہ ممکن ہے کہ ایک جگہ ہلال دیکھا جاوے
 اور دوسری جگہ نہیں ہلے و بلادوں میں ایک جگہ کا حکم دوسری جگہ لازم ہوگا اور اگر
 ایسا ہو جائے دو تون شہروں میں مسافت ایک مہینہ تک ہو تو ضرور حکم ایک جگہ کا دوسری
 جگہ پر لازم ہوگا اور ایک روزہ قضا کرنا پڑے گا و اللہ اعلم خیرہ الامی عفو ربہ القوی
 ابو الحسنات محمد عبدالحی تاج وراثہ عن ذیلہ ابی و ابی [ابو الحسنات]

۲۵۴
 گفتار کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی نے حالت مرض
 سخت میں کرمہ کی ہے تا امید تھا یہ نذر کی اگر میں اس مرض سے اچھا ہو جائوں تو ورنہ یہ
 روزہ رکھوں اب اسکو صحت ہو گئی اس صورت میں کوئی روزہ مثل روزہ ایام بیض و غیرہ
 رکھنے سے یا کسی طرح صدقہ دینے سے ڈیر طمہ بر کس سے روزہ کے اس کے ذمہ سے
 ساقط ہو سکتے ہیں یا نہیں بیوا تو جروا

۲۵۵
 جواب صاحب حدیث فرماتے ہیں کہ اگر بیمار ہو کر ضرور ہے کہ اوس قدر روزہ
 رکھے جو دن خواہ ایام بیض میں خواہ کسی اور ایام میں و ایام تشریق کے اور اگر
 اوسنے نذرین نہیں کیا تو علی الاطلاق اس قدر روزہ رکھو گا اسوجہ سے اوسکو اختیار ہے
 کہ تشریق روزہ رکھے و اللہ اعلم خیرہ الامی عفو ربہ القوی تاج وراثہ عن ذیلہ ابی و ابی
 گفتار کیا فرماتے ہیں علمای دین حضرت محمد اس صورت میں کہ قصیدہ دیوبند

پانچ آدمیوں نے ہلال رمضان شریف کو چھوڑ دیا کہ جسکا اوٹا ہل تاریخ ہوا پھر انکو
 ایک مرد اور خطوط مختلفہ اطراف و جوانب سے ثابت ہو گیا تھا یا وجود و وجود ہونے
 پر کے دیکھا پھر انھوں نے صاحب محمد اور صاحب کے پاس گواہی دی اور انھوں نے
 اسی شہادت کو قبول کیا اور انکو نذرین کی گواہی ہو گئی صاحب کے نزدیک تو گواہی ہو گئی
 ساتھ ساتھ و علی الاطلاق اس قدر روزہ رکھو گا کہ گواہی کے شہرین مذاوی عادی
 ہرگز میں ہوا جس کے گواہی ہو گئی و اللہ اعلم خیرہ الامی عفو ربہ القوی تاج وراثہ عن ذیلہ ابی و ابی

رسالہ مولوی رفیع الرحمن صاحب دیوبند و سوال کشادہ پوری

نہ کی پھر جب تیسری روز سے پورے ہو چکے تو شام تک باوجودیکہ مطلع صاف تھا باندھنا
 نہ کیا تو یوں بھی لازم تھا کہ عید کر کے چنانچہ عبادت درگزار وغیرہ کی اس پر شاہدوں کی ہر قسم شہادتیں
 بقول عدلین کل لفظ لیکن بعد صلوٰۃ مغرب چوبیس آدمیوں نے جو خارج مصر سے چاند دیکھ کر
 آئے اور انھوں نے روز بروز مولانا مولوی محمد یعقوب صاحب کے غاصہ ہو کر گواہی دی اور انھوں
 قبول کی اور ہر سے متعدد جگہ سے شہرین آئین کہ فلاں نے مریضے یا فلاں عورت نے چاند کو
 دیکھا ہے اور فلاں مکان بلند پر دو آدمیوں نے دیکھا ہے اگر جمع عظیم کا خیال ہو تو عید
 اور مختار کی یہ ملاحظہ فرمائیے مثیل بالاعلیٰ جمع عظیم یقع العلم بخیر ہم وہ موقوفہ الیٰ رای الامام
 من غیر تقدیر بعد علی المذہب وعن الامام المکتفی بشاہدین واختارہ فی الجہر وصحہ فی الثانیۃ
 الانتفاء بواحدان جاہل خارج المصر او کان علی مکان مرتفع واختارہ ظہیر الدین ابنی لخصاً
 تو اس وقت مولانا صاحب موصوف نے جمع عظیم میں بلند آواز سے پکار کر فرمایا کہ ہم کو
 اس گواہی سے یقین حاصل ہو گیا ہے اور کل نماز عید کی ضرور ہوگی اور اگر بالفرض یہ
 گواہ بھی نہوتی تو ہم کو کل عید کرنے میں کچھ نقصان اور ملامت نہ تھی اس وقت یہ سب کتابین
 فقہ کی موجود ہیں جن صاحب کو کچھ شک و شبہ ہو نکال لیں اس وقت سب حکم تسلیم کیا
 اور کسی نے چون و چرا نہ کی اور منادی بھی کی گئی اور صبح کے وقت مختلف قصبات اور دیہات
 سے بھی چاند دیکھنے کی خبریں آئیں اور نماز عید کی پڑھی گئی مگر چند آدمیوں نے انکار کیا اور شریک
 نہ ہوئے دوسرے روز مولوی عبدالحق صاحب جو ہمارے ساتھ روزے کے افطار کر کے
 اور صلوٰۃ عید کے پڑھنے میں شریک تھے ان کو نئی الفین نے امارت کے لیے طلب کیا وہ فوراً
 اونکے ساتھ روانہ صلوٰۃ عید کے لیے ہوئے اتفاقاً وہاں ایک شخص اور آگئے امارت اونکی
 کی لیکن خطبہ مولوی عبدالحق صاحب نے پڑھا اللہ آپ سب صاحبوں کی خدمت شریف میں
 عرض ہے کہ موقع ملامت ہم میں پاوہ غلطی ہم سے ہوئی یا اون سے یہ منافقانہ چال اون سے
 ہوئی یا ہم سے اگر اون سے غلطی ہوئی ہو تو اس پر ہر کرنا وہ ہمارے حکم کو غلط کہتے ہیں اور اگر ہم
 قصور ہو رہے اور غلطی ہوئی تو مطلع کرنا جزا کم اللہ خیر جزاء اور اگر ہم اکب اللہ البقیض لشکا
 خیال کر کے کہ تمہارا اس او سے اعتراض کریں تو بھی ہے یا نہیں ڈ

ہو المصوب ماہ رضو الباشر عید و واقف کتب فقہیہ پر مخفی نہیں ہے کہ اس صورت میں
 استطاعتی الغین سے ہوئی اور قابل بلاست وہی لوگ ہیں بلکہ سب تسلیم کرنے شہادت و حکم
 مفتی نقیب کے گناہ اور پیر لازم ہے مناسب ہے کہ ان کی تفہیم بطور مناسب کیا جائے اور ان کے
 شہادت کیلئے کا دفع کر دیا جائے اور اگر وہ یہ تسلیم کریں تو مقتضائے قول حق عمل شانہ پر تسلیم
 ان کے لا یشترک من ضل افاقہ و تقیم کہ مدق اسکا ہی زمانہ پر ہالت یحسن ہے
 اور مضمون حدیث مع عنک مر العوام پر عمل کیا جائے و اما عالم حشرہ الزاہی
 عفوریہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوزا شد عن دنیا کجلی و انجمنی ابوالحسنات
 ۱۵۱ شہادت کیا فرماتے ہیں علمائے دین محمدی صلعم اس مسئلہ میں کہ ایک شہر میں
 ہر شعبیان کو بعض جگہ کے ایک خط سے اس روز وہاں ۹ کا بھی خیال تھا چند خطوں
 نے اگر شہادت رویت ہلال رمضان شریف دی مفتی نے شہادت قبول فرما کر حکم روز کا دیا
 جبکہ تیس روز سے پورے ہو چکے اور اس روز مطلع صاف تھا کسی طرح کی اندویش نہ تھی
 ہلال شوال وہاں کی جگہ کسی کو نظر نہ آیا مگر جس محلہ کے آدمیوں نے ہلال رمضان کی شہاد
 دی تھی اسی محلہ کے لوگوں نے کہ چوبیس شخص تھے اگر شہادت رویت ہلال شوال کی دی
 مفتی نے حکم فرمایا کہ ان کو عید الفطر کی گئی اگر وہ سو آدمیوں نے ان کی شہادت کو قابل نہ
 وہاں کے لوگوں نے عید الفطر کی گئی اور وہ روز بھی رکھا وہ سب سے دن کہ سب شہر وہاں میں تھے
 تھی اونھوں نے بھی عید کی ایسا کہ ان کو نہ کیا سہلے کیا حکم ہے آیا وہ کافر یا منکر کو بلا سکتے ہیں
 یا نہیں اور وہ اس عمل سے ایسا ہو سکتا ہے کہ سب سلام علیک کیا جائے اور شہاد
 اور فی جہت الفطر یا نہیں اور اس کے روز کی صحیح تھی یا منکر کی اور ایک شخص ایسا ہے کہ
 اول روز سب کے عید تھا اور عید کر چکا تھا کہ جبکہ ان کو یہ غیر معتبر لیگا اور اس کے کسی نہ کسی
 میں نہیں ہونے کی فضا وہی شہر میں ہوئی ہے تو اس سے روز کا احتیاط و سحر سے
 ان کے عید میں جا کر نماز پڑھ لی اس سے اس شخص کے واسطے کیا حکم ہے آیا وہ اس عمل سے
 کافر یا منافق کہلا سکتا ہو یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز جائز ہوگی یا نہیں اور جو لوگ اول روز انظار کر چکے ہیں
 اور پیر چونکہ سب جگہ اس روز وہ تھا قضا اس روزہ کی آوے گی یا نہیں بیوا تو جروا

از دیوبند ضلع حمانہ رکلا شاہ درالامین رحمتا سید ماجدی

۱۲۲۰ مفتی اعظمی دین و مفتیان شرع متین سے سوالات و وافق تفصیل ذیل کے ہیں
 اسید کہ جوابات اون کے مدلل بیانات و احادیث یا قول فقہاء کے مع عبارت کتب فقہ پر فراوان
 ان اللہ الیٰہم اجمع ابراہیمین فقط جہنم اور عبارت آسمان پر ہو تو رویت ہلال رمضان کی
 واسطے ایک عادل یا مستور الحال کے گواہی مقبول ہے پس اگر ایک راہی سے زیادہ ہو تو بھی
 عدالت شرط ہے یا نہیں اگر نہیں تو مرد زائر و غایب فوق واحد کتنے شخص ہونا چاہیے اور
 و غایب کے دن رویت ہلال شوال میں دوسرے عامل کی گواہی مقبول ہے اور اگر دوسرے
 زیادہ ہوں اور زیادہ لوگوں کو رویت ہو تو بھی اور سب میں عدالت شرط ہے یا نہیں
 اگر نہیں تو کتنے اشخاص ہونا چاہیے اور مطلع عدالت میں ہونا چاہیے اور کتنے چاہیے
 کہ اقل درجہ پچاس آدمی ہیں مگر عدالت شیعہ و غایب میں اگر تین آدمی سے لیکر دس آدمی تک کہ
 رویت ہو تو بھی عدالت ضرور ہے یا محض اسلام پس ہے اگر ایک شہر میں رویت ہلال
 رمضان کی شنبہ کو ہوئی اور دوسرے شہر میں یکشنبہ کو اور کسی نے اس شہر میں اپنے کسی

بہارِ شوال
 ۱۲۲۰
 مفتی اعظمی دین و مفتیان شرع متین سے سوالات و وافق تفصیل ذیل کے ہیں

رویت یا قریب کو خط لکھا کہ بیان رویت شنبہ کو ہوئی مگر میں نے نہیں دیکھا یا لکھا کہ
 میں نے بھی دیکھا اس صورت میں اس کی تحریر کے شک سے اس شہر والوں پر روزہ لازم
 ہے یا نہیں اور شہادت خطوط سے ثبوت رضائیت ہو سکتی ہے یا نہیں مگر ہو سکتی ہے
 خط عامی کا طرف عامی کے یا خیر اخبار مطبوعہ کافی ہے یا کتاب القاضی الی القاضی ضروری
 چونکہ کتاب القاضی الی القاضی معاملات میں سوای حدود و قصاص کے واسطے رفع حرج کے
 ہوا ہے نہ کہ شرط باین شرط کہ دو گواہ اور یک کتابت اور مرقا قاضی مرسل کے محکمہ مرسل الیہ
 میں مع خط اجل کے حاضر وین لیکر شہادت نامہ ہلال کے ساتھ بھی دو گواہ بابت کتابت
 اور مرقا قاضی مرسل ایک کے محکمہ میں حاضر ہونا شرط ہے یا محض خط متضمن رویت کا کافی ہے
 خبر تار برقی سے رضائیت و عیدانہ طر ثابت ہوتی ہے یا نہیں شہر میں نماز عید الفطر کی مثلاً
 شنبہ کو ہوئی اور تو بین موافق عادت کے چلین اور دیہات میں آوار رضائی دی گئی ہیں یہاں
 کو کون کو تو پون کی آواز پر روزہ افطار کرنے کا حکم ہے یا نہیں اگر ایک شخص یا دو شخص نے
 دیہات میں خبر دی کہ کل چاند عید الفطر کا بلند میں نظر آیا اور آج شہر میں عید ہو تو دیہات کو
 اونکے کہنے سے افطار کرنا چاہیے یا نہیں یا کسی شخص نے کہا کہ شہر کے قاضی نے مجھے خبر کئے کہ
 بھیجا ہے کہ آج عید ہے پس اسکے قول پر عمل کرنا چاہیے یا نہیں کل آل لیلہ و نیم اس حدیث پر
 عمل کرنا جائز ہے یا نہیں بیوا تو جروا

ہو المصوب جواب سوال اول ظاہر کتب فقہیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ثبوت رضائیت
 عدالت غیر مشروط ہے صرف شہادت کافی ہے خواہ ایک ہو خواہ زیادہ اور زیادہ کی حالت میں وغیرہ
 میں کوئی حد بقرینہ میں جواب سوال دوم عید کے چاند میں حالت ابروغیا میں حدیث
 دو گواہ عادل ضرور میں باقی اور زائد اگر ہوں اور عادل نہیں ہوں تو چیمہ حرج نہیں ہو جیسے
 کہ ثبوت ہلال عید نصاب شہادت سے ہو جاو گیا اور باقی ناس کا قول ہو نہ تو میں بھیجا جاو گیا
 جواب سوال سوم و چہارم اس باب میں صرف خبر تار یا خبر خطی کافی نہیں جب تک کہ بطور
 کتابت نہ چلی الی القاضی کی تحریر نہ ہو چکے قاعدہ الخط شبہ الخط کا مشہور ہے اور خبر تار میں
 مذکور ہو چکر ہلال المشرق بروقیہ الی المغرب ثابت عند ہم رویت اولیٰ اس طریق میں

۱۰۰

رد المحتار میں ہے کہ کان یحل ثمان النماءۃ اذ فیہ اعلیٰ حکم القاضی اذ یستغنی عن الخیرات
 جواب سوال پنجم افطار کرنا درست ہوگا اسوجہ سے کہ توپین چلنا موافق عادت غایب
 بموجب ظن عید ہونے کے ہے اور غلبہ ظن عمل کیواسطے کافی ہے اسوجہ سے ایسے علماء اس
 روزہ رکھنا لازم ہو جاتا ہے رد المحتار میں ہے قلت والظاهر ان یوم اہل قری کا
 المدافع اور بویۃ القضاء مل من صریحہ علامۃ ظاہرۃ تفید غلبہ ظن و غلبہ ظن بوجہ عمل
 کما صرحوا بہ انتہی جواب سوال ششم اگر دو شخص نے آگے کو ایسی امر کی دی کہ شہر میں قاضی
 سامنے کو ایسی مقبرہ رویت کی گذری اور واسیر قاضی نے حکم دیدیا تھا اس شہادت کے موافق
 اہل قری کا عمل کرنا چاہیے یا یہ کہ خبر مشہور ہو گئی اس طرح ہر ایک کے لوگ آئے اور انھوں نے
 خبر دی کہ فلاں مقام پر چاند ہو گیا اور اگر صرف دو ایک شخص نے خبر دی کہ فلاں مقام پر
 چاند ہو گیا اور اپنی رویت نہیں دے کر کی تو واسیر عتاد نہیں چاہیے اور مختلفین ہے شہدوا الامم
 عند قاضی عنہ کذا شاہد ان ہر بویۃ الاممال فی لیلۃ کذا و لیس القاضی یجاز لہما القاضی ان یکرم
 بشہادۃ تمالان قضاء القاضی حجتہ وقد غمدوا بہ لالو شہدوا برویہ غیر ہم لانہ حکایۃ لغم لو شہد قاض
 الخبزی فی الیومۃ الاخری لزعم علی اصحیح من المذہب جواب سوال ہفتم یہ لفظ حدیث نہیں ہے
 بل کسی کا قول ہے علماء و حنفیہ اس امر میں مختلف ہیں بعض کے نزدیک اختلاف مطالع غیر معتبر
 مطلقاً اور بعض کے نزدیک معتبر ہے اور تیسرے مذہب معتدیہ ہے کہ جن دو مقاموں میں ایک
 مہینہ کی مسافت ہو ایسے مقاموں میں ایک جگہ کی رویت دوسری جگہ ملزم نہوگی اور اس
 کم میں جگہ ایک مقام کا دوسرے مقام پر لازم ہوگا تھا وای تا نا غانیہ میں ہے الی بلکہ اذا
 راوا البلال بل یزعم فی حق کل بلکہ اختلافاً فیہ یضم قالوا لا یلزمہ فانما المعتبر فی حق اہل بلکہ
 رویتہ فی الخانیۃ لا حرجہ باختلاف المطالع وقال القدری ان کان بین ہاتھین تفاوت
 لا یختلف بہ المطالع یلزم مع ذکر الاحوال انہ اصحیح من مذہب صحابنا انتہی اور جامع الرموز میں ہے
 اقل ما یختلف بہ المطالع شہر انتہی واللہ اعلم حذرہ الراعی حضورہ بالقوی البواعث
 محمد عبدالحی تاجا و زائد عن ذیلہ را جلی و انھی
 مسند شافعیہ کیافرستے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں حکما اعتبار اخبارات کیلئے

در باب رویت ہلال رمضان یا قبول کیا جائے یا نہیں اور صورت اعتدال حکم صوم یا
 اخبار یا جائے یا نہیں باوجودیکہ فی زمانہ باعتبار اخبارات ٹیلیگراف و کمپن سہلات
 ہوئی ہوتے جاتے ہیں اور گاہے گاہے اختلافات اخبار نہیں ہوتا ہے۔ بیوا تو جو رواہ
 ہو المصنوب بحسب ضوابط فقہیہ مجدد اخبارات تار و غیرہ در باب صوم و افطار معتبر
 نہیں اور مختارین ہے فیلزم اہل المشرق برویت اہل المغرب اذا ثبت رویت اول تک بطریق
 اتنی اور رد المختارین ہے قولہ بطریق موجب کمال ثناء الشہادۃ اولیٰ شہادۃ علی حکم القاضی و یستفیض
 و اللہ اعلم حررہ الراعی عفور بہ القوی ابو اعنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ اجمالی و بخشی
 ۲۷۲ شہادت کیا فرماتے ہیں علماہی اہل سنت و جماعت اس صورت میں شہاد کیا کہ
 شہر بھوپال میں ۲۹ شعبان یوم چار شنبہ کو رویت ہلال رمضان شریف ہوئی یعنی
 کسی تحقیق کیواسطے مخصوص خط ایک صاحب مقبر کے پاس بھیجا گیا اون صاحب نے اوسکے
 جواب میں لکھا کہ ۲۹ شعبان یوم چار شنبہ کو شب کو رویت ہلال کی تصدیق ہوئی
 اور واسطے اطلاع کے توپ سر ہوئی اور پختہ شنبہ کو سب کے روزہ رکھا اور ملک و مدینہ وغیرہ میں
 بسبب ابر کے رویت ہلال ۲۹ شعبان کو نہیں ہوئی بحساب اس ایک کے ۲۹ رمضان
 روز جمعہ کو رویت ہلال ہوئی اور بحساب بھوپال کے کہ رویت ہلال ۲۹ شعبان کو ہوئی تھی
 ہر رمضان تھی اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ اگر جمعہ کو بسبب ابر کے رویت ہوئی تو ہفتہ کو بھوپال
 بھوپال کے عید ہو سکتی تھی یا نہیں اور وہاں رویت معتبر تھی یا نہیں بیوا تو جروا
 ہو المصنوب عید ہو سکتی تھی اوس مقام میں کہ رویت ہلال بھوپال وہاں بطور حجب
 شرعی ثابت ہو گئی ہو رد مختارین ہے فیلزم اہل المشرق برویت اہل المغرب اذا ثبت عندکم
 رویت اول تک بطریق موجب اتنی رد المختارین ہے قولہ بطریق موجب کان تحمل ثناء الشہادۃ
 اولیٰ شہادۃ علی حکم القاضی و یستفیض بخیر اتنی اور بھی اوسمیں ہے قال الراعی سنی الاستفاضة ان
 کافی من تکال لبلدۃ جماعات متعدد و من کل منہم بخیر عن اہل تکال لبلدۃ انہم صاموا عن رویت
 لا یجوز الشیوع عن غیر علم من اشاعہ امی و اللہ اعلم حررہ الراعی عفور بہ القوی ابو اعنات
 محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ اجمالی و بخشی

بماہ شوال ۱۲۹۸ھ از بگرام ضلع ہردوی مرسلہ ہوئی عکس از ہر صاحب محلہ سلاطینہ بید عبد الواص صاحب

۲۹۳
تفتا ایک شخص نے روزہ تھا کارکھا اور اس نے عہ لکھا یا پی لیا اس
صورت میں کفار لازم ہے یا نہیں بنیوا تو حیرا

ہوالمصوب کفارہ صرف رمضان کے روزہ توڑنے میں ہے نہ فضا وغیرہ میں
روالمختار میں ہے فلا تجب بافساد قضاء رمضان اوافساد الصوم غیرہ لان الاطلاق فی رمضان
البلغ فی الحیاتیۃ فلا یحق یہ غیرہ لورودہ علی خلاف القیاس اتقوا اللہ علم حسره اللہ
عفورہ القوی ابوا الحسنات محمد عبدالحی تاج اللہ عن ذیلہ اجلی و الخفی

از کف قتل صلح مدراس محله مسجد گویند و اسرار قاضی محمد و بدو را از کف صاحب قتل محلی کربلانی

که جواب استفتا و نه با کمال قوی مدلل نموده و در ماغرای کز قول را بروان داشتند شش مننون
و مشکور فرمایند و عند الله با جور و عند الناس مشکور شوند اللهم تسخمس محمد عبد الرحیم عقی عنه
هو المصوب در باب اختلاف مطالع فقهای خفیه بر چند اقوال مختلف اندیشه کنند

که اختلاف مطالع معتبر است و اعتبار رویت یک ببلده و یک نیست بلکه یکی اصل هر بلده
رویتها را آن بلده معتبر است و نزد اکثر مشایخ حنفیه موافق نظر اهل الروایه اختلاف مطالع مطلقا
اعتبار نیست پس رویت یک ببلده و یک اگر چه فینا بین هر دو فاصله کثیر باشد بعد ثبوت

آن ابطال شرح لزوم و مقیر خواهد شد و نزد طائفة از محققین خفیه این است که بلا و یک بحسب
تواضع علمیه و اختلاف مطالع دارند و مقدارش نیز و ایشان مسافت یک ماه است
و در این اختلاف مطالع مقیر شده حکم یک بیده بیده دیگر لازم نخواهد شد و در بلا و متقاربه

و اما در خصوص این که روایت یک بلیه دیگر لازم خواهد شد و راقی انچه
در این باب از شیخ الاسلام فی بلیه مطلع قطرا الزم سایر الناس فی ظاهر الروایة و علیہ الفتوی
و اینست که در این باب از شیخ الاسلام فی بلیه مطلع قطرا الزم سایر الناس فی ظاهر الروایة و علیہ الفتوی

صمد الروي في شرح الاختلاف المطالع واختاره صاحب البحر يد كما اذا نالت
الشمس تحت قمر في غربت عند غيرهم فالظلم على الاولين لا المغرب لعدم العقاد السبب في حق

انتهى وخطاوى روحا شى راقى الفلاحى نوب قوله كما ذهب اليه صاحب التجر يدوهو الاشبه
 لان الفضل لاهلال من شتاع الشمس يختلف باختلاف الاقطار كما فى دخول الوقت وخروجه
 وهذا ثبت فى علم الافلاك والهيئة واقلا باختلاف المطالع مسيرة شهر كما فى ابو مسرر
 وروفتاوى تاج غانينى ابرو اهل بلدة اذ ارا والاهلال بل يلزم فى حق كل بلدة اختلاف فيسر
 منهم من قال لا يلزم فانما المعتبر فى حق اهل بلدة روتيم وفى اخايتة لا عبرة باختلاف المطالع
 فى ظاهر الرواية وفى القدورى ان كان بين البلدين تفاوت لا يختلف بالمطالع يلزمه وذكر
 شمس لايمة اكلوا فى انه اصح من ندم بل صحاينا انتهى وصاحب يد يد اختارات التوازل
 ي ابرو اهل بلدة صاموا تسعة وعشرين يوما بالروية واهل بلدة اخرى صاموا ثلاثين بالروية
 على الاولين فصار يوم اذ لم يختلف المطالع بينهما واما اذا اختلفت لا يجب القضاء انتهى وفى
 روتيمين المحقق شخ كثر الدقائق طارذ ولا عبرة باختلاف المطالع ومعناه اذ ارا ان
 لاهلال اهل بلدة ولم يره لاهل بلدة اخرى يجب ان يصوموا بروية او لك كيف اكان على
 قول من قال لا عبرة باختلاف المطالع وعلى قول من اعتبره فيطر فان كان بينهما تفاوت بحيث
 لا يختلف المطالع يجب وان كان بحيث يختلف لا يجب والكثر المشايخ على انه لا عبرة حتى اذا
 صام اهل بلدة ثلاثين يوما واهل بلدة اخرى تسعة وعشرين يوما يجب عليهم قضاء يوم والا شيه
 ان يعتبر لكل قوم مخاطبون بما عندهم والفضل لاهلال عن شتاع الشمس يختلف باختلاف
 المطالع كما فى دخول وقت الصلوة وخروجه يختلف باختلاف الاقطار حتى اذا زالت الشمس
 فى المشرق لا يلزم ان تنزل فى المغرب وكذا طلوع الفجر وغروب الشمس بل كلما تحركت
 الشمس جهة فلك طلوع الفجر لقوم وطلوع الشمس لبعضهم وغروب بعض ونصف ليل لغيرهم
 والدليل على اختلاف المطالع ما روى كريب ان ام الفضل بعثت الى معاوية بالشام قال نقض
 الشام قضيت حاجتها واستعمل على شهر رمضان وانا بالشام قرأت الهلال ليلة الجمعة
 ثم قدمت المدينة فى آخر الشهر فسالني عبد الله بن عباس ثم ذكر الهلال متى راخيم الهلال
 فقلت راينا ليلة الجمعة فقال رايت رأيت فقلت نعم وراة الناس وصاموا وصام
 معاوية فقال لكننا راينا ليلة السبت فلانزال الصوم حتى تكمل ثلاثين او نراه فقلت

اولاً لکن فی برویت معاویہ وصیامہ قال لا یلینا امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی انفسی رواہ
 اجماعہ الا بخاری وابن ماجہ اتفق خلاصہ کلام این است کہ مذہب اعتبار اختلاف مطالع مطلقاً
 وعدم لزوم حکم رویت یک بلدہ ببلدہ دیگر اگرچہ متقارب باشد غیر معتبر است و مذہب علم اعتبار
 اختلاف مطالع مطلقاً و لزوم حکم رویت یک بلدہ ببلدہ دیگر اگرچہ متباہد باشد بغایت بعید
 حدیث ابن عباس است و اصح للذہب عقلاً و نقلاً این است کہ ہر دو بلد کہ فیما بین انہما مسافت
 باشد کہ در آن اختلاف مطالع میشود و تقدیر شش مسافت یک ماہ است درین صورت
 حکم رویت یک بلدہ ببلدہ دیگر نخواہد شد و در بلاد متقاربہ کہ مسافت کم از یک ماہ باشد
 حکم رویت یک بلدہ ببلدہ دیگر لازم خواہد شد بغير طریقہ ثبوت آن بطریق موجب شدہ باشد

کان یحل نشان الشہادۃ او یشهد اعلیٰ حکم القاضی او یتفقی فی الخبر معنی الاستفاضة ان تالی من
 ملک لبلدۃ جماعات متعددون کل متخیر عن اہل ملک لبلدۃ اعم صانوا من رویتہ لا یجسد
 الشیوع من غیر علم بمن اشاعہ کذا فی رد المحتار علی الدر المختار و اتفق علیہ حکم حرہ الری
 عفوریہ التوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوزا شد عن ذنبہ ابجلی و انجلی [محمد عبدالحی
 ابو الحسنات]
 ۲۶۵ فتاویٰ بہم الشہد الرحمن الرحیم باقولکم حکم اللہ تعالیٰ اندرین صورت کہ بیان ۲۹
 شعبان کو ایرتھا ہم لوگوں نے تیسرا پورا کیا پھر جا بجا سے خطوط آئے کہ ۲۹ شعبان کو رویت
 ہلال ہوئی پھر ۲۹ رمضان شریف کو بھی ایرتھا اس صورت میں ہلوگ تیس روز سے پورے ہو گئے
 کہ نہیں اور اگر ۲۹ دن ماہ رمضان کے گزر جانے سے شب کے وقت جا بجا سے تاریخ خبر آوی
 کہ رویت ہلال ہوئی تو تاریخ کی خبر پر عمل کریں کہ نہیں بینوا تو حیدروا

اجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب ثبوت رویت ہلال کا ایک بلد سے دوسرے
 بلد میں جب ہوگا کہ ثبوت اوسکا طریق موجب ہو قال فی الدر المختار فیلزم اہل المشرق برویتہ
 اہل المغرب اذا ثبت عندہم رویتہ اولاً بطریق موجب کما مر اتقی اور طریق موجب یہ ہے
 کہ دو شاہد مسلم عادل چاند دیکھا اوس بلد سے اس بلد میں اگر شہادت دین کہ رویت ہلال
 ہوئی یا رویت ہلال پر قاضی کے حکم لگانے کی شہادت دین یا خبر رویت ہلال اوس بلد کی اوس
 بلد میں اس طور پر مستفیض اور تحقق ہو جائے کہ بمنزلہ متواتر کے ہو جائے افادہ یقین میں

قال فی رد المحتار علی قلعہ طریق موجب کان کل انسان شہادۃ علی حکم القاضی المستفیض بالخبر
 انہی اور ظاہر ہو کہ دونوں طریق اول تو بیان تحقق نہیں ہیں البتہ طریق ثالث محکم ہی میں صورت ہو کہ
 از خطوط مختلفہ سے صریح رویت ہمال ۹ شعبان کو اس قدر آئے ہیں کہ جس سے خبر رویت ہمال
 استفاضہ کو ہندو متواتر کے ہو چکی افادہ یقین ہو گیا ہے تو موجب اس کے عمل کرنا چاہیے اور جو
 اس مرتبہ کے خطوط آویں تو اس پر عمل بچا ہے فی البدیہہ المختار لو استفاض الخیر فی البیۃ الناصی
 رحمہ علیہ صحیح من المذہب انہی وقال فی رد المحتار علی ہذا القول عن الذخیرۃ قال یمس لائمہ علی
 الصیغ من مذہب اصحابنا ان الخیر اذا استفاض و تحقق فیما بین اہل البیۃ یزعم حکم ہذہ البیۃ انہی
 و منہ فی الشرع لایۃ عن اہل البیۃ قلت و وجہ ہذا کہ ان ہذہ الاستفاضۃ یس فیما شہادۃ علی قضاء
 فی اصل ولا علی شہادۃ لکن لما کانت بمنزلۃ الخیر المتواتر و قد ثبت بہا ان اہل تملک البیۃ صاموا یوم
 الذی ارجع العمل بہا الخ اور یہی حال ہے ہر خبر تار برقی کا کہ بدو ان استفاضہ نہج مذکور کے موجب عمل
 نہیں اور ساتھ اسکا اس پر عمل کرنا چاہیے فقط والشدی کا نہ اعلم و علمہ اتم العبد المحیب محمد حسین
 جواب صحیح [ارشاد حسین] قد صح اجواب العبد محمد گوہر علی اجواب صحیح محمد عبدالقادر الکواب
 صواب [محمد ابراہیم] صحیح اجواب والشدی اعلم خیر رہہ الراجی عفوری القوی
 الواحسانات محمد عبدالحی تجا و زائد عن ذیلہ الراجی و الخفی
 استفتا کیا فرماتے ہیں علمای دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر
 زید و عمر بظاہر روزہ نماز کے پابند چار سمعون میں کسی طرف سے تادیب خبر دیوین کہ ہر گونہ
 باند پکھ ہے تو اس خبر پر عید الفطر یا عید الاضحیٰ کرنا درست ہے یا نہیں اور اگر حیدر آباد سے
 خبر دیوین تو اس پر کیا حکم شرع ہے کیونکہ وہ دارالاسلام ہے دوم یہ کہ اگر زائد استغنیٰ میں کوئی
 بیرون روزہ کھول دے تو اس پر قضا لازم آویگی یا کفارہ اور اگر جان بوجھ کر روزہ
 اس خبر پر کھول دے تو اسکا کیا حکم ہے فقط مینوا تو جروا
 ہو المصوب صرف ایک دو خبر پر روزہ مکون نہیں چاہیو اور اگر افطار کا تو قضا لازم ہوگی نہ کفارہ
 بان اگر چند خبریں ہوں کہ جس سے ایک صورت شہادت کی ہو تو جائز ہے والشدی سلم
 سرہ الراجی عفوری الواحسانات محمد عبدالحی تجا و زائد عن ذیلہ الراجی و الخفی

انتی و الله اعلم حرره ابو الاحیاء محمد بن نعیم غفر له العلی الرب بکلم سلسله بحری ۵۲۰
 واقعی درین صورت روزه ناسد خواهد شد چه در حدیث شریف روایت ابو یعلی دارد شده است
 انقض ما دخل من از عمو صبا دخل ثابت شد که هر چیز که از بیرون بدرون رود اگر چه در خان باشد
 که داخل کرده باشد قصد آن چیز مفید است والله اعلم حرره الراجی عفو به القوی
 ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز الله عن ذنبه ابجلی و انجلی محمد عبدالحی
ابو الحسنات
استفتا حافظ قرآن کو ماه رمضان المبارک میں اجرت قرآن مقرر کر کے تراویح
 پڑھانا درست ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے تراویح پڑھنا کیسا ہو
 ابوالمصوب درست ہے مگر خلاف اولی ہے والله اعلم حرره الراجی عفو به القوی
 ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز الله عن ذنبه ابجلی و انجلی محمد عبدالحی
ابو الحسنات

کتاب الزکوة

استفتا پیفرایند علای دین اندرین سلسله که در زمان خیریت لثان آنحضرت صلی الله
 علیه و آله و سلم برای بنی ہاشم خمس بخشش از ثمنیت مقرر بود که حالا باقی نمانده پس آیا درین زمان
 دادن زکوة با ایشان جائز است یا نه بیخا تو جروا
الجواب دادن زکوة بنی ہاشم با بر قول مفتی بہ و ظاہر المذہب و ظاہر الروایۃ جائز نیست
 آنست در غیر ظاہر الروایۃ یعنی روایت نوادر ابو عصمہ از امام ابو حنیفہ جوازش نقل کرده و طحاوی و طبرانی
 ما خود فرموده و در روایت دیگر از ابو یوسف و ابو حنیفہ جواز دادن ہاشمی مثل خود را وارد گردیده لیکن
 بہر دو روایت خلاف ظاہر الروایۃ و ظاہر المذہب است و دلیل مفتی بہ بودن عدم جواز آنست کہ
 همان متون فقہیہ عدم جواز مذکور است و شک نیست کہ قوی بر قول متون می باشد و نیز در معتبر
 فقہیہ عدم جواز از ظاہر الروایۃ و جواز از خلاف ظاہر الروایۃ بل خلاف صواب نوشته اند و اینک
 روایات معتبرہ در عنوان المذہب جامع مذاہب اربعہ می آرود لای بنی ہاشم بالا جملہ و در برہان
 شرح ماہرین اہل حال کہ جامع مذاہب اربعہ است ای نگارند و لاتدفع الزکوة و سایر الواجبات
 الی بنی ہاشم و محمد بنو العباس و انکار ثانی عبد المطلب و بنو عقیل و جعفر و عقیل اولاد ابی طالب

در حدیث شریف روایت ابو یعلی دارد شده است

هو المصوب اکثر جویست که در باب حرمت صدقه بر بنی اثم وارد شود و این مصوبات
 و اهل بیت یکند بر نیکو رفتن فقیر بنی اثم نیست مسلم روایت کرده که فرموده رسول خدا صلی الله علیه و آله
 اگر و علم ان الصدقة لا شیئی لآل محمد نهای او صلح الناس و این روایت کرده که لا یصل لکم اهل بیت
 من الصدقات شیئی انما هی غنایه الایدی و ان لکم فی خمس ما یغنیکم پس ازین عبارت و نشان
 آنها معلوم می شود که حرمت شامل به بودنش در پنج و غنایه است و این وجهی برای صدقه لازم است
 و بر زبان معیت دارد پس حرمت هم در هر زمان خواهد بود و لهذا بطور ایه قول و شروع مقیده
 بر سبیل اطلاق رفت و حرمت را مقید به این است که در طحاوی و شرح معانی الآثار بعد از آنکه
 حرمت را مدلل بر روایات ساخته میگویند فرموده علماء قضاوت بخرم الصدقة علی بنی اثم و لا یصل سبب
 انما و لا عاقبتیها من الآثار و هو قول ابی حنیفه و ابی یوسف و دیگران فی الخصایین معلوم شد که علت
 حرمت فقر خمس خمس نیست تا آنکه فتوی بجا از شیخ درین زمان داده شود و اگر مسلم کرده شود که فقر
 خمس خمس علت حرمت است چنانکه از قول بجا بود و شیخ کان رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم
 اول بیت لایا کون الصدقة و یجعل لهم خمس خمس خود به این بنی اثم و الطبری مفرغ می شود و انحصار
 علت درین فقر است علم نخواهد شد بلکه گفته خواهد شد که حرمت صدقه بر بنی اثم شامل به علت است
 علی بودن آن وقت دوم فقر خمس خمس و درین زمان اگر چه ثانی نیست که اول بود و سبب دلیل بر
 حکم حرمت باقی خواهد ماند و گردانیدن علت مجموع این هر دو خلاف عقل و نقل است بگویم یکی ازین
 هر دو علت مستقیم است از ایجاد این فقر که از طحاوی و دیگران کرده و بنویسند و بنی اثم صدقه الله
 قال لا یصل بالصدقات کلها علی بنی اثم حدیثی سلیمان بن ابراهیم بن محمد بن ابی یوسف عنده و غیره
 فی ذلك عندنا الی ابن الصمد قلت انما کان حرمت علیهم من اجل ما یصل لهم فی خمس و لا یقطع ذکر
 عنهم حل لهم ما کان حرم علیهم فبما اخذنا شیخنا فی هذا قائل اختیار نیست و لهذا کسی از فقهاء معتبرین برین
 روایت فتوی نداده و هر فتوی که این روایت را نقل کرده مثل ابیاس نداده و قسطنطینی و بر حندی
 در شرح نقایه و شریانی و در شرح الفلاح و غیره هم بقر نقل قول طحاوی نموده اند و از خبری دیگر نگرفته
 والله اعلم حرره محمد بن عبد المجید عفا عنه

لما خرج الیها
 بین کما
 قال طحاوی
 ما عندنا
 من الصدقة
 ای بنی اثم
 فی الفلاح
 بود بنی اثم
 و انما الصدقات
 و انما الصدقات
 انما یصل لکم
 فی خمس
 نقل ابن حنیفه
 که در حاکم
 نقل از ابی یوسف

فی تحقیق درین زمان و ادین زکوة بنی اثم را جایز نیست فی رسال الالککان و اما اند لا یصل

ابو نعیم قلیما عن عبد المطلب بن ربیعہ بن الحارث قال ان ربیعہ بن الحارث قال لعبد المطلب
 بن ربیعہ والفضل بن عباس اتینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقولا استئینا علی الصدقات
 فاتی علی ونحن علی تکلیف حال فقال ان رسول اللہ استعمل ابداً یستعمل علی الصدقة فقال عبد المطلب
 فان طلقت انا والفضل حتی اتینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لانا ان هذه الصدقات اعماری اوسلی الناس
 وقال لا یحل لحد لال محمد رواه النسائی ورواه المسلم فی روايته طول اتی وایضا ولا یجوز صرف زکوة
 الی بنی ہاشم لما روى عن ابی ہریرة قال قال هذا یحسن بن علی ثمره الصدقة فجعلنا فی فی فقال رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم کج ارضہا ما اعلمت انما لا یحل لنا الصدقة رواه الشیخان وفي الباب
 احادیث کثیرة لا یتعدان یتنی لواتر معنا بان فی فتح القدر روى ابو عصمة عن ابی حنیفة انه یحیی فی هذا
 الزمان صرف الزکوة الی بنی ہاشم وان کان غلبنا فی ذلک لزمان لظہر بشدة الحاجة فہم ولا یعطون
 احد صدقة وقد ائتمنی بعض المتأخرین بهذه الروایة و هذا کلمہ خطأ و غلط لانه مخالف للنصوص القاطعة
 انتی مختصراً و السیاق علیہم بالصواب و عندهم ام الكتاب کتبه الفقیر الی فضل علی الرب حکیم خادم المطلب
 ابو الاحیاء محمد عبد الکریم غفر ذنوبہ و سخر عیوبہ

الحال
 فی الصباح
 دخل الی
 والام
 الشیخ
 وفتی
 علی

هو الموقوف فی الواقع یدین زمان بموجب لیس قاطع وادان زکوة سادات و جملہ بنی ہاشم ما
 جائز نیست بکذا فی الکتاب المستبرک لیکن الی اسلام فوی الاقدار را باید کہ خدمت گذاری سادات
 و جملہ بنی ہاشم بطوریست نمایند و لیس علیہم بالصواب و عندهم ام الكتاب خبره عبیدہ الاشیم خادم الفقیر
 ابو احیاء محمد عبد الکریم غفر ذنوبہ و سخر عیوبہ
 ابو نعیم قلیما عن عبد المطلب بن ربیعہ بن الحارث قال ان ربیعہ بن الحارث قال لعبد المطلب
 بن ربیعہ والفضل بن عباس اتینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقولا استئینا علی الصدقات
 فاتی علی ونحن علی تکلیف حال فقال ان رسول اللہ استعمل ابداً یستعمل علی الصدقة فقال عبد المطلب
 فان طلقت انا والفضل حتی اتینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لانا ان هذه الصدقات اعماری اوسلی الناس
 وقال لا یحل لحد لال محمد رواه النسائی ورواه المسلم فی روايته طول اتی وایضا ولا یجوز صرف زکوة
 الی بنی ہاشم لما روى عن ابی ہریرة قال قال هذا یحسن بن علی ثمره الصدقة فجعلنا فی فی فقال رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم کج ارضہا ما اعلمت انما لا یحل لنا الصدقة رواه الشیخان وفي الباب
 احادیث کثیرة لا یتعدان یتنی لواتر معنا بان فی فتح القدر روى ابو عصمة عن ابی حنیفة انه یحیی فی هذا
 الزمان صرف الزکوة الی بنی ہاشم وان کان غلبنا فی ذلک لزمان لظہر بشدة الحاجة فہم ولا یعطون
 احد صدقة وقد ائتمنی بعض المتأخرین بهذه الروایة و هذا کلمہ خطأ و غلط لانه مخالف للنصوص القاطعة
 انتی مختصراً و السیاق علیہم بالصواب و عندهم ام الكتاب کتبه الفقیر الی فضل علی الرب حکیم خادم المطلب
 ابو الاحیاء محمد عبد الکریم غفر ذنوبہ و سخر عیوبہ

الخلق اعظم فی الخلق و لم یقید بزبان ولا یخص لاشارة الی الرو علی روایة الی عصمة عن الامام
 بحوزة الی الخی و لایضا و لاشارة الی الرو علی روایة انه یجوز للبائی ان ینفع زکوة الی مثل لان ظاهر
 الروایة المنع مطلقا حتی و در رسال الی لارکان بعد ذکر روایت ابو حمزة و یسیر فی کتب خطا و غلط لانه
 مخالف للتصویر القاطنة انقی و انشد اعلم حرره الراجی عفو رب القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی
 تجاوزه الله عن ذنبه اجملی و انحنی

استفتا حامدا و مصليا کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کے
 پاس نہ موجب زکوة تھا اور سال او میر تمام ہوا ہوتا و اس نے زکوة نہیں دی تھی کہ وہ نہ صرف کیا
 اس صورت میں زکوة اس زکوٰۃ کی بابت سال گذشتہ اس شخص کے ذمہ ہے یا نہیں نہ تھا
 ہو المصوب زکوة ذمہ پر ہے خزانة الروایات میں عتابیہ سے منقول ہے افا ہا ک
 النصاب بعد احوال تسقط عنہ الزکوة وان استلمک ضمن الزکوة فی ذلک فلا تستلک الخراج النصاب
 من ملک انقی و انشد اعلم حرره الراجی عفو رب القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوزه الله عن ذنبه اجملی و انحنی
 استفتا کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ جو مال بوجہ گناہ کے حاصل ہوتا اس
 مال پر خسر زکوة دینا درست ہے یا نہیں اور جو وہ کسی شمار میں محسوب ہو گا
 ہو المصوب ایسا مال حرام ہے اور حق تعالیٰ مال حرام کو نہیں قبول کرتا ہے و انشد اعلم
 حرره الراجی عفو رب القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوزه الله عن ذنبه اجملی و انحنی

کتاب الحج

استفتا سوال بنم السلام الرحمن الرحیم معنی ایچ اشہر علومات نزو مستقرین سلفیت
 و دین آیت مراد از حج فقط عمرہ است یا حج مع العمرہ و در زمان جاہلیت یعنی قبل از بعثت آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم یوم ایچ نہم ذیحجہ و ایام تشریق تین ایام مع و وہ شریعت مابود یا غیب آن
 و صورت ثانی کہ ای ماہ و تاریخ بودہ کہ اہل جاہلیت دوران مراسم حج و تشریق تقدیم می رجو نہ
 واقعہ اصحاب قبل چنانکہ در قرآن مجید مجمل مذکور است در کہ ای ماہ و تاریخ واقع شدہ بدلائل شرعیہ
 لافقا و شاید و بکتب معتبرہ موخنین کہ اعتماد را با یاری بیان فرمودہ عند ما جور و عن الناس شکو شوند

از مد اس محلہ رسالہ الی لارکان و لایضا و لاشارة الی الرو علی روایة انه یجوز للبائی ان ینفع زکوة الی مثل لان ظاهر

حضرت الراعی عفوہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی و الخفی [محمد عبدالحی ابو الحسنات]
 استفتا کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے انتقال کیا اور اولاد تو نہ
 ہوئی بعض بالغ ہیں اور بعض نابالغ اور ترکہ زید کا اس قدر ہے کہ ہر ایک اپنے نوپہ مذکور کا اپنے
 حصہ کی جائداد فروخت کر کے بخوبی تمام کتبہ شریف جاسکتا ہے اور لوٹ بھی آسکتا ہے مگر مال
 ترکہ تقسیم نہیں ہوا اس صورت میں جو لوگ کہ بالغ ہیں اوپر حج بیت اللہ واجب ہے یا نہیں در صورت
 عدم وجوب کے یہ جائز ہو سکتا ہے کہ جو انہیں سے بالغ ہیں بقدر مصارف آمد و رفت وغیرہ کے
 جائداد مشترک فروخت کر کے کتبہ شریف جاوین اور یہ ارادہ کریں کہ بوقت مقاسمہ کے اوستق
 اپنے حصہ میں مجسرا دیوین یا نہیں بینوا تو جسروا

ہو المصوب اس صورت میں جو لوگ بالغ ہیں اوپر حج فرض ہے اور انکو اپنے
 حصہ کے قدر بیع کا بقصد خیر دینے حصہ کے بوقت مقاسمہ کے اختیار ہے واللہ اعلم بحیرہ الراعی
 عفوہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی و الخفی [محمد عبدالحی ابو الحسنات]
 استفتا جو زید پیر بوجہ گانے کے ہم ہو چکا ہو تو اس روپیہ سی حج وغیرہ اعمال کرنا درست ہے یا نہیں
 ہو المصوب نہیں واللہ اعلم بحیرہ الراعی عفوہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی و الخفی [محمد عبدالحی ابو الحسنات]

کتاب النکاح

استفتا بحکم مستحقہ ما قول سادات العلماء والاعلام فی یتیمہ غیر بالغہ الا ابیہ والا جد مجبرین لہا
 وارثہ تزویجھا ولہا مہم ولم تستغذ ذلک علی ہذیب لہا الشافعی فمن یكون ولہا وما کیفیہ مستغذہ عند
 سینۃ الامام ابی حنیفہ وما یجب مراعاتہ من ارکان شروطا فی رد الاجواب مع التبع بحیاتکم
 ہو المصوب عندنا احنفتہ الولی فی النکاح العصبۃ بلا توسط انشی علی ترتیب الارث
 واجب فان لم یکن عصبۃ فالولاية للاہل ثم الاب ثم للبنات ثم لبنات الابن ثم لبنات البنات
 ثم لبنات ابن الابن ثم لبنات بنت البنات وکذا ثم للجد الفاسد ثم للاخت للاب والام
 ثم لاب ثم لولد الام ثم لذوی الارحام کما فی البحر الرائق والدر المختار وغیرہما فلی لہم مہم
 عنہا یكون ولاية تزویج تلك الیتیمہ الصغیرۃ للعلم والابن کتبہ محمد عبدالحی عفا اللہ

والله اعلم بغيره خاتم اولياء الله الصالحين على محمد طه الله الرحمن الرحيم

المصوب منه لا اصرار على ان يكون من غير ان يروى في غيره من نصوص

از این مکان با خوف تلف مال یا عدم و جبران گزینم مکان در حالی که روح او که طلاق داد

است با حکمرانش و مثل آن ظاهر فی ضرورت پس خروج ما باینکه است و اگر چه ممکن

کتابت اعتبار سکونت کرده باشند خروج اولی طریقت محسن نیز با آنست و در مقام اول و دوم

در این غیر در آنجا سکونت نکنند و در مشاعات مکان سکونت باشد غرض از این در آنجا سکونت

الافلاول لازم است معتد به را که ترک نیست نماید و در میان عزیزان خود یا عزیزان شریف خود

فما كان من ذلك من غير ما كان في النهر الفائق والتبيين وغير ما كان في علمه من غير ما كان في العلم

عشره القوي الواحنا ت محمد عبد الكي تمامه من فقه الكلي والشي

۲۸۰
مفتی و شفا علیہ السلام وین اندر مسلمانان و غیر مسلمانان و در وقت احتیاج از خود و اولاد و

در این کتاب که در این زمانه در دسترس است و در این کتاب که در این زمانه در دسترس است

در زمین امداد حتمه و تیسیر و تقوی ان در کتب و این امر که خداوند ایام و وجوه و کرامت بسیار از ایشان را بر ما

هو المصوب بـ حرام شدة بخلاف الرواية هي ارضى الحاشية اذا حصل لابل شدة امراته وشره

ثم عليه ما قلنا ان الارض بعد انفصال النقي وانما الحكم خبره محمد بن عبد الله بن علي بن احمد التميمي

بہشتی محبت سے بہ فریب خود را بہ لباس اہل بندت و انمودہ سنیتہ را بہ کج خود آور و دست

چون بر آید مطلع گشت و خض مرد در آن ظاهر کردید از صحبت آن نفرت گویند که آن کس خود است یا نه

البواب و صورت مرقوم چون زن بر خلافت انچه او ظاهر کرده مطلق شد اختیار میارود و مالک

منزود به نیست قال بحکم من فی الدرفلت ورافا وایحسسی انما التزویج علی بانه حر او سنی او قاور

علي المهر والنفقة ميان بخلافه او علي استغلام بن فلان فاذا هو قبط او بن زنا كان لها ان تحبس مائة

اشق و الله اعلم اجاب بذلك بحفظ الدين احفاد القاضى محمد بن قنار الله الباقى

جواب صحیح است زیرا که فالخ شخص کو کہ بیان نہ ہوا اہل سنت کو وہ در معرض غم و افسوس قرار فرمایا۔

منقول و دروید زن را خیار ثوابت گشت اذافات الشرط فاما الشرط كما لا يخفى على اهل الشرع و الفقه و ما هو الميراث

[illegible]

۱۱۱

اجواب صحیح کنیا خان عبدالعزیز علی نقی صاحب

الزوج فهو صحيح النكاح والا لا يصح هو المختار انتهى ودر تعلیق الاثوار ماشیه در مختاری نویسد قول
 ای حق البی ای فله الاعتراض فی غیر الکفو وفعال العاونه و غیر محرم کابین العم ولسن التفریق تیوقت
 علی القضاء فی ظاهر الروایه و تقدم ان روایه عدم التفاتی ای التفتی بهما تفتی و فی الدر المختار تعتبر الکفاؤه
 لزوم النکاح انتهى وخطاوی می آرد قوله لزوم النکاح هذا علی ظاهره لزم سب و قد التفتی به انتهى
 و در رد المختاری نویسد قوله لزوم النکاح ای علی ظاهر الروایه و بصیحه علی روایه الحسن المختاره تلفتوی
 انتهى و در جای دیگر می نویسد قوله الکفاؤه معتبرة قالوا معنا و معتبرة فی لزوم حتی ان عدمها جاز
 للمولی التفتی و هذا بناء علی ظاهر الروایه من ان العقد صحيح وللمولی الاعتراض اما علی روایه حسن
 المختاره للفتوی من انه لا یصح فوالله صحت انتهى و هرگاه که ثابت شد که عقد مذکور صحیح و منقذ نکرده
 حال ازین را اختیار است بمرکه خواهد عقد کرده گیرد و الله اعلم بالصواب و الیه المرجع و المآب
 بقعه خاتم اولیاء الله محمد علی محمد غفرلهم و الله اعلم

هو المصوب جواب اول مطابق سوال نیست چه سائل سوال ازین امر می سازد که آیا نکاح
 سنی از اخصی جائز است یا نه بلکه آن زن مالک امر خود است و نجیب در جواب آن اگر چه حکم است
 زن امر خود را داده مگر عبارت در مختار مطابق آن نه افتاده زیرا که معنی من کان لها اختیار اینکه آن
 زن را اختیار تفریق است که نزد حاکم مرفعه کرده مفارقت سازد و همچنین عبارت در مجتبی من
 مستعمل میشود و نه اینکه کاشش نافذ نیست و جواب دوم غلط است چه قاعده اذافات الشرط
 قات المفروضه معاملات است نه در نکاح علامه عبدالمولی و میا طلی تمیز خطاوی در تعلیق الاثوار
 می نویسد قول کان لها اختیار فی ان ما ذکره شرط لا یقتضیه العقد فیصح النکاح و یبطل الشرط
 لان النکاح مما لا یبطل بالشرط الفاسد وان قلنا ان الزوج غارفا لغرور لا یوجب الرجوع
 الا فی ضمن عقد معاوضه او عقد یرجع لفظه الی العاقل کما ذکره انتهى و در جواب اول جواب سوم
 نیز مناسب مقام نیست چه اگر چه صاحب طهریه و غیره حکم کفر بیب شبیحین و غیره داده اند مگر
 اصح خلاف آنست چنانچه ابو شکور سلمی و علی قاری و غیره تصریح می سازند حق این است که من اگر
 ضروریات الدین کفر من لم ینکح لا یرى طلاق حکم کفر بدون تحقیق این امر که آنکس یا مکر ضروریات
 دین است یا نه مناسب نیست آنکه و چه دوم صحیح است که در ضمنی مستبعد و فاسق است فافق

ان تزوج بهذا الصبيته ولا الهنته ولا الابائ ولا الابناء ولا لاده انتهي وفتح القدير موجود است
 ولين الزنا كالمطل فاذ رضعت به بنتا حرمت على الزاني واما ابائه وابنائهم وان سقطوا انتهي رزقي
 بامرأة فولدت منه وضعت بهذا اللبن صغيرة لا يجوز لها الزاني ولا لامرئ من آباءه واولاده كالحج هذه
 الصبيته انتهي وكفاية مطبوعة ولوزني بامرأة فولدت منه فاضعت بهذا اللبن صبيته لا يجوز لهذا
 الزاني ان تزوج بهذا الصبيته ولا الاباء ولا الابناء ولا لاده لوجود البعضية بين هؤلاء وبين هذا الزاني
 انتهي ازمن عبارات معلوم می شود که آن رضیعه برای آن زانی حلال نیست و تبرای اصول و فروع
 و علت عدم حلت برای آن زانی نیست مگر آنکه آن صغیره جزو آن انی است شبها چنانچه
 در حلال می باشد و علت عدم حلت برای اصول این است که آن رضیعه شبیه جزو اصول است
 و علت عدم حلت برای فروع این است که آن صغیره شبیه جزو پدر ایشان است پس معلوم میشود
 که شبیه جزو ای جزو جزو پدر گوازد پس زنا باشد در حرمت رضاعت کافی است ورنجا نیست که
 در صورت مسؤله دختر مذکوره جزو پدر برادر زید است پس دختر مذکوره برادر زید حرام باشد
 علاوه آن اگر در صورت مرقومه سراج التیر و فتح القدير و قاضیهان و کفایه بجای صبیعی فرض کنیم پس
 ظاهر است که برای هم اصول و فروع زانی که از جنس اناث اند حرام خواهد شد اذلا فارق پس
 بنت و ابن زانی نیز بر و حرام خواهد شد و حرمت آن نیست مگر برای اینکه آن دختر برادر زادی رضاعی
 آن صبی از زنا خواهد بود همچنین در صورت مسؤله نیز دختر مذکوره برای برادر زید و برادر زادی رضاعی
 از ناست پس حرام خواهد بود و سوم نزد خفیه علت حرمت قرابت حقیقه بعضیه است و علت حرمت
 رضاع شبیه بعضیه کما فی الکفایه فی کتاب النکاح و حرمة الفرج مما یحتاج فیها حتی ان شبیه بعضیه بسبب
 الرضاع قامت مقام حقیقه بعضیه فی اثبات الحرمة انتھی و فی اللمایه فی کتاب الرضاع و اذا نزل الیک
 البنا فاضعت صبیها تعلق به التحريم لاطلاق النصف و لانه سبب التشو فثبت به شبیه بعضیه و هم در آن
 و لانه ان السبب هو شبیه الجزئیه و فلک فی اللبن بمعنی الاشاء و الانبات و هو قائم باللبن انتھی و مدار
 بعضیه و شبیه بعضیه در نجا این است که یکی جزو دیگر باشد الا لازم آید که سوای اصول و فروع دیگر
 کدای از حرمت قرابت و رضاعا نباشد بلکه مراد عام است خواه آن زن جزو آن مرد باشد یا آن مرد جزو آن
 زن یا آن جزو اصل قریب مرد باشد چون اخوات یا بنات الاخوة یا جزو صلبی اصل بعید باشد

مثانی شبه بخصیة نیست چه علی سبب نزول شیرست و آن برای اثبات شبه بخصیة
 کافیست چنانچه از هایدیه فتاوی شود در کتاب رضاع هایدیه مرقوم است و لایحه سبب
 نزول اللبن منها فیضاوت الیه فی موضع الحرة اختیار است و ان شاء الله و علمه اعظم
 هو الکلم الحق والصواب و عند هم الکتاب فتاوی خفیه درین مسئله در دو قول
 مختلفند یک طائفة بر آنند که مرضعه از لبن زن پذیرانی و اصول و فروع او حرام است چه از
 صاحب خزائن الفتاوی می نویسد لوزنی بامرأة فولدت منها فارضعت بهذا اللبن صبیة لا یجوز
 لهذا الزانی ان یتزوج لهذا الصبیة و لا لابنته و لا لابنه و احداه الا ان یتزوج من ابنته
 فولدت منها فارضعت بهذا اللبن صبیة لا یجوز لهذا الزانی و لا لاحد من آبائه و احداه ان یتزوج من ابنته
 الصبیة انتی و در طایفه می آرد رجل زنی بامرأة فولدت منه فارضعت بهذا اللبن صبیة لا یجوز لهذا
 الزانی و لا لاحد من آبائه و اولاده نکاح هذه الصبیة علی ما عرف من اصول اصحابنا انتی و در عنایه می نگارند
 لیس حلاله الوطی شرط الحرة حتی لوزنی بامرأة فولدت منه فارضعت بهذا اللبن صبیة لا یجوز لهذا الزانی
 ان یتزوج بهذا الصبیة و لا لابنته و لا لابنه و اولاده لوجود البعوضة بین هؤلاء و بین لوزنی
 انتی ملخصا و در مجمع الاغفر شرح ملحقی البحر میگوید لیس الزنا کما کلال حتی لوزنی بامرأة فارضعت به بنتا
 حرمت علی الزانی و آبائه و ابنائه و اولادهم و اولاد ابنته و اولاد ابنته و اولاد ابنته و اولاد ابنته
 فارضعت بهذا اللبن صبیة تحرم علی الزانی و کذا لو ولدت من آخر و ارضعت ولدا لا یجوز لهذا الزانی حرم
 علی الزانی نکاحها انتی و در خزائن اشتی می نویسد رجل زنی بامرأة فولدت منه فارضعت بهذا اللبن
 صبیة لا یجوز لهذا الزانی و لا لاحد من آبائه و اولاده هذه الصبیة انتی و بر جندی در شرح نقایه می نویسد
 نصید الزاویة بنا علی الغالب والمراد حرمة الرضیعة یعنی رجل یمکن لیس الرضیعة منه سوای کان بالنکاح
 او السفاح انتی لوزنی بامرأة فولدت فارضعت صبیة لا یجوز لهذا الزانی و لا لاحد من آبائه و اولاده
 ان یتزوج بهذا الزانی و طائفة دیگر بر آنند که رضیعة مذکوره نیز زانی حرام است و نه بر اصول و فروع
 و همین است علی سبب اختلافین چنانچه البیان مذکور در شرح نقایه می نویسد فی ذکر الزوج اشارت علی انه
 لوزنی بامرأة فولدت فارضعت بهذا اللبن صبیة فاما الزانی ان یتزوج بهذا الصبیة یجوز استی
 و غرض از این است که لوزنی بامرأة فولدت فارضعت صبیة جازان یتزوج بها

که در صحیح اعلیٰ اوئی مکن فی الحکایة انها محرم فاعمل بیده وایمن انتی ودر مختار فی الویلة المقدره
 فیها من بین الحمل الزانی لا یتعلق به التحريم انتی ودر رد المحتار فی آرد واکما حصل لما قال فی البهران
 مستند فی المذهب من بین الزانی لا یتعلق به التحريم وظاهر المخرج واما حیث ان المصنفه ثبوت قلت ودر
 فی شرح المصنفه انه لا یبدل عن الدرایه اذا وافقها روایه وقد علمت ان اوجیه مع روایه عدم التحريم انتی
 ودر فتح القدر مست ذکر الویری ان الحرمه ثبتت من جهة الام خاصه ما لم یثبت النسب فثبت
 من الاب وکذا ذکر الاستیعابی واما صاحب البیان مع وادیه لان الحرمه من الزانی للبعضیه وذلک فی الولد
 لنفسه لانه مخلوق من الله دون الابین اذ ليس الابین کائنا من منیه لانه فرع التفرع بخلاف الولد
 و التفرع لا یقع الا ما یصل من اعلی الی السفله لان اصل البیان کالحقیقه فلا انبات فلا حرمه
 بخلاف ثبوت النسب لان النسب و هو حدیث یحرم من الفضل ما یحرم من النسب اثبت الحرمه
 انتی ودر مختار فی آرد الوعی تشبیه کما کمال مثل وکذا الزنا وادیه لشرح انتی ودر مساعی
 در تعالیق الانوار علی الدر المختار فی الولد وادیه لای وادیه الارواح تشبیه بطلانیه مستند ودر
 در العاقب فی آرد فتیله بالزوج لانه یولد فی بامراه فثبت منه وادیه بینه بآراء اصول الزانی
 ودر وادیه الزوج بها کذا اختاره الویری وعلیه بیری الاستیعابی و صاحب البیان مع وجمعه فی الجمله
 کما کمال ودر بزم به قاضی خان واول ابو جعفر انتی هرگاه که امر محقق نشاید میگویم که نکاح برادر زانی
 با رضیه مذکوره جایز است با اتفاق فقهاء امامیه و ظاهر ثانیین جواز ظاهر است چه هرگاه رضیه
 مذکوره بر زانی و اصول و فروع سلال تشدید بر زانی بطریق اولی عبارت خواهد شد و اما نزد طاکف
 اعلیٰ پس بن همام در فتح القدر آورده فی پنجلیس من علامه الناطقی عن الشیخ ابن عبداللہ البحرانی
 ان کان یقول فی الدرر السلیح ان تزوج بالصبیة المرفقة ولا لایا بعد وادیه و الا لاح
 من اولاده و لعم الزانی التزوج بها کما یجوز بالصبیة التي ولدت من الزانی لانه لم یثبت نسبها
 من الزانی حتی ینظر فیها حکم القرابة والتحريم علی آباء و اجداده لاعتبارها بکرمیه و البعضیه بینا و بین لحم
 انتی و بر ظاهر است که در برادر و عم فرقه نیست هرگاه نزد طاکف اعلیٰ رضیه مذکوره بر عم زانی
 سلال مشروط علقش بر برادر چه شک ماند و صاحب تحریر علقش برای عم زانی و خال زانی اتفاق
 نقل کرده عبارتش این است ظاهر کلام ان هذه الصبیة لا تحرم علی عم الزانی و خال اتفاقا لانه لم یثبت

عبارت اینست که در بزم به قاضی خان و اول ابو جعفر انتی هرگاه که امر محقق نشاید میگویم که نکاح برادر زانی با رضیه مذکوره جایز است با اتفاق فقهاء امامیه و ظاهر ثانیین جواز ظاهر است چه هرگاه رضیه مذکوره بر زانی و اصول و فروع سلال تشدید بر زانی بطریق اولی عبارت خواهد شد و اما نزد طاکف اعلیٰ پس بن همام در فتح القدر آورده فی پنجلیس من علامه الناطقی عن الشیخ ابن عبداللہ البحرانی ان کان یقول فی الدرر السلیح ان تزوج بالصبیة المرفقة ولا لایا بعد وادیه و الا لاح من اولاده و لعم الزانی التزوج بها کما یجوز بالصبیة التي ولدت من الزانی لانه لم یثبت نسبها من الزانی حتی ینظر فیها حکم القرابة والتحريم علی آباء و اجداده لاعتبارها بکرمیه و البعضیه بینا و بین لحم انتی و بر ظاهر است که در برادر و عم فرقه نیست هرگاه نزد طاکف اعلیٰ رضیه مذکوره بر عم زانی سلال مشروط علقش بر برادر چه شک ماند و صاحب تحریر علقش برای عم زانی و خال زانی اتفاق نقل کرده عبارتش این است ظاهر کلام ان هذه الصبیة لا تحرم علی عم الزانی و خال اتفاقا لانه لم یثبت

میبایست الزانی حتی بظهر فیه حکم القراجه و التحريم على اولاده عند القائلين به لا اعتبارا بجزئية والبيضة
 ولا جزئية بينهما وبين عم الزاني وانما ثبت هذا في حق المتولد من الزنا فكذا في حق الرضعة
 لبن الزنا اتفق وجهين است در هر فائق و اگر بمنزله تقرير كفايت نشود و صاف بهرست طایفه
 پس عبارت در مختار که در تحت قول صاحب در المختار و حرم الكل عام تحریمه نسبتا و صاف بهر
 و رضاعا واقع است ملاحظه شود و آن این است مقتضی قوله و الكل رضاعا مع قوله سابقا و لو
 حرمة فروع المزیته و اصلها رضاعا و فی القستانی عن شرح الطحاوی عدم الحرمة ثم قال لكن فی الظاهر
 و غیره انه يحرم كل من الزاني و المزیته على اصل الآخر و فرع رضاعا و مقتضی تقييده بالفرع و الاصل
 انه لا خلاف فی عدم الحرمة على غیرهما من الحواشي كالإخ و العم انتی هذا جوابی و علی الله جل جلاله
 اعتمادی فی كل ما لطف به لسانی او آیه فوادی حالا بتحریر مسامحات بحیب مواقع و تقریر دفع خدش
 متنازع و جرح کلامش بصورت شرح قولنا بقول میبایست قوله و بعض می گارند که محل خلاف آنرا اقول
 این تقریر را صاحب بجز ذکر کرده است لیکن صاحب المختار قائلان کرده باین عبارت حال کلام
 صاحب فتح القدير ان فی حرمة الرضیعة بلبن الزنا علی الزانی و کنه علی اصوله و فروع و یقین کما
 صرح به القستانی ایضا و ان الاوجه و ایه عدم الحرمة و ان ما فی الخلاصة من انها لو ارضعت لابن
 الزانی تحرم علی الزانی مود و لان المسطور فی التلب المشهورة ان الرضیعة بلبن غیر الزوج لا تحرم علی
 الزوج و ما فی الفتاوی اذا خالف ما فی المشاهیر من الشرح لا یقبل هذا تقریر کلام الفتح و قد وقع
 فی فهمه خطا کثیر من اذعاه فی ایحرم من ان محل الخلاف اصول الزانی و فروع و انها لا محل للزانی
 اتفاقا قائلی پس معلوم شد که دیون قول فقهارا فقط و قول است که سابقا مذکور کرده ام
 و قول ثالث از کلام ایشان غیر ثابت قوله و از بیان بعض معلوم می شود که لبن زنا آنرا اقول
 این قول قول همان طاکفه است که رضیعه کلبن زن را بر زانی و اصول و فروع حرام می گویند
 و با وجود این تصریح میبایست که برادر زانی و عم و خال او حلال است کما مر مفصلا قوله و اوفق
 باللیل اقول سابقا از تسامیق الاطوار منقول است که اوفق بالدرایة عدم حرمت است و ان فتح
 و غیره که نشسته که عدم حرمت اوجه است قوله و فتوی بر همین باید و ادا قول هرگاه فتوی محققین
 حنفیه مثل صاحب فتح و صاحب بجز و صاحب نهر و غیره بر قول عدم حرمت موجود است

جائی باید و شاید باقی مانده در رد المحتاری آرونی فضاء و الفتاوی من البحر من انه اذا اختلف
تصحیح و الفتوی فالعمل بما وافق المتون اولی و کذا لو کان احدی هما فی الشروع و الاخر فی الفتاوی
یا صرحوا بین ان فی المتون مقدم علی الی غیره و فی الشروع مقدم علی فی الفتاوی مگر نه اینست تصریح
تصحیح کل من القولین و مالی عدم تصریح اصلا اما لو ذکر استسکاة فی المتون و لم یصرحوا بتصحیحها
بل صرحوا بتصحیح خلافها فقد اخذ العلامة قاضی بنزوح الشانی لانه تصحیح صریح استی و بر ظاهر است که بین زنا
کا کحلال اگر چه در بعض متون و در بعض فتاوی مذکور است لیکن شرح محققین قول عدم حرمت را
مفتی به گفته اند و ارباب متون بر حرمت فتوی نه نوشتند بلکه فقها کفایت بر ذکر لیس الزنا کا کحلال
ساختند پس لاجرم فتوی شرح معتبر خواهد شد و موافق او فتوی داده خواهد شد نه بر لیس الزنا
کا کحلال که معری از فتوی است قوله چه در اصول ثابت شد آنرا اقول در تعارض مساو است
متعارضین شرط است بود در ما نحن فیه دلیل عدم حرمت قوی دارد چنانچه از عبارات سابقه
موضع است و دلیل حرمت ضعیف دارد که ما سنین عنقریب قاین التعارض و این ترجیح التحريم
قوله بناء علی هذا کلام برادر زید باین دحض جائز نیست اقول این حکم عدم جواز بنا بر مذاهب حنفیه
مستثنی از دلائل است محض غلط است چه جمله فقها اتفاق دارند که برادر زانی و عم و خال و
رضیع از لیس زنا کحلال است و آنانکه حکم تحریم میدهند آنرا مخصوص بزانی و فروع و اصول مساوی
کما من البحر و رد المحتار مصرحا و اگر حکم عدم جواز قطع نظر از تصریحات فقها حنفیه است پس ان
گفتگو نیست چه سائل حکم جلالت و حرمت را بنده بذهب حنفی مستفسر است نه بجز عقل مع قطع نظر
عن النقل قوله اول اینکه در رد مختار مرقوم است آنرا اقول صاحب رد مختار در زیادات کلمته
لوحین زنا تبعیت منخ الغفار کرده و صاحب منخ الغفار آنرا از عبارات بحر که تحجیب نقل کرده است
انخذ کرده و صاحب بحر از فتح القدر نقل کرده و این جمله عبارات در فصل المحرمات واقع شده
و خود صاحب فتح و صاحب بحر در کتاب الرضاع و لیده زنا را بر عم زانی و خال زانی حلال است
نوشتند و همین قول را اوجه گفته اند پس معلوم شد که عبارات فصل محرمات موافق مشهور واقع
شده اند و معتدیان است که در بحث رضاع واقع شده است فان المسئلة اذا كانت مصرحه
فی موضع بغیر علامه فتوی و کان خلافا مع صاحبها بملی موضع آخر بعلامه الفتوی کان الاعتماد علی هذا

لا اذک کما لا یجوز علی من طالع رسم الفتوی و آنچه در فتاوی قاضی خان منقول شده معلوم میباشد
فتوی نیست و الاعتبار لمافی الشروح لا لمافی الفتاوی لایما اذا کان مافی الشروح معلوماً بالفتوی
صوابه فی الواقع قوله ازین عبارات ظاهرست آنچ اقول آری اگر چه ازین عبارات حرمت غیر
برادر ازین ظاهر لیکن فتاوی تحقیق شریع بر خلاف آنست و براین مسئله اینست که در باب
حرمت بسبب قرابت بعضیه معتبرست حقیقه و چون ولیدیه و ناچیه زانی است حقیقه
لاجرم بران حرام خواهد بود اما چون بعضیه شرعی غیر معتبرست لهذا الفتوه ولیدیه و ناچیه زانی
و اجنبی نیست و نه میراث از زانی خواهد یافت و یا بطل احکام بعضیه بران شرعی جاری نیست
پس این بعضیه در حق برادر زانی و عم و خال او معتبرست به بعضیه شده و آن در باب قرابت
موجب حرمت نیست تا قوله و این نیز پیدا است که آنچه از نسب حرامست از جنس حرامست
آنچ اقول اگر مراد به نسب پس غلطست چه فقها نسب کی صورت را از حدیث بحرم من الرضاع
ما یحرم من النسب ثنی ساخته اند کما یظهر من مطالعه شرح الوقایه و الدال المختار و غیره و اگر مراد
جزیه است پس در شکل دل نتیج نیست قوله دوم اینکه آنچ اقول کسی را اگر زانی امر نیست که
کدامی فتویه بطرف حرمت رضیه ازین زنا بر زانی و اصول و فروع او نرفته تا نقل این عبارت
که دال بر حرمت است نافع شود بلکه مقصود اینست که اگر چه یک طائفه فتوا بطرف حرمت رفته
لیکن مفتی به نزد ارباب نظر و تدقی حلت است و نیز حلت رضیه مذکوره برادر زانی و عم
و خال و متفق علیه است کما مر سابقاً و لا قول پس معلوم شد که شبه جز و اجزاء آنچ اقول از دلالت
و بجز و غیره حلت رضیه مذکوره برادر زانی و عم او منقول است و فتوی بمنقول باید داد نه بامر
معقول ساکن که سوال از حلت و حرمت ساخته عرض و اینست که نزد حنفیه حلت است
یا حرمت نه اینکه در نهی مفتی به چه خواهد بنویسد پس چون وجه اینچه بود و خواهد نوشت به آری اگر
جزیه است که مسئله یا فتیه نمی شود البته استنباط عقلی را محال بود و این ها بدین در کتاب
الطهارت و رد المحتار می نویسد بحث فی المنقول غیر مقبول انتهى علاوه ازین فی لفظه این
تقریر هم منظور است زیرا که این زنا را و طایفه ذرات را شرعاً اعتبار نیست پس و عم و خال و دیگر
حواشی شبهه البعضیه درین مقام منجز به شبهه اشبهه می شود و در بدایه و غیره مصرح است

از اعتبار تشبیه لا لائلا دل منافی این شبهه موجب حرمت برخواستن نمی تواند شد
 قوله علاوه آن آنخ اقول این علاوه محض غلط است چه هرگاه در صورت مذکوره بجای صبی
 صبی فرض کرده شد حرمت بنت این الزانی بر او اگر مرد از این الزانی همان این است که از این
 فرزیده تولد شده است بدین وجه است که این فرزیده برادر رضاعی آن رشع است و نسب او
 از جانب ام ثابت است پس بنت این الزانی دختر برادر رضاعی شده و اولاد برادر
 رضاعی بر برادر رضاعی اگر چه رضاع هر دو از این زن باشد بسبب اینکه آن هر دو جزو مادر امر
 معلوم است نه اینکه آن دختر برادر زادی رضاعی آن صبی خواهد بود که اگر صاحب السلاوة
 و مراکخن فیه دختر رضاعی از این زن باشد برادر واقعی است و کمین فرق بین او اگر مرد از این الزانی
 این او از نکاح نیست پس حرمت دخترش بر رشع مذکور عدم حرمتش از این فیه خارج است
 پس قیاس ما نحن فیه برین صورت مفروضه مستقیم است و ایسوم نیز چه فیه آنخ اقول فی الواقع
 و ریاسا نسب حقیقه استغنیه معتبر است و در رضاع شبهه بعضیه کجاست و این حرام مشبه
 بعضیه منجر به شبهه تشبیه می شود و اعتبارش نخواهد شد قوله چارم اصل در ریاسا حرمت رضاعیه
 زن آنخ اقول حدیث یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب عام مخصوص است کما صح به
 الفقهاء و المحدثون و تخصیص عام مخصوص بقیاس جائز است کما هو مصرح فی التلویح و غیره من
 استنباط اصول قوله پس و المعارض است آنخ اقول هرگاه در عبارات فقها تعارض واقع شود
 منتهی را لازم که بر قوی محققین عمل سازد و چون بر تشکیک صاحب کشیش اعلام فقها قوی دادند
 تعارض عبارات مثل صاحب در مختار که هرگز مالکیت با صاحب نکاحین ندارد چه ضرر
 خواهد رسانید قوله محل نظر است بدین وجه آنخ اقول چون در رضاع شبهه بعضیه معتبر است
 و در این حرام مشبه منقلب بشبه تشبیه می شود و اعتبار آن نشاید و لهذا فقهاء عظام
 حکم خدا را برای اصول زانی بجم و فروع هم داده اند و آنکه قائل تحریم اند احتیاط باعتبار
 شکاکت صوری ساخته اند و هو المقصود فی الجواشی پس قول مجیب دآن برای حرمت این
 کافی است چنانچه در این حلال غیر مسلم است قوله پس اولاً معارض است بعبارت منقول آنخ اقول
 تعارض مفتی به و غیر مفتی به از جانب روزگار است قوله این عبارت معلوم باشد و آنخ اقول فی فی

صاحب فتح ہم صحت رضاعت میں ملل بقیہ مضیہ بیان کیکن اعتبار شبہ الشبہ غمی سازد قولہ ثالثا الخ ابو
جوابہ ما عرفت انفا ہذا ما خطر فی خاطر من الایرادات علی الجیب علی اللہ التوکل فی کل ما اعلم والیہ انیب
وانا الراعی عفوریہ القوی ابوا حسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ اکلہ و انحنی و حفظہ عن موجبات
الغی حررتہ فی ثلث جلسات آخری فی لیلۃ السبت الخامس عشر من المحرم من سنۃ تسعین بعد الا
والمائتین من ہجرۃ سید الثقلین علیہ و علی آلہ صلوٰۃ رب الشکرین

۲۸۵
فتاویٰ اہل اسلام کہ ہنود اور یہود و نصاریٰ سے اور مجوس سے سو لینا جائز ہی یا نہیں
زید کی دختر صاحب کو ہندہ زوچہ پر اور یامون زوچہ پر دودھ پلایا خالہ و خسر ہندہ سے براہ حقیقی زید کو
عقد کرنا جائز ہے یا نہیں اور خالہ ہمشیرہ رضاعی صاحبہ ہے یا نہیں اور زید پر حرام ہے یا نہیں
ہوالمصوب جواب اول دارالحرب بین اہل اسلام کو کفار سے ہنود و یون یا یہود
یا نصاریٰ امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک سو لینا جائز ہے جیسا کہ ہادیہ وغیرہ بین سب
لاریو ابین اسلام و الکافر فی دارالحرب لیکن بلاد ہند جو قبضہ نصاریٰ میں ہیں دارالحرب نہیں ہیں
انہیں کافر سے سو لینا نہیں جائز ہے جواب ثانی دوم خالہ ہمشیرہ رضاعی صاحبہ ہوتی
لیکن نہ وہ زید پر حرام ہے نہ اس کے برابر پر جیسا کہ در مختار وغیرہ میں مصرح ہے
و قس علیہ یعنی فی اکل اخت انیہ و بنتہ و اللہ اعلم حضرتہ الراعی عفوریہ القوی
ابوا حسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ اکلہ و انحنی

۲۸۶
فتاویٰ چہ مدفنہ رائد علمای دین و دین سید از روی شرح شلاہندہ کی لڑکی نے
سلیمہ کا دودھ پیا اس حالت میں کہ جب اس لڑکی کی عمر دس برس ہو جائے گی تو وہ دوسرا
خواہ ایک روز خواہ دو روز خواہ زیادہ اس سے کہیں بہر تقدیر چھ ماہ کی زیادتی نہ تھی
تو اس صورت میں ہندہ کی لڑکی کا نکاح سلیمہ کے لڑکے کے ساتھ شرعاً ہو سکتا ہے یا نہ
اور رضاعت و خصیت ثابت ہوئی یا نہیں بنیوا تو جروا

ہوالمصوب جواب جو رضاعت بعد دس برس کے ہو اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی
اور شرعاً حکم رضاعت و خصیت بھی نہیں ہوتا ہے ہوا امام محمد بن سہبہ لا یجوز ان رضاع
الا ما کان فی الحولین فما کان فیما من الرضاع وان کان مریۃ واحدة نہی تحریم کما قال عبد اللہ

از تحصیل عمر تان قطع اٹا وہ مکان بر سر محمد صاحب پیشکار در سلاہندہ در دین و دین

ابن عباس وسعيد بن اسيد وعروة بن الزبير وما كان بعد الخوئين لم يحرم فيها لان الله
عز وجل قال والوالدان في حريمكم اولادهم خوليتن كما طيبين لمن اراد ان يقيم الرضا عيشته
فيهم الرضا عيشته كولا ان فلا رضا عيشته بعد ما بها تحريم شيئا انتهى والله اعلم سره الراعي
عفو ربه القوي ابو الحسنات محمد عبد الله بن سجاد السعدي بن سبب الجلي وانتهى

شفقتاً سوال کیا فرماتے ہیں علمای محققین : واقفان رموز مشربیت
 اس صورت میں کہ ہندہ نے فحیدہ کو دودھ پلایا بعد از رضای مدت رضاعت زید نے
 ہندہ سے زنا کیا پس اب زید ساتھ فحیدہ کے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں اور اگر دیکھو فحیدہ کا
 نکاح قبل اس دریافت کے ہو چکا ہو تو اونکو اب کیا کرنا چاہیے آیا اونکو جدا ہونا چاہیے یا
 بدلتنا ؟ قمری مخلص قایم رہیگا جواب ان امور مستفسرہ کا بحوالہ سند معتبر تحریر فرمائیے بیوا تو جوا
 ہو المصوب جواب زید ساتھ فحیدہ کے نکاح نہیں کر سکتا ہے بھرا الیقین ہی

و بحرمة المصاهرة الحركات الأربع خرمته المرأة على اصول الزاني وفروعه نسبا و رضاعا و حرمة
اصولها وفروعها على الزاني نسبا و رضاعا كما في الوطى الحلال انتهى اوسمه والمختار من هو في البرزخية

المشاركة في القاسد بعد الدخول لا يكون الا بالقول كخليفة بديك وتركيب انتهى والله اعلم
 حرره الراعي عفو ربه القوي ابو الحسنات محمد عبدالحق تجاوز الله عن ذنبه الجلي والنجي

۲۸۸
 مفتاح البصر للرحمن الرحیم و مخدہ و فصلی علی رسول الکریم و اکہ و اصحابہ و واجب التعلیم
 کیا فرماتے ہیں علمای دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مثلاً ایک شخص اور اسکی ہمشیر
 اور اسکی زوجہ اور والدہ زوجہ ایک مکان تاریک و تنگ میں سوئے ہوئے تھے ناگاہ
 وہ شخص خواب سے اوٹھا اور اپنے کو پر شہوت پایا اور اپنی ہمشیرہ کو جگائے اور اوٹھائے لگا
 تاکہ وہ اسکی زوجہ کو جگا دیوے اتفاقاً ہاتھ اس شخص کا زوجہ کی والدہ کی ران پر پڑ گیا اور
 گرمی اور حرارت بدن کی بھی اس شخص کو معلوم ہوئی مگر فوراً اس شخص نے اپنے ہاتھ کو
 پیچ لیا پھر احادیث میں کیا آیا اس حالت میں مساس بالشہوت پانی گئی یا نہیں اور کونسی
 مساس شرع شریف میں معتبر ہے آیا حالت شہوت میں ایک انگشت یا دو یا تین یا جمیع
 انگشت مع چیزے کف دست پڑ جانے سے بھی زوجہ اسکی اور اصول و فروع اس عورت

از مقام شاه پیر که در صومعه بود و آنجا که من و منشیان و صفی و سید و از دیگران

از شهرت ایشان در اول و دوم و در شاه جمیع ادیب صاحب و سلاطین مولوی
مخبر و رفیع و صاحب صاحب و تکریم و شرف و صرف و ۱۲۹ هجری روز پنجشنبه

مسوہ کی اوس شخص پر نزدیک ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حرام ہو گئی یا نہیں اور اگر حرام ہو گئی
 تو کون سی شکل میں ہو گئی اور فتویٰ علمای کرام کا کون امام کے قول پر ہے مینا تو ہر دو صاحب
 پر والمصوب سب اس صورت میں زوجہ حرام ہو گئی اوسکا ترک کرنا لازم ہو رہتا ہے
 علی ام امراتہ حرمت علیہ امراتہ مالم یظهر عدم الشبهة و فی ہن لا تحرم مالم یظهر الشبهة اتفق اور
 بھی اوی میں ہے والفرق بین المس والظن بالشبهة بین عمد ولینان و خطاء و اگر اتفق و ان
 تحریرہ الراعی عدویہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی بن جواد الشیخ ذنبہ علی و فتویٰ ابو الحسنات
 استفتا امام احمد الرحمن الیوم سوال علمای متقدمین و متنبیان شریعتین مسائل
 اول بین کیا فرماتے ہیں۔ اس مسئلہ جماعت کو اپنے لڑکے یا لڑکی کا عقد الی شیع کے ساتھ کرنا جائز
 ہے یا نہیں بھروسہ نہیں جائز ہونے کے اگر عقد ہو جائے تو بے ثبوت ہے کیا راستہ اور
 مسئلہ سب الی شیع و سنت و جماعت میں پارکان لازم و غیر طریقہ بین اتفاق نہیں ہے تو
 ایسی حالت میں ازوی مسائل خورد و نوش بشمول الی شیع جائز ہے یا نہیں فقط عرض کر
 اسی وقایع پر جو کہ فرما رہے ہیں جو فرمایا ہے امیر من نعم بھائی ہندو لادھو شیشی اور ضلع ساہی
 جو المصوب سب بعض فرقہ شیعہ کے کافر ہیں اور جسے منافقت و موافقت و جماعت نہیں
 جائز ہے مثل اوسکے جو کہتے ہیں کہ علی علیہ السلام نے خطابی یا علی آنحضرت علیہ السلام
 و علم سے افضل تھا اور ایسے ہی جو حضرت عائشہ کو تحت زنا کی کہتے ہیں اور بعض مستحق
 فاسق ہیں جیسے ثابت بن ابی اسلمہ منافقت و غیرہ درست ہے مع الکراہیہ رد المحتار میں ہے
 ان بعضی ان کان یقتل الا بالیہ فی علی او ان ہر مل خطا و غلط فی الوعی او کان یکر محبہ علی
 نوکات ان بعض القوی لہ فی الدین بکارت ما او کان بعض علی الی سبب اسکا بہ نادہ منوع لاکافر شعی
 لہ قتل و المذبح تحریر الراعی القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی بن جواد الشیخ ذنبہ علی و فتویٰ ابو الحسنات
 استفتا امام احمد الرحمن الیوم سوال علمای متقدمین و متنبیان شریعتین مسائل
 شیعہ کے ساتھ کیا اور جیسے حق بطریق الی شیع کے جاری ہوا بعد چند روز کے یعنی بعد سے
 و یا شریعت جسدہ لہ شیعہ ہر سے شخصیت لیکے ان کے مکان میں آئی اور وہاں بیٹھ کر
 اور خطا ان کو قتل ہے اور لڑکے کو خوشہ اوسکے خراب ہو جائیگا ہے اس صورت میں زید و ف

ازہ فی ضلع اڑھ مکہ نصف صاحب کا ہوا ہی تا بہ شیشی سبب انھیں صاحب نے
 کہہ دیا اسی حضور کا کہہ دیا اوسکا جواب کی شکل اسی جواب کے لکھا گیا

نکاح کا وہ جو زنی اور اولاد کا ہوا

مقتضای استدلال آنست که نکاح با الفاظ صریح کرده شود و در خزانه الروایات می آید که انبیاء علیه السلام
 سئل عن رجل قال لرجل و دختر خویش فلانة بمن وادی گفت دادم وی گفت بدیدم
 او قال لامرأة خولیتن بمن وادی او قال ده فقال دادم فقال هو پذیرفتم هل یعتقد النکاح من
 اختلاف المشایخ عند بعض الایمعتقد حتی یقول بنی دادم و عند بعض بكون نکاحا بدون ذکر
 ذلک هو الاصح لان لفظ الاعطایة بنی عن التملیک والنکاح بلفظ التملیک جائز عندنا است
 و در جامع مقدمات شرح مختصر قدوری می آید فی النکاح سئل عن قال لامرأة بحضرة الشهود
 و دختر خویش بمن وادی فقال دادم هل یعتقد النکاح فقال نعم لان الناس یعارفوا التزویج به
 اللفظ وان لم یتفقوا بلفظ النکاح لان النکاح یعتقد عندنا بلفظ الیه خلافا للشافعی است
 و در مجمع التوازل بنویسد عن نجم الدین النسفی ان قوله و دختر خویشن مراد وادی او بمن و ده لایه ان
 یقول بنی ده و یقول الاخر بنی دادم فاما بدون ذلک الی یعتقد النکاح عند بعضهم و عند
 بعضهم یشک فلا بد من هذه الزیادة لتصیر المسئلة متفقة علیها انتهى و اما علم حشره الای
 عتور به القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تاجه زاهد عن ذنبه انجلی و انجلی
 استفتا چه میفرمایند علمای دین کثر بهم الله تعالی و بصورت مسکوله که یک شخص جماعت
 خود را دعوت خطبه داد و مردمان جماعت بدعوت خطبه جمع شدند و در مجلس خطبه در میان ولی
 و دختر ضمیمه و ولی پسر ضمیمه ایجاب و قبول با الفاظ دادم و پذیرفتم جاری شد و بعد از بالغ شدن
 پسر و آنکه دختر از او طلاق گرفتند و هنوز پدر پسر یا مخطوبه پسر خود نکاح کردن میخواهد و میگوید که
 نکاح پسر من نشده است پس بایجاب و قبول که با الفاظ مذکوره و در مجلس خطبه جاری شده است
 و دختر مخطوبه به مخطوبه پسر ششدر یانه و بعد ازین بر پدر مخاطب نکاح و دختر مخطوبه جائز است
 یانه بینوا تو جسد و اجرکم الله فی الدارین

هو المصوب و ان النکاح بالفظ دادم و پذیرفتم اختلاف مشایخ حنفیه است بعض
 حکم بالعقار و بیانه در بعضی نه و در کتب معتبره قول اول را صحیح گفته اند و در خزانه الروایات
 می نویسد فی النکاح سئل عن رجل قال لرجل و دختر خویش فلانة بمن وادی گفت
 دادم و بنی گفت پذیرفتم او قال لامرأة خولیتن را بمن وادی او قال ده فقال دادم فقال پذیرفتم

بل یعتقد النکاح فیہ اختلاف الشیخ عند بعض لا یعتقد حتی یقول بفسد دائم وعند بعض کون النکاح
 بدعا ذکر ذلک وصلاح النہی پس بنا براین روایت اصح در صورت سوال نکاح صغیر و صغیرہ
 منعقد شدہ و پدر صغیر یا بکدای طرح جائز نیست کہ آن مخطوبہ و منکوحہ پسر یا نکاح خود آرد چہ در حق
 الابن از مختاریات است خواہ بزوجت صحت آمدہ باشد یا نہ بنص قولہ تعالیٰ و حلالا لک انکاحکم انفسکم
 من اھلکم و در مختاری نوید و زوجہ اصلہ و فرعہ و لو پسیداد حل بہا و لا و انشد علم حررہ الابی
 عفور بہ الفتوی ابوالاحسنات محمد عبدالحی بنجاوز اللہ عن ذہبہ النکاحی و انھن
 تنقضا عورت بیوہ کا نکاح کسی حالت میں ایام عدت میں ہو سکتا ہی یا نہیں
 ہو کسی نے اگر ایسا نکاح کر لیا تو ناکح اور منکوحہ کیسے گنہگار ہو سکے اور اس سے توبہ کیسے
 کی جائے اور ایسی محفل میں شریک ہونا اور نکاح پر ایسا گناہ ہے یا نہیں فقط
 ہو لم صوب حالت عدت میں کسی طرح سے نکاح نہیں درست ہے اور تبصر قرآنی اسکی حرمت
 ثابت ہے قال اللہ تعالیٰ وَاَلَا تَعْلَمُوْا عَقْدُ النِّكَاحِ حَتّٰی یَبْلُغَ الْكِتَابُ اَنْیَکَ اور مترکیب اس فعل کا
 ترکیب گناہ کبیرہ کا ہے اوپر توبہ لازم ہے جس طرح سے اور کہا اتر سے توبہ ہوتی ہے اور ایسی
 محفل میں شریک ہونا اور نکاح پڑھنا باوجود علم اس امر کے حرام ہو و انشد علم حررہ ابوالحسنات محمد عبدالحی عفا عنہ
 تنقضا کیا فرماتے ہیں علمای دین ان مسئلہ میں کہ ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے
 سوا اور کسی مجتہد اور عالم کو جو اونھوں نے کوئی مسئلہ خلافت ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے
 کہا ہو تو اوکی تضلیل اور اونکو گمراہ کہنا درست ہے یا نہیں اور گمراہ کہنے والے پر شرعاً کیا حکم
 اور داؤد ظاہری گمراہ ہے اسلئے کہ وہ ظاہر چلتا تھا ایسا کہ ناروا ہے یا نہیں اور داؤد ظاہری
 بطریق گمراہ کہنا یا اس مسئلہ میں خاص کر کے جو داؤد ظاہری نے ربنا یتلّم اللّٰہی فی مجور کلمین
 کہا ہو کہ اگر بیبیہ کو دین ہو تو حرام ہے والا نہیں اس کہنے کے سبب داؤد ظاہری کو گمراہ کہنا
 جائز ہو یا نہیں اور داؤد ظاہری کے کہنے کے موافق اگر کسی نے عقیدہ رکھا تو کیا وہ بھی داؤد ظاہری
 کے شریک گمراہ ہوا یا نہیں اور اس عبارت سے تفسیر آیات الاحکام کا کیا مطلب و مراد ہی پھر ربانی
 است میں دو قیدین ذکر کیں ہیں ایک اللّٰہی فی مجور کلم و دوسرے من ربنا یتلّم اللّٰہی و خلّتم
 من پہلے قید اتفاقی ہے اور حضرت علی رضی سے مروی ہے اور داؤد نے کہا ہے کہ جو بیبیہ

از قبیلہ جہدہ سرخ رو قریب آباد تھا کہ ایک روز در سلاطین و سلاطین
 بہاہ جاری ثانیہ سلاطین جہدہ

رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بر تقدیر صحت و نفوذ یا دونوں امر ہوسکتے ہیں لہذا اگر کسی نے نکاح بھی باطل ہو گیا اور پھر کہ
 عمل میں نکاح کے وطن سے مستقر ہو ایسا نہ ہو منع عمل شمار کیونکہ ایام صحت معلوم ہوا اور تقدیر علم باطل
 زید نے وطنی کیا تو کیا لازم آیا گناہ یا اطلاق نکاح یا دونوں پر کیونکہ اس پر یہ ہندو سے تہذیب
 نکاح کرے یا نہیں و نیز اگر کفر و نکاح حکم قرآن و حدیث سے ہے یا نہیں کہ شرعاً ہے یا اگر چہ
 قول فقہانہ ہے تو اس قول سے صحت کی دلیل متبع فقہانہ کے سوال و یہ ایک صورت
 تہذیب و تمدن کی نسبت ہے کہ اگر تہذیب و تمدن کی نسبت ہے تو یہ تہذیب و تمدن کی نسبت ہے اس
 مرتبہ کے مذہبان سے قبول کیا اور بدل سے کیونکہ غایت شرم و خیرت کے وقت صحت
 دوم بخود رہی قبولی اس صورت میں نکاح صحیح ہوا یا نہیں اس صورت میں کیا نکاح صحیح و یا
 یہ تہذیب کے نا اتفاقی ظاہر ہوئی و تازہ دلی قائم رہی اور پھر کئے کے عورت نے قبل گذر نے
 ایام صحت کے اس خیالی سے کہ میں نے نکاح قبول ہی نہیں کیا صحت کیا یا بیہوشی و دوسرے
 صورت سے نکاح کر لیا تو نکاح صحیح ہوا یا نہیں پھر یہ نکاح کرے یا نہ کرے یہ نکاح کرے تو اب
 اس پر تو اس پر تہذیب کے ہونے کی صورت میں یا نہیں حالانکہ ہر تہذیب و تمدن میں ہونے
 یا اس حد تک کہ تہذیب کی ضرورت نہیں ہے بلکہ صحت نکاح کرے سوال سے نکاح صحیح
 کی تکوید نے اگر شرک کیا خواہ کفر و نکاح ٹوٹ جائے یا نہیں یہ تقدیر ٹوٹ جانے کے لیے
 کرنے سے قبل بیان کہ عود کر آنا ہو یا نہیں عود کرنا چاہیے نکاح کی ضرورت ہوتی ہے یا تو ہر دو
 ہوں یہ تہذیب جواب سوالی عمل نکاح صحیح ہو گیا اور زید وطنی کرنے سے بعد نکاح کے
 گناہ نہیں ہوا اور اب حاجت تہذیب نکاح کی نہیں ہے رد المحتار میں ہے نکاح حلی
 من لا یحضرہ یأثم قال ابو یوسف الاصح والفتوی علی قولہما کہ فی القسہ انہی انہی اور در مختار میں
 نکاح الزانی علی لہ و علیہما اتفاقاً انہی جواب سوال دوم اول صورت سے اگر چہ وقت
 نکاح قبول نہ کیا لیکن جب شہر کی نجاست و خلوت پر بلا گراہ راضی رہی وہ نکاح جائز
 ہو گیا پھر ائمہ میں ہے لو ظاہر ضابطہ ان یوں اجازہ صحتی ان ہذا اجازہ انہی اور در مختار
 ہوا لیکن من لوطنی کا لا اقرار انہی اور جب نکاح جائز ہوا بعد فوت شوہر کے اوپر حدت واجب
 ہوئی اور قبل گذر نے ایام حدت کے ہوا و سے نکاح کر لیا وہ نکاح فاسد ہو گیا اب اس نکاح کا

فسخ کرنا دونوں پر اور شوہر ثانی کا ایسا لفظ کہنا جس سے مضمون ترک بکھا جاوے جیسے
 ترک نکاح یا خلعت سہیاک واجب ہے اور بعد اس فسخ کے عورت پر لازم ہے کہ عدت
 مثل عدت طلاق کے بیٹھے در مختارین سے وکل واحد منها فسخ و دخل بہا و لانی الاصح خروجہا
 عن المعصیۃ بل یجب علی القاضی التفريق بینہما و یجب لعدۃ بعد الوطی لا الخلوۃ للطلاق بالموت
 من وقت التفريق او متارکۃ الزوج انتہی اور رد المختارین ہی تقدیم فی باب لہران اللہ دخول
 فی النکاح الفاسد موجب لعدۃ و مثل لدنی البحر بالتزوج بلا شہود و نکاح المعدۃ انتہی بلخصاً بعد
 تمام عدت کے پھر شوہر ثانی کو اختیار تجدید نکاح کا ہے اور عورت کو اب عدت موت شوہر
 اول کی بسبب تاوی ایام کے ضرورت نہیں ہے جواب سوال سوم شرک کفر منکوحہ سے
 نکاح ٹوٹ جاتا ہے بعد توبہ و ایمان کے تجدید نکاح لازم ہے واللہ اعلم خبرہ الراجی
 عفو ربہ القوی ابواحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی و الخفی ابو الحسنات
 ۲۵۷
 مفتی اطاعت زوجہ کو شوہر کی کس قدر چاہیے اور اگر شوہر عورت کو منع کرے
 کہ تم اپنے بھوپھیر سے یا میرے بھائی کے سامنے نہ آو اور اسکے والدین کہتے ہوں کہ تم سکے سامنے
 ہو وقت کسی اطاعت کرے اور اگر زوجہ اپنے میکے گئی ہو اور وہاں سے شوہر کے مکان پر
 آنیکا قصد نہ کرے تو شوہر کو اختیار اسکے لائیکا ہے یا نہیں ہینوا توجروا
 جو لم یصوبہا زوجہ کو اطاعت شوہر کی جمیع امور شرعیہ میں چاہیے شرعاً و شریعۃ الاسلام
 ہی و علیہا ان تطیع زوجہا فی الامور الشرعیۃ ولو امر بان تنقل الحج من جبل وان لا تخرج من بیتہ
 الا بذنہ انتہی اور جب عورت میکے سے نہ آتی ہو تو اسکو جبراً شوہر لاسکتا ہے اور شوہر کی
 اطاعت در باب پردہ کے غیر مجرم سے مقدم ہے رد المختارین ہے الذی یشغی تحریہ
 ان یكون لہ منہا عن کل عمل یؤدی الی تنقیص حقہا و ضررہ او الی خروجہا من بیتہ انتہی واللہ اعلم
 خبرہ الراجی عفو ربہ القوی ابواحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی و الخفی
 ۲۹۸
 مفتی اما قولکم مذکرم اندرین صورت کہ زید شوہر ہندہ نے وفات کیا ہندہ
 تین مہینے کئی روز عدت میں رہی پھر کسی وجہ سے اسی مدت عدت ہی میں ہندہ مذکور ہے
 عمرو سے عقد ثانی کر لیا عمرو بارہ تیرہ روز ساتھ ہندہ کے خلوت میں رہا اور اس سے

رسد سید امیر جان صاحب از صاحب گنج ضلع گانہ خوار و صفور زہرا شریفہ رحمہ اللہ

از داتا پور مدرسہ مولوی عبد الصمد صاحب تاج خوار و صفور زہرا شریفہ رحمہ اللہ

طوی بی واقع ہوئی کہ جب لوگ عرض ہوئے عمر وید کہ تم نے اندر عدت کے نکاح کیا کیونکہ صحیح ہو
 ایسا پنجاب سے تفریق کر لو بعد گزرنے ایام عدت کے تجدید نکاح کر لینا پھر عمر وید نے کسی
 اہل علم سے بھی دریافت کیا تو یہی جواب دیا اوس اہل علم نے کہ تفریق کر لو بعد گزرنے عدت
 مدت کے تجدید نکاح ضرور کر لینا پھر عمر وید نے یہ بات سنتے ہی قاضی تو وہاں نہ تھا کہ
 تفریق کرا فے خود بخوف خدا بندہ سے جدا ہو گیا اور تفریق کر لی اوریون کہا بندہ سے کہ
 یہ نکاح صحیح نہیں ہوا بعد القضا و ایام عدت تجدید نکاح کریں گے تیسے جب حلال ہو گئی تم
 ہم پر پھر اوس وقت سے تا گزرنے ایام عدت ہمیشہ جدا رہا عمر وید نے بندہ سے پھر جب ایام عدت
 گزر گئے تو تجدید نکاح کر لیا مگر عمر وید کی تفریق کی عدت نہیں بیٹھی بندہ یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں
 اور اس نکاح سے کئی لڑکے بھی ہیں اب یہ لڑکے کیسے قرار دیے جاویں گے ولذا لڑنا یا غیر اسکے
 بحکم قول حضرت علی رضی فاذا القضت عدتها من الاول تزوجها الا حزان غای معلوم ہوتا ہے
 کہ نکاح صحیح ہو گیا اور اولاد اوسکی ولد الزنا نہ قرار پائی کیونکہ اس قول میں زوج ثانی کی تفریق
 کی عدت بیٹھنے کا حکم نہیں ہے اور یہ قول خاص سی مادہ میں ہو نقل کیا نہ کہ صاحب کلی شراح
 موطا نے ضمن میں شرح غم لا یجبتان النخ کے اور یہ عبارت متن و طحاکی ہے اور قول حضرت عمر
 کا چنانچہ الفاظ عبارت متن و شرح کی بعینہ نقل کر کے ارسال خدمت کرتا ہوں وہاں حذان
 قال عمر بن الخطاب ایما امرأة نکحتنی عدتها فان کان زوہا الذی تزوجها لم یدخل بها فرق
 بینہما ثم اعتدت بقیۃ عدتها من زوہا الاول ثم کان الآخر خاطبا من الخطاب وان کان دخل
 بها فرق بینہما ثم اعتدت بقیۃ عدتها من الاول ثم اعتدت من الآخر ثم لا یجبتان ابدا قال
 وقال سعید بن مسیب لما ہرہا بما استحل منہا انتی عبارة المتن وعبارۃ المحلی ہذا قولہ لا یجبتان
 ابدا زجر الہ و سیاستہ فی جہما جزاء سرعتہ مبادرتہما الیہ قبل القضا وعدتہما و ہذا ما تفرذ بہ عمر وعلیہ
 اہل العلم علی انہ محل لہ بعد خروج عن العدة قال محمد و یحییٰ ان عمر ورجح ہذا القول
 الی قول علی ان الحسن بن عمارۃ عن احکم بن عیینۃ عن مجاہد قال رجح عمر الی قول علی فی النی
 تزوج فی عدتہا و ذلک ان عمر قال اذا دخل بها فرق بینہما ولم یجبتا ابدا و اخذ صدقہا
 فجعلہا فی بیت المال فقال علی رضی لما صدقہا بما استحل من فرجہا فاذا القضت عدتها من الاول

من مطالعہ کتبہ و اور دو التائید مذہبہم کما فی البدایہ وغیرہ مدنیامرفوعا امرأة المفقود وامرأة حتی
 یاتھا البیان انتهى لکنہ حدیث الصحیح الاستحاج بسندہ فقد ذکر الزیلعی وابن حجر فی تخریج احادیثہا
 و ابینی فی شرح البدایہ انہ خبر اخرجه الدارقطنی فی سننہ عن سوار بن مصعب حدیثا محمد بن جریر
 عن المغیرہ بن شعبہ قال ابن ابی خاتم فی العطل سالت ابی عن حدیث رواہ سوار عن محمد بن عمرو
 فقال ابی نہ حدیث منکر و محمد متروک الحدیث بروی عن المغیرہ مناکیر و ابا طیل و ذکرہ عبد الحق
 فی احکامہ من طریق الدارقطنی و علائکہ محمد بن جریر و قال نہ متروک و قال ابن القطان فی کتابہ
 سوار اشہر فی المتروکین انتہی و ذهب جمیع منہم الی جواز التزوج بعد اربع سنین و تریض اربعہ أشهر
 عشر الاخر جہا بن ابی شیبہ و عبد الرزاق و الدارقطنی و مالک فی الموطا بطرق متعددہ عن عمر بن
 الخطاب و روى عبد الرزاق عن ابن عمر و ابن عباس مثله علی ما بسطہ ابن حجر و الزیلعی و غیرہما و
 قالت المالکیہ و غیرہم ہو قوی من حیث الدلیل و اصول الحنفیۃ ایضا القبطنی الافتاء بہ قال
 تہ الذی صحابی فی مالک یفعل بالاری فی حکم المرفوع عندہم فلا جرم جوز الحنفیۃ ایضا الافتاء بہ
 فی موضع الضرورۃ کما فی جامع الرموز اچھ ذکر مذہب مالک فلوا فتی بہ فی موضع الضرورۃ
 یتبعی ان لا یاس بہ علی ما ظن انتهى و ذکر ابن وہبان فی منقولہ متانہ لوافتی بہ فی موضع ضرورۃ
 بخوار انتہی و مثله فی رد المحتار و غیرہ و انشد اعلم ہذا مختصر الکلام و تفصیل یتبعی بسطا لسیطا فی المرام
 و غیر الکلام ما قل دل تحریرہ الرازی عفویہ القوی ابو الحسنات محمد بن ابی حجاز النعمانی نیکو بکلی و تحقی محمد عبدالحی
 ابو الحسنات

تفتا ایک شخص نے ایک آدمی سے کہا کہ تم اپنی لڑکی کے ساتھ ہمارا نکاح کرو
 چنانچہ لڑکی کے باپ نے کہا کہ تمہاری زوجہ منکوحہ موجود ہے ہم اپنی لڑکی کے ساتھ تمہارا
 نکاح نہیں کریں گے تب اس مرد نے جواب دیا کہ میری زوجہ منکوحہ قریب ملک ہی یقین ہے کہ
 امروز فردا میں گذر جائے بعد اس کے لڑکی کے باپ نے کہا کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ جب زوجہ
 منکوحہ تمہاری مر جاوے گی تب اپنی لڑکی کے ساتھ تمہارا نکاح کر دیوینگے چنانچہ بعد اس بات کے
 اس مرد کے باپ نے جو طلبگار نکاح کا تھا کہا کہ ہم اپنے بیٹے سے چار آدمی کے ساتھ اسکی
 زوجہ منکوحہ کو طلاق دلوادینگے چنانچہ مرد طلبگار نکاح نے بموجب اس رضائے باپ کے
 اپنی زوجہ منکوحہ کو طلاق دیا مگر اس لفظ کے ساتھ کہ میں طلاق دیتا ہوں و زید کی بیٹی کو جو میری

زوجہ منکوحہ ہی پس مرد طالق نے اشارہ اپنی زوجہ منکوحہ کا اور نام زوجہ کے باپ کا تو صحیح وقت طلاق کے بیان کیا مگر نام اصلی اپنی زوجہ کا وقت طلاق کے نہیں لیا بلکہ وقت طلاق کے نام دوسری عورت کا لیا یعنی مرد طالق کی زوجہ منکوحہ کا نام مسماۃ راجی ہی پس بروقت طلاق کے یہ نام نہیں لیا مسماۃ پوٹنی کے نام سے طلاق دیا حالانکہ یہ مسماۃ پوٹنی رشتہ میں اسکی سالی بنتی اور وقت طلاق کے چار آدمی گواہ موجود تھے چنانچہ یہ تینوں گواہان بیان کرتے ہیں کہ مرد طالق نے وقت دینے طلاق کے کہا ہے کہ میں طلاق دیتا ہوں اپنی زوجہ منکوحہ کو کہ جو بیٹی وزیر کی میرے نکاح میں ہے مگر نام میں صرف فرق کر دیا یعنی اس کے منکوحہ کا نام مسماۃ راجی تھا اور مرد طالق نے وقت دینے طلاق کے مسماۃ پوٹنی کے نام سے طلاق دیا پس یہ طلاق نزد علماء شریع شریف صحیح ہوایا نہیں فقط

ہو المصوب اگر مجلس طلاق میں زوجہ مسماۃ راجی موجود تھی اور طالق نے اسکی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ زوجہ میری طالق ہے تو اس صورت میں طلاق پڑ جاوے گا گواہ سننے نام کے لینے میں خلاف کیا اور اگر زوجہ راجی اس مجلس میں نہ تھی اور نہ اسکی طرف اشارہ کیا تھا تو کیا کہ میں طلاق دیتا ہوں وزیر کی بیٹی کو جو میری زوجہ ہے مسماۃ پوٹنی تو اس صورت میں یہ طلاق نہ پڑے گا رد المحتار حاشیہ در مختار میں ہے قالوا لا تعتبر الصنف والسمیۃ مع الاشارة لما لو كان له امرأۃ بصیرۃ فقال مرأۃ ہذا العیاء طالق واشار الی البصیرۃ لطلاق انتی اور بھی اوس میں ہے لو حلف ان یرج من البصر فامرأۃ عائشۃ کذا واسمها فاطمۃ لا تطلق اذ اخرج انتی اور در مختار میں ہے فی النہ قال فلا تہ طالق واسمها کنک و قال غیت عینہ اوین و لو غیرہ صدق قضا، و علی هذا لو حلف ان لا یتہ بطلاق امرأۃ فلا تہ واسمها غیرہ لا تطلق انتی حرزہ الراجی حضور بہ القوی

والاحسانات محمد عبدالحی تجاوزا لہ عن ذنبہ الجلی والخنفی

اس مسئلہ مفتاحہ میں فرمایا دین و مفتیان شرع متین اندرین مسئلہ اول یہ کہ جس عورت کا مرد یا بیچ یا چھ برس سے زیادہ تک نامعلوم رہے نشان ہے تو اس صورت میں حضور کے کورہ کو اختیار ہو کہ وہ میرا شوہر کر لے یا نہیں اور امام مالک و شافعی و حنفی و حنبلی و اشعری کے فرماتے ہیں کہ جب گذر جاوے تو تفریق کر دیوے میان اون دونوں کے

ازموجہ و محاورہ سنگ پور سردار مولوی حافظ ہدایت الدین صاحب باب شاہان شاہ جہاوری

قاضی بعد اس کے نکاح کو سے زوج ثانی سے اور غرض مستفسر کی یہ ہے کہ بر تقدیر جائز ہونے اس مسئلہ کے فسخ نکاح کی کیونکر قاضی سے کراؤ جائے اور اس کے کیونکر اس زمانہ پر آشوب بین بیاعت حکام غیر کے احکام قاضی کے بالکل سدود ہو گئے ہیں ہیں ایسے وقت میں طریقہ اس کے فسخ کرنے نکاح کے کیونکر عمل میں لائے جائیں گے دوسرا یہ کہ بعد فسخ کراوینے نکاح قاضی کے آیا اس کے لیے کوئی عدت طلاق یا وفات کی کرنا چاہیے یا بدون عدت کے نکاح زوج ثانی کے ساتھ کرے یا پھر سے پیشتر کے یہ کہ اگر کوئی شخص ضرورت کے وقت بعض مسئلوں میں امام شافعی و مالک کے قول پر عمل کرے تو اس صورت میں اس شخص کو ہمیشہ کے لیے کل مسئلوں میں اس امام کی تقلید کرنا لازم ہوتی ہے یا نہیں جو کچھ ان مسئلوں میں حق ہو اور سکوا اولہ تو یہ کے ساتھ دیگر کتابوں سے مفصلاً بیان فرمائیے روز جزا میں اجلاس کا ملکیگا۔

ہو لمصوب عند الضرورت بعض مسئلوں میں امام شافعی و مالک وغیرہ کے قول پر عمل کرنا درست ہے مگر بشرط اس کے کہ اس مسئلہ میں جملہ شروط احکام اس امام پر عمل کرے و محتاج نہیں کتاب لصلوۃ میں بحث جمع بین اہل سنت میں ہے ولا باس بالتقلید عند الضرورة لكن بشرط ان لا یجمع ما یوجبہ ذلک الامام لما قد مر ان الحکم لم یصلق باطل بالاجماع انتہی اور جب تقلید کسی امام کی ایک مسئلہ خاص میں کی اور سیر یہ لازم نہیں کہ ہمیشہ کل مسئلوں میں اس امام کی تقلید کرے حسن شریعتی رسالہ العقد الفرید بیان الراجح من جواز التقلید میں لکھتے ہیں واعلم ان هذا يجوز العمل به في مسائل كل منها على مذهب مستقل ما علمته وليقول المحقق ابن الہمام والی تقلید غیرہ ای غیر من قلہ اولانی شئی فی غیرہ ای غیر ذلک اشیء کان لعل اولانی مسئلہ بقول ابی حنیفہ وثانیانی اسری بقول مجتہد آخر المختار کما ذکرہ الامدی وابن الحاجب انتہی اور مسئلہ مفقود میں حنفیہ کے نزدیک عند الضرورت بتقلید مالکیہ و شافعیہ بعد چار برس کے نکاح ثانی کر دینا درست ہے جامع الرموز میں ہے قال مالک والاوزاعی علی اربع سنین یصلح عرسہ بعد ما کما فی النظم فلو افتی بہ فی موضع الضرورة یشغی ان لا باس بہ علی ما ظن انتہی اور رد المحتار میں ہے ذکر ابن وہبان فی منظومۃ اند لو افتی بقول مالک فی موضع الضرورة يجوز ان یتقی اور امام مالک کے نزدیک بعد گزرنے چار برس کے عدت وفات لازم ہے اس کے بعد نکاح جائز ہے بعد اس کے اگر زوج اول آوے اور سکوا کچھ حق ہو گا اگر ثانی نے صحبت کی ہو

موطا مالک و شرح زرقانی میں ہے مالک عن یحییٰ بن سعید عن سعید بن اسیب بن عمرو بن الخطاب
 قال لا یبطل نكاح المرأة بغيرها ما لم یتم بها فانما یستظر اربع سنین ثم تعدل بینه اشهر وعشر ثم یحل
 لانها حرة وروی نحوه عن علی و عثمان قال مالک وان تزوجت بعد القضاء عدتها فحل بها زوجها
 او لم یحل بها فلا یبطل نكاحها الاول الیها اذا جاء او ثبت انه حی لان الحاکم اباح للمرأة الزوج
 مع امكان حیاته قال مالک و ذاك الامر عندنا قال عقد یجوز و یفتیها ثم رجع مالک من هذا قبل موته
 بعام و قال لا یفتیها علی الاول بالادخول الثاني غیر عالم بحیاته و اخذ به ابن القاسم و اشهب قال
 فی المالکانی هو الصحیح من طریق الاثر انما سئل قلنا فیها عمرضا انتی پس خفیه بھی اسکے موافق
 فتویٰ دلیکتے ہیں کوئی ضرورت تفریق قاضی و حاکم کی نہیں اور ایک روایت حضرت عمر رضی
 علیہ السلام عن الزناق و یقینی و غیرہ نے یہ بھی کی ہے کہ او نحوں نے بعد آنے زوج اول کے او کو
 اختیار و یا در میان اسکے کہ اپنی زوجہ سے لیوے یا مرد واپس کر لے اور او کو نہ لیوے و السلام
 حررہ الراعی عفورہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجا و زائد عن ذنبہ را جلی و انحنی
 استفتا زید سے واسطے شخصت کر اپنے اپنی زوجہ ہندہ کے عدالت میں نالش کی
 ہندہ جو بالغہ و بالغہ ہے وہ دو عذر پیش کرتی ہے اول یہ کہ نیکو قابل مقاربت یعنی عین و
 ثانیاً یہ کہ دین نہرجل تھا ابھی تک و عادات میں ہوا ان وجود سے وہ اپنے شوہر کے گھر جا نیے
 انکار کرتی ہے پس آیا وہ عورت شرعاً مجبور کیا جاسکتی ہے یا نہیں ہینو التوجروا
 ہو المصوب اس صورت میں عذر دوم کا اعتبار کیا جائیگا اور عورت تا ادائیگی
 نہرجل اپنے گھر سے جانے پر مجبور نہ کیا جائیگی در مختار میں ہے و لما سئل عن الوطی و دوا حیه
 و السفر بہا و لو بعد و طی و خلوة رضیتھا الاخذنا بین تعبیلہ من المکرک و بعضنا و احد قد را یجمل
 لمتلھا عرفا بفتی لان المعروف کالمشروط انتی لخصاً او طحطاوی حاشیہ در مختار میں ہے
 قوله و السفر الاولی التبعیر بالاخراج کما عبر بہ فی الذکر یسمی الاخراج من بیتھا کما قالہ شارحہ انتی
 اور بکرا لاق میں ہی اطلاق المسمی الاخراج فی مثل الاخراج من بیتھا و من بلدھا فلیس لذلک انتی
 اور عذر اول مانع رخصت ہو نیکانہیں ہے بلکہ مسئلہ نکاح عین کا حکم دیا جائیگا
 و انتی حررہ ابو الحسنات محمد عبدالحی عفا عنہ

ابو حنیفہ کی روایت میں ہے کہ اگر عورت اپنے شوہر سے طلاق کرے تو اس کا نکاح اس کے شوہر کے گھر سے
 باطل ہے مگر اگر وہ اپنے شوہر کے گھر سے نکاح کرے تو اس کا نکاح اس کے شوہر کے گھر سے باطل ہے

استفتا بہم اللہ الرحمن الرحیم سوال کیا فرماتے ہیں علمای دین اور مفتیان
 شیعہ متین اس مسئلہ میں کہ گاو و عویدار نکاح بیٹے کا مساقہ منشا سے لیا کالت محمد بخش پڑا اور
 منشا نے وکالت محمد بخش اور نکاح سے ساتھ کلو کے انکار کیا کلو نے محمد بخش وکیل نکاح اور ملا ابراہیم
 نکاح خوان اور امیر اللہ گواہ وکالت دینے و محمد سعید خان و محمد نبی خان کو امان چلند حجت
 مفروضی اپنے کو پیش حاکم فوجداری کیا کہ یہ میرے گواہ ہیں حاکم مدعویت نے اظہارات جملہ
 اشخاص مذکورین قلمبند فرمائے محمد بخش وکیل نکاح نے بیان کیا کہ کلو کا نکاح منشا سے لیا وکالت
 میرے ہوا ہے منشا نے مجھے لکھے اور امیر اللہ کے سامنے اپنا وکیل نکاح کیا تھا اور کہا تھا کہ تم
 میرا نکاح کلو سے کرو اور مجھے اور ان لوگوں سے مساقہ کا پروہ نہیں ہے اور ملا ابراہیم نے
 میری اجازت سے نکاح پڑھا اور پانسور و بیہ اور پانچ اشرفی کا ہر مقررہ العادین الہی بخش
 قلمی کرنے کہا کہ تم نے بغیر دریافت ہمارے کیسے نکاح کر دیا ہم اور طرف ثانی یعنی الہی بخش وغیرہ
 میں گفتگو سخت ہوئی ہم جوڑا پیرائے حاکم نے سوال کیا ایجاب و قبول طرفین سے ہو گیا تھا
 اور تین مرتبہ ایجاب ہوا تھا کلو نے کہا تھا کہ منشا و خیر غوث محمد کو ہوض پانسور و بیہ اور پانچ
 اشرفی کے قبول کیا اور عورت باپ کے گھر عورات میں تھی اور نکاح منعقد ہوا تھا امیر اللہ شاہ
 وکالت نے بیان کیا کہ مساقہ منشا نے وکیل نکاح خدا بخش کو کیا تھا اور اسے مساقہ کا نکاح پڑا
 اپنی کلو سے کر دیا اور سمیان لکھے و محمد سعید خان و محمد نبی خان اور ملا ابراہیم نے عقد مساقہ
 مذکورہ کا وکالت محمد بخش کے بیان کیا اور امیر اللہ نے بیٹے کو خدا بخش کو وکیل بیان کیا پھر
 ہر وقت تصدیق انہما کے وکیل نے ثلثیاً سوال کیا کہ بجای خدا بخش کے محمد بخش بیان کیا اور
 ان جملہ اشخاص نے عقد قبول بجانب کلو بیان کیا اور ایجاب میں جانب وکیل بیان کیا اور
 التعریف مساقہ کی الہی نہ کی کہ جس سے رفع ہما لیت ہوتا اور منشا نے ہمسو محمد بخش وکیل نے شاہد
 اپنی وکالت کا بیان کیا ہے نہ او سے نہ اور کسی شاہد ان چلند نے صوابی امیر اللہ کے اثبات
 وکالت کیا اور مساقہ مذکورہ کا ان تینوں آدمیوں سے پروہ ہے کوئی رشتہ قریب یا بعیدہ وجہ
 پہچانی کی ہو نہیں سکتی اور جمال خان رسالدار وغیرہ تیرہ آدمیوں نے قلمبند اقرار کیا
 و محمد بخش و برہم وقوع نکاح بعد تاریخ رجوع و عوی کا اور محمد بخش وغیرہ بیان کیا

اور اٹھائیں آرمیون نقد اہل محلہ نے بجائے اتفاق اللفظ بیان کیا کہ کلو کا نکاح ساتھ شتا کے نہیں
ہوا ہے حاکم مراجعہ نے حکم حاکم فوجداری کا کہ مدارا و سکا اون چھ آدمیوں کی شہادت پر تھا کہ وہ
انہیں سے یعنی محمد بخش وکیل نکاح اور ملا ابراہیم نکاح خوان کہ باہر فعل ہیں اور ایجاب پنجاب کیل
بیان نہیں کرتے اور نہ اتفاق سواۃ کی نہیں کرتے اور باقی چار بھی ایجاب پنجاب وکیل بیان
نہیں کرتے اور کالت محمد بخش کی کہ موقوف علیہ نکاح ہو بجز امیر شتا ایک گواہ کے ثابت نہیں
ہوئی کہ محض کلو ہوا تھا یعنی موقع کے تیرا آدمیون نقد اہل محلہ مذکورین سے اوپر مستعد اگر
محمد بخش کے اوپر نہ ہونے نکاح اور اٹھائیں آدمیوں مذکورین سے اوپر نہ ہونے نکاح کلو کے ساتھ
نتا کے کہ محمد بخش کل آدمیوں کا اکٹھا لیں کو ہو چھٹا ہو ستر فرمایا ای بعض صیغے بعض روایات
ضعیفہ کہ ما نحن فیہ سے کہ لفظ نہیں رکھتے ہیں کہ سواۃ کے کہ مدارا دعویٰ و کالت محمد بخش ہے اور ان
روایات سے شہادت و کالت محمد بخش شہادت یک کس سی امیر شتا ثابت نہیں ہوتا خلاف
فیصلہ حاکم مراجعہ کی تحریر یہ ہے کہ صورت مسئلہ عنہا میں حکم حاکم مراجعہ صحیح ہی ہے حاکم فوجداری کا
الجواب بلون الموفق المصدق والاصواب والی المزیج والمآب نکاح کلو کا ساتھ شتا کے ثابت
نہیں ہو چرکہ موقوف علیہ نکاح شتا سے و کالت محمد بخش ہو اور شتا کو و کالت اور نکاح ہر دوسری
انکا محض ہے سواۃ ایک کس امیر شتا کے کوئی وکیل کرنا شتا کا محمد بخش کو واسطے نکاح کے ساتھ
کلو کے بیان نہیں کرنا ایک گواہ کہ نصاب شہادت نہیں ہے کیسی ثابت و کالت کہ مدارا نکاح صورت
مسئول عنہا میں ہو سکتا ہے پس اس صورت میں موافقت دعویٰ کلو کے ساتھ شہادت
باقی گواہوں کی نہ ہوتی پس اس صورت میں روایت مدخلہ عجیبہ دل بکوالہ در مختار اور بیانات
دعویٰ کلو کے ثابت عدم اثبات کی ہوئی اور عالمگیری میں ہے ان شہادۃ ان موافقت الدعویٰ قبلت
والا فلا اور دوسری جگہ عالمگیری میں ہے وان تکون موافقت الدعویٰ اور در مختار میں ہو و موافقت
الشہادۃ الدعویٰ اور اگر فرض حال شہادت بقدر نصاب فرض کیجاوے تاہم خلاف متواتر
اور مشہور کے کہ اکٹھا لیں آدمیون نقد اہل محلہ نے اوپر نہ ہونے نکاح کلو کے ساتھ شتا کی گواہی
مقبول عند القاضی نہیں ہے حکم اس روایت کے البتہ اذ اقامت علی خلاف مشہور المتواتر
اللقبل وہو ان مشہور و یس من قوم کثیر لا یتصور اجتماع علی الکذب شیخ الحدادیہ اور جو کہ صحت

شہادت مکمل نکاح و نکاح خوان کی مجید مل نے کسی ہے سراسر خلاف قواعد کلیہ اور جزئیہ
 شیخ شریف ہو کہ واسطہ شہادت علیٰ ہضم و اور وہ مقبول نہیں ہے چنانچہ اہل بیت و انما قبل
 شہادۃ المامور اذا لم یذکر انہ عقدہ لئلا یشترک علیٰ فعل ہضم و مختار و کذا الدلیل والوکیل و باثبات
 النکاح انما یو شہدا تمام النہ تقبل و اخیلہ انہ لیشہد بالنکاح و لا یذکر الوکالۃ و مختار لظاہر عن البرزنی
 التمسیل لو کیلان بالبیع والدلالان اذا شہدا و قالان نحن یعتانہا الشی من فلان لا تقبل شہادتنا لکذا
 فی الذخیرۃ عالمگیری شہدا ان فلانا امر بہا تزویج فلانہ سنہ او شہدا او اشتر بالہ عبد افعلنا فلانا ان
 بنکر الموکل الامر والعقد و یقر بالامر والعقد و یقر بہا و کل علی و جین اما ان یدعی الخصم العقد مع الوکیل
 و ینکر فان کان الموکل ینکر لا تقبل فی الفصول کلہا وان کان الامر یقر بہا و الخصم یقر بالعقد قضی بالاقراء
 الا بشہادۃ تہا الخلع والنکاح والبیع فیہا سواء عالمگیری اور جو مجید ترجیح ساتھ لفظ حکم قاضی اول کے
 اس روایت مثبت صحت شہادت مباشر فعل کی بیان کی وہی مثبت عدم لفظ حکم قاضی اول کی
 ہو چرکہ حکم قاضی اول کا خلاف کتاب اللہ تعالیٰ جل شانہ و عم نوالہ کے ہو فرمایا ہے و استشہدوا
 شہیدین من رجالکم اور محمد بخش کی وکالت کا فقط ایک ہی گواہ ہے لہذا حاکم مراقبہ نے مستر
 فرمایا اور حکم قاضی اول کا جو وقت خلاف شرع ہو تو قاضی ثانی جاری کرے بموجب اس روایت
 و مختار کے الا عنی عن دلیل مجمع او مخالف کتابا و نہ مشورۃ او اجماعا و رہتا یہ عدم صحت شہادت
 مباشر فعل کی قرآن شریف سے بھی نخلی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے و استشہدوا اذا شہدتم
 اور شاہد کرو جب تم سودا کرو یعنی اپنے معاملات پر گواہ کر لیا کرو نہ یہ کہ خود اپنے قول و فعل پر
 ہد جایا کرو پس اس سے معلوم ہوا کہ اصل شہادت گواہی دینا ہی اور بر قول اور فعل و دوسرے کے اور نہ
 انون محمد بخش کے ساتھ مدعی کے بمقابلہ مدعیہ کے خاصا نہ گفتگو کرنا ہے چنانچہ اس نے اپنے انہما
 لکھوایا ہے کہ اگر تم رجعت نہ کرو گے تو ہم نالیش کریں گے اور ہم بین اور طرقت ثانی بین خوب رد و قد
 ہوا شہادت ایسے شاہد کی ہرگز مقبول نہیں چنانچہ بیچ و مختار کے ہے الا اذا شہدتم ہمتا و فاقم
 سہ اور جو مجید فرماتے ہیں اجازت دینا محمد بخش کا بھی ایسا باب جانب محمد بخش ہے تو یہ سراسر خلاف
 فقہ ہو چرکہ لفظ اجازت الفاظ نکاح سے نہیں ہو بلکہ الفاظ نکاح نکاح اور تزویج و غیرہ ہیں چنانچہ
 بیچ و مختار کے ہوا انما یصح بلفظ تزویج و نکاح اور وکیل یون بیان کرے کہ جو حجت موکاتی منک

بلکہ بلفظ اجازت بھول کر کے تو سر کر سکا۔ منقذ نہیں ہو تا چنانچہ در مختار میں مرقوم ہو کہ وہاں
بلفظ اجازت و احادیث و وصیہ و الفاظ صحیحہ کچھ زور اور اگر بالفرض محال تسلیم بھی کیا جاوے
تو ہم نکاح کہ موقوف علیہ اسکا وکالت محمد بخش ہی بنا بر نہ ثابت ہونے وکالت کے باوجود ثبوت
نہیں ہو چکا اور وہ جو مجیب نے قلمی کیلئے کہ یہ کہنا کہ ملا ابراہیم نے نکاح باندہ وکالت کرنا کہ
ابراہیم اجاب و قبول کے معلوم ہوا اس طرح مجیب سے کہ عاقل کلو اور محمد بخش وکیل نہیں ہیں بلکہ
کار اجاب و قبول ملا ابراہیم نے کیا حالانکہ اٹھارہ سالہ بچہ کو اہان پیش کردہ کلو اور نیز اٹھارہ کلو
معلوم ہوتا ہے کہ قبول ہوتا کلو نے کیا اور وہ جو مجیب کہتے ہیں کہ یہ کیسی وکالت ہے کہ بایں
آدیوں سے ثابت نہیں ہوتی اگر محمد بخش مدعی وکالت آئندہ گواہ پیش کرے اور پر اثبات وکالت
اور وہاں نہیں سے یہ بیان کریں کہ ہمارے سامنے منتانے محمد بخش کو وکیل اپنے نکاح کا کیا
جب بھی وکالت ثابت ہوگی نہ کہ بایں گواہ ایسے اور وکالت ابن الفاطمہ سے منقذ ہوتی ہی
وکیل کیا میں نے بچہ اس بچ میں یا اس مقدمہ میں چنانچہ بیچ عالمگیری کے ہر دامد کرنا فالفاظ
التي تثبت بها الوکالت من قولہ وکلت ببيع ہذا البعیر وشرکتہ کنت فی السلیح الوہاج یہ جو مجیب
کہتے ہیں کہ یہ بیان کرنا تک کچھ ضرور نہیں بلکہ تعریف ہوتا چاہیے لاریب ایسا ہی ہو مگر گواہان
ایسی صفت یہ صفت منتانے کی بیان نہ کی جس سے رفع جمالت ہوتا اور مجیب نے یہ بیان کیا
کہ اولاً اس پر اقرار ہونے سے تعریف شہود علیہ یعنی کلو کی نہیں کی ثانیاً یہ کہ غایت ان گواہوں کی یہ تھی
کہ اقرار علی کا نسبت عدم وقوع نکاح ثابت ہوگا اور جب گواہوں سے نکاح ثابت ہو گیا
تو شہد اس قول کی کذب ہوگی اور یہ قول ممنوع قرار پاوے گا اور اقرار بالحال باطل ہی فقط یہ کہنا کہ
جب گواہوں سے ثابت ہو گیا اب عدم اثبات نکاح اقرار عدم نکاح سے کہ اقرار بالحال ہے
باطل ہے بلکہ یہ نکاح کلو کا بوکالت محمد بخش غیر مستحب یہ بیان تھا قبول کلو ادا بعتا تا انتہا
نہیں ہے بلکہ اس کا نکاح کہ غرض کہ اقرار عدم نکاح کو اقرار بالحال کہ باطل کہنا باطل ہے
یہ اقرار ہے کہ یہ نکاح باطل ہے اور یہی نکاح دعویٰ نکاح کے اور زیادہ معین اور موید حد
ثبوت نکاح کہ یہ دعویٰ اقرار کا بیچ رفع کے مقبول ہو واما دعویٰ الاقرار فی الدفع فتی
عند الدیانتہ اور یہی نکاح کا عاقل فریہ قاطع اور یہی نکاح بر حسب روایت

لہ کے اور یہاں ساطع ہو اور وہ جو مجیب قلمی فرماتے ہیں کہ تعریف مشہود علیہ لفظی کلمہ کی نہ کی یہ فقط
اور ہا ہوسب گواہوں متواتر نے تعریف مشہود علیہ کی ہو حاصل الجواب وکالت محمد بخش گواہوں
نہایت نہیں علاوہ برین مشہود علیہ یعنی بنت کی تعریف نہ کی ایجاب کسی نے نہجانب وکیل بیان
نکلیا اس صورت میں نکاح کلمہ کا ساتھ بنتا کے کسی صورت میں ثابت نہیں ہوتا ہے واللہ اعلم
ماکان حرره الصمد الضعیف الراحمی الی رحمۃ اللہ القوی المنان محمد تفضل حسین خان عفا
عن سیاتہ وادخلہ فی یوم البعث والنشور فی اکیمان محمد تفضل حسین خان

ان ہذا الجواب قرین بالحق والصدواب وخلافہ باطل صریح واللہ اعلم محمد شہادت اللہ وایضاً محمد صمد
ہذا الجواب صحیح محمد عبداللہ محمد عبدالعلی مدین مدرسہ اول رامپور الجواب صحیح محمد اکبر علی خان
ہو المصوب اس صورت میں شہادت ملا برائیم نکاح خوان کی مشہور نہیں ہو چکا ہے
کہ وہ مباشر فعل ہو اور مباشر فعل کی شہادت جب وہ عین شہادت میں مباشرت فعل کا ذکر کرے
غیر معتبر ہو باقتضای عبارت فتاویٰ قاضی خان کے محل تولد زوج امرأۃ من محل ثم مات الزوج
فانکرت ورثۃ نکاحہا بجز للذی تولی العقدان لیشہد النکاح لیشہدان فلان تزوج فلانہ بمر
لذا ولا یدکرانہ باشر العقد وشہادت محمد بخش وکیل کی بھی غیر معتبر ہو باقتضای اس عبارت
فتاویٰ عالمگیریہ کے شہدان فلان امرأۃ تزوج فلانہ او کلمہ ادا ان اختیار یا اعتبار ففعلنا
فلان ان ینکر الموکل الاموال العقد ولقیر بالامر العقد ولقیر بالامر علی فکین انان یعنی انحصار العقد
من الوکیل وینکر فلان کان الموکل ینکر لا یقبل فی الفصل کما اتفق اور لفظ گواہوں نے جنہوں نے
تعریف سماع کی ایسی نہ کی کہ جس سے رفع جمالت ہو او کی کہ ابھی بھی مثبت ہوگی اشاہہ میں ہو
الاشہود علیہ لشی ان کان حاضر اکتفت الاشارة الیہ وان کان غائبا فلا بد من لفظ باسمہ و اسم
ابنہ و جدہ ولا یکنی الا قصار علی اسمہ الا ان یکون مشہوراً وکفی النسبۃ الی الزوج لان المقصود
الاعتراف اتفق اور فصول عمادیہ میں ہوا الحاصل ان المعترضان اور حصول امرأۃ وارثان الاشرکات فی
امرکام سماء وکالت وعقد و لون سے منکر ہوا اثبات وکالت کے واسطے اور غرض وراثت
مطلوبہ نہ ہو وغیرہ رجلان او رجل وامرأتان اطلاق فی شمول المال وغیرہ کا لفظ ہوا الملائک
والانوار والوصیۃ والعناق والنسب اتفق اور اس صورت میں ہوا فی امیر القریہ کے ہاں

نکاح ثابت نہیں کیا صرف عقد کا ہونا لو کا لیت محمد بخش بیان کیا اس قدر بیان سے نکاح ثابت نہیں ہوگی جب تک یہ بیان نہ کریں کہ ہمارے سامنے مسماۃ نے محمد بخش کو وکیل نکاح کیا تھا بنا علیٰ ہذا الوجہ صورت مذکورہ میں نکاح ثابت نہیں ہوتا ہے اور ایک ہم غفیر کی شہادت عدم نکاح کی اور اقرار مدعی وکیل کا نکاح ہونے پر مرجع عدم ثبوت نکاح ہے اور بعد معائنہ تحریرات بعض علماء جھوٹے حاکم فوجداری کے حکم کی تائید کی ہے اور اعذار حاکم مرافعہ کے یہ امر محقق ہوتا ہے کہ اس صورت میں حکم حاکم مرافعہ کا درست ہے اور حکم حاکم فوجداری کیسبب اسکے کہ خلاف فرع واقع ہوا ہے قابل مضا نہیں ہے واللہ اعلم بحرہ الراعی

عفور بہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوزا لشد عن ذنبہ ابجلی وخنخی [محمد عبدالحی ابو الحسنات]

تفتا لیسم اللہ الرحمن الرحیم ما قولہم رحمہم اللہ اندرین مسئلہ کہ ایک شخص چاہتا ہو کہ میں اپنا نکاح اپنی سالی کی پوتی یعنی جو رو کی بھائی کی پوتی سے کروں اور یہ بات کنہ سے پائی جاتی ہے کہ بحالت زندگی پھوبھی کے اوسکی بھتیجی کو نکاح میں رکھنا چاہیے پس اگر اوسکی سالی کی بہن زندہ نکاح میں موجود ہو تو وہ نکاح اپنا سالی کی پوتی سے کر سکتے ہیں یا نہیں نیز جو ابوالکلام ہو موصوب نہیں درست ہے تنویر الابصار میں ہے وحریم الجمع کا جاوعدہ ووطیاء

بین بین امرائین ایما فرضت ذکرالم تحلل للآخری امتی واللہ اعلم بحرہ الراعی عفور بہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوزا لشد عن ذنبہ ابجلی وخنخی [محمد عبدالحی ابو الحسنات]

تفتا محمد اللہ دعدہ ونصلی علی من لانی بعدہ بخدمت علمای دین ومفتیان شریعتین التماس نیکہ در عقد نکاح ازدت رسمی ست کہ بعد انصرام عقد مناکحت خرمابر حضار مجلس عقد ہا اشار تقسیم میکنند وہا لوقت قبل نکاح یا بعد لباس مغروع حسب حیثیت از جانب زوج بزوجہ می پوشانند ونیز ہونوقت بعد نکاح طعام شیرین بجا خزان مجلس منچرانند وزین باب از شرع غریبہ حکمست آیاد زمان رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام ویاد عمد خلافت خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین انجمنین امر بوقوع آمدہ است یا بحسبہ لشد از دلائل منقول معتبر از جواب ابن ہرشدہ ممنون وشکوفہ فرمایند رحمکم اللہ واجرم اللہ فاگر کسی میدانند کہ این بہرہ امر مشروع نیست لیکن بطور تنفیذ وپدیرہ نظر استخاوشابین جاری میدار وپس آنکس آثم وکنہ کار خواہد شد ومرتکب

ایمانی کی روئے کو مطلع کر دینا ضروری ہے شیخ محمد رفیع صاحب باہر بیہ التماس نیکہ ازدت رسمی ست کہ بعد انصرام عقد مناکحت خرمابر حضار مجلس عقد ہا اشار تقسیم میکنند وہا لوقت قبل نکاح یا بعد لباس مغروع حسب حیثیت از جانب زوج بزوجہ می پوشانند ونیز ہونوقت بعد نکاح طعام شیرین بجا خزان مجلس منچرانند وزین باب از شرع غریبہ حکمست آیاد زمان رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام ویاد عمد خلافت خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین انجمنین امر بوقوع آمدہ است یا بحسبہ لشد از دلائل منقول معتبر از جواب ابن ہرشدہ ممنون وشکوفہ فرمایند رحمکم اللہ واجرم اللہ فاگر کسی میدانند کہ این بہرہ امر مشروع نیست لیکن بطور تنفیذ وپدیرہ نظر استخاوشابین جاری میدار وپس آنکس آثم وکنہ کار خواہد شد ومرتکب

بدعات یا اجزای خواہیافت بینوا تو جروا

هوالمصوب پوشانیدن لباس حسب قدرت از جانب زوج و از جانب زوج
زوج و به شریعاً منع است و نه در بدعات سید داخل است همچنین خوراندن طعام در مجلس
نکاح بعد نکاح و تقسیم خرمها و غیره از بدعات سید نیست که باز کتاب آنها گناه لازم شود بلکه آن
تجلیل بهاحات است و آنچه در باب اکل و شرب و لباس مباح است و از کتاب آن نیز احتیاج و در
حسن خلایق هیچ مضائقه نیست البته اگر آنرا سنت فہر و غیر سنون راستنوں گمان سازد
گناه لازم خواهد شد این بر تقدیر نیست که ثبوت این امور بوجه من الوجوه از زمان آنحضرت صلی
علیه وسلم و صحابه نشود پس برین تقدیر صرف ثبوت این امور که از قسم عبادات نیست در آن امر
یا عقاید ابتداع نخواهد شد و از بعض روایات ثبوت خوراندن طعام بمجلس نکاح از طرف اولیاء
عروس و تقسیم خرمها در عهد نبوی ثابت است جلالت لدین سیوطی در رساله خود بجهت از ہار العروسل
باختیار انخدوش و قصہ نکاح ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ابی سفیان با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ بولایت
نجاتی بادشاہ حبشہ در حبشہ شدہ بود گفت ناقلا من طبقات ابن سعد تم بعد الفراغ من النکاح
ادوا ان یقوموا فقال النجاشی اجلسوا فان سنۃ الانبیاء اذ تزوجوا ان یوکل طعام علی التزوج
فدعی لبطعام فاکلوا ثم تفرقوا انتقی و در بیعتی و مجمع اوسط طبرانی و غیرہ مرویست ان انبی صلی اللہ علیہ
وسلم حضرت فی الماک ای عقد نکاح فانی باطباق علیہا جوید و نور و رقم فشرحت مختصنا ایدینا فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما لکم لا تاخذون فقال لانک نیست عن انہی فقال انما نیتک عن نبی
المسا کر خدا علی اسم اللہ انتی لیکن سندان روایات ضعیف و بسند صحیح مقبر خالی از ضرات
کلامی روایت دین باب وارد شدہ است الحاصل بر تقدیر ثبوت ہمو امور در عهد نبوی کلامی
نخواہد ماند و بر تقدیر عدم ثبوت ہم ارتکاب این امور از بدعات سید نخواہد شد بلکه از امور مستقرہ مباحہ
و اللہ اعلم حررہ الراعی عفوری ابوالحسنات محمد عبدالحی نجاد اللہ عن نبی اچلی و انحنی
تفتاچہ میفرمایند علمای دین اندرین مسئلہ کہ مدعی سہ وجوہ اثبات دعوی خود
نہی شود جلسہ نکاح دوم شود و رضای زوجہ بعد نکاح بر عقد نکاح باید مدعی شوم شود و وقوع
نکاح صحیح یا مدعی در عدالت پیش کرہ و شود جلسہ نکاح بر العقد و نکاح ادای شہادت کردن

لیکن بسبب عدم ثبوت تکمیل وکیل از شو و نکاح بنبوت نه پوست آیا درین حالت قاضی را
 شود رضای زوجه و خلوت صحیح سماعت نمودن میرسد یا نه و در صورت ثبوت رضای زوجه
 و یا خلوت صحیح تکمیل صحت نکاح خواهد گردید یا نه بنیوا تو جروا

همو المصوب در صورت ثبوت رضای زوجه بعد رسیدن خبر نکاح با و وثبوت خلوت صحیح
 تکمیل نکاح می شود در فتاوی عالمگیری می آرد و لو اتمام الزوج البینه انها اجازت العقدین

اخیرت و اقامت البینه انها در وقت صحت اخیرت کانت البینه بنیه الزوج کذا فی السراج الوهاج
 انتهى و تهران است کما تحقیق رضا بابا بقول اقوالها بخصیت و قبلت و احسنت و اصبت و اکت

لک و لنا و نحو تحقیق بالدلالة کطلب نه با و لفقها و تمکینها من الوطی کذا فی التبيين انتهى و تهران
 الو خلا بها برضاها لاروايه لهذه المسئلة قال و عندي ان هذا اجازة کذا فی الظهير انتهى و همچنین است

و نیز ازیه و جامع الفصولین و غیره بناء علیه هرگاه شود جلیسه نکاح ادای شهادت و وقوع نکاح
 کردند قاضی را سماعت نمودن شود رضای زوجه و خلوت صحیح میرسد و الله اعلم خیر الراجی

عفو ربه القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز الله عن ذنبه اچلی و انحنی
 شفتا چه فتوی میدهند علمای دین اندرین صورت که زنی نابالغه را ولی غیر باب

نکاح داده بود نداجد بلوغ باشرائط شرعی نکاح خود فسخ کرده بلا تفرقه قاضی با مردی دیگر
 نکاح کرده است اکنون این نکاح آن صحیح گردید یا نه اگر صحیح نگردد حکم نقض نکاح آن باطل شود

یا بقی باند و قضای قاضی در ملک بنگاله که زیر حکم سلطان بی دین است و ریخا عدالت قضای
 بهم میسر نمیشود و در صورت تفرقه قاضی حاصل گردید یا نه بنیوا تو جروا

هو المصوب در فسخ نکاح بخیار بلوغ قضاء قاضی شرط است چنانکه در رد المحتار می آرد
 حاصله انه اذا كان الزوج للصغیر والصغیرة غیر الاب و اجد قلها بخیار بلوغ

او العلم به فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء استی بنار علیه
 در صورت بموال نکاح دوم صحیح نخواهد شد و در جامع الفصولین می نویسد و اختار

احدهما الفرقه و رد النکاح بخیار البلوغ لم یکن رد و لا یبطل العقد لم یحکم به القاضی
 فیتوارثان قبل الحکم انتهى و در بلادیکه زیر حکومت کفار اند و قضاء قاضی در آنجا

بنا بر فتاوی میرزا ابوالحسن عالمگیری و فی الجمله بطلان نکاح و رد آن و در بلادیکه زیر حکومت کفار اند و قضاء قاضی در آنجا

مفقود است اگرچہ واقعا فقیر ضرورت کہ صاحب معاملہ بلا واسلہ کہ در ان قضاء قضی
موجود است مثلاً بلا و حجاز و بلاد روم و غیرہ و از بلاد ہند و بپور و ہویا پال و غیرہ رفتہ انفصال
سازد یا بذریعہ تحریر از قضاۃ بلاد اسلام حکم فسخ طلب سازد و اللہ اعلم خسرہ الراجی
عقوبہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوزا شد عن ذنبہ الجلی و یغنی
بسم اللہ الرحمن الرحیم ما قولکم ایہا العلماء الفضلاء فی الدرایہم و الدنانیر و غیرہما
التي یأخذہا الزوج من اہل المرأة قبل النکاح حیث ان الخلیفۃ کما ہو معتاد فی اکثر بلاد و نا
ایچوز ہذا ام لا مینو ا تو جہ رواہ

بحساب اما الدینار و الدنانیر و غیرہما التي یأخذہا الزوج من اہل المرأة قبل النکاح فقال
فی البدایہ المختار اخذ اہل المرأة شیئاً عند التسليم فللزوج ان یسترہ لانه رشوة انقی قولہ عند التسليم
ای بان ابی ان یسلمہا اخبرہا او خود نمی یأخذ شیئاً و کذا لو ابی ان یتزوجہا فللزوج الاستداد و اذ قال
او ہا لکا لانه رشوة رد المختار و قال فی خطبہ من سجدت ما یأخذہ الصبر من اکتلت بطیب لفسد
انہی فسلم من ہذا ان ما یأخذہ الزوج من اہل المرأة قبل النکاح فللزوج ان یسترہ بالاولی لانہا
رشوة کما فی ہبتہ رد المختار حیث المال علی لفسہا عوضاً عن النکاح و فی النکاح العوض لا یكون
علی المرأة انقی و لان اہل دیانت اسموہ فی لسانہم کنکور و معناه فی لغت العرب رشوة فیکون صیر
فی الرشوة فیخرج ہما قائماً و ہا لکا لان الرشوة لا تملک بالقبض کما فی الدر المختار و انہی قال رشوة
مکرم اعطاوا ہا و اخذ ہا فقط و اللہ اعلم کتبہ فقہ العباد الی الشیخ یوسف بن قادر احمد عفی عنہ
صحیح ابی ابی اللہ اعلم بالصواب حررہ الرامی عقوبہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوزا شد عن ذنبہ الجلی و یغنی
بسم اللہ الرحمن الرحیم ما قولکم ایہا العلماء الفضلاء فی الدرایہم و الدنانیر و غیرہما
التي یأخذہا الزوج من اہل المرأة قبل النکاح حیث ان الخلیفۃ کما ہو معتاد فی اکثر بلاد و نا
ایچوز ہذا ام لا مینو ا تو جہ رواہ

نہ اس مسئلہ میں کہ اگرچہ فقیر ضرورت کہ صاحب معاملہ بلا واسلہ کہ در ان قضاء قضی
موجود است مثلاً بلا و حجاز و بلاد روم و غیرہ و از بلاد ہند و بپور و ہویا پال و غیرہ رفتہ انفصال
سازد یا بذریعہ تحریر از قضاۃ بلاد اسلام حکم فسخ طلب سازد و اللہ اعلم خسرہ الراجی
عقوبہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوزا شد عن ذنبہ الجلی و یغنی

در بیان ابی ان یسلمہا اخبرہا او خود نمی یأخذ شیئاً و کذا لو ابی ان یتزوجہا فللزوج الاستداد و اذ قال
او ہا لکا لانه رشوة رد المختار و قال فی خطبہ من سجدت ما یأخذہ الصبر من اکتلت بطیب لفسد
انہی فسلم من ہذا ان ما یأخذہ الزوج من اہل المرأة قبل النکاح فللزوج ان یسترہ بالاولی لانہا
رشوة کما فی ہبتہ رد المختار حیث المال علی لفسہا عوضاً عن النکاح و فی النکاح العوض لا یكون
علی المرأة انقی و لان اہل دیانت اسموہ فی لسانہم کنکور و معناه فی لغت العرب رشوة فیکون صیر
فی الرشوة فیخرج ہما قائماً و ہا لکا لان الرشوة لا تملک بالقبض کما فی الدر المختار و انہی قال رشوة
مکرم اعطاوا ہا و اخذ ہا فقط و اللہ اعلم کتبہ فقہ العباد الی الشیخ یوسف بن قادر احمد عفی عنہ
صحیح ابی ابی اللہ اعلم بالصواب حررہ الرامی عقوبہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوزا شد عن ذنبہ الجلی و یغنی

نسباً القریوں بعضهم کفاراً وبعض ولقبیہ العرب بعضهم کفاراً وبعض ہذا فی العرب آتانی بالعم فیہ خبر
واسلامہ و دیانتہ و حجتہ انتہی اور رد المحتار میں ہے المراد بالعم من لم یتنسب الی احدی قبائل
العرب وسمون الموالی و الصفا و عامۃ اہل القری و الانصار فی زمانہ انہم سواہ تکلموا بالعربیت
و غیرہ الامن کان لتب معرفت کانتسبیین الی احد الخلفاء الاربعۃ او الی الانصار و نحوہم انتہی
اور بھی در مختار میں ہے الجمعی لا یكون کفو للعربیۃ انتہی اور فتح القدیر اور زادہ وغیرہ میں ہے
العالم الجمعی یون کفو للعربیۃ الجاہل و العلویۃ لان شرف العلم فوق شرف النسب انتہی ان عبارتوں سے
یہ امر ثابت ہو کہ اہل ہند جو کہ نسب کسی قبیلہ عرب سے ملحق ہے جیسے صدیقی فاروقی شیخ انصاری
سید وغیرہ ان سب میں آپس میں کفایت ثابت ہو اور جو قوم کہا و سکا نسب کسی قبیلہ عرب سے
نہ ملتا ہو وہ کفو ان لوگوں کا نہیں ہے مگر یہ کہ عالم ہو واللہ اعلم خیرہ الراعی عفو بہ القوی

ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوزا بتد عن ذنبہ الجلی و انہی

محمد عبدالحی
ابو الحسنات

تفتا اعلان نکاح کے واسطے طبل کا بجانا مباح ہے یا نہیں

ہو لم یجب اعلان نکاح کیواسطے دف کا بجانا مباح ہے حدیث میں وارد ہے اعلنوا

النکاح ولو بالدف اخرجه الترمذی وغیرہ بالفاظ متقاربتہ اور سوای اوسکے اور مزامیر طبل

یا طنبور یا سوای آن یہ تصویص صحیحہ ممنوع ہیں اسیوجہ سے حنفیہ بھی نکاح میں صرف

دف کی اجازت دیتے ہیں اور اوسکو بھی مشروط اس امر کے ساتھ کرتے ہیں کہ بے جھانجی ہو

خرائتہ الروایات میں ہے فی الغیاثیۃ ضرب الدف فی النکاح اعلانا و تشہیرا انتہی و فی الخلاصۃ

لا بأس بالدف لیلۃ العرس انتہی اور بھی اوسمیں ہے یجب ان لیکن بلا سنجات و جلاجل انتہی

خلاصہ یہ ہے کہ سوای دف کے اور کسی باجے کے بجانے کی اعلان نکاح کیواسطے اجازت

نہ تو احادیث سے ثابت ہے نہ کسی حنفی معتبر نے اسکی تصریح کی ہے واللہ اعلم خیرہ الراعی

عفو بہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوزا بتد عن ذنبہ الجلی و انہی

تفتا کیا فرماتے ہیں علمای دین و مفتیان شرع متین اس امر میں کہ بجانا دف کا

واسطے اعلان نکاح کے مباح ہے یا مستحب دف بوقت نکاح یا بعد نکاح بجانا مستحب ہے یا نہ

مزامیر و ملاہی مثل نقارہ یا ہندوستانی باجا و انگریزی نوبت مع زیر و بم و شہنائی وغیرہ عیسویات

از ترجمانی النور و ان قلمی حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی

از ترجمانی مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی

شادی میں بچا نا جائز و یا نہیں اور امام شافعی کے یہاں نوبت و شہنائی بجای دف کے
 جائز و یا حرام بجای دف کے باجا نوبت و شہنائی وغیرہ پر قیاس کرنا درست ہے یا نہیں
 کتب فقہ و تفسیر و حدیث سے تحریر فرماوین بیوا تو جبر و

ایک جواب ہو لمصوب احادیث صحیحہ سے حرمت جملہ نواہی کی ثابت ہو اور دف کی علت
 بوقت نکاح وغیرہ مجالس سرور میں بھی ثابت ہو اور یہی مختار محققین جعفریہ و شافعیہ کا ہے کہ مجالس
 نکاح میں بغیر اعلان دف بجانا درست ہے نہ اور کوئی یا باجا انگریزی ہو یا ہندوستانی یا جامع ترمذی
 وغیرہ میں مروی ہو قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکون فی آتی خشف و مسخ اذا نظرت القنات
 و المعازف اور سند احمد میں مروی ہے ان المدحرم الخمر و المیسر و الکویتہ اور بھی دوسرے مروی ہیں

ان المد امرنی ان اتحق الزامیر اور سنن ابوداؤد وغیرہ میں مروی ہے عن نافع قال سمع ابن عمر
 زابرا فوضع اصبعیه فی اذنیہ و نادی عن الطريق و قال یا نافع اهل التبع شیئا فقلت لا فرفع اصبعیه
 و قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسمع مثل هذا فسمع مثل هذا اور جامع ترمذی وغیرہ میں مروی ہے
 اعلوا النکاح واضرلوا علیہ بالقربال اور ابن حجر کی شافعی کتاب لزواجر عن اقراعت الکبائر
 لکھتے ہیں بجرم ضرب و استماع کل مطرب کظہر و عمود و ریاب و چنگ کنبجہ و درتج و قشج و زمار
 عراقی و برقع و ہوا الشہابہ و کوبہ و غیر ذلک من الاوتار و المعازف و صحیح من طرق فقہ حنفیہ بخاری

الاسماعیلی و احمد و ابن ماجہ و ابوالغیم و ابوداؤد و یاسانیہ صحیحہ لا مطعن فیہا انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
 لیکونن فی آتی قوم یستحلون الخمر و ہوا الفرج و الخمر و الخمر و المعازف و ہذا صریح ظاہر فی تحریم تجمیع
 آلات اللہو و المطربہ آتی لخص ما و فتاوی خلاصہ میں ہے لا باس بالدف لیلۃ العرس آتی اور فتاوی
 غیاثیہ میں ہے عیان کیوں بلا سجات و جلاجل آتی الحال مجالس نکاح وغیرہ میں کسی ایک ایک کو بجانا بجز وقت
 نہیں درست ہے واللہ اعلم سرہ الریح عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ علی و کفی
 سلفہ

استفتا علمای دین و مفتیان شرع متہین سے التماس ہے کہ اس عبارت سے طبل اور دف کی اباحت
 کے معنی بلفظہ تحریر فرماوین اور نیز یہ ارشاد فرماوین کہ اس عبارت سے طبل اور دف کی اباحت
 اعلان نکاح میں ثابت ہوتی ہے یا نہیں (ملائی و مزامیر و طنبور و نقارہ و دف وغیرہ بالاعلان یا بجز وقت
 مگر طبل غازی یعنی نقارہ ہنگام جنگ یا دف برای اعلان نکاح بیوا تو جبر و

الجواب واضح ہو کہ مالا بدمنہ کی عبارت کی تشریح یہ ہے کہ اس میں اولاً ملائی و مزامیر طبعی و دہل و نقارہ و دف پر حکم حرمت کا ثابت کیا پھر چونکہ یہ امور علی الاطلاق حرام نہیں تھے بلکہ بعضی صورت میں جائز بھی تھے اس لیے حرف مگر لاکر اس سے دو چیز کو استثنا کیا ہو یعنی ایک طبل یعنی نقارہ اور دوسرا دف اور ان دونوں چیزوں پر علی الاطلاق اباحت کا حکم نہیں کیا ہے بلکہ جنگ و اعلان نکاح سے مقید کیا اس سے ثابت ہوا کہ طبل اور دف اگر تفصیلاً حرام ہو تو حرام ہے اور قصد جنگ و اعلان نکاح کے جائز ہے اور طبل کو جنگ سے کچھ خصوصیت نہیں اور ایسا ہی دف کو اعلان نکاح سے کچھ خصوصیت نہیں بلکہ جنگ میں طبل اور دف ہر دو جائز ہیں اور اعلان نکاح میں طبل اور دف ہر دو جائز ہیں لیکن مالا بدی کی کتاب مختصر رہنے سے اس میں پوری تفصیل نہیں ہے اس لیے اس میں دھوکا ہوتا ہے دوسری بڑی کتابوں میں جیسے طحاوی و شامی وغیرہ میں اس کی تفصیل موجود ہے والد اعلم بالصواب

الجواب الثانی مخفی مبادی بلال مواد و مواد مالا بدمنہ کی عبارت فارسی کچھ ایسی دقیق نہیں ہیں اس قدر خلاف واقع ہوا ہے کہ معنی صاف ظاہر ہیں یعنی عبارت مذکور ملائی و مزامیر و طبعی و دہل و نقارہ و دف وغیرہ بالاتفاق حرام است مگر طبل غازی یعنی نقارہ ہنگام جنگ یا دف برای اعلان نکاح اتقی اسکے معنی ہی ہیں کہ کشت یا ولہو و لعب مزامیر اور طبعی و دہل و نقارہ اور دف بالاتفاق حرام ہیں اور طبل غازی یعنی نقارہ جنگ کی وقت حلال ہے اور دف اعلان نکاح کے واسطے حلال ہے اس طرح کتاب جلدیہ بدایہ اور فتاویٰ کبریٰ وغیرہ کتب حنفیہ میں بالتصریح موجود ہے والد اعلم بالصواب پس جواب میں مرقومہ الصدر میں اختلاف پیدا ہوا ہے جو بات کہ صحیح ہے اس کو بدلائل کتب معتبرہ

تحریر ذرا کے فیض بخشای عام و خاص ہو وین

ہو لمصوب فتاویٰ و شروح معتبرہ حنفیہ میں مصرح ہے کہ سوای دف کے جملہ مزامیر حرام ہیں البتہ بعض حنفیہ نے نقارہ جنگ کے اباحت کی تصریح کی ہے اور دف بغرض اعلان نکاح کو مباح لکھتے ہیں مالا بدمنہ کی عبارت کا صحیح مطلب یہی ہے کہ سب چیزیں حرام ہیں صرف دف بغرض اعلان نکاح اور نقارہ جنگ کی وقت حلال ہو نہ یہ کہ نکاح کے وقت نقارہ بھی حلال ہے اور اگر بالفرض مالا بدی کی عبارت اس پر دل بھی ہو تو یہ کلام بخالف اور حنفیہ کے

بیمہ فداوی فائزہ

کلام کے مقبول ہوگا کہ قبر میں کہیں نقارہ کی بوقت نکاح اجازت نہیں ہے بلکہ مانع ہے صریح ہے
 و الشیخ اعلم حررہ الراعی عفورہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تاج و زائد عن ذنبہ الجلی و الخفی
 ۲۵۳ تفتا مولانا صاحب مفصل احادیث و فقہ مولوی محمد عبدالحی صاحب دہلوی کا
 یہ کلام کے بعد مدعا یہ ہے کہ منجانب فریقین مندرجہ عنوان کے دو قطعہ و تخیل آپ کے
 پیش ہونے میں مطابق سوالات کے جوابات حسب غرضی ہر فریق صلہ ہوئے ہیں اور یہ
 تبیین پورے کے ہو کہ جیسا سوال ویسا جواب لہذا سوال مجوزہ عدالت مندرجہ ذیل انداز عدت
 والا وصیف ہو اور مستعدی جواب ہوں امید ہے کہ ہر دو قطعہ سے مزین فرما کے قبل تاریخ ۱۹ مئی
 سنہ ۱۳۸۷ کے واپس فرما کے ممنون فراوین سوال فرض کیا جائے کہ زید پسر نابالغ کا نکاح
 بولایت پیدہ بمرہ ایک دختر ہندہ نابالغہ کے بلا اطلاع و مرضی پدر ہندہ کے مادر ہندہ فرمایا
 بعد چند ماہ کے پدر ہندہ آئے اور اس نکاح سے مطلع ہوا اور ساکت ہے اور پدر ہندہ و ہندہ
 خود بعد بلوغ کے اپنے پندرہ خواہ شوال سال کے سن تک کوئی دعویٰ الفسخ ایسے نکاح کا
 کرے تو یہ نکاح کیا تسلیم کر لیا جاوے گا اور کیا نکاح جائز سمجھا جاوے گا فقط المرقوم ۲۳ اپریل
 سنہ ۱۳۸۷ الراحمہ پندت کشن نرائن منصف اتروہ ضلع گونڈہ
 ہو لمصوب اس صورت میں یہ نکاح جائز سمجھا جاوے گا اگرچہ در صورت نکاح کر دینے
 اور صغیرہ کے سن صغیرہ کو بعد بلوغ کے اختیار فسخ کا ہوتا ہے مگر وہ اختیار فوری ہو جیسا کہ
 اس عدالت روا المختار حاشیہ و مختار سے واضح ہے اذ البتہ وہی حالت بالنکاح او عدت با بعد
 رہنا فلا بد من اصح فی حال البلوغ او التام طو سکت ولو قلیلا بطل خیار ہا ولو قبل تبدیل الجس
 انتہی پس ہر گاہ بعد بلوغ کے ہندہ نے کچھ تعرض نہیں کیا او سکوا اختیار فسخ باقی نہ رہا اور اگرچہ
 در باب نکاح لڑکوں کے ولایت اولیاء صبا کو حاصل ہے جیسے باپ دادا چچا وغیرہ اور نکاح
 کر دینا مادر کا در صورت موجود ہونے ان اولیاء کے بدون رضا او سکے نافذ نہیں ہوتا ہے مگر
 ہر گاہ ولی اقرب یا پ وغیرہ رضا اپنی ظاہر کرے اور بعد حاضر ہونے اور مطلع ہونے کے کچھ
 تعرض نہ کرے تو وہ نکاح نافذ سمجھا جاوے گا و مختار میں ہے ولا یبطل تزویج السابق انی تزویج
 ولی الا بعد حال غیبتہ الا قرب ابوہ الا قرب انتہی پس ہر گاہ اس صورت میں باپ نے بعد آئندہ

تراخی ظاہر کی اور کچھ اعتراض نہیں کیا وہ نکاح جائز رہا و اللہ اعلم حررہ الراعی عفو بہ القوی
ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ ابجلی و انجلی تحریر تاریخ غرہ رجب روز شنبہ ۱۳۳۳ھ
فتا کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ زن مفقود و حنفیہ کے نزدیک
امام مالک کے مذہب پر کہ بعد چار سال کے نانہ فقہان سے نکاح ثانی جائز رکھتے ہیں اس
صورت میں کہ جوان ہوا اور سیانہ اس کے نفقہ کا نہ ہو عمل کر سکتی ہی یا نہیں اور بعد نکاح ثانی
کے اگر شوہر اول آجائے تو کیا حکم دیا جائے گا بینوا تو جبروا

ہو اوصوب عند الضرورة حنفیہ کے نزدیک تقلید مذہب غیری درست ہے اور
اس مسئلہ میں بھی حنفیہ تصریح کرتے ہیں جیسا کہ جامع الرموز میں ہے و قال مالک لی اربع
سنین ولو اتمت بہ فی موضع الضرورة لا یاس بطلی ما اطن اتمی اور ایسے ہی رد المحتار وغیرہ میں
اور بر تقدیری کہ زن مفقود بعد چار سال کے نکاح کر لے اور پھر شوہر اول آجائے تو مالکیہ کے
اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ وہ شوہر اول کے پاس جا لے اور نکاح دوم فسخ سمجھا جائے
اور دوسرے کہ نکاح دوم موجب فسخ نکاح اول ہے پس وہ ثانی کے پاس بیگی اور اول کو
کوئی حق باقی نہ رہے گا اور جہور مالکیہ کے نزدیک یہی قول معتبر و مفتی بہ ہے پس حنفی بھی عند الضرورة
جب مالکیہ کے قول پر عمل کرے گا اسی قول کا اس کے حق میں اعتبار ہوگا و اللہ اعلم حررہ الراعی
عفو بہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ ابجلی و انجلی

فتا کیا فرماتے ہیں علمای دین اندرین مسئلہ کہ نکاح ساتھ دختر ہشیونادی کے
درست ہے یا نہیں بینوا تو جبروا

و اوصوب نہیں درست ہے عالمگیریہ میں ہے و کذا بنات اللہ الخ والاخت و ان علم
ہی و اللہ اعلم حررہ الراعی عفو بہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ ابجلی و انجلی
فتا کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص پنج گانہ نماز نہیں پڑھتا
اور نماز کے روزے رکھتا ہے شاید تمام سال میں ایک روزہ اور دس یا پانچ مرتبہ نماز کا
الغاش ہو جاتا ہو اور یہ ترک صوم و صلوٰۃ بلا اخفا اور بلا کسی سبب اور عذر شرعی کے محض
سہولت اور بیباکی کی وجہ سے ہو مسائل شرع اور امور دین کے ساتھ استخفاف اور استہزا

ما جہادی فتاویٰ از امام محمد باقر عجلو کرکے منظر ہوا

ما جہادی فتاویٰ از امام محمد باقر عجلو کرکے منظر ہوا

کرتا ہو چھوٹ اور فریب اور غیبت اور سب پر مشتمل مسلمانان اور فحش کلام اور سخر اپن سے
 ہرگز اجتناب نہ کرتا ہو بلکہ اکثر اوقات میں بتلا رہتا ہو جمعہ و جماعت بلا عذر ترک کرتا ہو
 اپنی زندگی بازی اور بیکاری اور ارتکاب دیگر کبائر کو قصہ خواہ اپنے جلسوں میں فخر یہ بیان کرتا ہو
 مسلمانوں کا مال مار لیتا ہو چھوٹی قسم کھانے میں ذرا تامل نہ کرتا ہو نقص عہد اور خلاف وعدہ کرتا
 بد خلقی اور ارتکاب امور خلاف مروت و تہذیب کی وجہ سے عموماً شہر والے اوس سے ناراض
 ہوں اور بُرا سمجھتے ہوں اور انہیں بد اعمالیوں کی وجہ سے اوی کے خاندانوں کو اپنے یہاں
 اوس کا نکاح کرنا گوارا نہ کیا ہو ایسا شخص ویانہ کسی عورت صاحبہ بنت صالح یا فاسقہ بنت صالح
 چکے باپ دادا کے تقویٰ اور صلاح اور مروت و تہذیب وغیرہ صفات حمیدہ میں مشہور ہوں
 اور اوس کا ولی اس مرد کے ساتھ نکاح کرنے میں سخت عار سمجھتا ہو شرعاً کفو ہو سکنا ہی یا نہیں
 اور اگر کفو نہیں ہو تو وہ عورت کبیرہ ثیبہ مطلقہ ثلاث بعد القضاۃ عدت اگر بلا اجازت او
 سرسرا رضامندی اپنے ولی کے بعد علم اس بات کے کہ ولی اس فعل سے سخت ناراض ہو
 خود نکاح کرے اور ننگ و عار اپنے اور اپنے تمام خاندان کی رسوائی پر محاط نہ کرے اور ولی کی
 مخالفت کو نہ مانے تو یہ نکاح شرعاً درست ہے اور قابل اعتبار ہے یا نہیں اور نکاح اگر تحلیل
 زوج اول کی واسطے کیا ہو تو اس نکاح سے بعد ولی وہ عورت پہلے شوہر کی واسطے نکاح ثانی کی
 ذریعہ سے حلال ہو سکتی ہے یا نہیں اور شرعاً یہ نکاح فاسد ہے بعد اعتراف ولی حکم حاکم وقت
 تفریق ہوئی چاہیے یا کھلج باطل ہے ابتدا اس نکاح کا انعقاد ہی نہیں ہوا اور بغیر تفریق قاضی
 بوجہ عدم انعقاد نکاح کے عورت خود اوس مرد سے جدا ہو سکتی ہی بیوا تو جروا
 جواب مطلق فسق کے ثابت ہونے مرد کے کفو است عورت بنت صالح کے ساتھ شرعاً
 باطل ہو جاتی ہے خواہ عورت صاحبہ ہو یا فاسقہ جب جائیکہ فسق بالا اعلان اوس سے بطریق اولیٰ
 باطل ہو جائیگی اور ایک امر جس سے مطلق فسق ثابت ہو سقوط کفو است کی واسطے کافی ہے سوال میں
 بہت سے امور ذکر کر رہیں جن سے شرعاً فسق بالا اعلان ثابت ہوتا ہے اسوجہ سے کہ مطلق فسق کی تعریف
 فتاویٰ شامی کتاب الشہادۃ میں یہ لکھی ہے والفاسق من فعل کبیرۃ او اصر علی صغیرۃ اور فتاویٰ
 قاضی خان میں لکھا ہے وکلوا فی الفسق الذی یمنع الشہادۃ الفسوق علی الاعلان کبیرۃ یمنع الشہادۃ و فی

الصغار ان کان معنای نوع فسق مستثنیٰ لیسیمیلیناس بذاک فاسقاً مطلقاً لا تقبل شہادۃ بہا یہ بین
 الکھاسے لا تقبل شہادۃ من باقی بابا من الکبار لرائتی بتعلق بہا لحد للفسق اس عبارت بہا یہ معلوم ہو
 کہ صرف ایک گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے فسق ثابت ہو جاتا ہے اور بیان تو بعض امور مثلاً تخلف
 واستنہار بمائل شرع حد کفر تک پونچھتے ہیں پس لامحالہ بیان کفایت دیانۃ باطل ہو گئی چنانچہ
 در مختار میں باب الکفایات میں لکھا ہے ویانۃ ای تقویٰ علیہ فسق کفو، الصائمۃ او فاسقۃ بنت
 صالح معنای کان اولیٰ اعلیٰ الظاہ نہر اور شامی نے لفظ (معنای کان اولیٰ) کے نیچے لکھا ہے
 اما اذا کان معنای فظاہر واما غیر لعل من قوبان لیشہد علیہ بانۃ فعل کذا من لفسقات وہو لا کبرہ فیفرق
 بینہما بطلب الی ولایا، اور فتاویٰ عالمگیری باب الکفایات میں لکھا ہے ومنہا الی دیانۃ تعبر الکفایۃ فی الی
 ونہا قول بی حنیفۃ وابی یوسف رحمہما اللہ وہو اصح کذا فی الی دیانۃ فلا یكون الفاسق کفو، و لصلائمۃ
 او فاسقۃ بنت صالح کذا فی الجمع سواکان معنای لفسق او لم یکن کذا فی المحيط اور بہا یہ بین لکھا ہے
 اسی مقام پر (ودیانۃ ای عندہما وہو اصح) ان روایتوں سے جب کفایت باطل ہو گئی تو غیر کفو
 ہونا اس مرد کا ثابت ہوا اور غیر کفو، بین کبیرہ ثیبہ کا نکاح بغیر اذن ولی کے جائز نہیں ہوتا اور
 کفایت شرع میں دفع عار کو اسطے مستبر ہوتی ہے اور وہ حق اولیاء کا ہے پس عورت اگر
 فاسقہ ہو اور اسوجہ سے کفایت کی پروا نہ کرے تو حق اولیاء کا جو ثابت ہے ساقط نہیں ہوتا
 اسوجہ سے کہ در مختار میں لکھا ہے کفایت کی طرف خمیر پھیر کر (وہی حق الولی لا احتیاء) پس اگر
 بغیر اذن صریحی ولی کے عورت نے نکاح کیا ہے تو وہ نکاح فاسد نہیں ہے بلکہ باطل ہے اور
 تفریق قاضی کی ضرورت نہوگی بلکہ ابتداء وہ نکاح کالعدم اور غیر منعقد سمجھا جاوے گا چنانچہ در مختار
 کبیرہ ثیبہ کے حق میں بعد بیان حکم صغیرہ کے لکھا ہے ولقی فی غیر الفو، بعد جوازہ اصلاً وہو المختار
 للفتویٰ لفساد الزمان فتاویٰ شامی باب اولیٰ میں اس قول کی شرح میں لکھا ہے قوله بعد جوازہ
 اصلاً ہذا روایتہ احسن عن ابی حنیفۃ وذاکان لہما ولی ولم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضی بعدہ
 ۲۱ بحر کے اسکے شامی نے لکھا ہے وقول البحر لم یرض بہ لیشمل باذا لم یعلم اصلاً فلا یلزم التصریح بعدم
 الرضی بل السکوت منہ لا یكون رضی کما ذکرنا فلا یجوز لصحۃ العقد من رضا صریحاً وعلیٰ فلا وسکت قبلہ
 ثم رضی بعدہ لا یفید مختار کے قول (وہو المختار للفتویٰ) کے نیچے شامی نے لکھا ہے وقال شمس الایمۃ

وہلا قرب الی الاحتیاط کذا فی الصحیح الطائفة قاسم فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے ثم المدة اذ ارجع
 عنہما من غیر کفو صحیح النکاح فی ظاہر الروایۃ عن ابی حنیفہ وہو قول ابی یوسف آخر قول محمد
 آخر ایضا حتی ان قبل التفریق یتبیت فیہ حکم الطلاق والظهار والایلاء والتوارث وغیر ذلک ولکن
 لا ولیا وحی الاحتراض وروی الحسن عن ابی حنیفہ ان النکاح لا یتقد بہ اخذ کثیر من مثانہا کذا
 فی المحیط والمختار فی زیاننا للفتویٰ روایۃ الحسن وقال شیخ الامام شمس الایۃ السمری روایۃ الحسن
 اقرب الی الاحتیاط کذا فی فتاویٰ قاضیخان فی فصل شرائط النکاح ان یدوایتون و معلوم ہوا
 کہ اوس عورت نے اگر بلا اذن مہرچی ولی کے اوس شخص کے ساتھ نکاح کیا تو وہ نکاح باطل ہے
 اور قول مفتی بہ کے موافق بالکل نکاح کا انعقاد ہی نہیں ہوا پس بغیر تفریق قاضی یا حاکم وقت
 کے عورت اوس مرد سے خود جدا ہو سکتی ہے اور حکم قاضی سے بطریق اولیٰ ضرور جدا ہو سکتی
 اس واسطے کہ یہ نکاح شرعاً نکاح نہیں اور محض باطل ہے اور یہ نکاح اگر تحلیل زوج اول کی واسطے
 کیا جاوے تو اسکے ذریعہ سے وہ عورت شوہر اول کی واسطے بذریعہ نکاح ثانی حلال نہیں ہو سکتی
 چنانچہ درمختار میں قول (و یقتی فی غیر الکفو بعد م جوازہ اصلاً) بر تفریح کر کے اسکے آگے
 لکھا ہے فلا تحلل مطلقۃ ثلاثاً کت غیر کفو بلا رضی ولی بعد معرفۃ ایاء اور شامی نے اس قول کی
 تخریج میں لکھا ہے قولہ کت لغتاً مطلقۃ وقولہ بلا رضی متعلق بنکوت وقولہ بعد ظرف للرضی والتضمیر
 فی معرفۃ للولی و فی ایاء لغیر الکفو وقولہ بلا رضی نفی منصب علی المقید الذی ہو رضی الولی والقید
 الذی ہو بعد معرفۃ ایاء فیصدق نفی الرضی بعد المعرفة وبعد ہما و یوجود الرضی مع عدم المعرفة
 ففی ہذہ الصور الثلاث لا تحلل وانما تحلل فی الصورة الرابعة وی رضی الولی بغیر الکفو مع علمہ بانہ
 کذا لآج ان روایتوں سے ثابت ہو گیا کہ اس نکاح کے ذریعے سے وہ عورت شوہر اول
 کے واسطے حلال نہیں ہو سکتی یعنی شوہر اول کی واسطے اس وقت میں حلال ہوتی جب یہ نکاح
 شرعاً جائز ہو تا جب نکاح شرعاً بالکل منعقد ہی نہیں ہوا تو تحلیل کہاں ہوئی (فلا تحلل) قول
 درمختار میں جو تفریح ہے اوسکے ہی معنی ہیں جب نکاح باطل ہو اور نا کا اطلاق شرعاً
 متعاقبین کے اوپر سے ساقط نہیں ہو سکتا فقط والسلم بالصواب صحیح الجواب
 واللہ اعلم بالصواب تحریرہ الراعی عفورہ بقوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تاجاؤر اللہ عن نبی اکبر محمد علی
 ابوالحسن

فتاویٰ ہوا الرحمہ کیا فرماتے ہیں علمای شریعت محمدیہ اس مسئلہ میں کہ اگر زید کسی عورت یا لفظ سے اس طرح پر عقد کرے کہ زبان غیر معلوم عورت کے کہے کہ میں نے نکاح اپنا بعض اس قدر تہر کے تیرے ساتھ کیا اور اسی زبان میں عورت سے ایسا لفظ کہلاوے کہ معنی قبول کروم کے رکھتا ہوا اور ایسے دو شخصوں کو گواہ عقد کرے کہ وہ بھی اوس زبان سے واقفیت نہ رکھتے ہوں یا رکھتے ہوں پس دونوں صورتوں میں سے کسی صورت میں نکاح نیکہا اوس عورت سے صحیح ہوگا یا نہ اور حکم بحوالہ اہم کتاب تحریر فرمائیے اللہ تعالیٰ ہر دارین میں اجر پائیے ہو لم صوب ایسی صورت میں اختلاف فقہاء کا ہے خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے لفتۃ

المرأة زوجت نفسی بالعزیزۃ وہی لا تفرق بشی من ہذا و قبل فلان و ذلک بخبر من شہود و شہود یعلمون او لا یعلمون صح النکاح کا اطلاق و قبل لا یصح کا بیع انتہی پس ایسی صورت سے کہ بیان بہ سلسلے یکجاعت فقہاء کے ارتکاب حرام ہوتا ہے احتراز واجب ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابواحسنات محمد عبدالحی تجاور اللہ عن ذنبہ ابجلی و انحنی ابو الحسنات

فتاویٰ کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی منکوحہ کے ساتھ غلام کیا پس ایسی صورت میں نکاح رہا یا نہیں اور سزا دار از روی شرع کے ہو سکتا ہے یا نہیں ہو لم صوب نکاح رہا لیکن سخت گناہ ہوا وہ شخص مستحق لعنہ پر ہوا و سپر تو بہ واجب ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابواحسنات محمد عبدالحی تجاور اللہ عن ذنبہ ابجلی و انحنی ابو الحسنات

فتاویٰ کیا فرماتے ہیں علمای دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ ہندہ کے حمل حرام کا کسی شخص نامعلوم سے تھا بدون وضع حمل کے اوسکی نانی نے حمل کو اخفا کیا اور سچی زید کہ نابالغ تھا ابولایت اوسکی والدہ کی فریباً حالت حمل میں نکاح پر طہوا دیا اور بعد ہو جانے نکاح کے نوبت خلوت صحیحہ کی نہیں ہوئی تھی کہ نانی مسماۃ ہندہ کو باہر بہکا لگی تھی اور باہر مسماۃ ہندہ کے لڑکی پیدا ہوئی اب کئی سال کے بعد مسماۃ ہندہ مذکورہ کو اوسکی نانی نے لے آئی اور چاہتی ہے کہ زوج زوجہ دونوں لجاوین اور زید کہ اب نابالغ ہوا ہے اوسکو انکار ہے کہ یہ عورت خراب ہو اور حالت نابالغی میں بھی میرا نکاح بحالت موجودگی حمل کے ہوا تھا پس وہ نکاح جائز نہیں ہو نہ اب تک خلوت صحیحہ ہوئی ہے تو اس صورت میں کس طرح ملون اور نہ

تو جب ادای نہ کر سکتا ہوں بلکہ مستوجب دلیا پانے اور خرچہ کا ہوں جو باعث فریب
میری شادی میں صرف ہوا ہے پس بوجہ مذکورہ زانیہ کا نکاح حالت حل میں بحالت نابالغی
زید کے درست ہوا یا نہیں اور وہ اس صورت میں مستحق ادای نہ ہو سکتا و دلا پانے خرچہ
شادی کا بھی ہو سکتا ہے یا نہیں بیوا تو جروا

ہو لمصوب وہ نکاح درست ہوا اور نصف ہرزید پر واجب الا واپہا اور اب
زید کو اختیار ہے خواہ وہ نکاح باقی رکھے یا فسخ کر دے واللہ اعلم حرر والراہی
عفور بہ القوی ابو الحسن محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الحی و الخی [محمد عبدالحی]

فتنہ کیا فرماتے ہیں علمای دین اس صورت میں کہ سہی زید کو ساتھ مسماۃ
ہندہ بالغہ ناگتہذا کے موافقت تھی لہذا ہندہ حسب ایامی زید اپنے گھر سے بخوشی اپنے اگر
زید کے گھر میں رہی پس زید نے ہاتھ رضای ہندہ مکان سے باہر جا کر چار آدمیوں سے
بیان کیا کہ میں اپنی طرف سے اصالتاً اور ہندہ کی طرف سے وکالتاً بیان کرتا ہوں کہ میں نے
اس کے ساتھ بے عرض ہندہ دینا کے نکاح کیا اور اسے مجھے نکاح کر لیا اور راضی ہے
تم اس کے گواہ رہنا اور ہندہ نے بجماعت زنان علانیہ بیان کیا کہ میرا نکاح زید کے ساتھ ہو گیا
اور وہ ہر چار گواہان مذکورہ بالا زید اور ہندہ دونوں کے شہنا سالین اور بخوبی واقف ہیں
اس صورت میں نکاح درست ہوا یا نہیں اور بعد فقوڑے دونوں کے مسماۃ ہندہ مذکورہ کے
بطن سے سہی بکڑ بھٹل تولد ہوا پس وہ طفل حرامی ہے یا حلالی اور بعد بیک کے پس مذکور اسکا
نسبی بکریا مست و دیگر اموال منقولہ و غیر منقولہ زید مسطور از روئے حکم شرع محمدی کے
پس سکتا ہے یا نہیں بیوا تو جروا

ہو لمصوب اس صورت میں نکاح نہیں ہوا اور بکڑ وارث زید کا نہیں ہو سکتا ہے
ان اگر ایک ہی مجلس میں گواہوں نے دونوں کا اقرار سنا ہو تو البتہ نکاح ہو گا واللہ اعلم
حرر والراہی عفور بہ القوی ابو الحسن محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الحی و الخی [محمد عبدالحی]

فتنہ سوال ایک عورت نے زید کو اپنے نکاح پر طعنے کے لیے ولی مطلق کیا
اور عمر و اور بکڑ گواہ و کالت زید کے ہوئے اور زید نے بکڑ سے کہہ دیا ایک گواہ و کالت کا تھا

درکنزنی اگر دشت الرضاع مایست بعد المآل و تحت آن صاحب بحر الرأی تحریری سازد و
شہادۃ رحلین عدلین اور رجل وامرأتین فلا یتب بشہادۃ امراة واحدة انتہی واللہ اعلم
و علمہ اہم کتبہ عبیدہ محمد عبدالحی حقاعنہ القوی

فتاویٰ ما قولکم رحمکم اللہ کیا فرماتے ہیں علمای دین اس صورت میں کہ ہندو نامی
ایک عورت کی دودھ خور اور دوسری موجود ہے بعدہ پیر کلان کے ایک پیر پیدا ہوا اور خود
ہندو کے ایک تیسری دختر پیدا ہوئی ہندو نے پیر پیر مذکور کو دودھ پلایا کہ جس سے رضاعت
ثابت ہے بعدہ ہندو کی دختر کلان کی ایک دختر پیدا ہوئی اب مابین پیر پیر کلان مذکور کو
ہندو نے دودھ پلایا ہی اور دختر دختر کلان مذکور کے عقد مناکحت اندر وی مذہب خفیہ صحیح ہی یا وجہ
اس کے کہ از جانب شہرہ ہم خویش شوند دونوں میں حرمت رضاعت ثابت ہوگی جواب مسئلہ ہذا مذکور
مذہب خفیہ بروایات مصرحہ کتب فقہیہ مع معروضہ نسخہ خود و دیگر علمای معتبرین ثبت فرمایا جاوی فقط
ہو لم صوب کلاخ پیر پیر مذکورہ کا ساتھ دختر دختر مذکور کے بوجہ حرمت رضاعت کے

جہنم درست ہے فتاویٰ عالمگیری میں ہو المرصۃ لو ولدت من ہذا الرجل او غیرہ قبل ہذا الاضلاع

و بعدہ فاکلن اخوة الرضیع و اخواتہ و اولادہم اولاد اخوتہ و اخواتہ انتہی واللہ اعلم تحریرہ المراجی

عفور بہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ اچلی و اچھنی

فتاویٰ کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت مسماۃ محفوظن کی

گود میں ایک لڑکا موسومہ زید شیر خواہ ہے اور ایک عورت دوسری مسماۃ شریفین ایک لڑکی

مسماۃ ہندو کو جنی چنانچہ مسماۃ محفوظن نے وہی شیر جو کہ زید کو پلاتی تھی ہندو کو ایک بار یا دو بار

یا تین بار پلایا تو اس صورت میں زید اور ہندو دودھ شیر کے بھائی بہن ہو سکتے ہیں یا نہیں

بشرط ہونے کے پھر اگر ہندو کی ماں نے ایک دوسری لڑکی مسماۃ زینب کو جنا کھاوے زینب کا

دودھ نہیں پیسا ہے مگر باپ اور ماں وہی ہیں جو ہندو کے ہیں تو اس صورت میں زید اور

زینب کے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں بشرط جائز ہونے نکاح و میان زید اور زینب کے پھر اگر بسبب

عدم یاد کے سہواً در میان زید و زینب کے نکاح ہو گیا ہو اور اسی نکاح میں زید سے زینب کے

لڑکا یا لڑکی پیدا ہو چکی ہو تو اس صورت میں کیا حکم علمای مقلدین امام اعظم رحمہ کے دیتے ہیں

محمد عبدالحی
ابوالحسنات

گواہی ثبوت دودھ پلانے کے صرف مادر رضاعی اور مادر رضیعہ کے قول پر تمام ہو سکتی ہے
یا اور گواہ سوالان دو کے حسن فعلی اہم اعظم رہے بیوا تو جروا
ہوا المصوب دودھ پینے والے پر رضعہ کی سب اولاد اور شوہر رضعہ کی اولاد و شوہر
زوجہ سے حرام ہو جاتی ہے اور دودھ پینے والے کے بھائی بہن کی طرف حرمت نہیں آتی ہو
مناہ علیہ نکاح نزدیکہ ساتھ ہندہ کے تا جائز اور ساتھ رضعہ کے جائز ہے نزارتہ الروایات
میں ہوا رضعہ سے شریعت شریعت ہندہ الصبیحہ علی زوجہا و علی آباء و اولادہ و علی ابا المرحۃ و علی
اولادہ و الاصل ان اقرباء المرحۃ و اقرباء زوجها اقرباء الرضیع و اقرباء الرضیع لیسوا باقرباء المرحۃ
انتہی اور باب رضاعت میں شہادت دو مرد یا ایک مرد و دو عورت کیواسطے ثبوت رضاعت
کی ضرورت فقط قول رضعہ کا یا اور رضعہ کا ثبوت نہیں ہو سکتا مگر اجتناب و تنزیہ اس صورت میں
حوط و لازم ہے فتاویٰ خانہ میں ہی رجل تزوج امرأۃ ففترت امرأۃ انہما رضعہا لا ثبت لکرمۃ
لقولہما وان كانت عدلتہما ان تنزہ کان الغسل و کما لا یفرق بینہما بعد النکاح ولا ثبت لکرمۃ
لشہادۃ ھن فلذا کسب لکل النکاح استثنیٰ ما یقتضیٰ و اللہ اعلم حوزہ الراہی عقد رقبۃ القوی
ابو الحسنات محمد عبدالحی تاجا و زاد عن ذنبہ ابکی و انہی
استفتا سوال ما قولکم حکم اللہ تعالیٰ انہ میں مسئلہ کہ ماورندہ و مہر شہادت میں کئی ایک کثیر پست
بوجہ مضی زمانہ رضاعت اکثر خفاک گتہ ہندہ و ان حالت کا کہ انکار و زناش بعد گشتہ فغان
می برآورد سر پستان خودش بلای علی و طلائیت ہندہ و مہر شہادت و ماورندہ و مہر شہادت و یقین بلکہ
بحلف مگویہ کہ متحصص لہ ہرگز واقع نشود ہست بلکہ رضاعت علیہ زید ہندہ و طلائیت شہادت و یقین بلکہ
اجواب بدین صورت رضاعت مادر زید ہندہ ثابت نشود و و انکار و زناش بعد گشتہ فغان
حکمتہ شہادتانی فہم رضیعہ و وقع الشک فی وصول الیہن لیسوا بہم تہم لان فی المالغ شہادتانی انہما بوجہ
وفی القنیۃ امرأۃ کانست لعلی شہادۃ صبیحہ و اشہد انک فیما بینہم شہادۃ کم بین فی شہادۃ بین اہل تہادینی و لا یم
فکالامن ہنفا جاز لا یہد ان تیز و ج ہندہ الصبیحہ انتہی و انت اعلم تیز و الراہی حضور ربہ القوی ابو یوسف
محمد عبدالحی تاجا و زاد عن ذنبہ ابکی و انہی
استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم ما قولکم حکم اللہ تعالیٰ انہ میں مسئلہ کہ ماورندہ و مہر شہادت میں کئی ایک کثیر پست

ماورندہ و مہر شہادت میں کئی ایک کثیر پست
در فیضان صاحب از خاتون شاہ خاتون صاحب

ببرودن پستانهای خود از شیر سبب نکیر پیدا شده و به وقت سال گذشته که نرسیده و با کل شیر ندارد
 اگر اینکه اگر پستان را نیک بمالد چیزی آب غلیظ خیره و از پستانش ظاهر میشود اگر پستان خود
 بکوبد و در برای بکشد و لکن زن مذکور در یقین کامل نیست که شیر در زن کودک رسیده
 و از حلقش و زفته بسبب آنکه شیر پستان ندارد و آنچه در پستان است از آب غلیظ از آن بیرون نمی شود
 مگر به بسیار سوزن و آن را هم از روی یقین زن مذکور گفته نمی گویند که برآید در حلقش رسیده
 پس نزد نرسیدن شیر در حلق کودک و تشنگی که حریص است ثابت میگردد و یا نه بینوا تو جروا
هو المصوب حریص است رضاعت اگر چه از لبن آید و مجوزه ثابت
 می شود لیکن در صورت سوال بسبب عدم یقین رسیدن آن در طوالت کفای طفل حریص ثابت
 نخواهد شد در شاه می آید و لو کان فی الحرمه شک لم یجوز و انما قالوا اودخلت المرأة حلیته
 فی فم رضیقه و جمع الشک فی وصول اللبن الی جوفها لم یحرم لان فی المانع شکا کما فی الی و لو اجبت
 و فی القنیه امرأه کانت لعلی ثدیها صبیته و اشتهر ذلک فیما بینهم ثم نقول لم یمنع فی ثدی لبن حین لقیتهما
 و لا یحرم ذلک الا من جتمها جازا لهن ان یتزوج بهذه الصبیته انتی و انما یحرم حرره اثر ای غصون القوی
 البواجنات محمد عبدالحی تجاوزا لشد عن ذنبه الجلی و الخفی الحمد عبدالحی البواجنات
فتاوی می فرمایند علای دین اندرین مسئله که بنده در ایام رضاعت خود
 شیر زینب که اند شوهرش بود نوشیده پس از آن بعد عرصه زید بن زینب را ساخته پس
 نکاح زید به بنده درست خواهد شد یا نه بینوا تو جروا
هو المصوب درین باب عبارات فقها مختلفه واقع شده اند از عبارت بحران فی دریک مقلع
 اراد بجمعه للصاهره الحرامات الاربع حرمة المرأة علی اصول الزانی و فروعها و رضاعا و حرمة اصولها
 و فروعها علی الزانی و رضاعا کما فی الوطی الحلال انتی و عبارت جامع الزمیر لکن فی المنظم و غیره انه
 یحرم کل من الزانی و الزنیة علی اصل الاخر و فروع رضاعا انتی و عبارت بحران فی بمقام دیگر و ما
 ان فروع المنی بها من الرضاع حرام علی الزانی و کذا قال فی الخلاصة و کذا لو لم یقبل من الزنا و ارضعت
 لا یلین الزنا فانها تحرم علی الزانی کما تحرم بنتها من النسب علیة انتی حریص معلوم می شود و در ذریختار
 می نویسد الزانی بمشبهه کاحلال میل و کذا الزنا و الاوجه الخ انتی و در رد المحتار در شرح ابن قلی می آید

این کتاب در فروع من الزانی در سوره مدی می گویند که با شکایت از صاحب ذریعتی است و اگر شکایت با شکایت از صاحب ذریعتی

وذلك حيث قال اي صاحب الفقه يبين الزنا كالحلال فاذا رخصت به بنيتا حرمت على الزاني وانما هو
وان سفلوا وفي الجنبين عن الجرحاني ولعم الزاني الزوج بها كالمولود من الزاني لانه لم يثبت نسبها
من الزاني والتحريم على آباء الزاني واولاده الجوزية والاجزئية بينهما وبين العم واذا ثبت هذا في التولد
من الزاني فإذ في المصلحة يبين الزنا قال في الخلاصة وكذا الوهم تحيل من الزنا وارخصت للبلين الزنا يحرم
على الزاني كما تحرم بنتا عليه وذكر الوبري ان المحرمه تثبت من جهة الام خاصة ما لم يثبت النسب فثبت
من الاب ولذا ذكر الاستيعاني وصاحب لينابيع وهو اوجه لان احرمته من الزنا للبعضية وذلك في الولد
نفسه لانه مخلوق من ماء دون اللبن اذ ليس اللبن كالنساء من منية لان نزع التقدي وهو لا يقع الا بالداخل
من اعلى المعدة لا اسفل البدن كالحقنة فلا اثبات فلا حرمة بخلاف ثابت النسب لان اتصال ثبت
احرمته عنه واذا نزع عدم حرمة الرضعية يبين الزاني فعدمها على من ليس اللبن منه اولى خلافا لما في الخلاصة
ولانه يخالف المسطور في الكتب المشهورة اذ يقتضي تحريم بنت الرضعية يبين غير الزوج على الزوج بالطريق
الاولى انتهى كلام الشيخ لمخصصا واما صلته ان في حرمة الرضعية يبين الزنا على الزاني وكذا على اصوله وفروعه
روايتين كما صرح به القسمة في الزنا وان الاوجه رواية عدم احرمته وان في الخلاصة مردود لان جمل
في الكتب المشهورة ان الرضعية يبين غير الزوج لا تحرم على الزوج وكلام الخلاصة يقتضي تحريمها بالاولى وما في
الفتاوى اذا خالف ما في المشاهير من الشرح لا يقبل هذا التقرير كلام الفتح وقد روي في فقه جليلي
ما ادعاه في البحر من ان محل الخلاف اصول الزاني وفروعه وانما لا تخل للزاني اتفاقا والحاصل كما قال
في البحر ان المعتمد في المذهب ان اللبن الزاني لا يتعلق به التحريم وظاهر المخرج والكانية ان المعتمد ثبوت
وذكر في شرح المنية ان لا يعدل عن الدراية اذا وافقت رواية وقد علمت ان الوجه مع رواية عدم التحريم
انتهى ازين عبارات وخرج شدك رضعية يبين زنا برزاني بر قول صحيح حرام ليست ونيز رضعية يبين شوهر
بر شوهر و بغير حرام ليست بناء عليه رضعية يبين غير زاني بدرجته اولى به زاني حرام نخواهد بود و چون صاحب
فتح القدير ان باب ترجيح بلکہ محدود و مجتدين است قول و هو الاوجه بروايات فتاوی مقدم خواهد
و آنچه متوهم می شود که رضیه ی بین غیر زنا دختر رضاعی مرخصه باشد میشود و من نیز بسبب زنا حرمت
مصاهرة با و ثابت میشود و پس لا بد جمله فرعون حرام خواهند شد پس مدفوع است باین طور که نشاء
حرمت مصاهرت ثبوت بر طریقت یا شبه بر طریقت است و آن درین صورت مفقود است و خیال این را

در میان حرمت رضیعہ بلین غیر الزوج علی الزوج و حرمت رضیعہ بلین جلال علی الزانی غرض
 بلین حرمت رضیعہ علی زوج المریضۃ از جنت دیگرست و حرمت رضیانی از جنت دیگرست و حرمت
 رضیعۃ المرأة علی الزانی انما ہو بحرمۃ المصاہرۃ لا بدخل فیہا البعضۃ الرضیعۃ من الزانی و حرمت رضیعۃ المرأة
 علی الزوج للرضاع فقط صحیح نیست چه ہر دو مقام مساوی اند و اعتبار حرمت مصاہرۃ و اعتبار
 مصاہرۃ منیست بر اعتبار جزئیست و از اینجا مندرج شد توہم حرمت فروغ فریہ بر زانی عقوبت
 و نیز بظاہرست کہ اگر رضیعہ بلین غیر زنا بر زانی حرام باشد رضیعہ بلین نابریانی ہر جا اولی حرام خواہد
 و قد عرفت ان لم یتم فیہا عدم الحرمۃ و ہذا مسلم حصل بعد التفتیح التام والعلم التام عند الملک العالی
 حررہ الراعی عفور بہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز السد عن ذنبہ الجلی والخبی محمد عبدالحی
 ابوالحسنات

کتاب الطلاق

فتا اگر کوئی شوہر اپنی زوجہ سے بدین وجہ ناراض ہو کہ بلا موجودگی زوجہ کے
 وہاں برادری کے سامنے قسم کھا کر کہے کہ میں نے زوجہ کو طلاق دیا کہ اس نے شوہر کے ساتھ جائز
 و نکاح کیا بعد ازاں شوہر چھپنیں برس زندہ رہا لیکن عین حیات اس نے زوجہ مذکورہ سے کچھ
 نہیں رکھا اور بعد ازاں مر گیا اب زوجہ مطلقہ کہتی ہے کہ مجھ کو میرے موافقہ میں طلاق نہیں دیا
 شرعاً مواجہہ زن و مرد کا تکمیل طلاق کیواسطے ضرور ہے یا طلاق تسلیم کیا جائیگا بیوا تو جروا
 ہوں **موصوب** اس صورت میں طلاق تسلیم کیا جائیگا اور مواجہہ زن و مرد کا ضرور نہیں
 بلکہ علم زن کا بھی اس وقت ضرور نہیں عنایہ میں ہے الزوج یتقرب بالطلاق فرماؤں گے کہ ہاں
 واللہ اعلم حررہ محمد عبدالحی عفا اللہ عنہ

فتا اگر کوئی شوہر اپنی زوجہ سے نزع کرے اور زوجہ ہندو نے شوہر کے
 گھر آنے سے انکار کیا اور زید شوہر نے قسم کھائی کہ میں نے اور ہندو سے واسطہ نہیں ہے اور
 پھر پیش برس تک زید اپنی قسم پر تا وفات مضبوط رہا ہندو سے واسطہ نہ لگایا اس کا انکار اور
 اس مدت تک احتراز بمنزلہ طلاق کے ہے یا نہیں

واللہ اعلم سب طلاق ثابت ہے واللہ اعلم کتیبہ ابوالحسنات محمد عبدالحی عفا اللہ عنہ

کفر ہو کشتن لہذا قایمین ہے اگر گوید میں نماز را بطلاق ہنادم یکفر کذا فی خزائن الغنیین انتہی ملخصاً اور
 وی میں ہر لو قال شریعت را چه کنم یکفر انتہی او عالمگیر یہ میں ہے کہ قال باسن شریعت و این
 شود ندارد او قال در پیش نزد او قال شریعت چه کنم خدا کا کفر انتہی بنا علیہ اس شخص پر
 اس نقطہ کے ساتھ تکلم کیا پھر اس تکلم کے حکمات کا دیا جاو گیا اور اس ارتداد سے کفر فی انہو
 فسخ ہو جاو گیا جیسا کہ کثرو غیر وہ میں ہے وارتداد احد بطریق فی الحال انتہی اور چونکہ فی اصل
 کے وہ دو مرتبہ طلاق دیکھ چکے ہیں اور یہ فسخ حکم طلاق میں نہیں ہے اور بعد اس ارتداد کے جو
 دو مرتبہ طلاق او سے کہے کہ او سرکار و جہ نہ باقی رہتے نکاح کے اعتبار نہ ہوا بنا علیہ ایسے ہر
 اسلام کے وہ شخص تجدید نکاح کر سکتا ہے واللہ اعلم حررہ الراعی عفو ربہ القوی ابو محمد
 محمد عبدالحی تاجوازلہ عن زینبہ را بجلی و کتبی

مسئلہ چہارم جبکہ زن منکوحہ بلا اجازت شوہر کے گھر سے شوہر کے نکل کر اپنے ماں باپ
 گھر یا ایک قریب سے دوسرے قریب میں چلی جاوے تو آیا ایسی حالت میں دین ہر زوجہ مذکورہ کا
 جو کما و پر ذمہ زوج او سکے کے فرض ہے باطل ہوگا یا نہیں

جواب صوب سوال اول اس لفظ سے کہتے تھو چھوڑ دیا کہ معنی صریح طلاق کے ہیں
 طلاق واقع ہو جاوے گی جواب سوال دوم اس صورت میں نکاح دوسرا نہیں ہو سکتا
 جب تک کہ شوہر طلاق نہ دیوے جواب سوال سوم ایسی حالت میں بغیر طلاق دینے شوہر کے
 زن مطلقہ نہوگی اور حرا و سکا شوہر پر واجب الادا ہوگا جواب سوال چہارم ایسی حالت میں
 نان و نفقہ عورت کا ذمہ شوہر سے ساقط ہو جاوے گا لیکن دین ہر ساقط نہوگا واللہ اعلم
 حررہ الراعی عفوریہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ راجلی و انحنی

استفتا زید نے اپنی عورت مدخولہ سے کہا لفظ واحد میں طلاق ہو طلاق ہو طلاق
 تباؤس سے پوچھا کہ تجھنے کتنی طلاق دی ہیں تباؤس نے جواب دیا کہ صرف ایک طلاق کی
 تاکید میں باقی لفظوں کو میں نے ادا کیا ہے اب وہی عورت پر کے طلاق واقع ہوئی
 ہوگی **جواب** اس صورت میں اسکی تصدیق فیما بینہ وہیں اللہ کجاوے گی لیکن قاضی عسکرم
 تسلیم نہ کریگا در مختار میں ہے کہ لفظ الطلاق وقع الكل وان نوى التاكيد دين اتى والله اعلم
 حررہ الراعی عفوریہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ راجلی و انحنی

استفتا ایک شخص کی چار بیویاں ہیں ایک مکان میں چاروں موجود ہیں دروازہ
 بند تھا شوہر نے باہر سے بکار کسی بی بی نے اندر سے جواب دیا اور جواب دیکر خاموش ہو گئی
 صبح کو مرد نے کہا کہ جس بی بی نے جواب دیا وہی عورتوں سے پوچھا کہ کس نے
 جواب دیا ہے ہر ایک نے انکار کیا اب کس پر طلاق واقع ہوا بیوا تو جووا

جواب صوب اس صورت میں سب سے وطی کرنا بسبب اشتباہ کے حرام ہے جب تک کہ
 تصدین مطلقہ کی معاون نہوا اشتباہ میں ہے الاصل فی الايضاع التحريم فاذا تقابل في المرأة
 حل و حرمة غلبت الحرمة ولهذا لا يجوز التحري في الفروج واذا طلق احدى نساءه لم يثبت ثلثا ثم نسيها
 وكذلك ان منكر من الواحدة لم يثبت ان يقر بها حتى انها غير المطلقة انتفى او يمين او يمين

رسد مولوی محمد خیرات علی صاحب درقاہم باب غنہ تحصیل فروع و مسائل

رسد مولوی محمد خیرات علی صاحب

مقام میں ہے کہ اختلاط زوجتہ بغیر باقیس لا الوطی والا بالتحری انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی
عفور بہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ البجلی وآنحضری

فتا کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندہ سے نکاح کیا
اور بعد نکاح کے چھ مہینے تک ہندہ زید کے مکان پر رہی بعد اسکے بطیب خاطر میکے میں آئی
پھر جتنے مرتبہ زید نے بلائے کیوں واسطے آدمی ہندہ کے پاس بھیجا ہر بار والد ہندہ کے کہ کسی جلد سے
مائدی اچھی کہ ایک سال سی اطائف کھیل میں گذر گیا بالآخر بحالت مجبوری زید نے بعد التخصیص
تالش بخصتی کی دائرگی اور والد ہندہ نے درخواست خلع اور تفریق کی اوسی عدالت میں کی حالہ
زید میں کسی نوع کا عیب جو موجب خلع و تفریق ہو نہیں پایا جانا بوجہ شرارت ہندہ یا والد ہندہ کے
دوسری وجہ معلوم نہیں ہوتی اور نہ زید خلع و تفریق پر راضی ہے پس ایسی صورت میں حاکم وقت
بجبر خلع و تفریق کر دینے کا مجاز ہے اگر مجاز ہے تو بشرط تراضی طرفین یا صرف برضای ہندہ
اگرچہ زید رضی ہو بینوا لہذا کتاب تو جروا یوم الحساب

ہو لم صوب چو نکہ خلع طلاق بائن ہے اور طلاق بغیر رضای شوہر کے اور اسکے کلم کے
ساتھ الفاظ طلاق کے نہیں واقع ہو سکتا ہے پس ایسے ہی خلع بھی بغیر رضای قبول شوہر نہیں
ہو سکتا ہے فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے شرط شرط الطلاق وحکمہ وقوع الطلاق البائن کذا فی التہذیب
انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفور بہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ البجلی وآنحضری

فتا کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی عورت کو حالت
غضب میں کہا کہ میں نے طلاق دیا میں نے طلاق دیا میں نے طلاق دیا پس اس تین بار
کے تین طلاق واقع ہو گئی یا نہیں اور اگر خفیہ مذہب میں واقع ہوں اور شافعی میں مثلاً
واقع ہوں تو خفیہ کو شافعی مذہب پر اس صورت خاص میں عمل کر نیکی خصت دیجاو گی یا نہیں
ہو لم صوب اس صورت میں خفیہ کے نزدیک تین طلاق واقع ہو گئی اور اخیر تحلیل کے
نکاح نہ درست ہوگا مگر بوقت ضرورت کہ اس عورت کا علیحدہ ہونا اس سے دشوار ہو اور
احتمال مفاسد زائدہ کا ہو تقلید کسی اور امام کی اگر کریگا تو کچھ مضائقہ ہوگا نظیر اوسکی مسئلہ نکاح
زوجہ مفقود و حدت ممتدة الطہر موجود ہے کہ خفیہ عند الضرورة قول امام مالک پر عمل کر نیکی

یاد جلد اول کتاب الطلاق

درست رکھتے ہیں چنانچہ رد المحتار میں مفصلاً مذکور ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ وہ شخص کسی علم شافعی سے
استفسار کر کے اس کے فتویٰ پر عمل کرے وابتداء علم تخریج محمد عبدالحی عفی عنہ

استفسار کیا فرماتے ہیں علمایٰ دین و مفتیان شرع متین کہ مریم مدعیہ باظهار وقوع
تہ طلاق و مناظرہ دعویٰ تفریق ذات خود از وجہ مدعی علیہ بنام محمد مدعیہ عدالت میں
دعویٰ دیا ہوئی مدعی علیہ نے دینے طلاق سے انکار کیا اور کہا کہ اگر میں طلاق دیتا بالضرورت کوئی شخص
ایک برادری سے واقف ہوتا اور میں دستاویز فارغ خطی مدعیہ کو لکھ دیتا فقط چاہے وہ سے چھ گواہ
تین مندرجہ عرضی دعویٰ اور تین غیر مندرجہ عرضی دعویٰ عدالت میں پیش ہوئے جو تین گواہ
سمیان پیر بخش و چندا و با و الدہ مندرجہ عرضی دعویٰ عدالت میں سموع ہوئے انھوں نے
ہنگام اداسے شہادت بدین تصریح یا ضافت الی الزوجہ کہ ای مریم میں نے تجھے طلاق دی ای مریم
میں نے تجھے طلاق دی ای مریم میں نے تجھے طلاق دی بوالا بیان مدعی علیہ طلاق دہندہ
بلفظ استشہاد اداسے شہادت ہے اور تین گواہ سمیان الی بخش و مہبوط و کھن جو غیر مندرجہ
عرضی دعویٰ تھے بھلا اونکے منہ می الی بخش و شخص ہے جسکا نام باظہار مریم مدعیہ لکھا ہے اور
مہبوط و وہ شخص ہے جسکی نسبت خود مدعی علیہ نے روبروی حاکم عدالت یہ کہا کہ اوس سے
اس مقدمہ میں نسبت وقوع و عدم وقوع طلاق استفسار کیا جائے غرض کہ گواہ مرقوم الصداق
رو بروی حاکم عدالت بلفظ استشہاد بدین عبارت بوالکلام مدعی علیہ طلاق دہندہ کہے مریم میں نے
تجھے طلاق دی اے مریم میں نے تجھے طلاق دی بھلا بی الی المریم زوجہ خود مریم زوجہ بی کو طلاق کی
فقط حاکم عدالت نے بعد سماعت شہود مذکور الصداق بیان حسب تصریح بالا مندرجہ اظہار ہے
بنظر ثبوت وقوع طلاق از جانب مدعی علیہ مدعیہ حسب شہادت شہود و تفریق ذات مدعیہ از وجہ
مدعی علیہ حکم دیا ہنگام رجوع مرافعہ من جانب مدعی علیہ حاکم مرافعہ نے رای عدالت مسترد کر کے اپنے
فیصلہ میں وجہ استدراویہ ظاہر کی کہ بھلا تھکس گواہ مدعیہ مندرجہ عرضی دعویٰ سموع عدالت سے
بیز بخش گواہ نے عدالت میں الفاظ طلاق زبانی مدعی علیہ اس طرح ظاہر کیے کہ اے مریم میں نے تجھ کو
طلاق دی ویر مرقع زبانی طلاق دہندہ بجای لفظ تجھ کو کہے اور چند گواہ نے عدالت میں
یہ الفاظ طلاق کہے ہر یک میں نے طلاق دی ویر مرقع بجای لفظ تجھ کو کہے بیان کیا بصوت ہذا

یہ تزلزل بیانی اس لئے موجب اطلاق شہادت سے باقی رہا یاد اللہ ایک گواہ شرعاً نصاب شہادت
 نہیں و بخلاف کس گواہ غیر متدبر عرشی دعویٰ ٹھوگواہ نے عدالت میں الفاظ طلاق زبانی دے دی
 مسطور بیان کیے کہ لے مریم میں نے ٹھوگواہ طلاق دی و برسر موقع لفظ ای نکہا و بجای لفظ ٹھوگواہ
 ٹھوگے کہا اور الکی بخش گواہ نے بھی مطابق بیان ٹھوگواہ لفظ کی اب بعد ازاں صورت مناعی
 و تشریح بیان شہود و قیمن تجویز حکام با تحت بندت علما و دین یہ التماس ہے کہ اس مقدمہ میں
 تجویز حاکم عدالت با ثبات طلاق حسب بیان شہود شرعاً صحیح ہے یا نہیں اور جو حاکم مراد سے
 بوجہ مصرعہ الصد درای عدالت مسترد کی نسبت اس کے شرعاً کیا حکم ہے آیا وہ مستنزم فقہان
 شہادت شہود حسب قاعدہ شرح درباب ثبوت وقوع طلاق میں یا نہیں جواب اس کا بقدر
 روایات کتب مستندہ فقہیہ محنت ہو لینا تو حسب روایات

جواب صورت مسئلہ عنایہ میں تجویز حاکم عدالت با ثبات طلاق حسب شہادت شہود
 مدعیہ شرعاً صحیح ہے اور اعتراض حاکم مراد سے درباب نقصان شہادت و تجویز او کی متضمن شہاد
 فیصلہ عدالت ہر آئینہ غیر صحیح اس لیے کہ لفظ طلاق دی میں نے ٹھوگواہ یا ٹھوگے تو جہر طلاق کا مستند
 الفاظ طلاق صحیح کے ہے ہدایہ میں لکھا کہ الطلاق علی ضربین صحیح و گناہ فالصريح قولہ ان
 طالق و مطاقہ و طلقہ کما یخرج اور جبکہ اضافت لفظ طلاق کی نہ وجہ کی طرف شہود ہر عاقل بالغ کی
 جائز ہے پانی لگی تو طلاق واقع ہو گئی باہین روایت ہدایہ و غیرہ و اضافت الطلاق الی بھاتا

اولیٰ مال یصر عن الجملہ وقع الطلاق لانہ اضعفت الی محلہ مثل ان لیقول انت طالق لان العاقل یصح
 المرأة اور فتاویٰ حمادیہ کی روایت سے بھی یہ مدعا ثابت ہے اور میں لکھتا ہوں کہ من الجملہ ہر محل

قال لا امرأۃ تطلق طلاقاً یک طلاقاً یک طلاقاً یعنی جہر و عدالت و بی و قول بہا طلاقہ و اشار
 لقولہ انت طالق طالق طالق یعنی اور ای مریم میں نے ٹھوگواہ طلاق دی یا ٹھوگے طلاق دی اور لفظ
 جا مریم میں نے ٹھوگواہ یا ٹھوگے طلاق دی یا مثل اس کے جہر میں اضافت طلاق کی یا بی جا و سے سب کا
 ایک ہی مطلب ہے جس سے طلاق واقع ہو گئی لفظ ای اور لفظ جا کو کمال سے بیجا اضافت
 صریح لفظ طلاق کے ایقاع طلاق میں کچھ دخل نہیں صرف اضافت طلاق سے ہے نہ کا طاق و طاق
 شہود کی طلاق سے تا اینکہ نیت کی بھی ضرورت نہیں ظاہر ہے کہ اگر کہا جائے ہندو یا جاہلہ

یہ اضافت لفظ طلاق کے اسکی طرف تو مجرد اس لفظ کہنے سے طلاق واقع نہوگی پس مدروقی
صرف اثبات اضافت طلاق ہی پر ہے لفظ آخری اوجا کا کہنا اور نہ کہنا دونوں برابر ہے تصدیق
اس مدعا کی اس عبارت محوی شرح ہشباہ سے بخوبی ہوتی ہے مجرد نہا با سہمہ الا یفنی فی وقوع
طلاقا عن نیتہ توضیحہ انہ لو قال ان قدم زید یا زینب فانت طالق یا فاطمہ مثلاً کان قوله فانت
طالق جزءاً قوله ان قدم زید فیتعلق طلاق زینب بقدمہ وحق فہای لفظ یقع الطلاق علی فاطمہ
عن النیت لان قوله یا فاطمہ لا یصح الا لیقاع بہ کذا فیل یقول وقع بقوله انت طالق حیث لخواہا بہ
لما نوى زینب انتی پس اثبات طلاق کے لیے بیان اتفاقی گواہوں کا نقل منقولہ شوہر طلاق نہا
میں بلفظ مریم میں نے طلاق دی تجکو یا تجھے کہ دونوں کا حاصل ایک ہے شرعاً کافی اور وافی ہے
آخر اور جا کے بیان کی ضرورت نہیں اندرین صورت بعض گواہ نے جو تعبیر مقولہ شوہر طلاق
دہندہ کی باین عبارت کی کہ امی مریم میں نے تجھکو طلاق دی یا تجھے طلاق دی اور دوبارہ سرسرو
باین عبارت تعبیر کی کہ جامریم میں نے تجھکو یا تجھے طلاق دی اور بعض گواہ نے باین عبارت تعبیر
کہ مریم میں نے تجھکو طلاق دی اور سرسرو وقع لفظ آخری نہ کہنا و بجا سے تجھکو تجھے ظاہر کیا یعنی مریم میں نے
تجھے طلاق دی یہ سب گواہ اصل شہادت اثبات طلاق بالاضافت میں جو وہی ثبت طلاق ہی
متفق اللفظ والمعنی ہیں اختلاف صرف نقل لفظ آخری و لفظ جا و نیز لفظ تجھکو و تجھے میں ہے کہ دونوں
حاصل خطاب ہے اور دونوں ایک ہی معنی میں ہونے جاتے ہیں اور بیان لفظ آخری اور لفظ جا کا
ایک امر زائد و غیر ضروری ہے سلب شہادت و اصل شہادت میں داخل نہیں اور نیز لفظ مریم میں نے
تجھکو طلاق دی موافق و ہم معنی لفظ آخری مریم میں نے تجھے طلاق دی بحذف حرف ندا کے ہے اور
حذف ندا کی صورت میں بھی معنی ندا کے مقدر کیے جاتے ہیں قال اللہ تعالیٰ یوسف اعرض عنہ
ای یا یوسف اعرض عن ہذا کذا فی التفسیر اور شرعاً اختلاف شہادت کا غیر سلب شہادت
و غیر اصل شہادت یعنی امر زائد غیر ضروری ممکن التوفیق میں مانع قبول شہادت نہیں ہے بلکہ مثبت اصل
مدعا ہے کفایہ شرح ہدایہ میں لکھا ہے الاختلاف فیما لیس من سلب لشہادۃ اذا کان علی وجه ممکن
التوفیق لا یمنع قبول الشہادۃ انتی او حصول عادی میں لکھا ہے القاضی اذا سال عن الشہود قبل
الردعی عن لون الدارۃ المدعاۃ فقالوا کذا ثم عند الردعی شہدوا علی خلافت ذلک لون قبل لان

الفاضل فی مسائل الشاہد علیک الشاہد بیانہ مکان ذکرہ و حدیثہ ہذا متفق اور ایسا ہی مفہوم ہوتا ہے
 اکثر کتب معتبرہ فقہیہ سے باجماع نامی روایات معتبرہ منقولہ سے واضح ہے کہ صورت مسئلہ منقول عنہما بین
 تجویز حاکم عدالت کے متضمن اثبات طلاق و تفریق مدعیہ شرعاً صحیح ہے اور اعتراض حاکم موقوف
 ہرگز مستلزم نقصان شہادت شہود مدعیہ نہیں پس تجویز او کی بابت استدلال فیصلہ عدالت
 ہر آئینہ غیر صحیح ہے واللہ اعلم و علما اتم

ہو لم یصوب فی الواقع اس صورت میں حکم وقوع طلاق صحیح ہے اور اختلاف شہود امور زانیہ
 میں مضرب بین متفق فتاویٰ حامد یہ ہیں ہے فی الاقوی الشہادۃ لو خالف الدعوی بزیادۃ لا یحتلج
 علی اثباتہا و لقضائے کف فان ذلک لا ینفع قولہا متقی واللہ اعلم تحریرہ الراجی عفو ربہ القوی
 الواحسانات محمد عبدالحی تھانوی رحمہ اللہ عن ذیلہ البجلی و انحنی

۲۴۳
 مستفتا کیا قسطے ہیں علما ی دین اس مسئلہ میں کہ تنفی کے یا ب یا جانی غلط

میں ہے عن اربع بنات معوذ بن عفران انہا اختلفت علی حد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامرہا
 ابیہ صلی اللہ علیہ وسلم او امرت ان تعد بحیضہ وعن ابن عباس ان امرأۃ ثابت بن قیس خلعت
 من زوجہا علی حد ابیہ صلی اللہ علیہ وسلم فامرہا ابیہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تعد بحیضہ بعد اسکے
 یہ عبادت لکھی ہے و اختلف اہل العلم فی عدۃ مختلفۃ فقال اکثر اہل العلم من اصحاب ابیہ صلی اللہ علیہ وسلم
 و غیرہم ان عدۃ المختلفۃ مطلقۃ و ہو قول الثوری و اہل لوفہ و یقول احمد و الحق و قال بعض اہل العلم
 من اصحاب ابیہ صلی اللہ علیہ وسلم و غیرہم عدۃ مختلفۃ حیضۃ قال الحق و ان ذہب ذہب الی ہذا فہو مذہب
 قوی اور کتب فقہ میں عدۃ مختلفہ کی مثل عدۃ مطلقہ کے ہیں اس صورت میں بموجب حدیث نبوی
 و عمل صحابہ مختلفہ کے عدۃ ایک حیض ہوگی جیسا حدیث ربیع و ابن عباس و عمل بعض اہل علم سے
 ثابت ہوتا ہے یا تین حیض جیسا عمل اکثر اہل علم و فقہا کا ہے بیتوا و جہد رواۃ

ہو لم یصوب موطا امام مالک میں جہاں سلمی سے مروی ہے ان امام بکر الاسلامیہ اختلفت
 من زوجہا عبد اللہ بن سعید ثم اتیہا عثمان فقال ای تطبیقہ الا ان تكون سمت خیار فو علی بہت
 اتقی اور مصنف عبد الرزاق میں سعید بن اسلم سے مروی ہے ان ابیہ صلی اللہ علیہ وسلم جل
 الخلع تطبیقۃ بانۃ اتقی فتح القدیر میں ہے مراسل سعید لما حکم الوصل لصلح لانه من کہا رابعا بین

و کبار الثالبعین قل ان یرسلوا الی عن صحابی وان الفی غیره نادرا حقن لثقه انتی اور من دار قطنی
 و بیقی اور کامل بن عدی بین بسند ضعیف ابن عباس سے مروی ہے ان لہی صلی اللہ علیہ وسلم
 جعل الخلع تطلیقہ ہائے انتی اور صحیح بخاری میں قصہ خلع ثابت بن قیس و راوی زوہر میں دی
 انہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل اہل لثیقہ و طلقہ انتی ان اخبار و آثار سے یہ ثابت ہے کہ خلع حکم طلاق
 میں ہے پس لا بدعت اوستی و طلاق ہوگی اور ظاہر قرآن بھی اس امر پر دلالت ہے اور حدیث
 ثقت بخیرہ لغیر صحیح ایسے ہی حالت میں نہیں ہے بسبب احتمال اسکے کہ تنوین حیضہ کی تنوین حدیث
 و انتی علم حرہ الراعی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن نیا بکلی و انتی ابو الحسنات
 مستفتی بسم اللہ الرحمن الرحیم سبب جماعت مسلمین سکنہ مسکنہ بکلی و انتی ابو الحسنات
 جامعہ کمالات واقف الامارت والآیات علامہ میں حدیث جلیل نام المسلمین مقدم المؤمنین صاحب دلیل
 القوی ساکت طریق استوی جامع الاحتمالات صاحب الانصاف مولانا و مولوی الانصاف حضرت
 ابو الحسنات الحاج مولوی الحافظ انتی الی اعظم الشیخ محمد عبدالحی اللکھنوی راجع بالفیض المصوری
 و لکھنوی کے بعد بخیر و نیار عرض پروا نہیں کہ اس مسئلہ میں ہم سچوں کا جناب عالی کے فتویٰ پر
 فیصلہ ٹھہرا ہے اور یہاں کے علمائے حضور کی تحریر پر اتفاق کیا ہے وہ یہ ہے کہ زید نے بیوی کو
 ایک مجلس میں تین مرتبہ کہہ دیا کہ تجھ پر طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے لیکن اوسنے غصہ میں بلا
 اتفاق طلاق نکالا اور بدو نہ سمجھے معنی اور حکم اس الفاظ کے کہا ہے پس اس صورت میں طلاق نکالا
 واقع ہوگی یا نہیں یہاں دو جماعتیں ہو گئی ہیں ایک جماعت کہتی ہے کہ مطابق حکم ظاہر احادیث
 واقع ہوگی اور ایک جماعت کہتی ہے کہ موافق تحقیق فقہائے محدثین کے واقع ہوگی پس آپ فرماؤں
 کہ اس باب میں چاروں مذاہب کا کیا اختلاف ہے یا اسکے واقع ہونے پر مجتہدین اربعہ کا اتفاق
 اور اس پر حدیث سے کیا سند ہے اور یہ واقع ہونے پر کونسی حدیث دلالت کرتی ہے اور پھر
 اس حدیث میں کیا قلت تھی اور کونسی حدیث اسکی معارض ہوئی جو اہل مذہب نے
 چھوڑ دی یا فقہ اور حدیث سے سب کے دلائل مع جرح و تعدیل روایات حدیث طرفین کے تحریر کیجیے
 اور جو امر مفتی یہ ہے کہہ دیجئے کہ بجنہ چھپر شائع ہوگا اور آپ کو اس میں اجر ملیگا
 اور اس صوبہ جو شخص تین طلاق دیوے اور مقصود اوسکو دونوں مرتبہ اخیر سے تاکید نہ

پس اس صورت میں ہر سب سے صحابہ و تابعین و ائمہ اربعہ و اکثر محدثین و بخاری و ترمذی و
 ابن طلاق واقع ہو جائے گی البتہ بوجہ ارتکاب خلاف طریقہ شرعیہ کے گناہ لازم ہوگا سب سے
 امام مالک میں مروی ہے ان رجلا قال لابن عباس انی طلق امرأتی مائة تطلقته فماذا تری علی
 فقال لہما ابن عباس طلقتمک ثلاث وسبع وتسعون اتخذت بها آیات اللہ ہذا اور بھی روایتیں
 یہ ان رجلا جاء لی ابن مسعود فقال انی طلق امرأتی بمائت تطلقات فقال ابن مسعود فماذا فیہ
 قال قیل لی انها قد بانست لہی فقال ابن مسعود صدقوا اہ اور سنن ابوداؤد میں مروی ہے
 طلق رجل امرأته ثلاثا قبل ان یدخل بها ثم بدالہ ان نکحها فجاء لیستغفر عن عبد اللہ بن عباس وایا ہر
 فی ذلک فقال لا لہ فی ان نکحہ الا ان نکح زوجا غیرک قال فانما طلاق الیہا واحدة فقال ابن عباس
 انکما رسلت ما کان لک من فضل اور مصنف عبدالرزاق میں عبادۃ بن الصامت سے مروی ہے
 ان اباه طلق امرأة الف تطلقته فان طلق عبادة قال عنه فقال رسول اللہ بانست ثلاثا فی
 حصۃ اللہ وبقی تسع مائة وسبعة وتسعون عدوان اظلم ان شاء فذہ وان شاء غفر لہ اور بھی
 حکم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہی امر ہے
 ہتمام کرنا اور تینوں طلاق کے وقوع کا حکم دینا اگرچہ ایک مجلس میں ہوں صحیح مسلم وغیرہ میں
 مروی ہے اور یہی قول موافق ظاہر قرآن کے ہے باقی وہ حدیث جو صحیح مسلم وغیرہ میں مروی ہے
 کان الطلاق علی عمر رسول اللہ وابی بکر وعتیق من خلاۃ بعد طلاق الثلاث واحدة فقال عمر ان اللہ
 قد استعجل الی امر کان لہم فیہ اناۃ فلم یرضیناہ علیہم فامضی علیہم لیس وکی تاویل جمہور محدثین و
 نزدیک یہ ہے کہ اوائل میں تین مرتبہ طلاق کی لفظ اگر کہتے تھے تو اس سے تاکید منظور ہوتی تھی
 اسوجہ سے وہ ایک ہی طلاق ہوتا تھا نہ یہ کہ تین لفظ سے تین طلاق بھی مقصود ہوں اور پھر
 وہ ایک ہی ہووے لہذا ذکرہ النووی وابن الہمام وغیرہما واللہ اعلم قررہ الرازی وغیرہ بالفقہ
 ابوالحسنات محمد عبدالحی تاجدار الشیخ عن ذیہ البکلی وانی
 مقتدا کوئی جائزہ اپنے شوہر کو بحالت غصہ یا بیاہشتی لے کر طلاق
 یا من لفظ ہوتی ہے یا کہ شوہر اسکا اپنی عورت کو بلان یا اپنی بیعت یا من نیست کہ طلاق
 یا من لفظ ہوتا ہے یا کہ شوہر اپنی عورت کو بلان یا اپنی بیعت یا من نیست کہ طلاق

امام محمد بن ابي خزيمة مالک اخبرنا الزهري عن طلحة بن عبد الله بن عوف ان عبد الرحمن بن عوف طلق امرأته
 وهو مريض فور ثمانين سنة بعد النقض حدثنا اخبرنا مالک اخبرنا عبد الله بن الفضل عن الاعرج عن عثمان
 انه ورث ثلثا و ابن كامل منه كان طلق نسائه وهو مريض قال محمد بن عيسى ما ومن في احدى فاذ النقضت العقد قبل
 ان يموت فلا ميراث له وكذلك ذكره شبيب بن بشير عن المغيرة البصب عن ابراهيم النخعي عن شريح انه كتب اليه عمر بن الخطاب
 في رجل طلق امرأته ثلثا وهو مريض ان ورث ثلثا و اما في عدتها فاذ النقضت عدتها فلا ميراث لها و هو
 قول ابي حنيفة والعامية من فقهاء كذا انتهى والله اعلم بمراده الراعي عفو ربه القوي ابو الحسنات

محمد عبدالحی تاج و اللہ عن ذنبہ اچلی و کھنی ابو الحسنات محمد عبدالحی

واقعی طلاق واقع ہوگا اور زوجہ اندر عدت کے مستحق ارث ہوگی اور ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم کی رائے اس مسئلہ میں مختلف ہے
اور حضرات فقہیہ کرام نے امر مذکور پر فتویٰ دیا ہے اور یہی قول ہے حضرات عالی درجات عم بن خطاب و ابن عمر اور
ابن مسعود اور ابی بن کعب و رعایشہ اور خیرہ اور نخعی اور ابن سیرین اور عروہ اور شریح اور ثوری اور
حماد بن ابی سلیمان عظیم رضوان الرحمن کا واللہ علیہم حررہ ابوالاحیاء محمد نعیم عفی عنہ سنہ ۱۲۵۰ ھ
صح ابجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ نظام الدین احمد عفا عنہ اللہ الاصل نظام الدین احمد

۱۹ شفتا کیا ارشاد فرماتے ہیں علمای دین و مفتیان شرع متین بیچ اس صورت کے کہ شلار زید نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تجکو تجھے کچھ کام نہیں ہے بعد چند مدت کے بکر سے کہا کہ ہماری شادی کرادو کرنے کہا کہ تمھاری ایک بی بی تو موجود ہے اب شادی کیوں کرو گے زید نے کہا کہ میں نے اپنی بی بی کو طلاق دیا ہے تب بکر نے ایک مجمع عام میں اپنی برادری سے کہا کہ زید نے اپنی بی بی کو طلاق دیا ہے تب لوگوں نے اسکو بلا کر پوچھا کہ آیا تو نے اپنی بی بی کو طلاق دیا ہے زید نے کہا کہ ہاں اس صورت میں زید کے پہلے کلام سے طلاق رجعی ثابت ہوا بطریق الثاکر پھر ایک بار بطریق اخبار پھر لفظ ہاں کا بکلمہ ایجاب یہ طلاق مغلظ ہو گئے یا نہ اور تفسیر احمدی میں ہے کہ تین طلاقوں میں رجعی ہون خواہ بائن خواہ صرک خواہ کنا یہ مغلظ ہوتی ہیں جیسا کہ یہ عموم مفید تخیظ کا ہے ویسا ہی بطریق اخبار اور بطور الثام مفید تخیظ ہوگا یا نہ ہوگا بینوا بسند الکتاب تو جروا من الثالوث باب ہوا لم صوب زید کی اس لفظ سے کہ تجکو تجھے کچھ کام نہیں ایک طلاق بائن واقع ہوا تھا کہ عالمگیر یہ میں ہے لو قال لم یوق بینی و بینک عمل و نوی یقع کذا فی الثابۃ نہی اور خبر طلاق سے

اور جواب استفہام سے دوسرا طلاق نہیں واقع ہوا عالمگیر یہ میں ہے لو قال لامرأتہ انت طالق
فقال لا رجل ما قلت فقال طلقہا او قال قلت ہی طالق فی واحدة فی القضاء کذا فی الہدایۃ
اور در المختار میں ہے لا حاجة الى جعله انشاءً متى امكن جعله خبراً عن الاول لیس اس صورت میں تجدید
نکاح لازم ہے اور حاجت تحلیل کی نہیں واللہ اعلم **سرورہ الراعی عفو ربہ القوی**
ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی و الخفی **محمد عبدالحی**
ابو الحسنات

فتا کیا فرماتے ہیں علمای دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے
اپنی زوجہ کو غیر وطن میں طلاق دیا اور اس زوجہ نے بعد چند روز کے مسمی بکر کے ساتھ
اپنا نکاح ثانی کیا مگر اسکو نان و نفقہ نہیں دیتا تھا بلکہ وہ خود اپنی محنت و مشقت سے پیدا کر کے
کھاتی تھی تھوڑے دن کے بعد بکر نے چند آدمیوں کی موجودگی میں اس سے یہ کہا کہ میں تیرا
سندہ نہ کیونگا اور اگر ایشمان باپ بچہ ہوں تو تیسے تک آؤں گا یہ کہہ کر کسی طرف چلا گیا آیا طلاق واقع ہوئی یا نہیں
ہو **موصوب** صرف ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوا واللہ اعلم **سرورہ الراعی**
عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی و الخفی **محمد عبدالحی**
ابو الحسنات

فتا کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو کوٹائی
اور غصہ میں تین بار طلاق دے اور یہ کہے کہ غم اب بجای میری مان اور میں کے ہوا اور مجھے
کچھ واسطہ نہیں اور بعد اسکے زوجہ و شوہر دونوں جدا جدا ایک ماہ تک رہے پھر کچھ عرصہ کے
بعد چند عزیزوں نے اگر ملاپ کر دیا اور جطرح باہم رہا کرتے تھے سنے لگے تو زوجہ ہوصورت میں
عقد سے باہر تو ہو جائیگی اور اگر عقد سے باہر ہو جائیگی تو او سپر کیا حکم شرع ہوگا
موصوب اس صورت میں زوجہ شوہر پر حرام ہوگئی اور اب وہ نکاح بھی اوستے ساتھ
نہیں کر سکتا جبکہ وہ عورت شوہر ثانی نہ کرے اور وہ بعد صحبت کے طلاق نہ دیوے اور جو عہد
باعث ملاپ کے ہوے وہ گناہگار ہوے واللہ اعلم **سرورہ الراعی عفو ربہ القوی ابو الحسنات**

محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی و الخفی **محمد عبدالحی**
ابو الحسنات
فتا کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ زید نے نو بیس بیٹے مرگے بیان کیا
تھا کہ میری زوجہ اپنی مان کے گھر رہتی ہے مجھے اس سے کچھ کام نہیں رہتا اور وہ میری

زوجیت میں نہیں ہے ہیں برس سے وہ مان کے پاس ہے بعد اس بیان کے ایک وصیت لکھا اور سچین اس نے ایک حصہ اس کا بھی لکھا اور کہا کہ وہ میری زوجہ ہے اور سوا اسکے کوئی اور نہ ہو یا ہم زن و شوہر کا نہیں واقع ہوا پس ایسی صورت میں وہ عورت شہر میں رہے گی یا مطلقہ قرار پائی ہو تو **موصوب** یہ الفاظ زید کے کتبات طلاق سے ہیں بدون نیت طلاق انہیں طلاق نہ واقع ہوگا فتاویٰ عالمگیری میں ہے لَوْ قَالَ لَمْ يَتَزَوَّجْ وَبَيْنَكَ عَمَلٌ وَتَوَيَّ لِقَعِ كَذَا فِي الْقِتَابِ نَهَى أَوْ رَجَعِي أَوْ يَمِينٌ هُوَ لَوْ قَالَ لَأَمْرًا لَسْتُ لِي بِأَمْرَةٍ أَوْ قَالَ مَا أَنَا بِزَوْجٍ لَنْ قَالَ لَوْ نِيتُ الطَّلَاقِ لِقَعِ الطَّلَاقُ فِي قَوْلِ ابْنِ حَلْفَةَ نَهَى أَوْ رَأْسُ صَوْرَتِ مِينَ جَوَازِ زَيْدٍ بَعْدَ انْ الْفَاطِمَةَ وَصِيَّتُهَا نَهَى ابْنِ زَوْجٍ أَوْ سَكَوَ قَرَارِ دِيَا اس سے معلوم ہوا کہ اول الفاطمہ سے مقصود طلاق نہ تھا پس وہ عورت

شہر میں رہے گی والد علم حررہ الراجی عنور بہ القوی ابو الحسن محمد بنکی تجا وزائد عن ابی بنی الحنفی محمد عبدالحی ابو الحسنات **فتاویٰ** میفرماید علمای دین اندرون مسئلہ کہ ایک شخص سے اپنی جورو کے حق میں کی ورسے کہ اگر میری جورو میری والدہ کی جگہ ہے اور میرے کام کی نہیں اب مجھے کچھ واسطہ نہیں اور دوسرے روز یہ کہا کہ وہ اپنے فعل کی مختار ہے مجھے کچھ سروکار نہیں پھر تیسرے روز یوں کہا کہ وہ غیر مرد کے استعمال میں آئی ہے اب مجھے کام کی نہیں ان صورتوں میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں **موصوب** اگر نیت طلاق کی ہے تو طلاق واقع ہوگا ورنہ نہیں والد علم حررہ الراجی عنور بہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجا وزائد عن ذنبہ ابی بنی الحنفی

فتاویٰ کیا ارشاد ہے علمای دین کا اس مسئلہ میں کہ عرصہ اٹھارہ برس کا گذرا کہ نکاح مسماۃ نواب بیگم کا ساتھ محمد ہادی خان کے منعقد ہوا تھا اور محمد ہادی خان نے بوجہ ضعف و تعلق اپنے کے ساتھ عورت دوسری غیر کفو کے کبھی نواب بیگم زوجہ منکوحہ اپنی کی جانب التفات نہیں کیا اور نہ کسی قسم کی خبر گیری کی اور نہ زوجہ مذکورہ کو اس کی مادر کے گھر سے اپنے مکان میں طلب کیا بنا و علیہ نواب بیگم مسطور ہمیشہ اپنی مادر کے پاس رہی اور اب تک ہے عرصہ تھینا سات آٹھ سال کا ہوا کہ مسمیٰ رحم بخشاورد و عورتیں نسیدانیوں کے دروہر محمد ہادی خان نے غصہ میں نواب بیگم سے کہا کہ مجھے تم سے کچھ واسطہ نہیں ہے تم اپنا نکاح جس شخص سے چاہو کر لو اور یہ کلام محمد ہادی خان کا غہور قوم نے اپنے کانوں سنا اس صورت میں مسماۃ نواب بیگم پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں

ہوں صوبہ طلاق واقع ہوئی اگر شوہر نے نیت طلاق کی کی ہو والد علم حرہ الرافی
 عفو رہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی و الخفی [محمد عبدالحی
 مفتا کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ زید کا مقروض بکر ہے اور بکر کی
 دختر سندہ زید کے کناح میں ہے زید نے اکثر تقاضہ اپنے روپیہ کا بکر سے کیا مگر بکر نے صاف جواب
 نہ دیا اور وقت زید نے اپنی بی بی سے کہا کہ اب تو تقاضہ میرے روپیہ کا اپنے باپ سے کر شاید
 تھے کہنے سے دیدے ہندہ نے اپنے شوہر کی طرف سے اپنے باپ سے کہا لیکن ہندہ کا بھی
 یہ کہنا پذیرا ہوا پھر زید نے اپنی بی بی ہندہ سے کہا کہ تقاضہ روپیہ کا کر ہندہ نے کہا کہ میں ہرگز کرنا
 اور وقت ہندہ غصہ میں بھی آگئی تھی جس وقت کہ زید نے دوبارہ تقاضہ روپیہ کے کہا تھا زید نے
 بھی غصہ میں آکر کہا کہ اگر میں کہوں بھی تو اب ہرگز نہ کہنا اور اگر کوئی تو تجھے طلاق ہے بعد ازاں
 دونوں کے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر سندہ اپنے باپ اب پھر کے تو یقین ہے کہ روپیہ ملے گا
 مگر اس خیال سے نہیں کہتا ہے کہ میں نے کلمہ طلاق کا اپنی زبان سے نکالا تھا اور ہندہ نے بھی
 اس گفتگو ختم آلود کے بعد یقیناً کچھ اپنے باپ سے نہیں کہا اب اگر زید اپنی بی بی ہندہ سے
 کہ تو تقاضہ روپیہ کا کر اور سندہ تقاضہ کرے تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں بیٹو! تو جروا
 ہوں صوبہ اس صورت میں اگر ہندہ اپنے باپ بکر سے دوبارہ قرض کے کیلگی تو طلاق بھی
 واقع ہوگا والد علم حرہ الرافی عفو رہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی و الخفی [محمد عبدالحی
 مفتا کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ زید کی شادی بکر کی لڑکی کی
 ساتھ ہوئی اور زید اپنی عورت کا روز نکاح سے آج تک کفیل ہے اور علاوہ کفالت کے
 زید کوئی نقص شرعی نہیں رکھتا ہے مگر زید اور بکر ایک ہی مکان میں رہتے ہیں اور عورت
 بکر اکثر کہا کرتی ہے کہ بکر نے لڑکیوں کی تقدیر بھوڑ دی اور اگر کوئی امر زید کے خلاف مرضی ہوا
 اور زید اپنی عورت پر خفا ہوا تو زید سے بکر اور اسکی عورت آمادہ جنگ ہوئے ہیں آخر کا
 ایک روز وقت جنگ کے زید نے اپنی عورت سے کہا کہ میں نے تمکو آج تک کسی طرح کی
 اذیت کھانے یا کپڑے پا اور کسی امر کی نہیں دی مگر تمھاری والدہ ایسا کہا کرتی ہیں اور
 مجھے زیادہ اس سے خدمت بھی ہو نہیں سکتی ہے پس جو تمھاری والدہ کہیں کو بھجوا رہے تھے

کچھ واسطہ نہیں ہے اور اسی وقت پھر زید سے اور بکر اور بکر کی عورت سے تکرار ہوئی زید نے بکر
 اور او کی عورت سے کہا کہ میں زیادہ خدمت کر نہیں سکتا اب تم وہ بات کرو جس میں تمہاری
 طبیعت کی تقدیر نہ بھوٹے ہے کچھ واسطہ نہیں ہے اور یہ گفتگو چند مرتبہ زید کی پسلیں میں لگتی
 زید کی عورت اور بکر کے نکاح میں رہی یا نہیں اور زید کا حضرت نبی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہر بچہ کو کتنا روپیہ دیا
 ہوا ہے صوبہ اس لفظ سے کہہ سکتے ہیں اگر مقصود زید کا طلاق دینا اور چھوڑنا
 زید کا خا تو بن طلاق واقع ہو گئیں اور عورت اور عید عطا قحرام ہو گئی اور مقدار ہر حضرت
 فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک سو آٹھ روپیہ کچھ چاندی زائد ہے اور سکو چاہیے کہ ایک سو نو روپیہ اگر سے
 والہ اعلم حررہ الراعی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والکفی ابو الحسنات

کتاب النکاح

مشفقاً کیا قول ہے علماء کا اس مسئلہ میں کہ ایک شخص چار یا پنج برس یا اس سے زیادہ
 ہو تو بہن کہ منقود ہے اور او کی عورت جوان ہے اور خواہش فرد کی او سکو ہے اور شان و
 سے محتاج ہے اور رائے اسکا ہے کہ زنا میں مبتلا ہو جائے تو ایسی صورت میں امام مالک کے
 مساکیر اور سکو نقل کر لیا چاہیے کہ عروسی ہے حضرت عمرؓ یا جو کہ فرمایا ہے حضرت رسول
 مقبول علی ابیہ علیہ وسلم نے اور عروسی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بلکہ یہ بھی مرقوم نہیں ہے کہ جو نکاح کیا
 حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے اور زید سے کہ فرمایا کہ میں سے بیسیا کہ نور الاسلام
 ترجمہ شرح وقایہ کتاب النکاح میں ہے فقہاً اجماعاً کتب تحریر فرمائی ہے

ہوالمصوب اس مسئلہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین مختلف ہیں حضرت عائشہؓ
 ویکسبیم غیر صحابہ اس امر سے کہ روئے منقود کی چار برس انتظار کرے بعد ازاں نکاح
 کرے اور ایضاً ان سے اس پر اجماع صحابہ نقل کیا ہے امام مالک سوطا میں روایت کرتے ہیں
 ان ہمیں الخطاب قال ایما امرأة فقدت زوجها فلم تدركه من بعده فانتظر أربع سنين ثم تفت
 اربعه أشهر وعشراً ثم تكل الا زواج اور محمد بن عبد اللہ باقی زرقانی شرح سوطا میں لکھتے ہیں روئی
 نحوه عن عثمان بن عفان قال قيل واجتمع الصحابة عليه ولم يعلم لهم مخالفت في عصرهم وعليه جماعة من التابعين

ماہ جادی الثانی سنہ ۱۲۸۰ ہجری قمریہ مولوی عبدالحق صاحب مدظلہ العالی

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ اچلی وکھنی
 مفتا دید ساتھ برس کی عمر میں ایک زوجہ اور تین بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑ گئے
 فقوہ و انجیر ہو گیا اب تقسیم ترکہ میں کس کا انتظار ہونا چاہیے اور اندر بیٹا دے اور اسکے وارث
 درمیان میں اس کے ترکہ کا نفع کیونکر متصور ہوگا اور اس کے انتظام کی کیا صورت ہوگی
 ہوا موصوب اس کے تقسیم ترکہ میں تین سال اور انتظار چاہیے تا نوٹ برس اس کی
 عمر کے پورے ہو جائیں بعد اس کے جو ورثہ اس وقت موجود ہوں گے اوپر وہ ترکہ تقسیم ہوگا
 اور اتنی مدت تک مال اس کا اس کے وکیل اور امین کے قبضہ میں رہے گا اگر وہ کسی کو وکیل یا امین
 کر گیا ہو ورنہ حاکم کسی محافظ کو مقرر کرے گا اور ورثہ اس کے مال سے نفع نہیں اٹھا سکتے ہیں
 و مختار میں ہے فی مروتات انتی ابی اسعود انہ لیس الامین بیت المال نزع من ید من ید
 من آسنہ علیہ قبل ذہابہ انتی اور تغیر الالبصار میں ہے لا یقسم مالہ ونصب القاضی من ید حصہ
 و یحفظ مالہ ولقوم علیہ عند الحاجة الی موت اقرانہ فی بلدہ علی المذہب انتی مخلص اور مختار میں ہے
 قول علی المذہب قبل یقر تبیین سنہ من جن ولادہ واختارہ فی الکفر وہو الازرق ہدیہ و علیہ الفتویٰ خیر
 انتی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ اچلی وکھنی

کتاب التولیۃ

مفتا ما تو لکم فی ہذہ المسئلۃ اگر کسی دختر نابالغ کا باپ جو ولی نابالغ ہے فضول خرچ
 اور سفیہ ہو اور وہ جائیداد نابالغ کی برباد و ضائع کرتا ہو تو اس صورت میں نابالغ کا شوہر یا کنی
 اور قریب بھائی یا پکے ولی جابر و متم اہل نابالغ شرعاً ہو سکتا ہے جو حفاظت جائیداد نابالغ کی کرے
 یا بمقابلہ ہائیکے ما و خود یکدہ سبذ ہے کوئی دوسرا شخص متم ہو سکی اہلک انہین ہو سکتا ہے بنو او جرو
 ہوا موصوب ایسی صورت میں کہ باپ سرف و سبذ ہو حاکم وقت چاہے کہ اس کے قبضہ و جائیداد
 نکال کے کوئی وصی مقرر کر دے کہ وہ حفاظت جائیداد کرے تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ میں ہے فی الولو اجماع
 والحالۃ لو کان الاب سبذاً متلفاً مال اذہ الصغیر القاضی ینصب وصیاً ینزع مال ینہ عن یدہ و یحفظ
 انتی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ اچلی وکھنی

درمیان میں اس کے ترکہ کا نفع کیونکر متصور ہوگا اور اس کے انتظام کی کیا صورت ہوگی

انتی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ اچلی وکھنی

[illegible]

زید پر لازم ہے یا یہ کہ اگرچہ بلا ضرورت و بلا فائدہ ذات و جائداد و نابالغ بوجہ اسکے کہ فعل خریداری
 مادر اپنے کو تسلیم و منظور کیا ہے لہذا اس فعل کو بھی جو مادر زید نے بعد بیع نامہ یا وقت بیعنامہ کے
 خود قرضہ احمد آباد پر عائد کیا ہے زید اس سے شرعاً انکار نہیں کر سکتا اور شرعاً ایسا فعل
 مادر زید کا زید کو پائید کرتا ہے یا نہیں بینوا البصارۃ الکتاب تو جروا بالتوب

ہو لم صوب و رباب تصرفات مالینہ کے مثل ہیں اب بارہ واسطہ بیع و شرا
 مال طفل بین شرعاً اور کو ولایت نہیں ہے اور اول معاملات میں کوئی معاملہ اس کا طفل پر طبع
 نہیں مگر یہ کہ طفل بعد بلوغ کے اس کے تصرف کی اجازت دیوے جامع الفصولین میں ہے

الولاية في مال الصغیر الى الاب ووصیه ثم وصیه ولو بعد فلو مات ابوہ ولم یوص یوص فالولاية
 الى اب الاب ثم وصیه ثم الى وصیه فان لم یکن فالقاضي ومن یوصیه القاضي انتی اور فتاوی
 عالمگیری میں ہے الام اذا رمت مال طفلها فانه للہ يجوز الا ان تكون وصیة او تكون ماذونة من جهة
 من یلی طفل انتی بنا علیہ صورت سوال میں زید پر بوجہ تسلیم خریداری کے تسلیم دستاویز قرضہ
 درہن لازم نہیں اور فعل مادر کا اس کے واسطے ملزم نہیں و انتہا علم حررہ الراجی عفو ربہ القوی

الواحدات محمد عبدالحی تجاوزا عن ذنبہ البخلی و الخفی محمد عبدالحی

۳۶۱

تفتاچہ میفرماید علمای دین و فضلاء شریعتین و ارباب حقائق و صاحبان
 معارف و دقائق درین معنی کہ سہمی زید اس سلطان یا نائیک و چیزے سالانہ برای تذرونیاز مندل
 و عرس بزرگان دین و سالکان مسلک علم و یقین عطا نموده و بعد انتقال زید مذکور خدمت مذکور
 بذات فرزند گلان زید مذکور سہمی بکر مقرر ماند چنان معاش مذکور و خدمت مسطور در اکبر اولاد
 ابن الامن بکر سہمی بخالد در سہمیدار حلت خالد باوصف موجود بودن پسرش سہمی محمود پسر
 برادری خالی سہمی بعمر و جبراً و غضباً بر خدمت مذکورہ قابض گردید پس عرفاً و طریقہ حق خدمت مذکور
 محمود کہ ان اولاد پسر گلان زید است و تا چہا طریقہ بلا قصور و فتور بدست آہا و اجدادشان ماندہ است

میرسد یا بعمر و جابر بینوا تو حسروا

ہو لم صوب استحقاق خدمت مذکورہ شرعاً و عرفاً محمود است نہ بعمر و در تنقیح فتاوی حامد یہ
 می نویسند اذ مات من له وظيفه في بيت المال حق الشرع و اعزاز الاسلام و للمیت ابنا و یراعون و یقیمون

حق شرع نماید و قیم الاب قلا امام ان یحلی وظیفه الاب لایبنا و لیت الا غیر هم حصول مقصود الشرع و انجبار
 سولوهم حتی والله اعلم حرره الرازی عفور به القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تاج و زائد عن ذنبه الحی بنی
 اجواب صحیح والله اعلم حرره الفقیر محمد عبد الوهاب عفا الله عنه

کتاب الوقت

تفتا چه یفرایند علای دین و مفتیان شرح متین درین سلسله که یک موضع از والی ملک
 بطریق وقف در وجه اخراجات عود و گل و امر اس و فقر اصاد و از و غیره درگاه حضرت شیخ مخدوم عطاء
 حسینی مفوض و مقرر گردیده و از وقت عطای والی ملک بموجب اسناد سابق موضع مذکور بشرط خرج
 مذکور بنام اولاد اکبر حضرت موصوف انتقالا جاریست و نیز حسب دستور بزرگان مثلاً بنام سخی بجمودی
 از اولاد شیخ اکبر موصوف اعطای سند سرکاری بر موضع مذکور بشروط و ضوابط شرکت غیره و از
 مشروطه قدیم قابض و تصرف و انا بتدانا این زمان احدی از اولاد اکبر یعنی سجاد نشین به برادری خود
 و مشروط مذکور ترک ندارد و حسب حکم شریعت معمول و تمامه حال اسمی به بکر برادر خود و مذکور در مشروط
 مسطور حسب فراغ فی الحال ترک نخواهد و چارمیشیریان عمر و بسبب دعوی بکر نیز دعوی ترک می کنند پس
 از روی خیر و شریف در مشروط خرج مصارف عود و گل مذکور حکم فراغ به برادر و همشیرگان جاریست یا
 و عبارت سند بدین نمط است موضع شیخا پور بموجب فرمان و اسناد پیشین بمشروط خدمت تولیت نجاتی
 موضعه مشهور حضرت شیخ المشایخ مخدوم عطاء الله حسینی واقع در وجه اخراجات عود و گل و عرس رضه
 مشهوره و فقرایان صادر مقرر و جاریست لهذا به دستور سابق از ثلث مشایخ و اصحاب در وجه اخراجات
 موضعه مذکوره بمشروط خدمت مذکور بنام فلان بلاسم دیگری مقرر بحال گشته
 بنواصبوب موضع مذکور برای اخراجات عود و گل حسب سبب سرکاری وقف است نه ملک
 که در آن دعوی بکر و غیره بابت تقسیم حکم مدعوم و فقط از طرف سرکار متولی وقف مقرر شده و در جمله
 کتب فقیه مصحح که اختیار تولیت به واقف است کسی را که خواهد متولی گویند درین باب دعوی بکر
 غیر قطع نظر ازین در سند لفظ بلاسم دیگری موجود است پس دعوی بکر و همشیریان در صورت
 مذکوره نفاد ندارد و الله اعلم کتبه محمد عبدالحی عفا الله عنه

فتاویٰ میرزا یحییٰ علمای دین و مفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ یک سجدہ تعمیر کردہ
 کعبہ میرزا نواب قدیم است و زیر آن دکانین هستند و بر آن دکانین چند کسان قابض هستند
 و کدای شامہ بالمدائن ہر وقت آن دکانین بر صافیت مسجد نیست پس آیا شہادت بالتسامع
 درین باب کافی خواہد شد یا نہ بینوا التوجروا
 الجواب ہر دو فوق المنصوص شہادت بالشہرہ بالتسامع بلا دعوی کسی برای اثبات
 وقف کافی است فی البدیۃ الشہادۃ علی الوقف بالشہرہ تجوز و لذلک الشہادۃ بالتسامع قلو انھا
 شہد بالتسامع و قال الشہد بالتسامع تقبل شہادتہا وان صرحا بلان الشاہد بما یكون منہ عشرین
 سنۃ و تاتخ الوتف مائۃ سنۃ فلیقن القاضی ان الشاہد یشہد بالتسامع فاذن لا فرق بین اہلوت
 والا فاصل ختمی و فی وقفہ الذراختار الشہادۃ بالشہرۃ لاثبات حملہ وان صرحا بہ ای بالتسمیع
 فی المتی لم یضطر للاوقاف القدیمیۃ عن الاستیلاک بکلمات غیرہ انتہی و فی شہادۃ الامتداد جہا لم یضطر
 بالاجماع الا فی النسیب والموت والنکاح والمدخول بزوجتہ و ولایت القاضی و اصل الوقف انتہی
 و فی البدیۃ انما الوقف فاصح انہ یقبل الشہادۃ بالتسامع فی اصلہ دون شرائطہ لان اصلہ ہو الذی
 یشہر انتہی و ہذا استحسان والقیاس ان لا تجوز لان الشہادۃ مشتقۃ من الشاہدۃ و ذلک بالعلم ولم
 یضطر کما یبصر وجہ الاستحسان ان ہر امور تخضع بحایۃ اسبابہا خواص من الناس و یخلق بہا احکام
 تبعی علی القضاء والفردون فلو لم تقبل فیہا الشہادۃ بالتسامع اذ ذلک سالی لطلال الاحکام و فی الاشہاد
 وحاشیۃ للمحموی یقبل الشہادۃ بحسبہ بلا دعوی یعنی و یقتضی بہا فی طلاق المرأة و تحقق الامتہ والوقف
 انتہی و در صورت عدم شہادت بالتسامع بنظر عرف فقہ قوی وقف شدن دکانین مذکورہ
 داده خواہد شد زیرا کہ انصوص واقفت مانع انصوص شارع می شود و ہر گاہ در صورت عدم نص
 شارع اعتبار عرف است در صورت عدم نص واقفت نیز اعتبار عرف خواہد شد والا یلزم ابطال
 کثیر من الاوقاف القدیمیۃ و متعارف این است کہ واقفت ہر گاہ سجدہ را وقف میسازد و دکانین و غیرہ
 نیز برای مصالح سجدہ وقف میسازد علی الخصوص ہر گاہ مسجد کان باشد و تعمیر کردہ کہ امیر یا نواب یا
 درست یاہ می آرد و انصوص الواقفت انصوص شارع و فی بالانصاف فیہ من الاموال الربویۃ لیسیر فیہ الغرض
 ولا خصوصیتہ الربو او انما العرف غیر معتبر فی المنصوص علیہ انتہی و ہر گاہ وقف دکانین ثابت شد

در ہادی تاجہ شمسہ امیری عباس ابن استفتا طویل پرورد خضد انقل کردہ شد و سوال و جوابات عبارت ہند پرورد و فلان مقدار یکو دکانین کثیر میرسی متعرا است بود

تملیک آن بطریق صحیح یا به یازمین جائز نخواهد شد فی الدر المختار فاذا تم ولزم الایمان لا یمکن
 ولا یجوز ولا یرهن انتہی وانشاء علم و علمه اتم کتبه محمد بشیر عفی عنہ
هو الموفق للصواب اگر شهادت بالمعاینه نباشد قیادت بالتسامع کافیست و اگر
 تقبل فی الشہادۃ حسبہ بدون الدعوی اربعہ عشر منها الوقت علی بانی الاستنباط و تقبل فی الشہادۃ
 علی الشہادۃ و الشہادۃ للنصار مع الرجال و بالشہرۃ لا ثبات عنہ وان صرحوا به ای بالتسامع علی الشہادۃ
 و لو الوقت علی جنین انتہی من موطنی الدر المختار کتبه محمد عبد الشکور سینی البکرای
 قد اصاب المحیب بما اجاب حرره العبد المفتقر الی اللہ محمد عظیم اللہ عفی عنہ
هو المصوب فی الواقع جواز شہادت بالشہرۃ و شہادت علی الشہادت و بالتسامع برای ثبوت
 اصل وقت بشہادت کتب فقیہ معتبره ثابتست فی العالمیہ تقبل الشہادۃ علی الشہادۃ فی
 الوقت کذا شہادۃ النصار مع الرجال کذا فی الظہیرۃ و کذا الشہادۃ بالتسامع فلو انما شہدا بالتسامع
 و قال الشہد بالتسامع تقبل وان صرحا به انتہی و ہر گاہ کہ شہادت بالتسامع برای ثبوت وقت کافی
 بر تقدیر ثبوت وقت در کالین مذکورہ بانی مسجد یا ورثہ او و یا شخص دیگر را اختیار نہ یجایز یا بہ یازمین
 و غیرہ نیست در رد المختار قبل قول صاحب رد مختار لا یمکن و لا یمکن فی تولید قولہ لا یمکن
 و لا یمکن ای لا یكون ملوکا لصاحبه و لا یمکن ای لا یقبل التملیک لغیرہ کالبیع و نحوہ لا سحالة تملیک
 الخارج عن بلائہ انتہی حرره عبد الحامل محمد عادل عالمہ الشافعیہ الشامل و جملہ من الآمنین یوم الرجف و الزلازل
هو المصوب در وقت شہادت بالتسامع و شہادت بالشہرۃ مقبولست فی الذخیرۃ
 تقبل الشہادۃ علی الشہادۃ و کذا الشہادۃ بالتسامع من الرجال انتہی و فیما ایضا و تقبل الشہادۃ
 علی اصل الوقت بالشہرۃ انتہی و فی خزائن المفتیین لو اشہدا بالتسامع و صرحا به تقبل شہادۃ و اما
 انتہی و این شہد کالین در عرف موقوف میشود برای مصالح مسیرو عرفت مثل نص سنت
 فی شرح الاستنباط للبیری عن المبسوط ان الثابت بالعرفت کالثابت بالنقص انتہی و فی الذخیرۃ
 اذا قال ارضی ہذہ السبیل لم ینز و علیہ فان کان ہذا و قفا فی عرفہم وقت انتہی کتبه محمد بشیر الدین
هو المصوب بلا ریب شہادت بالتسامع برای اثبات وقت معتبرست و بر تقدیر فقدان
 شہادت بالعیان این جنین شہادت کافی نخواہد شد فی جامع المضمرات فی التصاویب

ان يجوز الشهادة على الشهادة وبالشامع المختار انه يجوز فانه لو لم يجز لادى ذلك الى استهلاك
 الاوقات القديمة وبه اخذ الفقيه ابو الليث حتى لو استولى على الوقف ظالم وانما الوقف كان للبلد
 القرية ان يشهد بذلك انتهى وفي الفتاوى الخيرية قد ذكرني جامع الفصولين راجعاً الى هذه ينبغي
 ان يقبل اي شهادة بالشامع لو كان قديماً وقت مشهور قديم لا يعرف واقف استولى على
 ظالم فادعى الاستولى بانه وقت على كذا مشهور او شهد بذلك فالمختار انه يجوز انتمى وفي الكفاية
 قال الامام ظهير الدين لا بد من بيان ابهة بان تبين ان هذا وقف على لم يجز والمقبرة او نحو ذلك
 على لو لم يزد ذلك لم يقبل وتاميل قوله لا يقبل الشهادة على من ظالم وقت اسم بعد ما شهد وان هذا
 وقت على فلان لا ينبغي له ان يشهد وابد من علمته لئلا انتمى وفيه كراهة شهادات بالشامع براه
 اثبات وقت دكاكين مذكرة الصدقات في شهر رجب شهوت وقت آنها تصرف مثل بيع وبيع وغير
 جائز فيست شيخ الاسلام يد الدين هيني در شرح هداية في التمسك بالدين مع الوقف لا يصح تملكه لا يشهد
 في اول الكتاب من قوله عليه الصلوة والسلام لعمر تصدق باصلها لا يتابع ولا الوهب لا تورث
 لنتجه لمخصاً حرره محمد عبدالحی عفا الله عنه

استفتا ائمة اهل وقت ملک کسی هست یا نه در آن ملک کسی تصرف میتواند کرد یا نه
 هو الموفق ملک کسی نه که الوقف لا یمک والله اعلم بمقصد خادم اولیاء الله محمد علی محمد
 غفر له الله الا صرح الجواب علی کافی الجوهرة النيرة قال ابو یوسف ومحمد الوقف عبارة عن عین
 العین علی ملک الله علی وجه اتصال المنفعة الی العباد فیقول ملک لواقف عنه الی الله فلیزمه لا یباع
 ولا یورث ولا یرث انتہی والله اعلم حرره محمد عبدالحی عفا الله عنه

استفتا کیا فرماتے ہیں علمای دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مثلاً زید
 کہیقدر روپیہ جسے لے لیا ایک مسلمان کی دوکان میں جمع کرو یا اس غرض سے کہ اس سے کاروبار
 تجارت کا روپ اور اس کی اصل یا منافع سے صرف مدرسہ اسلامیہ کا جو فلان مسجد جامع میں ہو عمل میں
 آکرے اور ایک وصیت نامہ بھی اس غنیمت کا لکھا چنداں شخص اسلام کو جسکے مشورہ سے
 مساجد مذکور مع چند مساجد دیگر کے انجام ہوتے تھے اور منجملہ اول ان شخص کے زید خود بھی
 تھا واسطے انصاف اس وصیت کے وہی مقرر کیا اور یہ شخص اصل میں مساجد مذکور کے ملازم تھے

الحاج شیخ محمد امجدی

مفت مولوی محمد امجدی صاحب دارالافتاء

بعد میں ان کی بیٹی نے بصوابہ کثرتِ رای کے اس مدرسہ سے مدرس عربی کو مع طلبہ اس مدرسہ
 اور ٹھاکر دوسری مسجد میں لیکے جکے ہات متعلق ممبران کی بیٹی مذکور کے : تھے بلکہ وہ اہتمام میں
 خالد کے تھے جو اس کی بیٹی کا افسر تھا مگر نام اونی جزو مدرسہ کا جو مسجد آخر الذکر میں اونٹ لیا وہی مدرسہ
 اسلامیہ واقع مسجد اول الذکر قائم رہنے دیا اور ایک مدرس حافظ قرآن مع طلبہ مسجد اول الذکر میں
 رہنے دیا اور چندہ جو نام سے مدرسہ اسلامیہ واقع مسجد اول الذکر کے وصول ہوتا تھا اس سے
 تنخواہ دو نوں مدرسوں کی دیجاتی تھی بعدہ زید فوت ہوا اور شہر و نجاس کے اس کے ممبران کی بیٹی کا
 بمشورہ جملہ ممبران کی بیٹی باقی ماندہ کے مقرر ہوا بعدہ کہ ممبران کی بیٹی کے ایک شخص شریک تھے
 شورہ مساجد مذکور سے اور مدرس مذکورہ داخلہ مسجد مذکور یعنی بداعت مسجد اول الذکر سے
 یا اتفاق جملہ بقیہ ممبران کی بیٹی ممنوع کیے گئے مگر خالد افسر کی بیٹی نے مسجد آخر الذکر میں اس کے کو تمام
 رہنے دیا اور فراست نہیں کیا اور یہ وقت مسجد اول الذکر میں مدرس عربی مقرر ہوا اور چندہ
 جو واسطے مدرسہ کے مسلمانوں سے وصول ہوتا تھا متفرق ہو گیا کہ مسلمان مدرسہ جدید واقع
 مسجد اول الذکر میں رہنے لگا اور چونکہ سلطان مسجد آخر الذکر میں اور اہتمام دونوں مدارس کا علیحدہ
 ہو گیا مدرسہ مسجد اول الذکر باہتمام عربی کے رہا اور مدرسہ آخر الذکر باہتمام برک کے لیکن مدرسہ
 حافظ قرآن کی تنخواہ کبھی صحت سے مسجد آخر الذکر کے چندہ سے بدلتوری تھی بعدہ مدرسہ حافظ قرآن
 متعینہ مسجد اول الذکر ترک ہوئی شخصت ہوا اور بحالی اپنے دوسرے حافظ کو مقرر کرنا چاہا کہ
 عمر و محمد مدرسہ مسجد اول الذکر سے نامنظوری اس کے دوسرے حافظ مقرر کیا الا کہ اسے اسی حافظ کو
 جس کو حافظ مضرول نے مقرر کرنا چاہا تھا مسجد آخر الذکر میں مقرر کر دیا اور مدرسہ حافظ قرآن ان ہی
 جاتی کیا اور تنخواہ مدرس حافظ قرآن متعینہ مسجد اول الذکر کو جو چندہ مسجد آخر الذکر سے ملتی تھی
 موقوف کر دی اب دو نوں مسجدوں کے مدارس کے چندہ اور مصارف باکمال علیحدہ ہو گئے
 ایک کی آمدنی اور مصارف سے دوسرے مدرسے اور مسجد سے متعلق نہیں رہے ہیں اب دو مدرسے
 جو زید نے واسطے مصارف مدرسہ مسجد جامع یعنی مسجد اول الذکر کے دوکان مذکور میں جمع کیا تھا
 کس مدرسہ کے مصارف میں خرچ ہونا شرعاً واجب ہے آیا ممبران کی بیٹی کو صرف کرنا اس میں
 مدرسہ اسلامیہ مسجد جامع میں داخل ہے یا مدرسہ واقع مسجد آخر الذکر میں و اگر اس میں روپیہ سے

کوئی جائداد تعمیر ہوئی ہو تو اسکی آمدنی کس مدرسہ میں خرچ ہو جائے اور کس مدرسہ میں صرف ہو گئے
تعمیل وصیت ہوتی ہے اور کس مدرسہ میں صرف ہونا خلاف تعمیل وصیت ہے اور اس خلاف تعمیل
وصیت سے ممبران کمیٹی جو وصیاء عند اللہ ہیں گنہگار ہونگے یا نہیں بیوا بالکتاب توجروا بالاصواب
ہو **المصوب** چونکہ شرط واقف کی لازم العمل ہے اور صورت سوال میں واقف نے
فقید مدرسہ اسلامیہ ساتھ واقع مسجد جامع کے کی ہے بناء علیہ اس روپیہ کا مصروف ہونا مدرسہ
مسجد جامع میں چاہیے نہ مسجد اخیر کے مدرسہ میں بحر رائق شرح کنز الدقائق میں ہے فان قلت
اذا كان له درس في جامع ولازم بانيه ان يكون عمالیه في مدرسته بل يستحق العلم في المدرسته قلت
لا يخفى الا اذا باشر في المكان لخص بكتاب الوقف لقولنی شرح المنظومة اما لو شرط الوقف في ذلك شرطاً
اتبعته اتی حرره الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی و الخفی محمد عبدالحی
ابو الحسنات
سبقت کیا فرماتے ہیں علمای شریعت غرا و فضلاء طریقت حقا اس مسئلہ میں اگر
واقف نے کہ خود ہی متولی ہے اسطور پر وقف کیا کہ جو جائداد موجود ہو وہ میں نے وقف کی اور جو جائداد
آئندہ زمانہ تولیت میں پیدا کرونگا وہ بھی وقف کی سوال یہ ہے کہ یہ نسبت جائداد آئندہ کے
وقف حال درست ہوگا یا نہیں فقط بیوا توجروا

پہلے **موصی** یہ نسبت جائداد آئندہ کے وقف حال نہ درست ہوگا بشرط وقف سے
ملوک ہونا موقوف کا بوقت وقف ہے واذلیس فلیس بحر رائق میں ہے من شرط الملك وقف
الوقف اتقی اور بھی اوسمیں ہے فی الخانیۃ لو قال اذا ملکت هذه الارض فی صدقة موقوفه
لا یجوز لانه لعلیق والوقف لا یقبل التعلیق اتقی واللہ اعلم۔ حرره الراجی عفو ربہ القوی

ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی و الخفی محمد عبدالحی
ابو الحسنات
سبقت کیا فرماتے ہیں علمای دین و مفتیان شرع متدین اس مسئلہ میں کہ وقف
مشاع جائداد پر ہے یا نہیں خواہ حصہ واقف کا دو ہو یا کچھ کیونکہ علیہ وہ خواہ شے موقوفہ
در سہارا و قوت معلوم کے منقسم اور میں ہو فقط بیوا بالکتاب لو جروا من اللہ الوہاب
پہلے **موصی** یہ نسبت جائداد آئندہ کے وقف حال نہ درست ہوگا بشرط وقف سے
ملوک ہونا موقوف کا بوقت وقف ہے واذلیس فلیس بحر رائق میں ہے من شرط الملك وقف
الوقف اتقی اور بھی اوسمیں ہے فی الخانیۃ لو قال اذا ملکت هذه الارض فی صدقة موقوفه
لا یجوز لانه لعلیق والوقف لا یقبل التعلیق اتقی واللہ اعلم۔ حرره الراجی عفو ربہ القوی

اتفاقاً و اختلاف فیما یکھما فلا یجوز وقف اشتاع عند محمد و یجوز عند ابی یوسف و یصح فی انحصار
 من الاجارۃ بان الفتوی علی قول محمد فی وقف المثلع و کذا فی البزازیۃ و ولوا بحیۃ و فی شرح الجمع
 لابن ملک و فی المجتہدین بہ لفتی و تبعہ فی غایۃ البیان اتقی و الشارح علم خیر و الراعی عقور بہ القوی
 ابو الحسنات محمد عیدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ ابجلی و انجلی محمد عیدالحی
 ابو الحسنات ۲۹۸
سنت کیا فرماتے ہیں علمای شریع شریف و فضلاء دین لطیف اس مسئلہ میں کہ اگر
 واقف نے اس طور سے وقف کیا کہ کسی حاکم وقت کو اختیار ہوگا کہ اپنی رائے سے کسی دوسری کو
 متولی مقرر کرے یا متولیان مقرر کردہ میرے کی نسبت مضرولی و کمی پیشی کرے یا نسبت اس کے
 کوئی جویم خیانت کا لگاؤ ہے تو سوال یہ ہے کہ آیا اس وجہ سے دست اندازی حاکم یا قاضی ممنوع ہوگی
 اس بات پر لحاظ رکھیے کہ موقوف علیہ و متولی ایک ہی ہو فقط بینوا باللیل تو جروا عند الذلیل
 ہوا صوب ایسے شرط کی صورت میں دست اندازی قاضی و حاکم ممنوع ہوگی اور تغیر اور
 تبدیل کسی حاکم کو جائز ہوگی مگر جبکہ متولی کی خیانت بطور صحیح ثابت ہو اور وقت حاکم شرع کو
 تبدیل کا اختیار ہوگا اور شرط وقف کا اعتبار نہ کیا جاوے گا بجز الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے والہ
 القاضی تو خرج عن الشرط والہ و وصیہ اتقی اور بھی اوس میں ہے یغزل القاضی المتولی لو کان خاناً
 نظر الوقف والاعتبار بشرط الواقف ان لا یعزلہ القاضی والسلطان لانه شرط مخالف حکم الشرع اتقی
 والشارح علم خیر و الراعی عقور بہ القوی ابو الحسنات محمد عیدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ ابجلی و انجلی محمد عیدالحی
 ابو الحسنات ۲۹۹
سنت کیا فرماتے ہیں علمای دین و مفتیان شریع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے
 اپنی جائیداد غیر منقولہ کو عمر وید وقف کیا اور اوسکو متولی مقرر کیا اور یہ شرط کی کہ عمر وید جبکہ چاہے موقوف
 اور متولی بعد اپنے مقرر کرے تو آیا اس اختیار عطا کردہ واقف سے عمر وید سے کو موقوف علیہ اور
 متولی کر سکتا ہے یا نہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ موقوف علیہ مالک نہیں ہے اور سوای مالک کے
 دوسرے شخص موقوف علیہ مقرر نہیں کر سکتا ہے گو مالک نے اوسکو اختیار دیا ہو فقط بینوا تو جروا
 ہوا صوب شرط سے مملوک ہونا موقوف کا واسطہ واقف کے ہے اور شرط موقوف
 مالک موقوف علیہ میں داخل نہیں ہوتی ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے و اذا خرج عن ملک
 الواقف لایدخل فی ملک الموقوف علیہ کذا فی الکافی و ہوا المختار کما فی فتح القدیر انتہی بناء علیہ موقوف

ہو اور صوبہ جو مسجد منہم ہو جاوے اور او کی تعمیر و ترمیم ہو سکے اور بسبب قرب
 دوسری مسجد کے یا کسی اور وجہ سے اول مسجد سے استغنائی حاصل ہو جاوے ایسی صورت میں
 اسباب و من جہا و دوسری مسجد میں نقل کرنا مذہب صحیح و روایات فقہی میں درست ہے جیسا کہ
 رسالہ سعادت و مساجد لعمارة مساجد میں فاضل ربانی حسن شہر بلالی تحریر کرتے ہیں لایحوز
 نقل اوقات المدرستہ ولا تغییرا بشرطہ واقفنا و کذا لکے مسجد علی اہل حق من المنسب و الاضاح ذاک
 بما قال العلامة الشیخ زین فی البحر الرائق قال محمد اذا خرب مسجد و لم یسجد لہ العمرہ و قد تفتی الناس لبناء
 مسجد اخر او خراب اقریہ اولہم خرب لکن خربت یقل بہا و استغنت اعنتہ فاند لعود الی ماکس لو اوقف
 و قال ابو یوسف ہو مسجد ابدا الی قیام الساعۃ لا یعود میراثا و لایحوز نقلہ و نقل مالہ الی مسجد اخر سو ا کلا
 یصلون فیہ او لا یصلون و علیہ الفتویٰ کذا فی الحاوی القندی و فی المجتبی و اکثر المشایخ علی قول
 ابی یوسف و ترجیح فی فتح القدر قول ابی یوسف فقہی چہ جائیکہ مسجد قدیم کی دیوار میں وغیرہ قائم ہیں
 اور آبادی میں واقع ہے ایسی مسجد کو منہم کرنا اور اسکا اسباب دوسری مسجد میں نقل کرنا کسی طرح
 نہیں درست ہوگا بلکہ منہم کرنے والا اسکا داخل و عید شد یہ کلام اللہ کا و من اظلم ممن
 منع مناجات اللہ ان یذکر فیہا اسمہ و یسبح فی خراب بنام ہوگا اور اسبطح سے مسجد قدیم کی زمین کو
 نہر بنانا نہیں جائز ہے تمام کتب فقہ میں مصرح ہے لایحوز تغییر شرط الواقف ہر گاہ اوں میں
 واقف نے مسجد بنایا تا قیام قیامت اسکا حکم مسجد کا رہے گا اور کسی طرح سے او میں تصرف جائز نہ ہوگا
 و البطلان حورہ الراعی عفوریہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تاج و الشیخ زین الدین ابو الحسنات
 مفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم ما قولکم رحمہم اللہ حدیث میں علماء دین و مفتیان شرح متین
 لایصفی لایخافون لہم لا یمتصفت بہن عرض ہے سوال اول قریب پچاس سال سے ایک
 قصبہ کندی میں آباد ہوا ہے اس کے اخراجات کے واسطے چند کوٹھ بنائی مسجد سے کہ جسے بارہ یا تیرہ
 روپیہ کی ماہواری آمدنی ہوتی ہے ملحق مسجد میں اور ایک موذن بھی ہمیشہ سے سات روپیہ
 ماہواری کا مقرر رہا اب عرصہ ایک سال سے ایک مدرسہ موسومہ بہ انجمن اسلامیہ و فلاح عام
 چندہ اہل اسلام سے بقدر وسعت کے جاری کیا گیا ہے منتظان انجمن نے ایک مدرسہ پندرہ
 روپیہ ماہواری کا و نیز ایک نائب مدرس چھ روپیہ ماہواری کا اس طور سے کہ موذن سابق کو

و انہی علی ملحق نہ ہوگا اور سلاطین و عہدائے حکیم درباری و غیرہ ملحق نہ ہوں

فضول جانکر چار روپیہ سجد سے دو روپیہ چندہ مدرسہ سے جملہ چھ روپیہ کر کے مقرر کیا گیا
 جسکے ذمہ دو نوں کام یعنی نیابت مدرس اور اذان مسجد تفویض ہوئی جب اس سے انتظام
 مسجد اور اذان کا ہو سکا تب ایک اور شخص دو روپیہ ماہواری پر سجد کی آمدنی سے مقرر کیا گیا
 اسپر زید اعتراض کرتا ہے کہ جو صرف آمدنی مسجد سے مدرسہ میں لیا جاتا ہے بجاہر غور فرمایا جاوے
 ماسوائے اسکے کچھ زمین جو نامزد مسجد سے افتادہ تھی او سپر چندہ کو ٹھی بشمول آمدنی مدرسہ و مسجد
 بنائی گئی ہیں منقولہ بکریہ ہے کہ نئے کو ٹھوں کی آمدنی مسجد میں نہیں دی جائیگی کیونکہ مدرسہ بھی
 کار خیر میں داخل ہے او سپر زید مقرر ض ہے کہ حکم حدیث نبوی صلعم جو مشارق الانوار میں ہے
 خولۃ بنت ثامر ان رجالا یخوضون فی مال اللہ بغیر حق فلام النار یوم القیامۃ بخاری میں خولہ بنت
 ثامر رضی سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ قرچو لوگ گھسے پڑتے ہیں خدا کے مال میں
 یعنی ناحق لوٹے کھاتے ہیں اونکے لیے قیامت میں آگ ہے فریقین کو عمل کرنا چاہیے تو منقولہ
 بکریہ کہ زید کو حدیث سمجھنے کی تمیز نہیں ہے ممکن ہے کہ اس حدیث کی ناسخ کوئی اور حدیث ہو
 اور وہ تھوڑے تک نہ پہنچی ہو مگر کوئی حدیث ناسخ پیش نہیں کی مشتبہ بیان کرتا ہے اور جب
 حدیث مذکور کی تفسیر تحریر ازید مانگتا ہے تو انکار ہے اور طرفہ یہ کہ تعلیم اس مدرسہ کی حسب اطمینان
 اسکول سرکاری اور صرف و نحو کی ہوا کرتی ہے علم دینی کی نہیں حتی کہ امتحان افسران شریعت تعلیم کو
 والا کرا لیا عام کچھ ان پڑھ پاس ہو روپیہ سرکار سے ملا وہ چندہ مدرسہ میں جمع کیا گیا اب عرصہ دو ماہ کو
 تنخواہ مدرس مقررہ پندرہ روپیہ ماہواری سے پانچ کی کر کے دس روپیہ قرار دیے اور کھانا اٹھا لیا
 انجنین میں سے ایک صاحب اپنے ذمہ لیا ہے تو ایسے مدرسے میں مسجد کار روپیہ لگانا کیسا ہے
 بینوا تو جبر و اس مکرر آنکہ مولوی یوسف علی صاحب ونشی یعقوب علی صاحب دیوبندی کی
 زبان معلوم ہوتا ہے کہ دیوبند میں مدرسہ اسلامیہ جو چھ پندرہ برس سے قائم ہے مولانا
 رفیع الدین صاحب و مولانا یعقوب صاحب رحمہ مدرسہ نے باوجود کثیر آمدنی مسجد مدرسہ
 مسجد سے متعلق نہیں رکھا اور نہ ہی کار روپیہ مدرسہ میں لگایا اور سرکار سے سو روپیہ
 ماہواری چندہ لینے سے بھی انکار کیا اور سرکار سے کچھ تعلق نہیں رکھا سوال دوم منقولہ
 بکریہ کہ جمعہ و عیدین میں خطبہ عربی زبان میں پڑھکر اسی منبر پر اوسکا ترجمہ قوم کی

بیان کر دینا جائز ہے مگر کوئی سند پیش نہیں کرتا البتہ زید بن ثابتؓ طوالت خطبہ
 و مقتضای حدیث مشارق الآثار عذر ان طول صلوة الرجل وقصر خطبہ منہ من حقہ فاطیلوا الصلوة
 وقصر الخطبہ یعنی عمارؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ البتہ نماز کو پڑھا لے اور خطبہ کا گھٹانا پتا
 ہو سکی دنانی و عقلندی کا سوخم نماز کو پڑھایا کرو اور خطبہ کو مختصر اور کم کر کے پڑھا کرو ہمیں مقصود ہے اور
 آیتا کہ خطبہ عربی زبان کے سوا دوسری زبان میں پڑھنا یا عبارت عربی پڑھنا اور سکا ترجمہ
 بیان کر دینا ہمیں چاہیے سلف سے ثابت نہیں صحابہ و تابعین میں سے کسی سے یہ فعل یا نہیں جاتا
 حالانکہ حضرت صحابہ و تابعین عرب کے سوا اور ملکوں میں بھی جاتے تھے جہاں عربی بولی نہ تھی مگر
 خطبہ کا ترجمہ اور زبان میں بیان کرنا ثابت نہیں ہوتا جب تک اون بزرگوں سے ثابت نہ ہو جاوے
 بلکہ اتباع نہیں چاہیے برای خدا کتمان حق نہ کرو صاف صاف بیان کرو بنیوا و لکم الاجر
 عند اللہ تعالیٰ عبد الحکیم سالن کندلی ضلع زنگہ پور

سوال اول اوقات سجدے سے صرف کرنا درست نہیں

درست ہے در مختار میں ہوا متحد الوقت واجتہ وقال مرسوم بعض الموقوف علیہ بسبب

انہ وقتا احدہما ہما زمانا کم ان یصرف من فاضل الوقت الاخر الیہ لانہما حیثہما کشتی واحد

وان مختلف احدہما بانہی جہان مسجدین اور جل مسجد اور مدرسہ و وقت علیہما اوقاف الیہ

دو مسئلہ تھی جواب سوال دوم باریب امام ابو حلیفہ خطبہ جمعہ وغیرہ فارسی میں پڑھنا

درست ہے مگر مراد اس سے یہ ہے کہ خطبہ جمعہ جو شرط نماز ہے اگر فارسی میں پڑھا جاوے لگایا

اردو میں یا کسی اور زبان میں تو شرط ادا ہو جائیگی اور نماز جمعہ صحیح ہو جائیگی مگر اس میں شک

نہیں ہے کہ یہ طریقہ خلاف مسنون ہو پس خالی کرنا درست ہے نوگاہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

خطبات میں کبھی کسی ایسے لوگ بھی آتے تھے کہ زبان عربی نہیں سمجھتے تھے اور صحابہ کے نزدیک

جس بل و فارس و عجم فتح ہوئے تو ان کے خطبات کی مجالس میں ہزار ہا وہ ہوتے تھے جو عربی

نہیں سمجھتے تھے بائیمہ کسی سے منقول نہیں کہ اس نے خطبہ زبان غیر عربی پڑھا ہو یا ترجمہ اور سکا

اور بوقت کیا ہو حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فارسی پر کسی قدر قدرت حاصل تھی اور

صحابہ میں بہت فارسی سمجھتے تھے اور بول سکتے تھے بائیمہ ہر گاہ آنحضرت اور صحابہ سے یہ امر

منقول میں کہیں بالفرض وہ یہ مکررہ اور خلاف سنون ہوگا باقی یہی نفیم اور تعلیم عوام اور اسکے واسطے وہ
 مقرر ہے جس میں بان میں چاہے تعلیم کرے تفصیل اس مسئلہ کی میرے رسالہ اکام الفاس فی اداء الذکار
 لسان الفاس میں موجود ہے جسکو شوق ہونے والے اندر علم تحریرہ الراعی عفو یہ القوی
 ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ راہجلی و انحفی محمد عبدالحی
 اس وقت ایک زمین جسکے مالک تین شخص بالشراکتہ ہیں قبضے میں ایک رعیت کے اس طور پر
 کہ وہ رعیت کل حاصل اس زمین پر تصرف ہوتا ہے اور مالکان کو صرف خزانہ مقررہ سالانہ زمین دیدیا
 کرتا ہے اور جب تک رعیت مذکور خزانہ مقررہ ادا کرتا چلا جائے مالکان ازروی قانون انگیزی کے
 اسکو بیخلف نہیں کر سکتے ہیں اور اس زمین کو اس رعیت کے قبضہ و تصرف سے باہر نہیں کر سکتے ہیں
 بان اگر وہ رعیت خزانہ ادا کرے تو البتہ مالکان اسکو بیخلف کر دینے کے قانوناً مجاز ہیں اور وہ زمین
 اس رعیت سے منتزع کر کے دوسرے کے ساتھ بندوبست اس زمین کے کر دینے کے مختار ہیں اور
 اس زمین کا بندوبست بعد پانچ سال کے تبدیل ہو جائے یا کرتا ہے یعنی خزانہ مقررہ اسکا گٹ بڑھ
 جایا کرتا ہے اور جب وقت مالکان جمع سابق ہر اضافہ کرتے ہیں رعیت مذکور اسکو قبول کر کے ہمیشہ
 پانچ سال تک کا بندوبست اپنے ساتھ کر لیا کرتا ہے اور اس حال میں اگر رعیت مذکور جمع زائد
 داکرے بلکہ جمع سابق ہی دیتا جاوے تو مالکان کو بھرنے کے حق انتزع زمین قانوناً
 حاصل نہیں ہے صرف انتزع زمین کے مختار وہ لوگ اور وقت ہیں جب مطلق خزانہ دینا رعیت
 موقوف کرنے ایسی زمین میں رعیت مذکور مسجد بلا اذن مالکان بنایا جاتا ہے پس شرعاً وہ مختار ہو
 یا نہیں اور بلا اذن مالکان کے اگر وہ مسجد بنا لیں تو وہ مسجد شرعاً مسجد ہوگی اور احکام مسجد و مسجد
 شریعت ہونگے یا نہیں اور اگر مالکان ثلاثہ سے دو یا ایک کے اذن بیوسے کل سے اذن نہ لیں تو شرعاً
 کیا حکم ہو اور اگر قبل بنانے کے اسنے کسی سے اجازت نہ لی یا لی تو بعض سے اور بعد تیار ہو جانے
 مسجد کے جملہ شرکاء نے اذن دیا تو اس تقدیر پر وہ مسجد شرعاً ہوگی یا نہیں اور بصورت اذن شرکاء کے
 ثواب وقف زمین و تعمیر مسجد و اذن کا رعیت مذکور کو ہوگا یا صرف تعمیر کا ثواب یا دیکھا اور وقف زمین کا
 ثواب مالکان کو بلکہ جواب ہر قسم کا مفصلاً لکھنا کتب معتبرہ و کار سے بیوا تو جب موقوف
 ہوا المصوب فرائط صحت وقف سے یہ ہے کہ موقوف ملک و ارض میں قبل وقف کے

ہو یا بعد وقف کے مالک جائز دیکھے رہا مختار میں ہو افاوان الواقف لا بد ان يكون بالکمال وقت
 الوقف ملکاً تاماً ولو بسبب فاسد ان لا يكون مجوراً عن التصرف حتی لو وقف الفاضل المصوب لم یصح
 وان ملک بعد الشراء و صلح ولو اجاز للمالك وقف ففصولی جائز انتی پس صورت مذکور میں رحمت اوس
 میں میں خدینا نے کا مختار نہیں ہے اسوجہ سے کہ وہ زمین اوسکی مملوک نہیں ہے ہاں اگر جملہ
 شراک مالکین اجازت دیدیں قبل تعمیر کے یا بعد تعمیر کے اوسوقت حکم صحت وقف کا ہو گا مگر
 اس صورت میں ثواب وقف کا اصل مالکوں کو ہو گا اور رعیت کو صرف تعمیر کا ثواب ملیگا اور دھوکہ
 عدم اذن مطلق اوس مسجد کا حکم حکم مساجد شرعیہ کا ہو گا واللہ اعلم حررہ الراعی عفو ربہ القوی
 ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوزا شد عن ذنب راجلی و انحنی

استفتا سوال اول جو بالور کہ ہنوز زعم خود اپنے بتوں کے نام سے وقف کرنا
 بیبہ ساند وغیرہ اوسکا کھانا بلا اجازت مالک یا بطریق شرایا بیبہ کے غیر شخص مالک یا وجود ملک کی
 کیسا سوال دوم جو جانور کہ ہنوز بلا قطع یا بعد قطع بعض اعضا و سکنے دریا میں یا کسی بست
 پاس چھوڑ دیتے ہیں اوسکا کھانا بطریق مذکورہ سوال اول کیسا ہے سوال سوم غیری بوج
 چیرین جو کسی دگاہ یا امام باڑہ یا بست یا ایسے مقام پر کہ پریش او سکی شرعاً ناجائز ہے بنیت
 تقرب پڑھائے جاتے ہیں فی زمانہ و طریقہ پر مروج ہے اول یہ ہے کہ چڑھائی ہوئی چیر
 اوسکے مقام پر چھوڑ دیا جائے دوسرے یہ کہ مالک کی طرف سے اوسی مقام پر تقسیم کر دیا جائے
 اوسکا کھانا یا استعمال کرنا دونوں صورتوں میں کیسا ہے بیوقوف جروا

ہو المصوب جواب سوال اول و دوم اس قسم کے جانوروں کا کھانا بدون
 اجازت مالک کے حرام ہے نہ اسوجہ سے کہ وہ مال غیر اللہ ہو کیونکہ مال غیر اللہ وہ نہیں
 جو بقصد تقرب الی غیر اللہ ذبح کیا جاوے نہ وہ کہ زندہ چھوڑ دیا جاوے بلکہ اسوجہ سے کہ ایسا جانور
 اس قسم کے وقف کھارا و ارسال سے مالک مالک سے نہیں نکلتا ہے پس اگر وہ اجازت دیدے
 کھانا اوسکا درست ہو گا رہا مختار میں ہے المختار فی الصیاد ان لا یملک اذا لم یبصر و کذا فی البیاد
 اذا سبھا لما بسطه الشر بنیالی فی شرح انتی اور زیلعی کی شرح کنز میں مرقوم ہے ان کان مسلماً
 تنی مال غیر فلا یجوز تناوله الا باذن صاحبہ تنی جواب سوال سوم جس چیز میں نذر غیر اللہ

و حکم آنا دھاریہ نور باہ شریک کتاب الوری

مقصود نہ ہو بلکہ تقسیم کرنا اور اس کا ثواب میت کو پہنچانا وہ حلال ہے اور زمین صرف چڑھانا اور
 نذرانی غیر اس مقصود ہو جیسے وہ چیزیں کہ اکثر عوام قبروں پر یا تہذیب و خیرہ پر چڑھانے کے لئے آتے ہیں
 اور مقصود اس کو صرف نذر کر دینا ہوتا ہے وہ حرام ہیں در مختار میں ہے **اعلم ان النذر الذی یقع**
للاموات من اکثر العوام و ما یؤخذ من الدراہم و الشمع و الزيت و نحوہا و یقل الی ضرایح الاولیاء و القرباء
فہو الاجماع باطل و حرام ما لم یقصدوا صرہا الفقراء الی اناس و قد ابتلی الناس فی ہذہ الاعصار و قد رطب
العلامة قاسم فی شرح در البحار انتمی و اللہ اعلم حشرہ الرابعی عفوریہ ابو الحسنات
 محمد عبدالحی شجاف و راشد عن ذنبہ ابجلی و انحنی

فتاویٰ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بانسہ شریف بن سید شاہ
 عبد الرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درگاہ ہے اور کئی پشت سے سید صاحب کی اولاد میں ہاشم
 و مالک و متولی برابر ہوتے چلے آئے ہیں اور سید صاحب کے فرزند شاہ غلام دوست محمد صاحب
 محل شاہ کو واسطے ہار و بکشی و چراغ بتی و خدنگزادی درگاہ و حاضرین و زائرین درگاہ کے مقرر
 ہو امور کیا تھا چنانچہ کل شاہ کے بھی کئی پشت تک وہ تعلق برابر چلا آیا ہے اس زمانے میں جو لوگ
 مالک و متولی ہیں ان و گون نے خادین یعنی اولاد گل شاہ کو بوجہ قصور و تہ کے موقوف کر دیا ہے
 پس ایسی صورت میں حق موقوفی کا مالکان و متولیان کو شرعاً حاصل ہے یا نہیں فقط

ہو **المصوب** بسبب ظہور تہ و قصور کے مالکوں اور متولیوں کو جو اولاد سید صاحب سے
 ہیں حق موقوفی حاصل ہے خصوصاً جبکہ ان کے موقوف کرتے ہیں مصلحت ہو اور موقوف کرنا اور نکالنا
 بوجہ معتبر واقع ہوا شاہ بین و بین و بین الزام ان سے خارج نہیں یا حد الا بحق ثابت معروث اتی
 یعنی امام و قاضی وغیرہ کو حق نہیں ہے کہ کسی چیز کو کسی کے قبضہ سے نکال لے اور اس کو

موقوف کرے مگر بوجہ شرعی معتبر اور شریع منقطع فتاویٰ سامدیہ میں ہے قال ہیری زادہ یشغی ان یقید
 بما اذا لم یکن فیہ فائدۃ للوقت الا اذا کان عزله خیرا عزله لکمالی جامع الفصولین نہتی حاصل اسکا یہ ہی
 کہ چنانچہ بدبر و مستمال وقف وغیرہ ہو اسکا موقوف کرنا اس وقت ناجائز ہے جبکہ او زمین
 کوئی فائدہ و مصلحت متعلق اموال و قبیضہ ہو اگر اس کے موقوف کرنا زمین مصلحت ہو تو موقوف کرنا جائز ہے
 و اللہ اعلم حشرہ الرابعی عفوریہ ابو الحسنات محمد عبدالحی شجاف و راشد عن ذنبہ ابجلی و انحنی ابو الحسنات

تفتتاحہ پیرایہ علمای دین و مفتیان شرع متین اندرین مسئلہ میں نے بحر ایک وثیقہ
 مرقومہ ایسویں اپریل ۱۳۲۵ء عہد ہجری بالکل جائداد میں سب اپنے زوجات و اولاد کا حصہ بقدر جدا
 بنامزد وقف لکھ دیا مگر ایک اوسیر قبضہ اونکو یا اونکے متولی کو نہیں دیا ہے اور شرط بقایا میں حقیقت
 بحق اپنے لکھا ہے اور میں دوا کے میرے محمد احمد و محمد اللہ جو میری ایک عورت کی جس کا ہر فائی
 تھا اور ادا بھی کر دیا گیا تھا اور وہ مر بھی گئی ہیں مے دونوں بھائی بزرگم اوس شخص کے کہ اسے
 جو کچھ تھا وہ لکھ ہی چکے اب وئے کیا غرض ہے براہ ناخلفی مجھے منحرف ہو گئے آزادگی
 و عیاشی میں مبتلا ہو رہے ابھی صورت دکھلائی اور سبب بھی بات کرنے کو بھی روادار نہیں میری افزائش
 اور توہین کرتے اور میری باتوں کو نہیں سنتے اور جواب دشمن دیتے رہتے ہیں اور اس انتظار میں
 ہیں کہ باپ ہر جاوین تو اوسکی سب جائداد پر قبضہ کر کے حد درجہ کی تماش بینی مثال اپنے ناتالی خاندان
 گذرین اب میں بحلف مذہبی اقرار کرتا ہوں کہ ان دونوں کی بے پروائی و بدبختی و دعا بازی و نحس
 و خباثت سے میں سخت عاجز اور تنگدل ہو رہا ہوں اور جب وہ مجھے ایسی بیوفائی و کفران حقوق
 پرورش کر رہے ہیں تو اپنے سوتیلی ماؤں اور سوتیلی بھائیوں اور بہنوں کو کہ ایسوں میں بالطبع
 خصومت رہتی ہے کب چین و آرام گھر میں لینے دینگے بلکہ میں دونوں بھائی بد اطوار میرے بعد میری بالکل
 جائداد کا منافع بالابالائوٹ مار کے اپنے عیش و نشاط میں اوڑا یا کرینگے اور میرے بچے جو انہیں کوئی
 بھی بالغ نہیں اور میری بیبیاں جو پردہ نشین اور بے خویش و برادر و بکیں ہیں بھونکو مڑنگی یا بھیک
 مانگتے گھر سے باہر نکلاؤنگی لہذا ان دونوں بھائی محمد احمد و محمد اللہ کے دست برد کے روکنے کے لیے
 ان دونوں کے نام جو حصہ اوس وثیقہ میں نامزد کیا ہے اوسکو پھر میں اپنی طرف واپس کرنا لینا
 چاہتا ہوں اسلئے کہ میں جائداد تو خود اوس وثیقہ میں میری ملکیت دوم کے لیے میرے حقیق قائم رہنے کو شرط
 ہو چکی ہے باقی منفعہ قبضہ اونکا بحسب قواعد تکمیل وقف کے اونکو یا اونکے متولی کو کہ اوس محمد احمد
 نام تولیت لکھا تھا اب تک سپرد نہیں کیا ہے نہ اونکا نام سرشتہ سرکاری میں بطور دخل خارج کے
 لکھا گیا اور نہ اپنے وصیت نامہ میں اوسکی تائید کی بلکہ میں بدستور قدیم اپنے طور پر اپنے نام سے بطور
 قبضہ مالکانہ سب کارروائی خانگی و عدالتی کر رہا ہوں اور بارہا اونکی نسبت فقط بے پروائی بطور تادیب
 وے دونوں بھائی محمد احمد و محمد اللہ نے دستخطوں میں لکھتے ہیں تو میں ایسے حالات میں مجھ ال کو

یہ تحریر میری دستخط و تائید سے ہے اور میں اس میں کوئی ترمیم یا اضافہ نہیں کرتا ہوں

شرعاً اختیار واپسی اور جس کا جو نام اون کے وثیقہ مذکور میں لکھا تھا حاصل ہے یا نہیں اور اگر ہے تو اس
 عمل پر بیخود توجہ والا رقم محمد احمد خان ساکن محلہ عدم خان عرف محلہ اردو شہر جو پور بقسم خود
 ہو موصوب اس صورت میں واقعہ کو واپسی وقف کا اختیار ہے اس وجہ سے کہ موقوفہ
 ملک وقف نہیں زائر ہوئی ہے جب تک کہ تسلیم الی المتولی نہ ہو اور لزوم وقف بعد تسلیم الی المتولی ہوتا ہے
 جیسا کہ تنویر الابصار میں ہے ولا یم حقی القبض ولا یرقازا یم ولزم الی ملک ولا یبار ولا یر من
 اتقی اور در مختار میں ہے تسلیم فی شئی بالیق بہ معنی مسجد بالا فرازی غیر بنصب المتولی و تسلیم یا ہ انتی
 پس جبکہ واقعہ سے ہنوز جائداد موقوفہ پر قبضہ متولی کا نہیں کرایا بلکہ پناہی دخل رکھا تو وہ جائداد
 اوسکی ملک سے زائل نہیں ہوئی واللہ اعلم حررہ الراعی عفور بہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی
 تاجدار اللہ عن ذنبہ الجلی و الخفی

محمد عبدالحی
 ابو الحسنات

کتاب البیوع

۱۔ زمیندار کے پاس زمین اور ایک مکان خرید پانچ سو روپیہ کا اوس کے قبضہ میں
 سالہا سال رہا اور وہ مالک کا قرضدار چالیس روپیہ کا تھا خالہ نے عدالت میں مالش کی جس کا رد
 وہ زمین اور مکان بابت روپیہ خالی کے مع خرچہ عدالت کے نیلام کر ڈالا اور حامد کے نام وہ
 اکسٹھ روپیہ پر چھوٹا کر لے لے اوس پر قبضہ مالکانہ حامد کا کر ڈیا لیکن یہ جو کہ مالک ہو وہ اوس نیلام پر رضامند نہیں
 پس اسی زمین اور مکان پر بدون ضمانت ریو کے نفع لینا یا قبرستان اور مسجد بنانا اذروی شرع جائز ہی نہیں
 ہو موصوب اس صورت میں نفع لینا حامد کو اوس زمین میں جائز نہیں کیونکہ اگرچہ بیع مال
 شرعی کی جو وقت کہ قرض ادا نہ کرے حاکم کو بلا اجازت اوس کے جائز ہے علی الاصح کما فی ملتفی الارباح
 مالک المحدثہ والحادیہ وغیرہ لیکن چونکہ یہ بیع نہایت نقصان سے ہوئی کہ پانچ سو کی مالیت اکسٹھ
 روپیہ کو بی اور ولایت حاکم کی مبنی شفقت اور نفع پر ہے نہ ضرر بقصان پر مثل ولایت ضعی کے
 بنا یہ بیع جائز نہیں فتاویٰ غیرہ میں ہے انکمال ان القاضی نصبتا نفعاً یعنی لہ ان فی نظر المدیون کما فی
 لکائن میں بیع کا فان الذکر لہ انتی واللہ اعلم حررہ محمد عبدالحی عفا اللہ عنہ
 سبب تفتت تجارت اور بیع اور شراء پوست حیوانات مردار بلا ذبح کے فرو یا خشک

کتاب البیوع

بدون دباغت کے شریعاً جائز و یا نہیں

هو لم صوب نتمین فتح القدر بین یزید لا یجوز بیع جلود امیته قبل ان تم لیج الا انها غیر منتفع بها قال علی الله
علیه و علی الذین اذعنوا من المیته ما هاب و الا خلافت فی هذا انتفی والله اعلم بحیره محمد عبدا کفی عفا الله عنه
تفتحا زید مال خود بدست بکر جا کز فروخت اقرار کرد که هرگاه خواهد بشیر طرطم استعمال الی این و بد
پس بکر مال مذکور بجای فروخت لفع که از ان حاصل شد بکر را حلال است بانه

هو المصوب حرام است زیرا که مال جا کلا ملک بالغ بیرون نمی آید و لقایه می آرد و لا ینحرج شیخ
عن ملک بان یضیع خیاره کالمقبوض علی سوم الشراء انتی و هرگاه آن ملک از ملک بالغ بیرون نه آمد
فیع گرفتن بجز را جایز نیست و الله اعلم سرره محی عبدالحی عفا الله عنه

حق است پس چیرنه که از قیمت معینه زانکه بدست آمد بکرا حاصل است یا نه

هو المصوب حلال است و اما علم حرره محمد عید است عفا الله عنه
استفتای میرزا محمد علی شافعی حکم اقدس تعالی درین مسئله که بعضی مردم این دیار خریدن شراب
به نیت سرکه یا تخم یا زردی یا دیگرانند که بسبب نیست که نزدشان شرط است حرمت و نجاست خمر مرتفع

بگوید پس ایشان صحیح است یا نه اینها بدلائل کتاب شافعیة توجیه و ایوم القیامة عن الله القوی البقیة
الجواب خریدن خلاصه دار و انیمست اگر چه به نیت سرکه کردن باشد زیرا که از سبب عبارت کتب
شافعیة اصلا صحیحی ندارد و که خمر حرام و پلید است کذا فی الفتاوی و غیره و هر چه نجس است خریدنش اصلا

جائز نیست اعم و جود التمسک بهین معتبر از شروط طایع نزد امام شافعی رحمه الله است که هیچ
غسل العین نباشد بلکه یا غسل پاک باشد یا امکان پاکی بشستن داشته باشد و اگر پاک نباشد
یا غیر از غسل امکان طهارت ندارد نیز جائز نیست همچنین است در فتح العین و طهره او امکان طهره

بعض فلا يصح بيع نجس وجار ميتته وان اكل من طهرها تجمل او دباغ انتهى لهذا يصح بيع سگ معلوم
وخنزیر ودم جانور نیست بهنج محمد قال فی احياء علوم الدین فیعتبر فیہ ستة شروط الاول ان لا يكون
بحسب ما فی حینہ فلا يصح بيع كلب وخنزیر ولا یجوز بيع الخمر انتهى وفي المنهاج وللبيع شروط طهارة عینہ
فلا يصح بيع كلب وخنزیر ودم و المتنجس الذي لا یكمن لطیفة كما فی اللبین انتهى و فی الزییر

554

1913

ویشتر علی الیوم ان يكون طاهر انتهى وفي الاوار لا شرط الاول ان يكون طاهر او يطهر بالغسل فلا يصح بيع
 كلب وخنزير وفروعهما والميتة كالعلاج وجلدها قبل الدباغ والسمين والخنزير انتهى وخبره كدبه معا بحت
 سرکه شود پاک است وخنم آن هم پاک در معنی هم مسطور است و آنچه نجس العین است مثل سنگ
 و خون و مردار با نجس وجه پاک نشود مگر خمر خود بخود بغير معا لجه سرکه کرد و یا پوست مردار که با بخت
 کنند انتهى ایضا در معنی مرقوم است بدانکه خمر را بمعا بحت سرکه کردند مثل آنکه نمک یا سرکه یا نان آن گرم
 یا شیره و غیر ذلک در وی اندازند آن سرکه شود این سرکه پدید و حرام است و یا کی آن ممکن نیست و فی
 المنهاج ولا يطهر نجس العین الا بخر تخللت و کذا ان نقلت من شمس الی ظل و عکسها فی الاصح فان غلظت
 بطرح شئ فلا انتهى وفي الاوار لا يطهر من نجس العین الا بخر بالخل و جلد الميتة بالدباغ انتهى بلکه بربالغ
 و مشری از احادیث صحیح لعنت خدا و رسول ثابت و عن ابن عمر رضی الله عنهما قال قال رسول الله
 صلی الله علیه و علی آله و سلم لعن الدانم و شاربه و ساقیه و بالیه و متبایه و عاصره بالحرث و عن
 انس رضی الله عنه قال لعن رسول الله فی الخمرة عاصرا و مقتصرا و شارها و حاملها و المحمولة ایس
 و ساقیه و بالیه و اکل ثمنها و المشتري لها و المشتري له رواه الترمذی و ابن ماجه کذا فی مشکوٰۃ الشریف
 و الله اعلم بالصواب حرره الخادم العلماء الربانی فقیر شاه رحمته الله القادری النقشبندی ^{حاجی شاه محمد} ^{روح الله قادری} عفی عنه
 الجواب المرقوم صحیح ^{سید علی رضا} هذا الجواب صحیح لا شک فیہ ^{میر تقی حسین}
 الجواب صحیح کتبه خادم علمای دین متین محمد شهاب الدین قادری عفا عنه و من اسلافه محمد شهاب الدین
 الجواب صحیح غلام قادر عفی عنه من اجاب اصحاب کتبه خادم شرع مصطفی سید مرتضی سید مرتضی
 هو المصوب بذهب شافعی سرکه ساختن خمر حرام است و از سرکه نجاست آن مرتفع نمی شود
 البته اگر خود بخود سرکه شود پاک می شود و بیع اشیاء نجسه حرام است امام محمد بن نووی در شرح
 صحیح مسلم می نویسد من قال بخریم تخلیهما و انهما لا تقهر به الشافعی و احمد و مالک فی صحیح الرواة من عفا
 و جوزة الاوزاعی و اللهب و ابو حنیفه و مالک فی روایة و اما اذا الثابت بفسادها خلا تطهر عند جمیع الائمة
 عن جنون المالی انه قال لا تطهر انتهى و نیز می نویسند فی روایة ان الذی حرم شربها و حرم میده و فیہ تحریم بیع
 الخمر و نهو جمع علیه و العلة فیہ عند الشافعی و موافقیه کونها نجسة و لیس فیها منفعة مقصودة انتهى و محمد خطیب
 شریفی شافعی در اقناع شرح مختصر ابنی شجاع می نویسند لا یصح بیع عین نجسه سواء امكن تطهيرها بالاستحالة

و خرید و فروخت مال غیر متقوم یعنی آنچه منتفع به نیست مثل غم و خنجر و مثل آن باطل است کما فی الدر المنثور
و بطل بیع مال غیر متقوم ای غیر مهمل و الانتفاع به این کمال محفوظ و خنجر انتهی و فی الهدایه و المبیع و الخمر
و الخنزیر ان کان قبل بالذین کالدراهم و الدنایر فالبیع باطل و ان کان بعین فالبیع فاسد حتی یکایک یا بقایه
و ان کان لایکسب من الخمر و الخنزیر انتهی و فی العینی بیع الباطل و هو غیر مشروع اصلاً لیس الخمر و الخنزیر و المیتة
و الدم انتهی قال فی العالمگیریه لایجوز بیع الخمر و الخنزیر و المیتة کذا فی التهذیب انتهی و فی شرح الوقایه بطل
بیع مال غیر متقوم کالخمر و الخنزیر یا تمین انتهی و الاضافه الیه بیع فی الخمر باطل حتی لایکسب من الخمر انتهی الحاصل اجماع
در شریعت المیتة غیر متقوم است و فروختن آن باطل است مثل خون و مردار و غیره و نیز باطل است خریدن
باک و در شرح و قایه مسطور است بطل بیع مال بیس مال کالدم و المیتة و الخمر و البیوع به انتهی و در ملحق الاکبر مرقوم
بیع مال بیس مال و البیوع به باطل انتهی باید دانست که بیع بمغنی فروختن و خریدن است و در شرح عبارت از
سواء له مال یا لست تبرأ فی کذا فی الهدایه عصبه و ده و استخوان و شاخ و پروموی و شیم و سم و منقار و آنچه
حیات در آن حلول نکند پاک است و انتفاع بدان جائز است هر گاه ای که بران بیه بود و قال فی غنیة المستملی
و عصبه لیتة و عظمها و قرنیه و ریشها و شعرها و ظفرها و زلفها و کذا حافرها و غلبها و کل ما لا یحل الحیوة منها طاهر
اذا لم یکن علیه دسوسه انتهی هر حیوانی که بیه الذبح کرده شود جلد و گوشت و پیه و جمیع اجزاء او پاک شود
مگر خنزیر اعظم است از اینکه گوشت آن حیوان بخورده باشند یا نه قال فی غنیة المستملی کل حیوان اذا ذبح التسمیة
طهر جلد و لحمه و عظمه و جمیع اجزائه سوی الخنزیر و الاودی سواء کان ماکول اللحم او غیر ماکول اللحم انتهی و فی الهدایه
و ما یطهر جلد به بالدماغ یطهر بالنکاة لانه یعمل عمل الدماغ فی انزاله الطویبات نجسة و كذلك یطهر لحمه بالنکاة و ان لم یکن
ما کولاً انتهی و فی السالمختار ای اباب طهر بدماغ طهر بنکاة انتهی ذکاة بذال معجمه یعنی ذبح شرعی است قال فی
الطحاوی الذکاة بالذال المعجمه الذبح انتهی و فی الدر المختار شیترا بطهارة جلد کون الذکاة غیر عتیه انتهی
و الله اعلم بالصواب نمقه خادم العلماء الیابی فقیر شاه رحمت الله القادری النقشبندی حاجی شاهر محمد حسینی
اجواب المرقوم صحیح سید علی رضا شافعی المذهب شیر علی رضا اصواب من اجاب کتبه شیر علی رضا
اجواب صحیح کتبه خادم علمای دین متین محمد شهاب الدین قادری عفا عنه و عن اسلافه محمد شهاب الدین
اجواب صحیح لا شک فیهم میر تقی حسین اجواب صحیح بلا رتیب و الله اعلم بالصواب کتبه غلام قادر عفا الله عنه
فی الواقع بیع پوست مردار قبل و باخت جائز نیست قاضی القضاة به الدین محمود عینی و ربنا

ہو المصوب زیادتی ثمن برای اجل بلاشبہ درست است و ثبوت آن از عبارت حدیث
 فی کتاب المایعہ الاتری اند زیادتی ثمن لاجل الاجل بوجہ حسن میگردد و بوجہ عبارت در کتب حدیدہ موجود است
 ضیح الدین ہروی شرح و قاپیری نویسنده کتاب المایعہ فی النسئۃ زیادتی ثمن لاجل الاجل راستہ
 و در نہ مخالف شرح کنزالقائق می آید الاتری اند زیادتی ثمن لاجلہ انتہی و در بحر الرائق شرح کنز الدقائق میگوید
 الان لاجل شہایا بالمایع الاتری اند زیادتی ثمن لاجل الاجل انتہی و بعد چند بطوری نویسنده لاجل فی نفسہ
 لیس بآل و لا یقابله شی من ثمن حقیقہ اذالم اکثر طریقت زیادتی ثمن بمقابلتہ قصد او زیادتی ثمن لاجلہ اذ ذکر
 لاجل بمقابلتہ زیادتی ثمن قصد انتہی ازین عبارت صاف جواز امر مسؤل عنه معلوم شد و پیشین است
 در بابی از کتب فقہیہ و اما عبارت صلح ہادیہ کوکانت لہ الف مویجۃ فصاح علی خمس ماہ حالہ
 ہم بچولان لاجل خیر من الموکل و ہو غیر متحق بالعقد فیکون بازادہ ما حط عنه و ذلک احتیاج عن الاجل و ہو لازم
 انتہی پس بنوعی مخالف عبارات سابقہ نیست چہ احتیاض عن الاجل امر دیگر است و زیادتی ثمن لاجل
 لاجل امری دیگر است چون درین مسئلہ از سابق حق اجل ثابت بود و صلح بر اینصہ حال واقع شدہ
 احتیاض عن الاجل الذی لیس بآل لازم آمد بنا و علیہ حکم حرمت دادہ شد و در صورت زیادتی ثمن برای
 اجل حق اجل از سابق ثابت نیست بلکہ ابتدای مقصود تا جمل ثمن نامدی شود پس در جوازش
 کلامی نخواہد بود و اللہ اعلم سررہ الراعی عفوریہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی

محمد عبدالحی
 ابو الحسنات

۳۸۷
سفتا سوال اول کیا فرماتے ہیں علما اس مسئلہ میں کہ زید نے بکرے ایک لونڈی
 خریدی باین طور کہ عمرو نامی ایک اپنے دوست کو روپیہ دیا کہ وہی عمرو اس بیع کا ایجاب و قبول کرے
 اپنے نام سے اور روپیہ ادا کرے مگر مقصود اس خریداری سے تمتع زید کا ہو چنانچہ بکرے نے بیعت کہا
 اور عمرو نے اشتریت کہا اور بیع تمام ہوئی اور زید ثمن اسکا عمرو نے بکرے کو ادا کر دیا اب یہ لونڈی زید کی
 ملک ہوگی یا عمرو کی اور زید پر حلال ہونے کے واسطے عمرو کی جانب سے تجدید ملک نسبت زید کے
 ضروری ہے یا نہیں خصوصاً ایسی صورت میں کہ جب عمرو کو اصرار ہے کہ میں نے اپنے روپیہ سے
 خرید کیا اور خود اپنے واسطے لیا اب اگر زید ثابت کرے کہ خریداری زید کی روپیہ سے ہوئی تو اسکو
 دعویٰ عمرو پر اپنے روپیہ پانے کا ہوگا یا لونڈی کے ملک کا ہوگا اور بعد اداۃ زید ثمن اگر خالد

برسندہ فتاویٰ فتاویٰ صاحب از مقام اعظم کٹرہ کما فی حق محمد اکرم صاحب ہادیہ از شہرہ کلاچری

دعویٰ یہ کہ وہ لونڈی ملک میری تھی بلکہ ملک ہی نہیں تھی چنانچہ شہادۃ عدول اور عادی دعویٰ ثابت ہو
اور قاضی نے ملک عمرو سے اسکو خارج کر دیا تو عمرو سکا زرخش کر کے واپس پانچا ستن تھی یا نہیں
اور معاملات میں نیت اور مقصد عاقدین کو ہا وجود ایجاب قبول ہستی کہہ دخل ہے یا نہیں بنیوا تو جروا
سوال وہم اگر اسی طور سے زید کوئی عمار نام عمرو کے خرید کرے یعنی ایجاب بیع عمر اپنے نام
قبول کرے بقصد تمتع زید اور زرخش زید سے لیکر ادا کرے اور اسوہ سے زید اپنے کو بشتری عمار
سمجھے ہا وجود اسکے کہ ایجاب و قبول میں ذکر زید کا کسی طرح درمیان میں نہیں آیا اور عمرو کو احکار بھی
زید کے تمتع مقصود ہونے سے ہے اور وہ عمار پوجہ دعویٰ زید خالہ شہادت عدول ملک عمرو کی
کھجائے تو عمرو اصل بالغ پر دعویٰ واپسی زرخش کر سکتا ہے یا نہیں اور احکام مشتری ہونے کے
فضاء و شرع عمرو سے متعین ہونگے یا زید سے بنیوا تو جروا

ہو موصوب جواب سوال اول اس صورت میں عمرو لونڈی کے خریدنے کے واسطے
زید کی طرف سے وکیل ہوا پس اگر توکیل جاریہ معینہ کی تھی اور عمرو نے اسی کو خرید کیا تو وہ جاریہ ملک
زید ہوگی اور عمرو کو اپنے واسطے اسکا خرید کرنا درست نہیں اور زید پر وہ جاریہ حلال ہوگی حاجت
تجدید ملک کی نہیں آئے اگر عمرو نے ہوا جہ زید کے اسی جاریہ کو خرید کیا اور تصریح کر دی کہ میں
اپنے واسطے خرید کرتا ہوں نہ زید کی واسطے اس صورت میں البتہ وہ جاریہ عمرو کی ہوگی اور سوای اسکے
اوپر کسی صورت میں وہ جاریہ عمرو کی نہیں ہو سکتی ہا یہ سن ہے لو کہ لشر اشیٰ بعینہ فلیس لمان یشر

انفسہ انتہی اور کفایہ میں ہے سواء لیری عنہ عقد الشراء لنفسہ اوصح بالشراء لنفسہ بان قال شہدوا انی قد اشتريت
نفسی و هذا کان المول خایا فان کان حاضر اوصح الوکیل بالشراء لنفسہ بعینہ بشر یا لنفسہ کذا فی التمییزۃ

تنقیح الفتاویٰ لا کلامہ یہ میں ہی الوکیل لشر اشیٰ بعینہ اذا اشتراه لنفسہ بمثل الذی امر بہ حال غیبة المول یكون

مشترا بالمول ولا یملك لشر لنفسہ ما لم یخرج عن الوکالة و ہو یکمل خراج نفسه عن الوکالة عنہ حضور المول لاجنہ
فی غیبة کذا فی النخانیۃ انتہی پس جب زید ثابت کر دے کہ یہ خریداری اوسکے روپیہ سے ہوئی تو اسکو
دعویٰ عمرو سے لونڈی کا ہوگا اور در صورت اختفاق عمرو کو برے واپسی زرخش کی ضرورت ہوگی جیسا کہ

در مختار میں ہے و ثبت رجوع مشتری علی بالئہ بالثمن اذا کان الاستحقاق بالبنیۃ لما یجی ما ہما حجتہ تعدد
انتہی اور اگر توکیل جاریہ غیر معینہ کی فلاہ کی تھی پس اگر عمرو نے زید کے روپیہ سے خرید کیا یا وقت حشر

تبیات زید کی واسطے لینے کی تو وہ جاریہ زید کی ہوگی نہیں تو عمر کی جیسا کہ پہلے میں ہے ان کو لے کر
 عنہ بغیر عینہ قاضی جید اقول لکھل الا ان لقول نوبت الشراء للموکل او بشریہ بالموکل انتی جواب سوال
 اس صورت میں وہ شرا و عمر کی زید کے واسطے بھی جاریہ کی بیع الافکاس میں ہے ان کا ذباہی الوکیل
 و الموکل فی النبیہ حکم الافکاس بالاجماع انتی اور حقوق عقد راجع طرف عمر کے ہونگے تنویر الابصار میں ہے
 حقوق عقدا بدین اضافہ علی الوکیل کہ بیع متعلق بانتی اور عمر و اصل بائع پر دعویٰ واپسی نہیں کر سکتا
 و اللہ اعلم حررہ الراحمی عفور بہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوزا لدین عن ذنبہ اجمالی و الخفی محمد عبدالحی
 ابو الحسنات

تفتا کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ تجارت تمباکو خوشی و نوشیدنی بغير
 حصول منفعت و فراغت معاش درست ہے یا نہیں بینوا تو جروا
 ہو المصوب درست ہے علامہ ابراہیم بن حسین الشیرازہ بیری زادہ خفی علی اپنے رسالہ رفع التباہ
 فی حکم تعاملی شجرة التباہ میں لکھتے ہیں اما بیعھا و شراؤها فیجوز لامکان الانتفاع بہا فی غیر الشرب بلیل
 لقیب الا اصحاب عدم الجواز فی مثلھا بما لا ینتفع بہ انتی و اللہ اعلم حررہ الراحمی عفور بہ القوی
 ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوزا لدین عن ذنبہ اجمالی و الخفی

تفتا سوال اول تجارت چرم ذبیحہ وغیر ذبیحہ بلاد باغت درست ہے یا نہیں
 حسب الارشاد ہر چار امام رحمۃ اللہ علیہم ارشاد فرماوین سوال دوم تجارت غلہ کیو بکر حلال ہے
 اور کس صورت میں اطلاق حرمت ہے سوال سوم ہمت خرید غلہ روپیہ کا دینا قبل دروز راعت
 بعد طہ وزن کے درست ہے یا نہیں سوال چہارم زید نے بکر کو دو روپیہ دیے اور غلہ کا دینا
 بروقت دروز راعت کے بعد تعین وزن وقت معین قرار پایا یا کہ بلا تعین وزن وقت معین نہ
 بازار قرار پایا بکر زید کو غلہ نہیں ملا اور بعد دروز راعت غلہ بھی کم وزن معینہ سے فروخت ہوا تو زید نے
 اسی حساب سے دو روپیہ کا تین خواہ چار بیکری بکر بٹھرا کر اس کا مطالبہ کیا اس صورت میں
 اطلاق حلت ہے یا حرمت بینوا تو جروا

ہو المصوب تجارت چرم کی بغیر و باغت کے حرام ہے اور تجارت غلہ ہر طور پر درست ہے
 جب تک کہ کوئی معاملہ خلاف شرع نہ ہو اور قاضی غلہ کے قبل زراعت کے روپیہ دینا درست ہے
 اگر طہ کرنا وزن کا اور بیان کرنا جنس و وصف غلہ کا ضروری ہے اور بدین تعین وزن کے بطور پر

کہ چونکہ بازار ہوگا لیکن نہیں درست ہے اور جس صورت میں کہ روپیہ مینے والی کو غلہ نہیں ملا اور سکھ
صرف اپنا روپیہ واپس کر لینا درست ہے یا اس قدر غلہ لینا جو وزن مقرر ہو گیا ہو زیادہ کم نہیں درست ہے
واللہ اعلم تحریرہ الراجی عفو ربہ القوی الامام حسنات محمد عبدالحی تاجدار لدین ذنبہ الجلی والحنی
استفتاء مسئلہ برتہ سوال سوال اول چہ فی فرایند علمای دین و مفتیان شرع متین
اندرین صورت کہ اگر شخص نے ریمان وزنا بقیعت ششش روپیہ ششش آنہ نقد کہ نرخ دست خریدنا
ویدست وگیری بقیعت ہفت روپیہ ہفت آنہ یا ششش روپیہ چار رو آنہ یا دوازدہ آنہ بوعده معینہ
فروخت نماید پس شرعاً این بیع درست خواهد شد یا نہ صرح بالمعبارۃ الکتاب تو جروافی یوم بحساب
اجواب تصرف در بیعہ کیلے یا وزن بعد قبض درست است و قبل قبض درست نیست اختری
لکھا بشرط الکیل حرم بیعہ واکلہ حتی یکلیہ و مثلاً الحدود و الموزون تویرا لا ابصار پس ہر گاہ کہ ریمان را وزن
بقیعت اند کو خرید کرده و قبض خود آورده اکنون رواست کہ حالاً آنسیئہ ہر طوریکہ خواہد فروخت نماید
وزیادتی ثمن بمقابلہ اجل جائز است کما فی العینی لانه یزاد فی الثمن لاجل الاجل فقط
سوال و وہم مثلاً تجارت و متعاضد است کہ غلہ گندم یا نخود یا جو وغیرہ بخند الضرورۃ بوعده مدت معینہ
قرض میگیرند یعنی بسیئہ خریدی نمایند کہ نرخ بازار و بعد اقبضای و عده ثمن آن میدہند پس
انچنین بیع گندم وغیرہ بہ نسبیہ شرعاً درست است یا نہ صرحاً
جواب درست است مطابق روایت عینی کہ در جواب سوال اول گذشت لانه یزاد فی الثمن لاجل الاجل فقط
سوال سوم مثلاً از بقال ہر روز کمبشت اردو دال مونگ و نمک خواہ گندم و نخود بطور قرض بگیرد
یعنی بسیئہ خرید کند و بقال کہ نرخ بازار میدہد زر ثمن کامل میگیرد انچنین معاملہ بیع و شرعاً درست است
یا نہ صرحاً بالکتاب فقط جواب۔ جواب این سوال عین جواب سوال اول است فقط
استفتاء کیا فرماتے ہیں علمای دین و مفتیان شرع متین اس صورت میں کہ علمائے
مونگ سے ان مسائل ثلاثہ مفصلہ بالا میں استفتا کیا گیا تھا ان سوالات و جواب کی نقل بحسنہ
صحت کر کے بھیجی جاتی ہے بعد ملاحظہ اگر صحیح ہوں تو تصحیح ورنہ جو حکم شرع شریف ہو تبصرہ مع نقل
عبارت کتاب ترہم فرمائیے بعد نقل عبارت ہر مسئلہ سوال و جواب وہ خدشہ گذارش کیا جاتا ہے
جو داعی اس تصدیق کا ہوا و اولاً خدشہ امین قابل گذارش یہ ہے کہ محب صاحب کی عبارت منقولہ

ماہ شعبان ۱۲۸۳ ہجری قمری بمطابق ۱۸۶۶ء

کہ فی البیع لا یشترک فی الثمن لاجل الاجل غالباً یعنی ہدایہ کی معلوم ہوتی ہے اس واسطے کہ صحت کنعون ہو
 تنقہ نظر نہیں پڑتی پس اسکے مابقی کا فقرہ جسکی دلیل میں یہ لائنہ مذکور ہے کیا ہے ترجمہ فرمانا چاہیے
 ثانیاً یہ کہ فتاویٰ قاضیخان میں خاص باب بیع و شراء خطہ کی یہ جزئیہ منقول ہے لایچوز بیع الخطہ
 نہیں نسبتہ اقل من سعر البلد فانه فاسد واخذ ثمنه حرام ایضاً فی الاصلح ان بیع الخطہ منقصان من
 البلدہ فهو فاسد والناخذ الثمن بعد مضي المدة فهو حرام لان الثمن متفاضل بالحکم وهو الرکبوا اس جزئیہ
 خاص سے صحیح معلوم ہوتا ہے کہ بیع خطہ نسبتہ اقل نرخ بلد سے جائز نہیں اور اسکو نوید کے بعض
 عبارت فتح القدر حاشیہ ہدایہ کی بھی کہ خطہ و شعیر وغیرہ مقیسات ماکولات کا حکم بسبب اسکے کہ
 اونکی تصحیح حدیث شریف میں وارد ہے اور اشیا بر بویہ سے سستہ ہے کسی قسم کا تفاضل اور شبہ
 ربوا جائز نہیں اور ہدایہ میں تصحیح ہے کہ شبہ ربوا حکم عین ربوا میں ہے یہ سب قرآن عدم جواز
 اس بیع کی اور نوید قول صاحب قاضیخان کے ہیں اور طہای ٹونک نے اس قسم کی بیع کا خاص
 گندم و جو و نخو وغیرہ میں حکم جواز لکھا ہے پس ان دو اقوال متخالف میں صحیح کون قول ہے
 بنقل عبارت کتاب جواب ترقیم فرمائیے کہ یہ خدشات دفع ہو کے امر محقق دریافت ہو جائے
 ہو موصوب عبارت عینی جو جوابات سابقہ میں مذکور ہے وہ عبارت عینی کی شرح ہدایہ میں
 کتاب المایہ میں واقع ہے پوری عبارت دونوں کی یہ ہے ومن اشتری ظلاماً بالھت در ہم نسیم
 قباع یرکب ماتہ ولم یمین انہ اشتراہ بنسبتہ فظلم المشتري فان شاء رده وان شاء قبله لان للاجل سلبھا
 بالمبیع الاتری انہ زیادتی الثمن لاجل الاجل و اشبہتہ فی ہذا الباب بحقہ یا حقیقۃ ای بحقیقۃ البیع حقیلاً
 فصار کانه اشتری شیئین و باع احدهما ثمنہا ای ثمن الاثنين و ذلک حرام بحسب الاحراز عنہ انتہی اور
 موافق اس عبارت کے اور بھی عبارات موجود ہیں کہ جنسے صحت جوابات سابقہ کی معلوم ہوتی
 فصیح الدین ہروی کی شرح وقایہ میں ہے فی النسبتہ زیاد الثمن لاجل الاجل انتہی اور نہ فائق شرح
 لکن الدقائق میں ہے الاتری انہ زیادتی الثمن لاجلہ انتہی اور بحر الرائق میں ہے لاجل فی نفسه لیس
 بحال ولا یقابله شیء من الثمن حقیقۃ اذالم یشترط زیادۃ الثمن بمقابلۃ قصد و زیادتی الثمن لاجلہ اذا
 ذکر الاجل بمقابلۃ زیادۃ الثمن قصد انتہی اور یوسف حلبی کی حواشی شرح وقایہ میں ہے یجوز ان یقدر
 الثمن فی البیع بالموجمل الثمنانی لم یجل بحیث تقابل کثرۃ الموجل فجعل القلیل انتہی ان سب عبارت

کتاب ہے ہوا کہ زیادہ کر دینا قیمت کا بر تقدیر نسبت درست ہے اور جزئیہ اسکے جواز کا کتاب الحج تصنیف
 امام محمد تمیز امام ابو حنیفہ رحمہمین موجود ہے عبارت اوسکی یہی قال محمد قال ابو حنیفہ قال فی کل
 یون نہ علی رجل مائہ وینار الی اجل فاذا حلت قال لا الذی علیہ الدین یعنی مائہ یون
 تمنا مائہ وینار نقد ایماہ وخصمین الی اجل ان ہذا جائز لانہما لیس شرطاً شیناً و لیس ذکر
 امر یفسد بہ الشراء انتی اور بھی اوسی میں ہی بعد چند سطر کے و لکن ایماہ الناس لاہم
 اذا اخر و الزاد و اما باس ہذا انتی یہ جزئیہ جو خود امام محمد ابی حنیفہ سے نقل کر گئے
 بہر شکیہ قاضی خان وغیرہ سے بالضرورة مرجح ہے باقی رہا غرضہ ربو کا وہ یون مدفوع ہے کہ گندم
 وغیرہ اقسام غلہ یعوض درلہم و دنایر کے فروخت کرنے میں ربو انہیں ہے اور نہ مشبہ ربو اگر
 دوسیر گہیون کہ یا ارمین مثلاً و آنہ کو ملتا ہے کوئی شخص یعوض ایکرو پیہ کے نقد چیکے تو بھی درست
 لیسے ہی اگر نسبتہ میں قیمت بڑھاوے اور شتری راضی ہو جائے تب بھی درست ہے اسوجہ سے
 شاہ عبدالغفر رحمہ دہلوی اپنے فتوے میں لکھتے ہیں البیع الی اجل مع الزیادۃ فی ثمن بلا شہتہ جائز
 و مقابلہ زیادہ ثمن یا اجل و نہی مضر نیست زیرا کہ تفاضل و اجل در صورت حرام ست کہ خصمین ہا
 مقابل ثمن یا ہوا ہونی حکم بخصمین انتی و اللہ اعلم **محمد عبدالحی** **ابو الحسنات**
 محمد عبدالحی تجاوزه اللہ عن ذنبہ البخلی و الخفی
 ۲۵۹
 استفتا کیا فرماتے ہیں علماؤ دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ تجارت غلہ کی عموماً
 حرام ہے یا نہیں زید کہتا ہے کہ تجارت غلہ کی عموماً حرام ہے کیونکہ وہ احتکار ہے اور احتکار
 حرام ہے آیا یہ قول زید کا صحیح ہے یا نہیں مینوا توجسروا
 ہو المصوب رب زونی علما قول زید کا یہی البطلان ہے کیونکہ تجارت غلہ کی عموماً
 ہرگز حرام نہیں اور نہ وہ احتکار ہے البتہ خریدنا غلہ وغیرہ کا جو قوت ہو آدمیوں کا یا بہ اسم کا
 کرانی میں تجارت کے لیے او پوکے کتنا او سکاتا کہ کرانی میں فروخت کیا جائے احتکار ممنوع اور
 حرام ہے امام نووی منہاج شرح صحیح مسلم ابن الحجاج میں فرماتے ہیں قال لعل اللغۃ الخاطی بالیمز ہوالعنا
 الاثم و ہذا الحدیث صریح فی تحریم الاحتکار قال اصحابنا الاحتکار الحرام ہوا الاحتکار فی القوات خاصہ
 و ہوان لیشری الطعام فی وقت الغلاء للتجارۃ و للبیعہ فی الحال لکن یخیر فی نلو تمین انتی اور طبیعی تر شیخ

از غیرہ نادرہ و معتبرہ بالذات مکان جو در صحتی صاحب کتب دینی و تاریخی و علمی

شرح مشکوٰۃ المصابیح میں لکھتے ہیں الاحکام الحرم ہونی الاوقات خاصہ بان یشتري الطعام فی وقت
الغلاء ولا یبصر فی الحال بل یدخرہ لیخلوا انتہی اور بحال الیہ رہیں مرقوم ہے قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من احتکر فو غاطیٰ ہذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ عمرو بن عبد اللہ ومعناہ ان من
یجمع الطعام الذی یجلب الی البلاد ویحبسہ لیبیعہ فی وقت الغلاء فو اثم لتعلق حق العامة بہ وہو
فی الجبس والامتناع عن البیع یرید ابطال حقہم وتضییق الامر علیہم وہو ظلم عام وصاحبہ ملعون کما روی
انہ علیہ السلام قال الجالب مزروق والمحتکر ملعون فانه علیہ السلام بین فی ہذا الحدیث ان الذی یجلب
الامتناع والاقیات ویبہما تحصیل الربح یحصل لہ المزیج ولا اثم علیہ لان الناس یتسعون بہ فبالہ
ببرکۃ دعائہم والذی یشتري الطعام الذی یجی الی البلاد ویحبسہ لیبیعہ فی وقت الغلاء فو ملعون لعین عن احمد
ولا یحصل لہ البرکۃ مادام فی ذلک الفعل انتہی و فی مجمع البحار من احتکر طعاما ای اشتراہ وحبسہ لتقل فغلاء واکمل
واکملہ الا اثم منہ فی موضع آخر من احتکر فو غاطیٰ بالضر المحرم من الاحتکام ہونی الاوقات وقت الغلاء للتجارة
ولیوخر للغلاء انتہی و فی الفتح فیہ اشار ان الاحتکار انما یمنع فی حالہ مخصوصۃ انتہی اور اگر بازار سے خرید کرے
بلکہ اسکی زمین ہو یا زرانی میں خرید کرے لیکن اسکو روکے نہیں بلکہ فوراً بیچ ڈالے یا کرانی میں اور اسکو
روکے لیکن تجارت مقصود نہ ہو بلکہ مصارف روزمرہ کے لیے اسنے مول لیا ہو یا جنس قوت بخر اور بکام
خارج ہو تو ان سب صورتوں میں تجارت مذکور حرام نہیں بلکہ جائز اور درست ہے باتفاق حنفیہ اور
شافعیہ قال النووی فی شرح صحیح مسلم فاما اذا جاءہ من قریتہ او اشتراہ فی وقت الرخص وادخرہ او اتباعہ
فی وقت الغلاء کحاجۃ الی اکلہ او اتباعہ لیبیعہ فی وقتہ فلیس باحتکار ولا تحريم فیہ واما غیر الاوقات فلا یحرم الاحتکار
فیہ بکل حال ہذا الفصیل مذہبنا قال العلماء واکملہ فی تحريم الاحتکار دفع الضر عن عامۃ الناس کما یجمع العلماء
علی انہ لو کان عند انسان طعام واضطر الناس الیہ ولم یجدوا غیرہ اجبر علی بیعہ وفنا للضر عن الناس الی قولہ
وحملا الحدیث علی احتکار القوت عند حاجۃ الیہ والغلاء وکنا حملہ الشافعی وابو حنیفہ وآخرون وہو اصح انتہی
وقال الطیبی فی شرح مشکوٰۃ فاما اذا جاء بہ من قریتہ او اشتراہ فی وقت الرخص وادخرہ وباعہ فی وقت الغلاء
فلیس باحتکار ولا تحريم فیہ واما غیر الاوقات فلا یحرم الاحتکار فیہ بکل حال انتہی بقدر حاجۃ و فی المجالس من جہن
غلاء ارضہ لا یكون محکما لانہ خالص حقہ لم یتعلق بہ حق العامة لکن لو کان للناس الیہ حاجۃ فلا یحصل ان
یبیعہ وایا یتنفع عن البیع کیون مسیأ لقلۃ شفقتہ علی المسلمین انتہی و فی موضع آخر و ہذا فیما یضر حبسہ عند حاجۃ

الیہ ما یجوز للبشر والبهائم کالبشر والشیع والتمو والشیع والزیب انہی اور علامہ علی بن محمد القاسمی فرمے
 صحیح البخاری میں فرماتے ہیں قال للزبانی احکمة احتکار الطعام ای حبسہ شرعاً بالغلل و هذا بحسب الخ
 و اما الفقہاء فقد اشتهروا بالماشر وطائفة من الفقہ انہی اور مجمع البحار میں مذکور ہے الحکم من الاحتکار
 ما ہو فی الاوقات وقت الغلاء للتجارة و یؤخر للغلاء لا یمایجا من قرینة او اشتراوی الرخص او خیرہ او اتاہ
 فی الغلاء لیس فی الحال پس اگر صغری میں احتکار سے مراد احتکار شرعی ہے پس صغری ممنوع ہے کیونکہ
 تجارت گندم اور جو اور چنے بلکہ جمیع اقسام اناج کے بلکہ جمیع اقسام اقوات بشر اور بہائم کے ہرگز
 احتکار شرعی نہیں چنانچہ سابقہ مفصلاً معلوم ہوا اور اگر مراد احتکار لغوی ہے تو مسلم ہے لیکن کبریٰ میں
 احتکار سے کیا مراد ہے اگر مراد احتکار شرعی ہے تو حد او وسط مکر نہیں چنانچہ خود ظاہر ہے اور اگر مراد احتکار
 لغوی ہے تو حد او وسط مکر ہے لیکن کبریٰ ممنوع ہے کیونکہ احتکار لغوی ہرگز حرام نہیں بلکہ جائز اور درست
 بلاد غدر بلکہ خود خیال القرون میں موجود تحقق تھا حرام نہیں صحیح مسلم میں جو ثانی صحاح ستہ ہوا اور بعض
 نزدیک اصح الکتاب بعد کتاب اللہ اور مقدم ہے صحیح البخاری پر سعید بن مسیب سے منقول ہے فقیل
 سعید فانک تحتکر قال سعید ان عمر الذی کان یحدث ہذا الحدیث کان یحتکر انہی پس سعید بن مسیب تابعی
 جلیل الشان اور عمر بن عبداللہ راوی حدیث سید الانس و اجمان جوزیتون کے تیل کا احتکار کرتے تھے
 سعادہ السزید کے مذہب کے موافق مکر تب حرام کی ٹھہرتے ہیں ولیس ہذا اول قارورة کسرت فی الاسلام
 اور اکابر اہل سنت و اجماع ہرگز او نہ مکر تب او سکا نہیں قرار دیتے ہیں بلکہ حدیث کو محمول احتکار شرعی پر
 کرتے ہیں اور انکے قول کو مخصوص باحتکار لغوی کرتے ہیں نووی شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں و اما ذکر
 فی الکتاب عن سعید بن مسیب ہم راوی الحدیث انہما کانما یحتکران فقال ابن عبدالبر و آخر انما کان
 یحتکران الزیت و حملاً الحدیث علی احتکار القوت عند الحاجة الیہ والغلاء و کذا حملاً الشافعی و ابو حنیفہ و آخر
 و ہوا صحیح انہی فقطع دابر القوام الذین ظلموا و اکملہ لہم رب العالمین و الصلوة علی رسولہ محمد وآلہ و اصحابہ
 اجمعین ہذا ما علینا ان نقول و منہ الحدیث حسن القبول نمقہ الصبد الخا ل الجانی السید امیر احمد النقی
 السہولانی بواہ الحدیث فی دار البہانی و سخر غزلان المقاصد و الامانی فقط مہر درین وقت موجود ہے
 ما نمقہ البحر القمقام و البحر المام راس الفقہاء و المحدثین سنداً لا ذکیاء و المحققین فہو صحیح حقیق و صدق
 انیق لا یتاہ الباطل من بین یدیہ و لا من خلفہ و انا الیمید الضعیف المستجیر الی رحمتہ ربی القدیر ابو محمد الشیرازی

سید عبدالرحمن لصلی اللہ علیہ وسلم لا یتجاوز عافی ہذا الجواب فماذا بعد الحق الا الضلال
کمالا یخفی علی اولی النہی والافضال

مخدوم شریعت مولیٰ عقلم	سید محمد	العقلم بجل اللہ الامیر	سید احمد حسن	ام المولیٰ و علم النہی
مؤلف حسین ۱۲۹۲ھ	مذہب حنفی	ابوالبرکت حافظ محمد ۱۲۹۲ھ	مفتی محمد امجدی	مفتی محمد امجدی

فی الواقع مطلقا تجارت غلام حرام نہیں ہو بلکہ احتکار شرعی جیسا کہ فیصلہ محجب صحیح بیان کیا ہے وہ اس علم
خریدہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ اچلی و خفی

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم بقولکم حکم اللہ تعالیٰ اندین صورت کفار سے مال خریدنے میں قاعدہ اور
یہ مقرر ہے کہ چاہے نقد لیوے چاہے اودھار مگر دام مدت پر لے کر لے کر تے ہیں بغیر مدت پر لے کر لے کر
قیمت نہیں کرتے اور مدت تین مہینے سے کم نہیں پھر جب وقت کہ قیمت طے ہوئی خریدار سے دستخط
کرا لیتے ہیں یعنی اب خریدار کو مال لینا ضرور ہوگا اور مال کی نکاحی اونکی کو ٹھیکوں سے ہو سکتا ہے
ایک صورت یہ ہے کہ فوراً روپیہ لے اور دوسری صورت یہ کہ تین مہینے کے بعد روپیہ دینے
مگر اس کے کاغذ میں یہ لکھا رہتا ہے کہ ہم چاہیں نقد لیکر مال دیوین چاہیں مدت پر دیوین پھر اگر کسیکو
مدت پر دیا تو ایک تمسک میثاقی تین مہینہ لکھوا لیتا ہے پھر اگر خریدار کے پاس روپیہ ہم ہوا اور
اندر ایک مہینہ خواہ دو مہینے کے داخل کرنا چاہا تو بائع کو یہ بھی اختیار باقی رہتا ہے کہ اندر میثاق کے
روپیہ لیوے خواہ میثاق معینہ پر لے لے کیونکہ میثاق معینہ پر روپیہ لینے میں تفصیل مفصلہ ذیل
بائع کا لفع ہے کہ اگر ایک مہینہ کے بعد روپیہ وصول ہوا تو مدت میں سے کہ دو مہینے باقی رہے
اوس مہینہ کافی سیکڑہ تین روپیہ کم لینا ہوگا اگر دو مہینہ کے بعد وصول ہوا تو ایک مہینہ کا کم لگا
اگر پوری مدت پر کہ تین مہینے ہی وصول ہوا تو کچھ بھی کم نہ لگے گا اور اگر فوراً بوقت طے ہونے قیمت کے
در قیمت وصول ہوا تو پوری مدت کا کہ تین مہینے ہیں فی سیکڑہ تین روپیہ کم لگائیں ان صورتوں میں
کہ فوراً روپیہ دینے میں اور مہینے دو مہینے کے بعد دینے میں قیمت طے شدہ سے کچھ کم لیتا ہے
خریدار کے حق میں جائز ہے یا نہیں یہاں تو جروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب خرید کرنا مال کا کفار سے باین طور کہ اگر نقد
روپیہ ادا کرے تو پوری قیمت معینہ بائع کو دینا ہوگی اور اگر بعد ایک مہینے یا دو مہینے یا تین مہینے
روپیہ ادا کرے تو فی سیکڑہ تین روپیہ یا زیادہ اوس قیمت معینہ سے دینا ہوگا یہ

فی الحقیقت بیان اور خرچ مال کا یعنی اگر خریدار نقد خرید کرے تو مثلاً سو روپیہ قیمت ہے اور اگر
بجلیک ماہ یا دو ماہ یا سہ ماہ کے قیمت اور اگرے قیمت مال ایک سو تین یا ایک سو چھ یا ایک سو
نور روپیہ دیوے اور تحریک کر لینا اس ضمن کا خریدار سے واسطے توفیق اور یادگاری کے ہے پس
یہ عقد حق خریدار میں شرعاً جائز ہے قال فی البدایہ و یجوز البیع تبین حال و موجب اذکان الاجل معلوما
لاطلاق قولہ تعالیٰ و احل البیع و عنہ علیہ السلام و الصلوۃ انہ اشتری من یودی طعاما الی اہل و سہم
و عانتی اور زیادت میں کی فی سیکڑا تین روپیہ ہر ماہ بین او میں بھی خریدار کو شرعاً کوئی قباحت
نہیں ہے قال فی رد المحتار ان الاجل یقابہ قسط من الثمن انتی اور بعد اس بات کے کہ بالغ نے خریدار
تسک میعادی تین مہینہ کا بر تقدیر بچنے بال کے مدت لکھو الیا اور مال او سکود یا پسل و سو قسین
بالغ منتحق لینے قیمت کا تین مہینے کی مدت میں ہے پھر اگر خریدار در میان میعاد و مدت کے روپیہ قیمت کا
اداکرے تو بالغ کو اختیار ہے چاہے قیمت بین المیعاد لیوے اور چاہے علی المیعاد لیوے اس واسطے
کہ ربح اور سکا جانب بالغ سے طرف حط بعض قیمت کے اور جانب خریدار سے طرف حط اجل کے
ہوگا اور ان دونوں امور میں شرعاً کچھ قباحت نہیں ہے قال فی البدایہ و غیرہ و صحیح الخطائین
واللہ سبحانہ اعلم و علمہ اتم العبد المحجب محمد ارشاد حسین عفی عنہ محمد ارشاد حسین

ابجواب صحیح محمد عبدالقادر ابجواب صواب عنایت اللہ و لدہ جلیب اللہ
صح ابجواب واللہ اعلم حررہ الراجی عفوہ بالقوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تاجا و زائد عن ذنبہ اکی و کھنی
استفتا کیا فرماتے ہیں علما و دین و مفتیان شرع متین اندرین باب کہ زانہ یا زانیہ
بابت عہدہ قضا یک صد سیکہ زمین و مہلغ یک روپیہ سروای و نکاح بندی و خلعت عیدین
وغیرہ بنام زید مقرر ہوا اور زید کے دو لپہر ہوئے ایک عمر و دوسرا بکر اور بعد فوت ہونے زید کے
وہ اشیاء مذکورہ بالا نصف نصف ہر دو لپہر ان مذکورین پر تقسیم ہوئیں اور بعد ازاں عمر و فوت
اور اسکی تین دختر اور ایک زوجہ رہی اور بعد بکر بھی فوت ہوا اور اسکی دو لپہر رہے اب زوجہ
عمر و نے اوس نصف اشیاء مذکورہ سے نصف برادر اپنے کو دیا اور نصف ایک دختر خورد این کو
بہیہ کیا پس بعد فوت ہونے باور زوجہ عمر و کے فرزند ان برادر زوجہ عمر و نے وہ اشیاء
عہدہ قضا ایک شخص کے ہاتھ فروخت کر دیے آیا بیع اور وہ بہیہ بموجب شرع قیمت غرامہ صحیح ہے

الباورہ علیہ بیان کر لی در مسئلہ شیخ حرر زائد صاحب باب عادی ثانیہ نسک تحریر

الشرطی فی شرط القبول حکم شرعی و ہوا ملک انتہی اور تفتیح فتاویٰ حامد یہ میں ہر مسئلہ فی مدیون استیغ میں
 ادا الدین میں جس کا حال ان لعقار اور غیرہ یکساں الوفاء من مسئلہ ای اندہ تفتیح فی بیع ملک اصل
 بیع القاضی علی حیث کان الحال اذرا جواب نعم انتہی واللہ اعلم حورہ الراجی عفوہ بہ القوی ابو الحسن
 محمد عہد الحی تجاوزا شد عن ذنبہ اعلیٰ و انتہی

تفتیح کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ سورو پیوٹ کے مثلاً بیع و شراء
 کی زیادتی پر جائز ہے یا نہیں بیوا تو ہر دو

ہو المصوب نوٹ ہر چند کہ خلقہ ثمن نہیں مگر عرفا حکم ثمن میں ہے بلکہ عین ثمن سمجھا جاتا ہے
 سو یہ ہے کہ اگر نوٹ سورو پیہ کا کوئی ہلاکت کر دے تو اصل مالک سورو پیہ تاوان لینا ہے اور
 سورو پیہ کا نوٹ جب بیجا جاتا ہے تو مقصود اس سے قیمت ملنا اس کا غنہ کی نہیں ہوتی ہے
 کیونکہ مرہن ہے کہ وہ کا غنہ و پیہ کا بھی نہیں ہے بلکہ مقصود سورو پیہ کا بیچنا اور اس کی قیمت
 لینا ہوتا ہے اور نوٹ سورو پیہ کا اگر کوئی شخص قرض لے تو بوقت ادا خواہ نوٹ سورو پیہ کا
 دیوے یا سورو پیہ دیوے دونوں امر مساوی سمجھے جاتے ہیں اور دائن کو کسی کے لینے میں
 مدیون سے عذر نہیں ہوتا ہے حالانکہ اگر مدیون غیر جنس بوقت ادا دیوے تو دائن نہیں لیتا ہی
 بخلاف بیون کے کہ وہ بھی اگر چہ عرفا ثمن ہیں مگر کیفیت ان کی نہیں ہے اگر ایک روپیہ کے
 عوض میں کوئی چیز خریدے یا ایک روپیہ کسی سے قرض لے اور بوقت ادا ایسے ایک روپیہ کے
 دیوے تو دائن اور فروخت کنندہ کو اختیار رہتا ہے کہ وہ لے یا نہ لے اور حاکم کی طرف سے اس پر
 جبر نہیں ہو سکتا کہ خواہ وہ پیسے لیے پس پیسے اگر چہ عرفا ثمن ہیں مگر عین ثمن خلقی نہیں سمجھو گے
 ہیں بخلاف نوٹ کے کہ یہ عین ثمن خلقی ہے کو عینیت خلقیہ نہیں بلکہ عینیت عرفیہ ہو پس تفاضل
 بیع فلوس میں جائز ہونے سے یہ نہیں لازم ہے کہ نوٹ میں بھی جائز ہو جائے کیونکہ پیسے غیر جنس
 ثمن ہیں حقیقتہً بھی اور عرفا بھی گو بوجہ اصطلاح اور عرف کے اس میں صفت ثنیت کی آگئی ہو پس
 ہر گاہ نوٹ عرفا جمیع احکام میں عین ثمن سمجھا گیا باب تفاضل میں اسی بنا پر حکم دیا جاوے گا
 اور تفاضل اس میں حرام ہوگا فانما الاعمال بالنیات و کل امری ما نوی اور اگر اس میں ربو حقیقتہً نہ ہو تو
 شبہ ربو سے تو مفر نہیں اور تمام کتب فقہ میں مرقوم ہے کہ شبہ ربو باعث حرمت ہے علاوہ ان

بیع و شراء نوٹ میں تفاضل اختیار کیا گیا مقصود اسکو بخراسکے کہ بعض کم روپیہ کے زیادہ روپیہ
 حاصل ہو جائیں اور کچھ نہوگا مگر بطور حیلہ کے وہ نوٹ کا معاملہ کریگا اور یہ ظاہر ہے کہ ایسے اس کتاب
 حیلہ سے حکم حلت کا نہیں ہو سکتا ہے تہذیب الاپان میں ہے انما الحرم ان یقصد بالتقوۃ الشرعیت
 غیر ما شرعہ اللہ فیصیر محاذ عالدینہ کا لاء الشرع فان مقصودہ حصول الثمن الذی حرم اللہ تبارک و تعالیٰ
 اواسقاطا باوجہ انتہی پس اگر نوٹ میں تفاضل قضاء جائز بھی ہو لیکن دیانۃ قیابینہ و بین الثمنی طرح
 درست نہوگا ایسوجہ سے کتب فقہ میں بیع عینیہ اور شراء باقل مایع وغیر ذلک کی ممانعت مذکور ہوئی
 اور احادیث اس باب میں بکثرت وارد ہیں جسے حرمت ایسے حیل کی ثابت ہوتی ہے اگر یہ شرط
 کہ نوٹ ہر گاہ ثمن خلقی نہیں ہے پس حکم اوسکا بعینہ کیونکر ہو سکتا ہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ چونکہ عرفا
 وہ عین ثمن خلقی سمجھایا گیا اور تمام مقاصد ثمن خلقی کے اوسکے ساتھ متعلق ہونے لاجرم باب
 تفاضل میں اوسکا اعتبار ہوگا لایسا دیانۃ فانہا متعلقۃ بالمقاصد وان کانت خفیۃ بانی رہا قول
 فتح القدیر کا الوباع کاخذۃ بالفیض انتہی پس مراد اوسکی یہ کاخذ نہیں کہ عین ثمن خلقی سمجھا گیا کیونکہ اسکا
 وجود ان زمانوں میں تھا بلکہ سادہ کاخذ ہر ما سخی والی والد اعلم بالصواب وعندہ ام الكتاب
 حررہ الراعی عفو ربہ القوی ابواحسنات محمد عبدالحی تاجا وز اللہ عن ذنیہ الجلی و الخفی
تفتا سوال سلم در غلوس رائج درست است یا نہ بینا تو جسروا
 ہوا المصوب ب مذهب امام رحہ درست است و بقول امام محمد رحہ درست نیست
 و این خلاف مثل خلاف در بیع غلوس مع التفاضل است و ستون معتبرہ براعتبار قول امام
 در نہر و سن کلمہ بودہ اند در تنویر الابصار می نویسد و بیع السلم فیما لکن ضبط صفتہ و معرفۃ
 قدرہ مکمل و عوزون ثمن وعدوی متقارب کجوز و بیض و فلس و لیں و اجر بکین معین انتہی
 و ز بحر الرائق می آرد و الفلس لانه عدوی بکین ضبط فصیح ان بکون سلمافیه قیل لا یصح عند محمد
 لانه ثمن مادام یروج و ظاہر الروایۃ عن الكل الجواز و اذا بطل تنبہا لا ینخرج عن الصد الى الوزن الا ان
 یمدرہ الی عرف انتہی والد علم حررہ الراعی عفو ربہ القوی ابواحسنات محمد عبدالحی تاجا وز اللہ عن ذنیہ الجلی و الخفی
تفتا چہ میفرماید علمای دین و مفتیان شیخ متین کہ در ملک گون قصابان سلم گاوان
 خود را بخدمت خاص سرکار در آورده و الا پیش نظر صاحب سارچن کہ در جای مذکور از سرکار برآید

رسالہ نوی عبدالباقی صاحب دفتر تہذیب و اصلاح کتب دینیہ و علمیہ در شان حضرت امام جعفر

مگر جس کے پیدا ہونے قبل اسکی بابت کوئی نرخ معین کر کے بیفلی قیمت دینا چاہیے ہے
 اگر نرخ لیا جاوے کہ اس طرح پریشگی روپیہ دینا جائز ہے تو نرخ کے تعین کی نسبت
 یعنی نیا بجاؤ جو مقرر کیا جاوے اسکو موجودہ نرخ یا اس شرح کی فصل پر کے نرخ سے
 درست ہونی چاہیے یا جو نرخ مندر بلین اپنی رضامندی سے مقرر کر لیوں بینہ تو جروا
 ہو گیا ہو سیتا درست ہے بشرطیکہ نرخ بوقت روپیہ دینے کے معین کر لیا جائے
 پیرا سقدارین کے خواہ فصل میں نرخ کم ہو یا زیادہ والہا علم سرورہ الراجر

مفتی القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز الدین ذنبہ الجلی وافتی
 مفتی چیمبرائند علما دین اندرین مسئلہ کہ تجارت تمباکو خوردنی و کشیدنی
 تر و خشک کی شرعاً درست ہے یا نہیں اور منافع اسکا حلال ہے یا حرام
 خصوصاً تجارت تمباکو خوردنی کی درست ہے اور چونکہ حقہ میں اختلاف واقع
 ہو گیا اسکو مکروہ لکھتے ہیں بناء علیہ تجارت تمباکو کشیدنی سے اجتناب چاہیو والہا علم
 سرورہ الراجر مفتی القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز الدین ذنبہ الجلی وافتی

خاصۃ المطبع

اندرین سبب التواضع والقدوة والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین
 انا لہم خدامہ فضل وکرم سے یہ مجموعہ فتاویٰ جلد اول مؤلفہ حضرت خاتم الفقہاء والمحدثین
 امام اہل قافلہ اہل جہان مولانا مولوی حاجی حافظ ابوالحسنات محمد عبدالحی القوی
 مفتی القوی مؤلف مرقدہ جسکو جناب مولوی محمد ایوب صاحب منبرہ مؤلف نے
 تیسری بار مرتبہ مفتی کی مرعہ کیا اور اس نئی طرز کے ساتھ بار اول ماہ ذیقعدہ ۱۳۸۵ ہجری
 ۱۳۸۵ ہجری میں مکمل کئے جسے حکم جناب مفتی محمد یوسف صاحب طبع ہو کر شائع ہوا فقط

المنشتر
 منبرہ مطبع یوسفی

فہرست مضامین استفتائے مجموعہ فتاویٰ جلد اول

موضوع	موضوع	موضوع	موضوع
۱. خطبه کتاب	۱. بدون بیان کیفیت آن مقدمه	۱. بدون بیان کیفیت آن مقدمه	۱. بدون بیان کیفیت آن مقدمه
۲. کتاب الکفر والایمان	۲. طعن بر عالم ادعای آیات غیب	۲. طعن بر عالم ادعای آیات غیب	۲. طعن بر عالم ادعای آیات غیب
۳. حکم خدا بکفر نکرد است حضرت	۳. وصیت بر قرب و بعیت علمی	۳. وصیت بر قرب و بعیت علمی	۳. وصیت بر قرب و بعیت علمی
۴. صدق رض و سبب شیخین قائل مر	۴. تحقیق نهی و تنوی علی العرش	۴. تحقیق نهی و تنوی علی العرش	۴. تحقیق نهی و تنوی علی العرش
۵. حضرت یوسف و داوود و غیره	۵. عدم جواز خانه و تاج و سلیم	۵. عدم جواز خانه و تاج و سلیم	۵. عدم جواز خانه و تاج و سلیم
۶. کتاب العقائد	۶. وادایای کرام بطریق استدلال	۶. وادایای کرام بطریق استدلال	۶. وادایای کرام بطریق استدلال
۷. اثبات عدم قدرت مابعدی	۷. ایشان را حاضر و ناظر دانست	۷. ایشان را حاضر و ناظر دانست	۷. ایشان را حاضر و ناظر دانست
۸. در ایجاد شریک خود	۸. ضلالت عقیده قائل عباد اله	۸. ضلالت عقیده قائل عباد اله	۸. ضلالت عقیده قائل عباد اله
۹. معنی حدیث متفرق معنی آیه	۹. در توفیق بیدار و حیرت تدبیر الهی	۹. در توفیق بیدار و حیرت تدبیر الهی	۹. در توفیق بیدار و حیرت تدبیر الهی
۱۰. کفر شیخین و قبول توکل و غیره	۱۰. استغناء در باره استواء علی العرش	۱۰. استغناء در باره استواء علی العرش	۱۰. استغناء در باره استواء علی العرش
۱۱. حکم عقائد شش شل و غیره	۱۱. در تحقیق لعن زبیر و کفر فارح	۱۱. در تحقیق لعن زبیر و کفر فارح	۱۱. در تحقیق لعن زبیر و کفر فارح
۱۲. جمیع صفات و اوصاف بدیل	۱۲. بحال ویت پروردگار عالم و تالیف	۱۲. بحال ویت پروردگار عالم و تالیف	۱۲. بحال ویت پروردگار عالم و تالیف
۱۳. حدیث ابن مسعود خلق سبع ارضین	۱۳. حکم منکر ولادت آنحضرت و در اندک	۱۳. حکم منکر ولادت آنحضرت و در اندک	۱۳. حکم منکر ولادت آنحضرت و در اندک
۱۴. حکم این حدیث	۱۴. سوفا خلاص از صفات نبوی مسلم	۱۴. سوفا خلاص از صفات نبوی مسلم	۱۴. سوفا خلاص از صفات نبوی مسلم
۱۵. حکم دیگر از معنی خبرانی	۱۵. عدم وجوب کافر کشی پس از تحلیف	۱۵. عدم وجوب کافر کشی پس از تحلیف	۱۵. عدم وجوب کافر کشی پس از تحلیف
۱۶. معنی این حدیث	۱۶. بقصد آقا را قتل نه ناید	۱۶. بقصد آقا را قتل نه ناید	۱۶. بقصد آقا را قتل نه ناید
۱۷. معنی این حدیث	۱۷. حرمت انشاء و اشعار در مذمت استقامت	۱۷. حرمت انشاء و اشعار در مذمت استقامت	۱۷. حرمت انشاء و اشعار در مذمت استقامت
۱۸. ثبوت حدیث کائنات بر ائمه	۱۸. و دیگر سوالات و جوابات	۱۸. و دیگر سوالات و جوابات	۱۸. و دیگر سوالات و جوابات
۱۹. اثبات حدیث کائنات بر ائمه	۱۹. عدم ثبوت ظهور حیات بر مرآت	۱۹. عدم ثبوت ظهور حیات بر مرآت	۱۹. عدم ثبوت ظهور حیات بر مرآت
۲۰. آنها ممکن حیوان است	۲۰. چنانکه واقع می شود	۲۰. چنانکه واقع می شود	۲۰. چنانکه واقع می شود
۲۱. اثبات خلق از شمارنده و زانها	۲۱. تحقیق معنی قول صاحب نظر و غیره	۲۱. تحقیق معنی قول صاحب نظر و غیره	۲۱. تحقیق معنی قول صاحب نظر و غیره
۲۲. معاذیانند بر این آنکه و غیره	۲۲. اناسلما آه و لعل قال این اوست آه	۲۲. اناسلما آه و لعل قال این اوست آه	۲۲. اناسلما آه و لعل قال این اوست آه
۲۳. آنحضرت علی الله علیه السلام و کتب و غیره	۲۳. و می بیند که آن آنحضرت قول معصوم	۲۳. و می بیند که آن آنحضرت قول معصوم	۲۳. و می بیند که آن آنحضرت قول معصوم
۲۴. بدون چون آنحضرت و غیره	۲۴. عقیده اشیاء و اشیاء و غیره	۲۴. عقیده اشیاء و اشیاء و غیره	۲۴. عقیده اشیاء و اشیاء و غیره
۲۵. تحقیق معصوم علیه السلام و غیره	۲۵. حکم کسی که قائل است وجود تحقیق شش	۲۵. حکم کسی که قائل است وجود تحقیق شش	۲۵. حکم کسی که قائل است وجود تحقیق شش
۲۶. الکیفیه نهی است که در آیات و صفات	۲۶. شل آنحضرت علی الله علیه و سلم و سلم	۲۶. شل آنحضرت علی الله علیه و سلم و سلم	۲۶. شل آنحضرت علی الله علیه و سلم و سلم
۲۷. مستوی علی العرش و غیره	۲۷. باب تلاوة القرآن	۲۷. باب تلاوة القرآن	۲۷. باب تلاوة القرآن
۲۸. صواب عقاید مستوی علی العرش	۲۸. اجابت تلاوة آیت قرآن با ترجمه	۲۸. اجابت تلاوة آیت قرآن با ترجمه	۲۸. اجابت تلاوة آیت قرآن با ترجمه

صفحه	مضمون استفتا	صفحه	مضمون استفتا	صفحه	مضمون استفتا
۸۶	در باب تعلیم کتابت بزرگان	۱۱۲	در اجابت غیر مکرر دست بانه	۱۱۲	مکان خیرین برای مصالح مسجد باشد
۸۵	در پیش من ترک الصلوة متعذر	۱۱۳	استنجایی کون مرقاب و سبیلان	۱۱۳	حکم بر آنکه در حق تعالی سوره را بخواند
۱۱۳	تفکیر صحیح است بانه	۱۱۳	قسم او طار از فضیلت و ثواب دای	۱۱۳	اجابت آنکه بکشد در ساجد
۱۱۳	موضوعیت برود و حدیث الغفار	۱۱۳	سند استنجایی بر این قیود حاصل است	۱۱۳	و او بگوید در کمال استنجایی
۹۸	در شستن از نا و طاهره حلال است	۹۸	حکم استنجایت بکون یا کبر	۱۱۳	حکم مسجد که از آن مقدس و تقدیر و تقدیر
۹۹	کتاب الطهارة	۹۹	حکم پا پوشش نجس	۱۱۳	حکم مسجد که بکشد تقدیر و تقدیر
۱۱۳	حکم غسل زن و مرد که از شستن بر سر	۱۱۳	باب الاستنجاس	۱۱۳	مسجد قدیم تیار کرده شود - هرگز
۹۹	خود یا قند و بری شکر اخلاص خود است	۱۱۳	نخواست تا الا بیکه خوگما و صدای	۱۱۳	و مسجد که کور و بنای مسجد جدید
۹۹	حکم غسل و حال استنجاء یک و در	۱۱۳	علیه طار و س می افتد	۱۱۳	مسجد محرم برای رضامندی غیر الله
۱۱۳	جواز نماز با لباس شسته نگذاشته شود	۱۱۳	حالت قند و شکر که صفا کرده شده	۱۱۳	حکم مسجد شریعی ندارد
۱۱۳	جواز خوردن طعام گاز و در حال	۱۱۳	است از استخوان فزونی و غیره	۱۱۳	دینای و کان در اسفل مسجد
۱۱۳	آب پی بشوید بکجه با سبیلان	۱۱۳	کتاب المساحة	۱۱۳	در یک ششای مسجد و بر آن بنده
۸۸	جواز خوردن آب از دست کافر و در	۱۱۳	مساله متعلقه هندسه	۱۱۳	و اگر آید از غیر کرده شود یا نه
۱۱۳	و طعام بخت از دست او تا و تقدیر	۱۱۳	کتاب المساجد	۱۱۳	در یک حوض یک مسجد که از مسجد یاد
۱۰۲	عضای دینی است به نجاست نباشد	۱۰۲	در مسجد با بیست و نه مسجد دیگر	۱۱۳	مسجدی تفاوتی بایه که آواز از آن مسجد
۸۹	جواز تمیز و سده و غیره که از وضو	۱۰۲	حکم در شستن مسجد که برای تفریق جامع است	۱۱۳	باید که مسجدی در یک مسجد
۱۱۳	تیمار از وضو شستن شود و عدم شستن	۱۰۲	حکم مسجد شستن جمع اجرای مسجد	۱۱۳	تعمیر نباید کرد
۹۰	حسبیت طهارت بر دست یا سده	۱۰۲	جواز اخراج جزئی از مسجد	۱۱۳	که است نماز از آن کردن در مسجد
۱۱۳	عدم طهارت اسلام آنکه طرف و حقه	۱۰۲	حکم در شستن آنکه آنکه آنکه آنکه	۱۱۳	سود و خالص اهل تیار کرده است
۱۱۳	استنادهند به مقام آورد	۱۰۲	میزبان آنکه آنکه در وسط مسجد	۱۱۳	حسب تیار کنانید مسجدی که یک نفر
۱۱۳	استخراج سکه طهارت آنکه در کان	۱۰۲	در است تمام و فوق این میزبانی	۱۱۳	وز و زبال ضمیمه او را نگذاشته است
۱۱۳	نماز و نماز و کسب خود و فوق میالین	۱۰۲	آنکه آنکه آنکه آنکه آنکه	۱۱۳	حکم آنکه آنکه آنکه آنکه
۹۱	مساله و افتاد آن نجاست در چاه	۱۰۲	در مسجد بدون آن که مسجد بر زمین	۱۱۳	حسب واپس کردن در یک برای
۹۱	تطبیق میان قول پیچایی و بیای	۱۰۲	در مسجد که با آنکه آنکه آنکه	۱۱۳	در مسجد طهارت است
۹۵	حسب و غیره در باب تمیز	۱۰۲	منع نماز مسجدی که بر زمین مشترک	۱۱۳	کتاب الصلوة
۹۵	حکم در وضو واجب است یا نه	۱۰۲	بدون اذن شرکاء تعمیر شده	۱۱۳	کتاب الصلوة
۹۶	حکم مسجدی که از غسل کردن ملکیست	۱۰۲	که است مسجد و شرکاء داخل مسجد	۱۱۳	کتاب الصلوة
۱۱۳	آیا وضو کنایه یا تمیز	۱۱۳	که است مسجد و شرکاء داخل مسجد	۱۱۳	کتاب الصلوة
۱۱۳	در آنکه استنجایی بکون یا آب است	۱۱۳	که است مسجد و شرکاء داخل مسجد	۱۱۳	کتاب الصلوة
۱۱۳	حکم مسجدی که با آنکه آنکه آنکه	۱۱۳	که است مسجد و شرکاء داخل مسجد	۱۱۳	کتاب الصلوة

موضوع	موضوع	موضوع	موضوع
۱۳۴	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۷
۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱
۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵
۱۴۶	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۹
۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳
۱۵۴	۱۵۵	۱۵۶	۱۵۷
۱۵۸	۱۵۹	۱۶۰	۱۶۱
۱۶۲	۱۶۳	۱۶۴	۱۶۵
۱۶۶	۱۶۷	۱۶۸	۱۶۹
۱۷۰	۱۷۱	۱۷۲	۱۷۳
۱۷۴	۱۷۵	۱۷۶	۱۷۷
۱۷۸	۱۷۹	۱۸۰	۱۸۱
۱۸۲	۱۸۳	۱۸۴	۱۸۵
۱۸۶	۱۸۷	۱۸۸	۱۸۹
۱۹۰	۱۹۱	۱۹۲	۱۹۳
۱۹۴	۱۹۵	۱۹۶	۱۹۷
۱۹۸	۱۹۹	۲۰۰	۲۰۱
۲۰۲	۲۰۳	۲۰۴	۲۰۵
۲۰۶	۲۰۷	۲۰۸	۲۰۹
۲۱۰	۲۱۱	۲۱۲	۲۱۳
۲۱۴	۲۱۵	۲۱۶	۲۱۷
۲۱۸	۲۱۹	۲۲۰	۲۲۱
۲۲۲	۲۲۳	۲۲۴	۲۲۵
۲۲۶	۲۲۷	۲۲۸	۲۲۹
۲۳۰	۲۳۱	۲۳۲	۲۳۳
۲۳۴	۲۳۵	۲۳۶	۲۳۷
۲۳۸	۲۳۹	۲۴۰	۲۴۱
۲۴۲	۲۴۳	۲۴۴	۲۴۵
۲۴۶	۲۴۷	۲۴۸	۲۴۹
۲۵۰	۲۵۱	۲۵۲	۲۵۳
۲۵۴	۲۵۵	۲۵۶	۲۵۷
۲۵۸	۲۵۹	۲۶۰	۲۶۱
۲۶۲	۲۶۳	۲۶۴	۲۶۵
۲۶۶	۲۶۷	۲۶۸	۲۶۹
۲۷۰	۲۷۱	۲۷۲	۲۷۳
۲۷۴	۲۷۵	۲۷۶	۲۷۷
۲۷۸	۲۷۹	۲۸۰	۲۸۱
۲۸۲	۲۸۳	۲۸۴	۲۸۵
۲۸۶	۲۸۷	۲۸۸	۲۸۹
۲۹۰	۲۹۱	۲۹۲	۲۹۳
۲۹۴	۲۹۵	۲۹۶	۲۹۷
۲۹۸	۲۹۹	۳۰۰	۳۰۱
۳۰۲	۳۰۳	۳۰۴	۳۰۵
۳۰۶	۳۰۷	۳۰۸	۳۰۹
۳۱۰	۳۱۱	۳۱۲	۳۱۳
۳۱۴	۳۱۵	۳۱۶	۳۱۷
۳۱۸	۳۱۹	۳۲۰	۳۲۱
۳۲۲	۳۲۳	۳۲۴	۳۲۵
۳۲۶	۳۲۷	۳۲۸	۳۲۹
۳۳۰	۳۳۱	۳۳۲	۳۳۳
۳۳۴	۳۳۵	۳۳۶	۳۳۷
۳۳۸	۳۳۹	۳۴۰	۳۴۱
۳۴۲	۳۴۳	۳۴۴	۳۴۵
۳۴۶	۳۴۷	۳۴۸	۳۴۹
۳۵۰	۳۵۱	۳۵۲	۳۵۳
۳۵۴	۳۵۵	۳۵۶	۳۵۷
۳۵۸	۳۵۹	۳۶۰	۳۶۱
۳۶۲	۳۶۳	۳۶۴	۳۶۵
۳۶۶	۳۶۷	۳۶۸	۳۶۹
۳۷۰	۳۷۱	۳۷۲	۳۷۳
۳۷۴	۳۷۵	۳۷۶	۳۷۷
۳۷۸	۳۷۹	۳۸۰	۳۸۱
۳۸۲	۳۸۳	۳۸۴	۳۸۵
۳۸۶	۳۸۷	۳۸۸	۳۸۹
۳۹۰	۳۹۱	۳۹۲	۳۹۳
۳۹۴	۳۹۵	۳۹۶	۳۹۷
۳۹۸	۳۹۹	۴۰۰	۴۰۱
۴۰۲	۴۰۳	۴۰۴	۴۰۵
۴۰۶	۴۰۷	۴۰۸	۴۰۹
۴۱۰	۴۱۱	۴۱۲	۴۱۳
۴۱۴	۴۱۵	۴۱۶	۴۱۷
۴۱۸	۴۱۹	۴۲۰	۴۲۱
۴۲۲	۴۲۳	۴۲۴	۴۲۵
۴۲۶	۴۲۷	۴۲۸	۴۲۹
۴۳۰	۴۳۱	۴۳۲	۴۳۳
۴۳۴	۴۳۵	۴۳۶	۴۳۷
۴۳۸	۴۳۹	۴۴۰	۴۴۱
۴۴۲	۴۴۳	۴۴۴	۴۴۵
۴۴۶	۴۴۷	۴۴۸	۴۴۹
۴۵۰	۴۵۱	۴۵۲	۴۵۳
۴۵۴	۴۵۵	۴۵۶	۴۵۷
۴۵۸	۴۵۹	۴۶۰	۴۶۱
۴۶۲	۴۶۳	۴۶۴	۴۶۵
۴۶۶	۴۶۷	۴۶۸	۴۶۹
۴۷۰	۴۷۱	۴۷۲	۴۷۳
۴۷۴	۴۷۵	۴۷۶	۴۷۷
۴۷۸	۴۷۹	۴۸۰	۴۸۱
۴۸۲	۴۸۳	۴۸۴	۴۸۵
۴۸۶	۴۸۷	۴۸۸	۴۸۹
۴۹۰	۴۹۱	۴۹۲	۴۹۳
۴۹۴	۴۹۵	۴۹۶	۴۹۷
۴۹۸	۴۹۹	۵۰۰	۵۰۱
۵۰۲	۵۰۳	۵۰۴	۵۰۵
۵۰۶	۵۰۷	۵۰۸	۵۰۹
۵۱۰	۵۱۱	۵۱۲	۵۱۳
۵۱۴	۵۱۵	۵۱۶	۵۱۷
۵۱۸	۵۱۹	۵۲۰	۵۲۱
۵۲۲	۵۲۳	۵۲۴	۵۲۵
۵۲۶	۵۲۷	۵۲۸	۵۲۹
۵۳۰	۵۳۱	۵۳۲	۵۳۳
۵۳۴	۵۳۵	۵۳۶	۵۳۷
۵۳۸	۵۳۹	۵۴۰	۵۴۱
۵۴۲	۵۴۳	۵۴۴	۵۴۵
۵۴۶	۵۴۷	۵۴۸	۵۴۹
۵۵۰	۵۵۱	۵۵۲	۵۵۳
۵۵۴	۵۵۵	۵۵۶	۵۵۷
۵۵۸	۵۵۹	۵۶۰	۵۶۱
۵۶۲	۵۶۳	۵۶۴	۵۶۵
۵۶۶	۵۶۷	۵۶۸	۵۶۹
۵۷۰	۵۷۱	۵۷۲	۵۷۳
۵۷۴	۵۷۵	۵۷۶	۵۷۷
۵۷۸	۵۷۹	۵۸۰	۵۸۱
۵۸۲	۵۸۳	۵۸۴	۵۸۵
۵۸۶	۵۸۷	۵۸۸	۵۸۹
۵۹۰	۵۹۱	۵۹۲	۵۹۳
۵۹۴	۵۹۵	۵۹۶	۵۹۷
۵۹۸	۵۹۹	۶۰۰	۶۰۱
۶۰۲	۶۰۳	۶۰۴	۶۰۵
۶۰۶	۶۰۷	۶۰۸	۶۰۹
۶۱۰	۶۱۱	۶۱۲	۶۱۳
۶۱۴	۶۱۵	۶۱۶	۶۱۷
۶۱۸	۶۱۹	۶۲۰	۶۲۱
۶۲۲	۶۲۳	۶۲۴	۶۲۵
۶۲۶	۶۲۷	۶۲۸	۶۲۹
۶۳۰	۶۳۱	۶۳۲	۶۳۳
۶۳۴	۶۳۵	۶۳۶	۶۳۷
۶۳۸	۶۳۹	۶۴۰	۶۴۱
۶۴۲	۶۴۳	۶۴۴	۶۴۵
۶۴۶	۶۴۷	۶۴۸	۶۴۹
۶۵۰	۶۵۱	۶۵۲	۶۵۳
۶۵۴	۶۵۵	۶۵۶	۶۵۷
۶۵۸	۶۵۹	۶۶۰	۶۶۱
۶۶۲	۶۶۳	۶۶۴	۶۶۵
۶۶۶	۶۶۷	۶۶۸	۶۶۹
۶۷۰	۶۷۱	۶۷۲	۶۷۳
۶۷۴	۶۷۵	۶۷۶	۶۷۷
۶۷۸	۶۷۹	۶۸۰	۶۸۱
۶۸۲	۶۸۳	۶۸۴	۶۸۵
۶۸۶	۶۸۷	۶۸۸	۶۸۹
۶۹۰	۶۹۱	۶۹۲	۶۹۳
۶۹۴	۶۹۵	۶۹۶	۶۹۷
۶۹۸	۶۹۹	۷۰۰	۷۰۱
۷۰۲	۷۰۳	۷۰۴	۷۰۵
۷۰۶	۷۰۷	۷۰۸	۷۰۹
۷۱۰	۷۱۱	۷۱۲	۷۱۳
۷۱۴	۷۱۵	۷۱۶	۷۱۷
۷۱۸	۷۱۹	۷۲۰	۷۲۱
۷۲۲	۷۲۳	۷۲۴	۷۲۵
۷۲۶	۷۲۷	۷۲۸	۷۲۹
۷۳۰	۷۳۱	۷۳۲	۷۳۳
۷۳۴	۷۳۵	۷۳۶	۷۳۷
۷۳۸	۷۳۹	۷۴۰	۷۴۱
۷۴۲	۷۴۳	۷۴۴	۷۴۵
۷۴۶	۷۴۷	۷۴۸	۷۴۹
۷۵۰	۷۵۱	۷۵۲	۷۵۳
۷۵۴	۷۵۵	۷۵۶	۷۵۷
۷۵۸	۷۵۹	۷۶۰	۷۶۱
۷۶۲	۷۶۳	۷۶۴	۷۶۵
۷۶۶	۷۶۷	۷۶۸	۷۶۹
۷۷۰	۷۷۱	۷۷۲	۷۷۳
۷۷۴	۷۷۵	۷۷۶	۷۷۷
۷۷۸	۷۷۹	۷۸۰	۷۸۱
۷۸۲	۷۸۳	۷۸۴	۷۸۵
۷۸۶	۷۸۷	۷۸۸	۷۸۹
۷۹۰	۷۹۱	۷۹۲	۷۹۳
۷۹۴	۷۹۵	۷۹۶	۷۹۷
۷۹۸	۷۹۹	۸۰۰	۸۰۱
۸۰۲	۸۰۳	۸۰۴	۸۰۵
۸۰۶	۸۰۷	۸۰۸	۸۰۹
۸۱۰	۸۱۱	۸۱۲	۸۱۳
۸۱۴	۸۱۵	۸۱۶	۸۱۷
۸۱۸	۸۱۹	۸۲۰	۸۲۱
۸۲۲	۸۲۳	۸۲۴	۸۲۵
۸۲۶	۸۲۷	۸۲۸	۸۲۹
۸۳۰	۸۳۱	۸۳۲	۸۳۳
۸۳۴	۸۳۵	۸۳۶	۸۳۷
۸۳۸	۸۳۹	۸۴۰	۸۴۱
۸۴۲	۸۴۳	۸۴۴	۸۴۵
۸۴۶	۸۴۷	۸۴۸	۸۴۹
۸۵۰	۸۵۱	۸۵۲	۸۵۳
۸۵۴	۸۵۵	۸۵۶	۸۵۷
۸۵۸	۸۵۹	۸۶۰	۸۶۱
۸۶۲	۸۶۳	۸۶۴	۸۶۵
۸۶۶	۸۶۷	۸۶۸	۸۶۹
۸۷۰	۸۷۱	۸۷۲	۸۷۳
۸۷۴	۸۷۵	۸۷۶	۸۷۷
۸۷۸	۸۷۹	۸۸۰	۸۸۱
۸۸۲	۸۸۳	۸۸۴	۸۸۵
۸۸۶	۸۸۷	۸۸۸	۸۸۹
۸۹۰	۸۹۱	۸۹۲	۸۹۳
۸۹۴	۸۹۵	۸۹۶	۸۹۷
۸۹۸	۸۹۹	۹۰۰	۹۰۱
۹۰۲	۹۰۳	۹۰۴	۹۰۵
۹۰۶	۹۰۷	۹۰۸	۹۰۹
۹۱۰	۹۱۱	۹۱۲	۹۱۳
۹۱۴	۹۱۵	۹۱۶	۹۱۷
۹۱۸	۹۱۹	۹۲۰	۹۲۱
۹۲۲	۹۲۳	۹۲۴	۹۲۵
۹۲۶	۹۲۷	۹۲۸	۹۲۹
۹۳۰	۹۳۱	۹۳۲	۹۳۳
۹۳۴	۹۳۵	۹۳۶	۹۳۷
۹۳۸	۹۳۹	۹۴۰	۹۴۱
۹۴۲	۹۴۳	۹۴۴	۹۴۵
۹۴۶	۹۴۷	۹۴۸	۹۴۹
۹۵۰	۹۵۱	۹۵۲	۹۵۳
۹۵۴	۹۵۵	۹۵۶	۹۵۷
۹۵۸	۹۵۹	۹۶۰	۹۶۱
۹۶۲	۹۶۳	۹۶۴	۹۶۵
۹۶۶	۹۶۷	۹۶۸	۹۶۹
۹۷۰	۹۷۱	۹۷۲	۹۷۳
۹۷۴	۹۷۵	۹۷۶	۹۷۷
۹۷۸	۹۷۹	۹۸۰	۹۸۱
۹۸۲	۹۸۳	۹۸۴	۹۸۵
۹۸۶	۹۸۷	۹۸۸	۹۸۹
۹۹۰	۹۹۱	۹۹۲	۹۹۳
۹۹۴	۹۹۵	۹۹۶	۹۹۷
۹۹۸	۹۹۹	۱۰۰۰	۱۰۰۱

[illegible]

موضوع	صفحه	موضوع	صفحه
در بیم و اختلاف در اعتبار اختلاف	۲۸۰	مضمون استفتا	صفحه
در اعتبار تار و پودم و در افتاد	۲۸۱	بجای نزع زین تعلیه لافیه الوری	۲۸۰
در دیت بلال	۲۸۵	از سال و در ایام اتم الک	۲۸۱
کفاره در ادای صیام و فحاک	۲۸۶	عدم بر از خود و زن و حقه ارکان	۲۸۲
در قضای و عیال و غیر آن	۲۸۷	حقت ابشر ضرورت	۲۸۳
در افتاد و اختلاف و طالع شهور	۲۸۸	در حقت زین و در بر ایام نوشتن	۲۸۴
در دیت بلال و در پیشبرد	۲۸۹	از شیر	۲۸۵
افتاد و در دیت و در پیشبرد	۲۹۰	افتاد و در نکاح زن و در پیشبرد	۲۸۶
بصورت افتاد و در نکاح	۲۹۱	در شیه که نوشتن بر انی گفته و در نکاح	۲۸۷
در اعتبار و در نکاح و در نکاح	۲۹۲	حقت نکاح زن و عیال یا و در	۲۸۸
افتاد و در نکاح و در نکاح	۲۹۳	علم عیال و در نکاح	۲۸۹
در نکاح و در نکاح و در نکاح	۲۹۴	در نکاح و در نکاح و در نکاح	۲۹۰
در نکاح و در نکاح و در نکاح	۲۹۵	افتاد و در نکاح و در نکاح	۲۹۱
در نکاح و در نکاح و در نکاح	۲۹۶	در نکاح و در نکاح و در نکاح	۲۹۲
در نکاح و در نکاح و در نکاح	۲۹۷	در نکاح و در نکاح و در نکاح	۲۹۳
در نکاح و در نکاح و در نکاح	۲۹۸	در نکاح و در نکاح و در نکاح	۲۹۴
در نکاح و در نکاح و در نکاح	۲۹۹	در نکاح و در نکاح و در نکاح	۲۹۵
در نکاح و در نکاح و در نکاح	۳۰۰	در نکاح و در نکاح و در نکاح	۲۹۶
در نکاح و در نکاح و در نکاح	۳۰۱	در نکاح و در نکاح و در نکاح	۲۹۷
در نکاح و در نکاح و در نکاح	۳۰۲	در نکاح و در نکاح و در نکاح	۲۹۸
در نکاح و در نکاح و در نکاح	۳۰۳	در نکاح و در نکاح و در نکاح	۲۹۹
در نکاح و در نکاح و در نکاح	۳۰۴	در نکاح و در نکاح و در نکاح	۳۰۰
در نکاح و در نکاح و در نکاح	۳۰۵	در نکاح و در نکاح و در نکاح	۳۰۱
در نکاح و در نکاح و در نکاح	۳۰۶	در نکاح و در نکاح و در نکاح	۳۰۲
در نکاح و در نکاح و در نکاح	۳۰۷	در نکاح و در نکاح و در نکاح	۳۰۳
در نکاح و در نکاح و در نکاح	۳۰۸	در نکاح و در نکاح و در نکاح	۳۰۴
در نکاح و در نکاح و در نکاح	۳۰۹	در نکاح و در نکاح و در نکاح	۳۰۵
در نکاح و در نکاح و در نکاح	۳۱۰	در نکاح و در نکاح و در نکاح	۳۰۶
در نکاح و در نکاح و در نکاح	۳۱۱	در نکاح و در نکاح و در نکاح	۳۰۷
در نکاح و در نکاح و در نکاح	۳۱۲	در نکاح و در نکاح و در نکاح	۳۰۸
در نکاح و در نکاح و در نکاح	۳۱۳	در نکاح و در نکاح و در نکاح	۳۰۹
در نکاح و در نکاح و در نکاح	۳۱۴	در نکاح و در نکاح و در نکاح	۳۱۰
در نکاح و در نکاح و در نکاح	۳۱۵	در نکاح و در نکاح و در نکاح	۳۱۱

مضمون استفتا

مضمون استفتا

صفحہ

بر دیگر و اختیار متولی ساختن دیگر

در وقوع طلاق

۳۶۰

عدم جواز وقف بجمع بیع الی

سبب طلاق

۳۶۱

از جانب مشتری

کتاب الفقہ و

۳۶۲

عدم جواز صرف اسباب مسجد

عوان کمال ثانی زن تنفیہ فاقد الزوج از

۳۶۳

بمسجد دیگر و عدم جواز بناس

یواریخ سان رسول امام مالک و ضرورت

۳۶۴

و تصرف در زمین مسجد

عدم تقسیم میراث مفقود و انحصار شخصت

۳۶۵

حکم صرف اوقاف مسجد و مدرسه

بیمه بشارت سال و محافظت مال

۳۶۶

و قراوت خطبه زبان فارسی

از وکیل و امین و شخص مقرر و نجای حکم

۳۶۷

بودن موقوف در ملک و وقف

کتاب التولیہ

۳۶۸

از جمله شرط و وقف است

استحقاق حکم تعیین و تبدیل ولی و صورت

۳۶۹

در حیوانات متروکه می شود

اسراف و تبذیر بر پدر

۳۷۰

عزل اولاد خادمن مزار و الدخود و

ولایت نکاح بر ارم و عصیه و انتظام برادر

۳۷۱

وقت ظهور ترم و متعلقه و وقف

آن تازان بلوغ و انزال و غیره

۳۷۲

کتاب البیوع

بررسی پدر و جد و نایب قاضی و قاضی

۳۷۳

در جواز اتفقی مشتری از زمین که حاکم

حکم ولایت با ارباب تصرفات مانیه

۳۷۴

از غیر مالک بقتل قیمت نیلام کرد

در مال طفل صغیر

۳۷۵

عدم جواز تجارت بر ارم و دار بودن اعمت

مسئله متعلقه و تلفیه و مقرره

۳۷۶

در است نفع مالیکه جا کرا آ و رده

سخایب مدلمان و غیره

۳۷۷

به نفع فرد و مستند شد

کتاب الوقف

۳۷۸

حکم نفع زائد از قیمت مجید مالک

عدم جواز دعوی بقیه زمین و وقف

۳۷۹

در صورت اجازت دست

سرکاری و تولیت او

۳۸۰

عدم جواز خریدن غیر نزد شافعیه

اعتبار شهادت بالشاح بر اسے

۳۸۱

اگر چه برای سر که کردن باشد

اثبات وقف

۳۸۲

حکم جواز بیع پوست مردار غیر بد بو

عدم ملک کسی بر مال و وقف

۳۸۳

و غیره و جواز استعانة آن حیوان برده و موی

لزوم صرف مبلغی که برای مسجد معین وقت

۳۸۴

و پیر و چیزی که در آن حیات معلول ندارد

کرده شد بر آن نه بر مسجد دیگر

۳۸۵

و هر پوست حیوان که از دباغت

عدم جواز وقف مال غیر ملوک و وقف

۳۸۶

پاک شود از ذبح نیز پاک شود

عدم جواز وقف مشاع و غیره

۳۸۷

جواز زبانی شدن بسبب جل و محافظت

عدم جواز تغیر حکم متولی بر ملک و وقف بشرط

۳۸۸

عبارت صلح بهایه مر عبارت مشق و را

عدم تغیر ایشان وقف کرد و غیره

۳۸۹

تعیین ملک موکل در صورت خریدن

عدم اختیار و وقف علیه وقف و غیره

۳۹۰

نام کتاب

الملك المشهور
الرسول الامام محمد بن عبد الله
عبارت من في سقوط السجدة
لولا ان محمد بن عبد الله
تجشيه

باب
تجشيه مع سدي يوسف
ابا دين احسان

كاشيه مع زيني زاده
كاشيه در دجواشي عديده

اللاكي المصنوع

موطا امام محمد بن
مجموعه فتاوى ابو ناسر محمد بن عبد الله

جلد اول

جلد ثاني

جلد ثالث

فقه

مجموعه محرم افندي

مجموعه امام الكلام

مجموعه خطيب

فقه المصلي

مجموعه ثنائي رسائل
الفتاوى البنية في التثريب

نام کتاب

امارة الخیر سوال الطیر و در الفلك
في حصول الجملة بالبحر والملك
جمع الدرر في رد نشر الدرر
خسرة العالم الوفاة مرجع العالم
غاية النحال في ما يتعلق بالنحال

مع تعلية لفقير الانفس
نخبة الاخير في احياء رسته سيد الادب
مع تلوية نخبة الانظار في حكم الفطرة
في حكم البيعة لولا ان محمد بن عبد الله

مجموعه ميرزا ابراهيم ساله
يعني خواش زاده مع تعلية قطبية
ولوار الهدى في الليل والدي

لور و هاية الوري الى لوار الهدى
ومصباح الهدى في لوار الهدى
و نور الهدى في لوار الهدى
و علم الهدى على خواش نور الهدى

و حاشية مولانا مولوي
محمد فضل المدرم فرنگي محلي

بيدي شرح هداية ملك تجشيه

مولانا محمد عبد الحكيم رحمه الله

مجموعه حل المعاهد

مشول الى مقام المدرس

مختصر معاني مع حاشية تجويد

ميرزا ابراهيم شرح مواقف

مجموعه سبع رسائل
مجموعه نخبة الطلبة

نام کتاب

ملاحضات شرح مسلم
مير مطول
مجموعه ميرزا ابراهيم جلال
مجموعه عبد الفتور
مختصر معاني تجشيه عديده

مجموعه ست رسائل
مجموعه خمس رسائل
نور الانوار مع حاشية في الامور
لولا ان محمد عبد الحكيم رحمه الله

نوار الوصول
تيسير مع حل از مولوي عبد الحكيم
نفع المفتي

نزهة الفكر في الجهر والذكر
نقطة اليمين
الوسيلة الجليلية

هداية كامل تجشيه لولا ان محمد بن عبد الله
جلدين اولين

جلدين اخيرين
هدية مختار به شرح

العضدية از مولانا محمد

عبد الحكيم رحمه الله

محمد يوسف مالک مطبع

محمد يوسف دنگلي محل لکھنؤ

محمد يوسف دنگلي محل لکھنؤ

خود

الحمد للہ علیٰ اصحابہ کرامہ الذین جمعہ قلمی
جلد اول مولفہ حضرت خاتم النبیا و المرسلین
مولانا مولوی حاجی حافظ ابوالحسنات
کفنی فرنگی کلی نور احمد مرقدہ جسکو نور چشم مولوی
سلیم بیگم بیگم نے موافق ترتیب ابواب کفنی کے
اس نئی ترتیب کے ساتھ محسن و خوبی بار بار
۱۳۰۳ ہجری بمطبعی بریلی فرنگی
ہوا جو نگار کا حق کا اور شہنام راہم محفوظ ہے لہذا
امانت راہم کہ اس کے نسخہ کا خیال بھی نہیں نہ لائیں بلکہ
بوسطنی بریلی فرنگی محل لکھنؤ سے طلب فرمائیں

محمد بیگ مالک مطبع بریلی
فرنگی محل لکھنؤ

